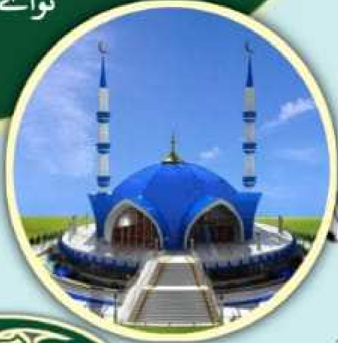
فَسئَلُوا اَهلَ الذِّكرِ اِن كُنتُم لَاتَعلَمُونَ

تواےلوگوعلم والوں سے پوچھواگرتمہیں علم نہیں



عطایا النبی الاختر فی فتاوی فخر ازہر

المعروف

جلد اول

فتاوی فخر ازہر

مرتب

حضرت علامہ مولانا امجد رضا

پٹھن پورہ سیتامڑھی بہار

حسب فرمائش

حضرت حافظ وقاری محمد ایوب رضا خان یارعلوی

ملہی پور شراوستی یوپی

ناشر. فخر ازہر واٹس ایپ گروپ

الصلاۃ والسلام علیک یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

(فسئلوا اھل الذکر ان کنتم لا تعلمون)

تو اے لوگو! علم والوں سے پوچھو اگر تمہیں علم نہیں (کنزالایمان)

عطایا النبی الاختر فی فتاوی الفخر ازہر

المعروف

فتاوی فخر ازہر

مرتب

محمد امجد رضا سیتا مڑھی بہار

ناشر

جملہ اراکین فخر ازہر واٹس ایپ گروپ

جملہ حقوق بحق ناشر محفوظ ہیں

کتاب کا نام	:	فتاوی فخر ازہر
مصنفین	:	جملہ محبیان فخر ازہر واٹس ایپ گروپ
نظر ثانی	:	حضرت علامہ ومولانا مفتی عطاء اللہ نعیمی قدسرہ
		حضرت علامہ ومولانا مفتی مقصود عالم المعروف فرحت ضیائی صاحب قبلہ
کلمات دعائیہ	:	حضرت علامہ ومولانا مفتی فیضان المصطفی صاحب قبلہ دام ظلہ العالی
کلمات تحسین	:	حضرت علامہ ومولانا مفتی محمد شمشاد حسین رضوی مدظلہ العالی
تقریظ جلیل	:	حضرت علامہ ومولانا مفتی عطاء اللہ نعیمی قدسرہ
تقریظ جمیل	:	حضرت علامہ ومولانا مفتی عبد المالک مصباحی صاحب قبلہ
مقدمہ	:	حضرت علامہ ومولانا مفتی مقصود عالم المعروف فرحت ضیائی صاحب قبلہ
ترتیب	:	احقر محمد امجد رضا امجدی سیتامڑھی بہار
کمپیوزنگ	:	فقیر تاج محمد قادری واحدی اترولوی 9984820639
پروف ریڈنگ	:	جملہ اراکین فخر ازہر واٹس ایپ گروپ
سنہ اشاعت	:	۱۴۴۲ ہجری بمطابق ۲۰۲۱ عیسوی
صفحات	:	چارسو اکسٹھ (۴۶۱)

(شرف انتساب)

میں اپنی اس کاوش کو اپنے مرشد گرامی؛ یادگار اسلاف تیغ بے نیام، اعلم العلماء شیخ الفقہاء پیر طریقت؛ رہبر شریعت؛ حضور تاج الشریعہ حضرت العلام الشاہ المفتی محمد اختر رضا خاں الازہری خلیفہ حضور مفتی اعظم ہند رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہما

اور

(۲) استاذ الاساتذہ پیر طریقت استاد گرامی حضرت علامہ عبد الکریم صاحب قبلہ رضوی؛ مدظلہ العالیہ پٹھن پورہ سرسنڈ سیتا مڑھی بہار

اور

(۳) جملہ محبین کے والدین؛ عزیز و؛ اقرباء؛ جو دنیا سے رخصت ہو چکے ہیں ان کے کے لئے اس کو ذریعہ نجات بنا کر اخروی سعادتوں سے مالا مال فرمائے (آمین بجاہ سید المرسلین)

گر قبول افتد زہے عز و شرف

اسیر حضور تاج الشریعہ

(مولانا) محمد قیام الدین المعروف بہ محمد امجد رضا امجدی

پٹھن پورہ؛ سرسنڈ؛ سیتا مڑھی ۲۶ ربیع الآخر ۱۴۴۲ھ

(دعائیہ کلمات)

ماہر درسیات، غواص بحرِ علم وحکمت، معمار قوم وملت، استاذ العلماء حضرت علامہ ومولانا مفتی فیضان المصطفیٰ صاحب قبلہ
دام ظلہ العالی نائب پرنسپل طیبۃ العلماء جامعہ امجدیہ گھوسی مؤیوپی

نحمدہ ونصلی علی حبیبہ الاعلیٰ تازہ فتاویٰ کا مجموعہ، **فتاویٰ فخر ازہر**، واٹس ایپ پر باصرہ نواز ہوا اس مجموعہ فتاویٰ سے چند فتاویٰ دیکھ سکا اور جس قدر دیکھا الحمدللہ اطمینان بخش پایا یہ مجموعہ فتاویٰ دور حاضر کی تیز رفتار ٹکنالوجی کو دین و مذہب کی اعلیٰ خدمت کے لئے استعمال کرنے کا ایک نمونہ اور مثال ہے فیس بک اور واٹس ایپ جیسے سوشل میڈیا سے خیر کم اور شر زیادہ پھیلتے ہیں سوشل میڈیا کے کسی کام پر اعتماد کرنا بھی مشکل ہے لیکن انہیں حالات میں ہمارے کچھ فضلاء اور نوجوان علماء جو دینی کاموں کے حوالے سے اخلاص کی نعمت سے نوازے گئے ہیں شوسل میڈیا کو بھی خزینۂ علم اور دیندار بنادیا ہے یقیناً وقت کی ضرورت ہے کہ ہمارے معتمد علماء کرام سوشل میڈیا پر آئیں اور نئی نسل کو اپنے علمی وعرفانی فیوض و برکات سے سرشار کریں ورنہ اگر ہمارے علمائے کرام اپنے چشمۂ عالم سے نوجوانان قوم تک پہنچ کر انہیں سیراب کرنے کی کوشش نہ کی تو وہ آپکے در تک آنے والے نہیں وہ چشمۂ صافی کی بجائے کسی بظاہر خوشنما لیکن گدلے پنگھٹ سے ہی پیاس بجھائیں گے ہمیں ایسے علمائے کرام کو دیکھ کر خوشی ہوتی ہے جو مذہب وملت اور حق وصداقت کا پرچم سوشل میڈیا پر بھی بلند رکھتے ہیں انہیں میں ایک مقتدر عالم دین حضرت مولانا مفتی محمد رضا امجدی صاحب ہیں جو ایک باصلاحیت عالم دین اور مفتی ہیں موصوف کے کئی فتاویٰ نظروں سے گزرے اور دیکھ کر مسرت ہوئی فتاوی لکھنے میں بھرپور حزم واحتیاط کو کام میں لاتے ہیں مستفتی کے سوال کے تمام گوشوں پر نظر رکھتے ہیں اور اس کے جواب میں علماء اہلسنت کے مستند فتاوی سے مدد لیتے ہیں پھر بھی کہیں ضرورت محسوس ہوتی ہے تو اپنے اساتذہ اور دیگر مفتیان کرام سے استصواب بھی کرتے ہیں آپ کے ساتھ ذی استعداد علماء اور مفتیان کی ٹیم ہے مفتیان کرام کی یہ انجمن بھی ایک نمونہ ہے کے کیسے مل جل کر دین کا کام کیا جاتا ہے ان تمام حضرات کے فتاوی میں موزونیت اور یگانگت کا احساس ہوتا ہے ماخذ کے انتخاب اور فتوی کی عبارت کے اسلوب میں احتیاط ہے امید ہے کہ اس مجموعہ فتاوی سے لوگ فائدہ اٹھائیں گے اور مرتبین کے لئے سعادت دارین کی دعائیں کریں گے اللہ تعالی اپنے حبیب کریم علیہ الصلاۃ والسلام کے صدقے ان تمام حضرات کے علم میں تازگی وبالیدگی عطا کرے اور قوت حافظہ میں برکتیں دے اور دار آخرت کی نعمتوں سے نوازے اور فتوی نویسی میں حزم واحتیاط" خشیت ربانی" اور اخلاص وللہیت" پر باقی وجاری رکھے۔

آمین بحرمۃ سید المرسلین وعلی آلہ واصحابہ افضل الصلاۃ والتسلیم

احقر الوری فقیر فیضان المصطفیٰ قادری عفی عنہ

۸ جمادی الاول ۱۴۴۲ھ

(کلمات تحسین)

مجبوب العلماء محقق ذیشان، پاسبانِ سنیت، جامع معقول ومنقول حضرت علامہ ومولانا مفتی محمد شمشاد حسین رضوی مدظلہ العالی، رضوی دارالافتاء، محلہ چودھری سرائے بدایوں صدر مدرسہ مدرسہ شمس العلوم گھنٹہ گھر بدایوں

الحمدللہ لولیہ والصلوٰۃ والسلام علیٰ رسولہ وآلہ واصحابہ اجمعین میں فقیر سراپا تقصیر اس لائق نہیں کہ" دعائیہ کلمات" تحریر کرسکوں یہ بڑے لوگوں کی باتیں ہیں میں بہت چھوٹا ہوں مجھ سے محبت کرنے والے کچھ افراد بالخصوص عزیز گرامی" حضرت مولانا مفتی محمد رضا امجدی سیتامڑھی" نے **"فتاوی فخر ازہر"** کے لئے" دعائیہ کلمات" تحریر کرنے کا التماس کیا یہ خیر ان کی محبت ہے کسی چاہنے والے نے مجھے چاہا ہے کسی چاہنے والے کے دل کو دُکھانا مناسب نہیں دل کو توڑنا آسان ہوتا ہے مگر دل کو جوڑنا بہت مشکل ہوا کرتا ہے میں نے بھی دل جوڑنے والے جذبہ واحساس یعنی" کلماتِ تحسین" لے کر حاضر ہوا ہوں عزم وحوصلہ کی بلندی" ارادہ کی پختگی" نیتوں کا اخلاص" خوشگوار احساسات وجذبات" اور فکر وخیال کی پاکیزگی" یہ سارے ایسے اُمور ہیں اور فوز مرامی کی راہوں کو ہموار کرتے ہیں اور نیکی کے راستہ پر چلتے ہوئے قدموں کو مہمیز لگاتے ہیں ایسے افراد کے لئے نئی زمین نیا آسمان اور نئے امکانات وجہات کی تلاش کوئی زیادہ مشکل نہیں ہوتی ہے مجھے فخر ہے اپنی جماعت کے ان افراد ذی وقار پر جنہوں نے" واٹس ایپ" جیسی نئی زمین تلاش کی جس میں انہوں نے کدوکاوش اور کافی جدوجہد کرنے کے بعد" فتاوی فخر ازہر" کے نام سے کتاب تالیف کی جو pdf کے مرحلہ سے گزر رہی ہے جن مفتیان کرام نے اس میں حصہ لیا میں ان کو سلام کرتا ہوں اور ان کی کدوکاوش کو خراج عقیدت پیش کرتا ہوں یہ ہماری جماعت اہل سنت کے وہ فعال ومتحرک اور سرگرداں افراد ہیں جو بلندیوں پر فائز ہیں اور ان میں ایسے بلند وبالا ارادے اعلی پیمانے پر حوصلہ پائے جاتے ہیں جو کوہ ہمالہ کی چوٹیوں کو بھی روند سکتے ہیں اور سنگلاخ زمینوں میں بھی لالہ وگل اُگانے کی ہمت رکھتے ہیں" زمین کیا چیز ہے؟ سخت چٹانوں کو بھی پانی پانی کرسکتے ہیں ان کے ارادوں کو بھانپتے ہوئے کہا جاسکتا ہے کہ ان کے لئے جوئے شیر جاری کرنا کوئی امر دشوار نہیں اس لئے میں اس کتاب کی اشاعت و pdf پر مبارک باد پیش کرتا ہوں اور دعا کرتا ہوں کہ خلق ارض وسما ان کی کاوشوں کو قبول فرمائے اور اسے زاد آخرت کے طور پر قبول فرمائے اور اس بات کا مشورہ دیتا ہوں کہ اپنی تلاش، سعئ پیہم کو جاری رکھیں اور" جماعتی نظام" میں" تحریکی قوت" ابھارتے رہیں اِس وقت یہی وقت کی پکار اور ضمیر کی آواز ہے۔

دعائیں میری اور کامیابی اس کے دست قدرت میں ہے جس نے شب دیجور کو ماہ ونجوم سے سجایا ہے اور دنوں کو" خورشید تاباں سے اُجالا کیا ہے انشاء اللہ آپ کی شخصیات بھی اجلی، صاف ستھری اور پاکیزہ ہونگی۔ اور آنے والے دنوں میں نقوش

قدم ثابت ہونگی .میں نے صرف حضرت مولانا مقصود عالم فرحت ضیائی کا مقدمہ اور حضرت مولانا عبد الملک صاحب کی ایک تحریر پرنور کا مطالعہ کیا ہے۔

محمد شمشاد حسین رضوی

خادم رضوی دارالافتاء محلہ چودھری سرائے بدیوں صدر مدرس مدرسہ شمس العلوم گھنٹہ گھر بدایوں

۵ر جمادی الاول ۱۴۴۲ھ

(تقریظ جلیل)

فخر العلماء شہنشاہ مسند تدریس مصنف کتب کثیرہ حضرت علامہ ومولانا مفتی عطاء اللہ نعیمی قدسرہ

خادم الحدیث والافتاء جامعۃ النور جمیعۃ الاشاعت اہلسنت، کراچی، (پاکستان)

کارِ افتاء ایک نازک ترین اور بہت زیادہ مشکل کام ہے، اس کے لیے اصول وقواعد سے آگاہی اور فقہی جزئیات پر کامل دسترس کے ساتھ ساتھ عُرفِ اہلِ زمانہ سے واقفیت بھی انتہائی ضروری ہے پھر نت نئے مسائل اور ان کی مختلف شکلیں ایسی رونما ہو جاتی ہیں کہ ذہین ترین شخص کے لیے بھی کلیات و جزئیات سے استنباطِ حکم دشوار ہو جاتا ہے لیکن اللہ تعالی نے فقاہت وفتوی نویسی کے میدان میں ہمیشہ ایسے افراد کو پیدا فرمایا جو قرآن وسنّت کی باریکیوں میں غوطہ زن ہو کر درپیش آنے والے مسائل کا حل نکال لاتے ہیں، جن سے ہم مستفید ہوتے ہیں۔ زیرِ نظر کتاب "عطایا النبی الاختر فی فتاوی الفخر ازهر المعروف فتاوی فخر ازهر" اسی سلسلہ کی ایک کڑی ہے، جسے انڈیا کے جیّد مفتیان کرام حفظہم اللہ تعالی نے تالیف کیا ہے۔ ان کے فتاوی صرف عوام النّاس کے لیے نہیں بلکہ خواص علمائے کرام کے لئے بھی رہنما ہیں۔ دعا ہے کہ اللہ تبارک وتعالی اس سعی کوشش کو اپنے حبیب پاک علیہ الصلاۃ والسلام کے صدقے قبول فرمائے۔ آمین

فقط

عبدہ محمد عطاء اللہ نعیمی

خادم الحدیث والافتاء جامعۃ النور، جمعیۃ اشاعت اہلِ سنّت (پاکستان) کراچی

(تقریظ جمیل)

محسن قوم وملت ناقد ومحقق مفتی دوراں حضرت علامہ ومولانا مفتی عبدالمالک مصباحی صاحب قبلہ

سنی دارالافتاء،، وبانی دارین اکیڈمی آزادنگر، جمشید پور، جھارکھنڈ، الہند

فتویٰ نویسی دنیا کے دیگر کاموں کی طرح ایک کام نہیں بلکہ یہ ایک نہایت اہم اور مہتم بالشان ذمہ داری ہے جس کا پاس ولحاظ ہر گام و ہر آن ضروری ہے کیوں کہ 'مفتی' اللہ اور بندے کے درمیان ایک ایسا مضبوط اور مستحکم واسطہ ہوتا ہے جو نائب رسول بن کر احکام شرع کی تبئین وتنفیذ کا باعث بنتا ہے۔اسی لیے کہا گیا ہے کہ ''مفتی اگر درست مسئلہ بتائے گا تو ثواب کا مستحق اور اجر کا حق دار بنے گا اور غلط مسئلہ بتانے کی صورت میں عمل کرنے والوں کا گناہ اسی کے کاندھے پر ہوگا۔

(الدارمی: ج،۱۔ص ۸۳)

اسی احساس گرفت اور خوف باز پرسی نے علوم وفنون کی جبل شامخ شخصیتوں کو اس وادی کی راہ پیمائی میں حد درجہ احتیاط سے قدم بڑھانے پر گامزن رکھا جیسا کہ مندرجہ ذیل ہستیوں کے کردار سے واضح ہے۔

حضرت امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کے حزم واحتیاط کا تذکرہ کرتے ہوئے محقق علی الاطلاق حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں: جب کوئی واقعہ درپیش آتا اپنے شاگردوں سے مشورہ کرتے اور ان سے دریافت کرتے اور ان سے گفتگو اور تبادلۂ خیال کرتے ان کے علم میں جو احادیث اور آثار ہوتے وہ سنتے اور جو کچھ انھیں علم ہوتا وہ انھیں سناتے بعض اوقات ایک مہینہ یا اس سے زیادہ غور وخوض جاری رہتا یہاں تک کہ ایک قول طے ہو پاتا تو امام ابو یوسف اسے لکھ لیتے اس طرح شورائی طریقے پر انھوں نے اصول طے کیے۔ (تحصیل التعرف فی معرفۃ الفقہ و التصوف مترجم بنام تعارف فقہ و تصوف: ص ۲۲۳، بحوالہ فتاویٰ اہل سنت: احکام زکاۃ ص ۶۷)

امام مالک علیہ الرحمہ سے جب کوئی سوال کیا جاتا تو سائل سے فرماتے، جاؤ! اب میں غور کروں گا پھر اس کے جانے کے بعد حکم شرعی کے استنباط میں متردد دکھائی دیتے جب اتنی احتیاط کے بارے میں پوچھا گیا تو ایک بار رو کر فرمایا مجھے خوف لگا رہتا ہے کہ کہیں قیامت کے دن مجھے بہت سے مسائل درپیش نہ آجائیں کبھی ایسا ہوتا کہ سر جھکائے اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ کے ذکر میں مشغول ہوتے کوئی سوال کرتا تو سرخ وسفید رنگت پیلی پڑ جاتی پھر ذکر میں مشغول ہوجاتے اور کچھ دیر بعد کہتے۔ ماشاء اللہ ۔لاحول ولاقوۃ الاباللہ (موافقات للامام شاطبی ،ص:۲۱۱ ج۔۴ دارالکتب العلمیہ، بیروت۔بحوالہ فتاویٰ اہل سنت: احکام زکاۃ ص ۶۷)

محب گرامی مولانا مفتی جابر القادری، جمشید پور کے توسط سے حضرت مولانا مفتی محمد رضا امجدی، سیتامڑھی اور ان کے احباب کی گراں قدر کاوش **''فتاویٰ فخر ازہر''** جو دراصل واٹس گروپ کا مجموعہ ہے باصرہ نواز ہوا۔ کثرت کار، ہجوم

افکار اوران تمام پر مستزاد ہارڈ کاپی میسر نہ ہونے کی وجہ سے بنظر غائر تو نہ دیکھ سکا مگر جتنا دیکھا اس سے بقیہ کا اندازہ لگانا دشوار نہ ہوا مزید یہ کہ اس گروپ میں جو لوگ جڑے ہوئے ہیں اور جن کی شبانہ روز جد و جہد سے یہ عظیم کارنامہ ان قابل اعتماد شخصیات کی عرق ریزیوں اور جاں فشانیوں پر تکیہ کرتے ہوئے میں اپنی بات پیش کرنے کی جسارت کر رہا ہوں۔

"فتاویٰ فخر ازہر" کے جملہ ارکان مبارک باد کے مستحق ہیں کہ انھوں عصری ضرورت کا خیال کرتے ہوئے نوجوانان ملت اور احباب اہل سنت کی بروقت رہبری ورہنمائی کا علمی ،فکری بیڑا اٹھا کر اپنی بے لوث قربانیوں کا نذرانہ پیش کر رہے ہیں۔دیگر میدانوں کی طرح سوشل میڈیا پر بھی غیروں کی چوطرفہ سرگرمیاں اپنی موجودگی کا احساس دلا رہی ہیں ایسے میں اہل سنت کے بالخصوص نوجوان علما کا اس نہج سے ملت کی سیرابی کا سامان مہیا کرنا بہت بڑے اجر اور ثواب کا باعث ہے۔

"فتاویٰ فخر ازہر" یہ کام کوئی سرسری طور پر نہیں ہوا ہے بلکہ نہایت منظم اور اصول وضوابط کی مکمل پاسداری کا خیال رکھتے ہوئے حسن ترتیب کے ساتھ مرتب کیا گیا ہے۔میرے خیال سے زیر نظر کتاب **"فتاویٰ فخر ازہر"** مندرجہ ذیل خصوصیات کی حامل ہے۔

(۱) اس میں فقہی کتابوں کی ترتیب کا پورا پورا خیال رکھا گیا ہے۔

(۲) جواب دینے میں مرکزی نقطہ کا خیال رکھا گیا ہے۔

(۳) جواب عام فہم اور آسان الفاظ میں دئے گئے ہیں۔

(۴) جواب میں اختصار ملحوظ نظر رکھا گیا ہے۔

(۵) عموماً مفتیٰ بہ قول پر ہی فتویٰ دیا گیا ہے۔

(۶) تمام جوابات مستند حوالہ جات سے مزین ہیں۔

اللہ رب العزت جملہ منتظمین ومعاونین کو اجر جزیل عطا فرمائے اور مزید کام کرنے کے لیے غیب سے آسانیاں اور حوصلے عطا فرمائے۔آمین ثم آمین بجاہ سید المرسلین ﷺ

فقیر عبدالمالک مصباحی

خادم سنی دارالافتا، آزادنگر، جمشید پور، جھارکھنڈ، انڈیا، بانی دارین اکیڈمی، جمشید پور،

موبائل:8409987217

(مقدمہ)

خلیفۂ سرکار تاج الشریعہ ومحدث کبیر مفکرقوم وملت علمبر دار مسلک اعلی حضرت ماہرعلوم نبویہ حضرت علامہ ومولانا مفتی مقصود عالم المعروف فرحت ضیائی خادم فخراز ہر دارالافتاء والقضاء وسرپرست اعلی جماعت رضائے مصطفی برانچ ہاسپیٹ کرناٹک (الہند)

فقہ" تعلیمات اسلامی کا مغز ہے، جوقرآن وسنت واجماع امت اور قیاس شرعی سے ماخوذ ہے ان چاروں کو فقہ کا مصدر وماخذ کی حیثیت سے جانا جاتا ہے اسلامی علوم وفنون میں علم فقہ ریڑھ کی حیثیت رکھتی ہے جس کی اہمیت اسلام کی عملی زندگی میں روح کی ہے شریعت کی عمومی مزاج ومذاق کا ترجمان ہے اور اسلامی زندگی کے لئے مشعل راہ بھی ہے کیونکہ یہی وہ علم ہے جس کے توسط سے عبادات ومعاملات کے درست ہونے یا نہ ھونے کا فیصلہ کیا جاتا ہے اگر بنظر عمیق دیکھا جائے تو علوم اسلامیہ کا وافر حصہ اس علم سے محیط ہوتا ہے اس لئے علوم اسلامیہ میں اسکی جو اہمیت وضرورت ہے وہ آفتاب نیم روز کی طرح روشن ہے اور یہی نہیں کہ اس کی ضرورت صرف اور صرف ماضی ہی سے وابستہ رہی ہے بلکہ آج بھی ہے اور آئندہ بھی اس کی ضرورت واہمیت ماضی ہی کی طرح محسوس کی جاتی رہے گی اور مجتہدین کرام قرآن وحدیث میں غوطہ زنی کر کے فقہی اصول کے ذریعے امت کے پیش آمدہ مسائل کا حل کرتے رہیں گے یا ناقلین فتوی اسکی گتھیاں سلجھا کر امت کے مشکلات میں آسانیاں پیدا فرماتے رہیں گے اس لئے رب قدیر نے اسلامی احکام ومسائل کے جاننے اور سمجھنے کیلئے ماہرین علوم اسلامیہ سے پوچھنے کا حکم دیا جیسا کہ ارشاد باری ہے :فَسْئَلُوٓا أَهْلَ الذِّكْرِ إِنْ كُنْتُمْ لَا تَعْلَمُوْنَ اہل ذکر سے پوچھو جو کچھ تم نہیں جانتے۔ (النحل/43)

باجماع مفسرین اہل ذکر سے مراد علماء وفقہاء امت ہیں جو دینی علوم احکام ومسائل میں درک رکھتے ہیں اور جب یہ حضرات مسائل کا حل بیان فرمادیں تو ان کی اطاعت لازم اور شرعا مطلوب ومحبوب ہے ارشاد باری تعالی ہے : يَاأَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوٓا أَطِيْعُوا اللّٰهَ وَأَطِيْعُوا الرَّسُوْلَ وَأُولِي الْأَمْرِ مِنْكُمْ اے ایمان والو! اللہ کی اطاعت کرو اور اس کے رسول کی اطاعت کرو اور اپنے ارباب اختیار کی اطاعت کرو۔ (النساء/59)

(فقہ کا لغوی معنی) فقہ کا لغوی معنی: کسی شے کا جاننا کسی شيَ کا کھولنا اس کو واضح کرنا اور اس کی معرفت وفہم کا حصول ہے قرآن پاک کے اندر مندرجہ ذیل مواقع پر یہ لفظ اس معنی میں استعمال ہوا ہے (ابن منظور، لسان العرب ج 13 : 522) 1)

قَالُوا يٰشُعَيْبُ مَا نَفْقَهُ كَثِيْرًا مِّمَّا تَقُوْلُ (ھود: 91) بولے: اے شعیب! ہماری سمجھ میں نہیں آتیں تمہاری بہت سی باتیں۔

۲) قُلْ كُلٌّ مِّنْ عِنْدِ اللّٰهِ فَمَالِ هٰٓؤُلَاءِ الْقَوْمِ لَا يَكَادُوْنَ يَفْقَهُوْنَ حَدِيْثًا (النساء: 78)" تم فرمادو سب اللہ کی طرف

سے ہے تو ان لوگوں کو کیا ہوا کوئی بات سمجھتے معلوم نہیں ہوتے

۳) فَطُبِعَ عَلَىٰ قُلُوبِهِمْ فَهُمْ لَا يَفْقَهُونَ (المنافقون: 3)" تو اُن کے دلوں پر مُہر کر دی گئی تو اب وہ کچھ نہیں سمجھتے

۴) وَإِن مِّن شَيْءٍ إِلَّا يُسَبِّحُ بِحَمْدِهِ وَلَٰكِن لَّا تَفْقَهُونَ تَسْبِيحَهُمْ (الإسراء: 44) اور کوئی چیز نہیں جو اسے سراہتی ہوتی اس کی پاکی نہ بولے ہاں تم اس کی تسبیح نہیں سمجھتے موسیٰ علیہ السلام کی دعا کاذکر فرمایا۔

۵) وَاحْلُلْ عُقْدَةً مِّن لِّسَانِي يَفْقَهُوا قَوْلِي (طه: 28) اور میری زبان کی گرہ کھول دے کہ وہ میری بات سمجھیں "فَلَوْلَا نَفَرَ مِن كُلِّ فِرْقَةٍ مِّنْهُمْ طَائِفَةٌ لِّيَتَفَقَّهُوا فِي الدِّينِ وَلِيُنذِرُوا قَوْمَهُمْ إِذَا رَجَعُوا إِلَيْهِمْ لَعَلَّهُمْ يَحْذَرُونَ (التوبة/122) تو کیوں نہ ہو کہ ان کے ہر گروہ میں سے ایک جماعت نکلے کہ دین کی فقاہت حاصل کرے اور واپس آ کر اپنی قوم کو ڈر سنائے اس امید پر کہ وہ بچیں" حدیثِ نبوی صلی اللہ علیہ وسلم میں بھی فقہ کا لفظ سمجھ بوجھ کے معنی میں استعمال ہوا ہے حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا (۱) مَنْ يُرِدِ اللَّهُ بِهِ خَيْرًا يُفَقِّهْهُ فِي الدِّينِ (بخاری ج 1/16 کتاب العلم' بَابُ مَنْ يُرِدِ اللَّهُ بِهِ خَيْرًا يُفَقِّهْهُ فِي الدِّينِ مسلم، الصحيح، كتاب الزكاة، باب النهى عن المسألة ج 2: 718، رقم: 1037/مسند الامام احمد بن حنبل ج 3/94)' اللہ تعالیٰ جس کے ساتھ بھلائی کرنا چاہتا ہے اسے دین کا شعور عطا فرما دیتا ہے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عبد اللہ ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما کو دعا دیتے ہوئے ارشاد فرمایا

(۲)) اللَّهُمَّ فَقِّهْهُ فِي الدِّينِ (مُتَّفِقٌ عَلَيْهِ يعنى رواه البخارى و المسلم) اے اللہ اسے دین کا فہم عطا فرما۔

۳) إذا أرادَ اللّٰهُ بعبدٍ خيرا فقّهَهُ فى الدّينِ (تُحفَةُ الأحوَذى « كِتَابُ الْعِلْمِ « بَابُ إذا أرادَ اللّٰهُ بعبدٍ خيرا فَقّهَهُ فى الدّينِ مُتّفِقٌ عَلَيْهِ (رواه البخارى والمسلم) جب اللہ عزوجل کسی بندے کے ساتھ بھلائی کا ارادہ فرماتا ہے تو اسے دین کی سمجھ عطا فرما دیتا ہے۔

۴) كَانَ كَلَامُ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَصْلًا يَفْقَهُهُ كُلُّ أَحَدٍ، لَمْ يَكُنْ يَسْرُدُهُ سَرْدًا [أحمد بن حنبل، (مسند أحمد مخرجا، ۴۱/۵۲۰) آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے کلمات بالکل الگ الگ ہوتے تھے جنہیں ہر کوئی سمجھ لیتا تھا گفتگو کا تسلسل برقرار نہیں ہوتا تھا اہل نجد کا ایک شخص آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں بکھرے بالوں کے ساتھ حاضر خدمت ہوا صحابہ رضی اللہ عنھم اس سے متعلق فرماتے ہیں "نَسْمَعُ دَوِيَّ صَوتِهِ وَلاَ نَفْقَهُ مَايَقُوْلُ (مسلم (261)، صحيح مسلم 11 [صحيح أخرجه البخارى (2678)، ومسلم (11) شرح رواية أخرى) ہم اس کی آواز کی گنگناہٹ سنتے تھے لیکن سمجھ نہیں پاتے تھے کہ وہ کیا کہہ رہا ہے۔

(فقہ کا اطلاق کئی معنی پر ہوا ہے) اہل لغت نے اس لفظ کا معنی ادراک، فہم، اور علم کے لئے استعمال کیا ہے۔ اس

لئے اہل عرب علم کو فقہ کہتے ہیں۔نحو کے امام ثعلب احمد بن یحییٰ نحوی اس فہم کی درجہ بندی کرتے ہوئے رقم طراز ہیں کہ: آدمی کی سمجھ کے بارے میں درج ذیل الفاظ استعمال کئے جاتے ہیں مثلاً جب وہ علم میں کامل ہو جائے تو اس علم پر فقہ کا حمل کر دیتے اور اگر معمولی سمجھ بوجھ رکھتا ہو تو بھی اس پر فقہ کا اطلاق کر دیا کرتے ہیں اس کی مزید وضاحت امام ابن حجر عسقلانی علیہ الرحمہ نے فتح الباری میں یوں کی ہے: فَقُہَ: قاف کے ضمہ کے ساتھ اگر یہ لفظ ہو تو وہ فقہ وفہم مراد ہے جو آدمی کے مزاج اور طبیعت میں رچ بس جائے۔فَقِہَ یعنی کسرہ کے ساتھ ہو تو اس سے مراد سمجھ ہے۔اور اگر فَقَہَ زبر سے ہو تو مراد فہم میں سبقت لے جانا ہے: لیکن اکثر اہل علم فقہ سے مراد فہم مطلق لیتے ہیں یا فقہ کو فہم سے اخص کہتے ہیں کیونکہ فقہ متکلم کے کلام کی مراد کا فہم ہے۔وہ فقہ سے دقیق اور گہرے فہم کا معنی نہیں لیتے۔ابن منظور نے لسان العرب میں اس کی تعریف یہ کی ہے: اَلْفِقْهُ: اَلْعِلْمُ بِالشَّيئِ وَالفَهْمِ لَهُ۔وَغَلَبَ عَلَى عِلْمِ الدِّيْنِ لِسِيَادَتِهِ وَشَرَفِهِ وَفَضْلِهِ عَلَى سَائِرِ أَنْوَاعِ الْعُلُومِ كَمَا غَلَبَ النَّجْمُ عَلَى الثُّرَيَّا (لسان العرب) فقہ سے مراد کسی چیز کا علم اور اس کا فہم ہے۔مگر علم دین پر اپنی سیادت، شرافت اور فضیلت کی وجہ سے یہ تمام علوم پر اس طرح حاوی ہو گیا ہے۔جیسے ستارہ ثریا پر" بحر المحیط میں ہے "اَلْفِقْهُ: اَلْعِلْمُ بِالشَّيْءِ وَالْفَهْمُ لَه" (بحر المحیط) کسی شئی کے علم اور اس کی سمجھ کو فقہ کہتے ہیں۔

مستصفی میں ہے "اَلفِقهُ عِبَارَةٌ عَنِ العِلمِ وَ الفَهمِ فِي أَصلِ الوَضعِ " (مستصفی) اصل وضع میں فقہ علم وفہم سے عبارت ہے فصول الحواشی میں ہے " اَلفِقهُ لُغَةً فَهمُ غَرضِ المُتَكَلِّمِ عَن كَلَامِه " (دصول الحواشی) لغت میں متکلم کے کلام سے اس کی غرض کو سمجھنے کا نام فقہ ہے" ابن فارس اصول الفقہ میں لکھتا ہے: كُلُّ عِلْمٍ بِشَيْئٍ فَهُوَ فِقْهٌ، ثُمَّ اخْتُصَّ بِذَلِكَ عِلْمُ الشَّرِيْعَةِ فَقِيلَ لِكُلِّ عَالِمٍ بِالْحَلالِ وَالْحَرامِ فَقِيْه" (اصول الفقہ) کسی بھی چیز کا علم فقہ کہلاتا ہے۔بعد میں یہ نام علم شریعت کے ساتھ مخصوص ہو گیا۔اس لئے ہر وہ عالم جو حلال وحرام سے واقف ہو فقیہ کہلاتا ہے" لغوی وعرفی اور دینی تینوں معنی کے اعتبار سے فقہ کا اطلاق قرآن واحادیث سے مستنبط ہے البتہ شرعی اصطلاح میں فقہ کا لفظ علم دین کا فہم حاصل کرنے کے لئے مخصوص ہے جس کا ذکر ابن منظور نے کیا ھے کہ اصطلاح شریعت میں لفظ فقہ علم دین کا فہم حاصل کرنے کیلئے خاص ہے (ابن منظور، لسان العرب، 522:13)

امام محمد بن ادریس شافعی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: وَقالَ الإمامُ الشافعيُ رضى الله عنهُ جميعَ ماتقولُه الأُمّةُ شرحُ للسنةِ وجميعَ شرحِ السنةِ شرحٌ للقرآنِ (الإ كليل فى استنباط التنزيل/11) ائمہ کرام نے جتنی باتیں بیان فرمائی ہیں وہ سب حدیث ہی کی شرح ہیں اور پورا ذخیرہ احادیث قرآن کریم کی شرح ہے۔

امام محمد بن محمد غزالی لکھتے ہیں "وَأنَّ الفقهَ أشرفُ منهُ منْ ثلاثةِ أوجهٍ أحدُهَا: أنهُ علمٌ شرعيٌّ، إذْهوَ

مُستفادٌ منَّ النبوةِ(إحياء علوم الدين 19/1) بے شک فقہ علمِ شرعی ہے؛ کیوں کہ وہ نبوت (یعنی قرآن وحدیث) ہی سے لیا گیا ہے: اسلام کے شروع زمانہ میں فقہ کا دائرہ اتنا وسیع تھا کہ اس میں عقائد اخلاق، اور فروعی مسائل سب شامل تھے، چنانچہ جلیل القدر تابعی، امام اعظم ابوحنیفہ نعمان بن ثابت کوفی رحمہ اللہ سے فقہ کی تعریف اس طرح منقول ہے: " و الفقه معرفةُ النفسِ مالَها وماعَلَيها (شرحُ التلويحِ على التوضيح ج 16/1/الزركشي، المنثور ج1 68)

فقہ ان چیزوں کو جاننے کا نام ہے جو نفس کو فائدہ پہنچائیں اور جو اسے نقصان پہنچائیں۔ پھر جب خلیفہ مامون الرشید کے دور میں یونانی فلسفہ کی ترجمہ والی کتابوں کے اثرات سے عقائد کی سادگی ختم ہوگئی اور اس کے مباحث طویل، مشکل، اور پیچیدہ بن گئے تو عقائد کو فقہ سے نکال کر ایک مستقل فن کی حیثیت دے دی گئی اور وہ" علم الکلام" کے نام سے مشہور ہوگیا، اس کے بعد اخلاقیات کو فقہ سے نکال دی گئی یہ ایک الگ علم کی حیثیت حاصل کرگئی جو"علمِ تصوف" کے نام سے مشہور ہوا اس کے بعد" فقہ" صرف عملی جزئیات اور فروعی مسائل کا نام رہ گیا، اب اس میں عقائد اور اخلاق داخل نہیں ہیں، اس لیے بعد کے زمانہ کے فقہاء نے فقہ کی یہ تعریف کی ہے کہ" فقہ شرعی وعملی احکام اور قوانین کے علم کا نام ہے جو ان کے تفصیلی دلائل سے حاصل ہو فَالْفِقْهُ لُغَةً: الْعِلْمُ بِالشَّيْءِ ثُمَّ خُصَّ بِعِلْمِ الشَّرِيعَةِ، وَفَقِهَ بِالْكَسْرِ فِقْهًا عَلِمَ، وَفَقُهَ بِالضَّمِّ فَقَاهَةً صَارَ فَقِيهًا. وَاصْطِلَاحًا: عِنْدَ الْأُصُولِيِّينَ الْعِلْمُ بِالْأَحْكَامِ الشَّرْعِيَّةِ الْفَرْعِيَّةِ الْمُكْتَسَبُ مِنْ أَدِلَّتِهَا التَّفْصِيلِيَّةِ (الدر المختار وحاشية ابن عابدين (رد المحتار ج 37/1)

(فقہ کی اصطلاحی تعریف) عموما فقہاء کرام فقہ کی اصطلاحی تعریف بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں: الْعِلْمُ بِالْأَحْكَامِ الشَّرْعِيَّةِ الْعَمَلِيَّةِ مِنْ أَدِلَّتِهَا التَّفْصِيلِيَّةِ (اصول الشاشی)(فقه)

شریعت کے وہ فروعی احکام جاننے کا نام ہے جو تفصیلی دلائل سے ماخوذ ہوں" اَلْفِقْهُ هُوَ الْعِلْمُ بِالْأَحْكَامِ الشَّرْعِيَّةِ مِنْ أَدِلَّتِهَا (توضیح تلویح/34)

تفصیلی دلیلوں سے حاصل شدہ احکام شرعیہ کے علم کو فقہ کہتے ہیں" علامہ ابن عابدین شامی لکھتے ہیں: فَالْفِقْهُ لُغَةً: الْعِلْمُ بِالشَّيْءِ ثُمَّ خُصَّ بِعِلْمِ الشَّرِيعَةِ وَاصْطِلَاحًا عِنْدَ الْأُصُولِيِّينَ :الْعِلْمُ بِالْأَحْكَامِ الشَّرْعِيَّةِ الْمُكْتَسَبُ مِنْ أَدِلَّتِهَا التَّفْصِيلِيَّةِ وَعِنْدَ الْفُقَهَاءِ: حِفْظُ الْفُرُوعِ وَأَقَلُّهُ ثَلَاثٌ وَعِنْدَ أَهْلِ الْحَقِيقَةِ الْجَمْعُ هى الْعِلْمِ وَالْعَمَلِ لِقَوْلِ الْحَسَنِ الْبَصْرِيِّ:إِنَّمَا الْفَقِيهُ الْمُعْرِضُ عَنْ الدُّنْيَا، الزَّاهِدُ فِي الْآخِرَةِ الْبَصِيرُ بِعُيُوبِ نَفْسِهِ (فتاوی شامی ج 1/19 ابن عابدین شامی زکریا بکڈپو دیوبند/الدر المختار علی صدر ردالمحتار ج 1/37) ف

فقہ لغوی کا معنی کسی چیز کو جاننا ہے پھر علم شریعت کے ساتھ خاص ہوگیا اصحاب اصول کے نزدیک احکام شرعیہ

فرعیہ کو ادلئہ تفصیلیہ سے جاننے کا نام فقہ ہے اور فقہاء کے نزدیک فروع کے حفظ کا نام فقہ ہے جس کی مقدار تین ہے اور اہل حقیقت صوفیاء کے نزدیک علم وعمل کی جامعیت کا نام فقہ ہے حسن بصری (علیہ الرحمہ) کے قول کے مطابق فقیہ وہ ہے جو دنیا سے روگرداں اور امور اخرویہ میں رغبت کرنے والا اور اپنے عیوب ذاتی کا داناو بینا ہو: راغب الطباخ لکھتے ہیں: افعال مکلفین کی بابت اس حیثیت سے احکام الہی کے جاننے کا نام فقہ ہے کہ وہ واجب ہیں یا محظور (یعنی ممنوع وحرام) مستحب و مباح ہیں یا مکروہ' یہ احکام کتاب وسنت اور ان ادلئہ شرعیہ سے ماخوذ ہوتے ہیں جنہیں شارع نے معرفت احکام کے لئے نصب کیا ھے تو ان احکام کا جب ان ادلہ سے استخراج ھوتا ھے تو انہیں فقہ کہتے ہیں (تاریخ افکار علوم اسلامی ج 2/39 راغب الطباغ مطبع بھارت آفسیٹ پریس دہلی)

علم فقہ کا موضوع: مکلفین (یعنی عاقل و بالغ مسلمان کے ان امور سے بحث کرنا ھے اس حیثیت سے کہ وہ فرض و واجب ہے حلال وحرام ہے یا مستحب ومکروہ: علم فقہ کی غایت: سعادت ازلیہ وابدیہ سے بہرہ مند ہونا ہے

(مفتی وفقیہ کون ھوتا ہے) درحقیقت مفتی وفقیہ وہ ہے جو مسند اجتہاد پر فائز ہو: یعنی فقیہ و مفتی کیلئے اجتہادی صلاحیت و بصارت کا پایا جانا ضروری ہے جیسا کہ بحرالرائق میں ہے: فَلَيْسَ الْفَقِيهُ إِلَّا الْمُجْتَهِدُ عِنْدَهُمْ وَإِطْلَاقُهُ عَلَى الْمُقَلِّدِ الْحَافِظِ لِلْمَسَائِلِ مَجَازٌ [البحر الرائق شرح کنز الدقائق ومنحة الخالق وتکملة الطوری 7/1]

فقہاء کے نزدیک فقیہ صرف مجتہد ہی ہے مگر فقہی جزئیات ومسائل کے حافظ وعالم مقلد پر بھی بطور مجاز (مفتی و) فقیہ کا اطلاق کر دیا جاتا ہے: مسلم الثبوت میں ہے: فقیہ وہ نہیں جسے صرف فقہ کی جزئیات یاد ہوں، بلکہ فقیہ سے مراد وہ شخص ہے جو مبادی یعنی (اصول) فقہ کا ماہر ہو، جسے حکم کے استخراج (استنباط) کرنے کا ملکہ (اہلیت) حاصل ہو۔ (مسلم الثبوت ج 2/362)

علامہ شامی نے فقیہ کی تعریف یوں کی ہے وَقَدْ اسْتَقَرَّ رَأْيُ الْأُصُولِيِّينَ عَلَى أَنَّ الْمُفْتِيَ هُوَ الْمُجْتَهِدُ، فَأَمَّا غَيْرُ الْمُجْتَهِدِ مِمَّنْ يَحْفَظُ أَقْوَالَ الْمُجْتَهِدِ فَلَيْسَ بِمُفْتٍ، وَالْوَاجِبُ عَلَيْهِ إذَا سُئِلَ أَنْ يَذْكُرَ قَوْلَ الْمُجْتَهِدِ كَالْإِمَامِ عَلَى وَجْهِ الْحِكَايَةِ، فَعُرِفَ أَنَّ مَا يَكُونُ فِي زَمَانِنَا مِنْ فَتْوَى الْمَوْجُودِينَ لَيْسَ بِفَتْوَى، بَلْ هُوَ نَقْلُ كَلَامِ الْمُفْتِي لِيَأْخُذَ بِهِ الْمُسْتَفْتِي (ردالمحتار علی الدر المختار ج 1/162 دار المعرفة بیروت)

اصولیین کی متحقق رائے یہ ہے کہ مفتی صرف مجتہد ہوتا ہے اور غیر مجتہد جو مجتہد کے قول کا حافظ ہو (وہ درحقیقت) مفتی نہیں ہوتا ایسے لوگوں کیلئے ضروری ہے کہ جب اس سے سوال کیا جائے تو حکایت کے طور پر کسی مجتہد مثلا امام اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا قول نقل کر دے: محقق علی الاطلاق امام احمد رضا خان فاضل بریلوی قدس سرہ مذکورہ بیان کے پیش نظر فتوی سے متعلق فرماتے ہیں: اَلْفَتوَىٰ حَقِيقَةٌ وعُرفِيَّةٌ: فَالحَقِيقَةُ: هُوَ الافتاءُ عَن معرِفَةِ الدَلِيلِ التَفصِيلِي وَأُولٰئِك

الذِینَ یُقالُ لَھُم اَصحَابُ الفَتوَیٰ ویُقالُ بِھٰذَا اَفتیٰ الفَقِیهُ اَبُو جعفر و الفَقِیهُ اَبُو اللَّیثِ وَ اَضرَابُھُمَا رَحِمَھُمُ اللهُ تَعَالیٰ : وَ العُرفِیَّةُ : اِخبَارُ العَالِمِ بِاَقوَالِ الاِمَامِ جَاھِلاً عَنھَا تَقلیدًا لَهُ مِن دُونِ تِلكَ المَعرِفَةُ کَمَا یُقَالُ فَتَاوَیٰ ابنِ نُجیمٍ والغزی والطوری و الفَتَاوَیٰ الخَیرِیَّةِ وَ ھَلُمَّ تَنزُّلاً زَمَانًا وَرُتبَةً اِلیٰ الفَتَاوَیٰ الرَضوِیَّةِ جعلَھَا اللهُ تَعَالیٰ مَرضِیَّةَ (فتاوی رضویہ ج 109/1 رضا فاؤنڈیشن لاہور)

ایک حقیقی فتوی ہوتا ہے اور ایک عرفی فتوائے حقیقی یہ ہے کہ تفصیلی دلیل کی معرفت کے بعد فتوی دیا جائے یہی وہ لوگ ہیں جن کو اصحاب فتوی کہا جاتا ہے اور اسی معنی میں یہ بولا جاتا ہے کہ فقیہ ابوجعفر. فقیہ ابواللیث اور ان جیسے حضرات رحمہم اللہ تعالیٰ نے فتوی دیا اور فتوائے کہ اقوال امام کا علم رکھنے والا اس تفصیلی آشنائی کے بغیر ان کی تقلید کے طور پر کسی نہ جاننے والے کو بتائے جیسے کہا جاتا ہے فتاوی ابن نجیم فتاوی غزی. فتاوی طوری. فتاوی خیریہ. اسی طرح زمانہ ورتبہ میں ان سے فروتر فتاوی رضویہ تک چلے آئے. اللہ تعالیٰ اسے اپنی رضا کا باعث اور اپنا پسندیدہ بنائے آمین: کتاب مستطاب مجموع الفتاوی مسمی بہا فتاوی فخر ازہر محب گرامی وقار حضرت حافظ وقاری محمد ایوب خان یارعلوی زیدت معالیہ کی معرفت زیر نظر آیا جو کتاب الصلوۃ سے کتاب الحج کے ابواب پر مشتمل ہے دراصل یہ فخر ازہر گروپ میں کئے گئے سوالات و جوابات کا مجموعہ ہے جس کے کئی مجیب ہیں: الحمد للہ اس فتاوی کا اول تا آخر بنظر عمیق جائزہ لیا اور ہر فاضل مجیب کا جواب سؤال کے مطابق اجمل واحسن اور لائق تحسین وصد افتخار پایا ہر ایک مجیب نے دلائل و براہین اور حوالجات کا کامل التزام رکھا ہے جو قابل مبارک باد ہے: منتظمین فخر ازہر گروپ نے فتاوی فخر ازہر کی اشاعت کا جو بیڑا اٹھایا ہے یہ قابل صد ستائش عمل اور علمی خزانے میں اضافے کا باعث ہے رب قدیر اس عمل کو سند قبولیت عطا فرما کر اسے منتظمین گروپ کی نجات ومغفرت. سعادت ابدیہ اور اپنی رضا کے حصول کا سبب بنادے اور اسی طرح مزید اشاعت کی توفیق بخشے اور اس کے اسباب وعلل غیب سے مہیا فرمادے اور اس کا تسلسل حین حیات برقرار رکھنے کا حوصلہ بخشے۔ آمین بجاہ سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم

از رشحات قلم

محمد مقصود عالم فرحت ضیائی

خلیفۂ حضور تاج الشریعہ ومحدث کبیر وخادم فخر ازہر دارالافتاء والقضاء

وسرپرست اعلی جماعت رضائے مصطفی برانچ ہاسپیٹ کرناٹک الھند

۱۷ ربیع الغوث ۱۴۴۲ھ

(پیش لفظ)

پاسبان مسلک اعلی حضرت نباض قوم وملت ادیب شہیر حضرت علامہ ومولانا مفتی محمد رضا امجدی صاحب قبلہ مدظلہ العالی
مقیم حال دار العلوم رضویہ بڑا بریار پور موتیہاری مشرقی چمپارن مقام ہر پوروہ باجپٹی سیتامڑھی بہار

جدید ذرائع ابلاغ کی افادیت ونقصانات سے آج ہر شخص آگاہ ہے مگر انہیں میں کچھ منتخب اشخاص ایسے بھی ہیں؛ جو ہر مواقع پر نیکیوں کی راہ تلاش لیا کرتے ہیں اور ہر کام میں قرآن شریف وسنت رسول کا دامن پکڑ کر شرعی تقاضے کو ملحوظ نظر رکھتے ہوئے دین ومذہب اور مسلک ومشرب کی بے لوث خدمات انجام دیتے ہیں انہیں پرواہ نہیں ہوتی کون ان کے زخموں پر مرہم رکھ رہا ہے؛ یا کرید کر اور زیادہ زخمی کر رہا ہے انہیں تو بس ایک دھن ہوتی ہے کہ ہر محاذ پر مذہب ومسلک کا بول بالا ہوا نہیں جذبات واحساسات سے مرصع ہو کر کچھ کہنہ مشق اور نو آزمودہ مفتیان کرام وعلماء عظام فخر ازہر واٹس ایپ گروپ میں شامل ہوئے تاکہ دینی ومذہبی خدمات کا فریضہ انجام دیا جاسکے اس گروپ کو نسبت مقتدائے اہلسنت مرجع العلماء والفقہاء حضور تاج الشریعہ حضرت علامہ الحاج الشاہ مفتی محمد اختر رضا خاں ازہری خلیفۂ حضور مفتی اعظم ہند رحمۃ اللہ تعالی علیہما سے ہے جب دنیا کی سب سے قدیم اور بڑی یونیورسٹی جامعہ ازہر مصر کے ارکان کی جانب سے مرشد گرامی کو فخر ازہر،،ایوارڈ سے نوازا گیا؛ تو اسی وقت سے معتقدین؛ متوسلین؛ مریدین؛ اور علماء وعوام اہلسنت کی جانب سے بنام؛ فخر ازہر؛ جلسے جلوس ہونا شروع ہو گئے تھے لائق صد مبارک باد ہیں محب محترم حضرت مولانا مفتی محمد امجد رضا امجدی صاحب انہوں نے بھی دینی خدمات سے شرسار ہو کر اپنے مرشد گرامی کے؛ فخر ازہر؛ ایوارڈ کی خوشی میں فخر ازہر گروپ واٹس ایپ پر تشکیل دیا ایں سعادت بزور بازو نیست؛؛ تانہ بخشد خدائے بخشندہ؛؛ جس میں ملک وبیرون ملک کے مفتیان کرام وعلماء اہلسنت کو ایک؛ ہار؛ کی طرح لڑی میں پرو دیا؛ نا آشنا چہرے ایک دوسرے کے دوست ہو گئے؛ اور ایک دوسرے سے علمی استفادہ کا جوش وجذبہ وافر مقدار میں بیدار ہو گیا؛ ان علمائے کرام سے شرعی مسائل پوچھے جاتے؛ وہ علمائے اہل سنت وجماعت بالخصوص مسلک اعلی حضرت کی کتابوں کی روشنی میں جوابات تحریر کیا کرتے اس تحریر کردہ جوابات کو کچھ مشاق مفتیان کرام نظر ثانی کرتے اگر جوابات میں کچھ کمی ہوتیں تو اس کی نشاندہی کرتے یا اعتراض ہوتا تو مجیب کتابوں کی اسکین روانہ کر کے مفتیان کرام کو اطمنان دلاتے ہیں اس طریق کار سے جب دو تین مفتیان کرام وعلماء عظام جواب سے مطمئین ہو کر اپنی تصدیق ثبت فرمادیتے تب وہ جواب مکمل مانا جاتا پھر ترتیب دینے والے حضرات اس جواب کو پوسٹ کی شکل میں گروپ میں بھیجتے ہیں انہیں پوسٹوں کو یکجا کر کے اب پی ڈی ایف کی صورت میں کتابی شکل دی جارہی ہے پی ڈی ایف میں لانے کے لئے بہت ساری دقتوں کا سامنا کرنا پڑا ہے بالخصوص کمپوز کے لئے ایک خطیر رقم کی ضرورت تھی؛ جسے گروپ کے علمائے کرام نے اپنی جیب خاص سے اس مشکل

صورتحال کو آسان بنایا؛ پھر سارے پوسٹ کو جمع کر کے کسی کہنہ مشق مفتی سے نظر ثانی کرانا ضروری تھا؛ اس کے لئے ملک کے طول وعرض میں کئی حضرات سے رابطہ بحال کیا گیا مگر مصروفیت کا عذر سامنے آیا؛ مگر بھلا ہو مصنف کتب کثیرہ حضرت مولانا مفتی عطاء اللہ نعیمی صاحب قبلہ مدظلّہ العالی کراچی؛ پاکستان؛ اور حضرت مولانا مفتی محمد مقصود عالم فرحت ضیائی صاحب قبلہ مدظلہ العالی (خلیفۂ حضور تاج الشریعہ وحضور محدث کبیر) کرناٹک؛ ان دونوں مقتدر حضرات نے بڑی جد و جہد محنت ومشقت اور عدیم الفرصت ہونے کے باوجود اس مشکل ترین کام کو انجام دینے کا بیڑا اٹھایا؛ اور پائے تکمیل تک پہنچایا؛ جس کی وجہ سے یہ پی ڈی ایف آپ کی نظروں کے سامنے ہے فخر ازہر گروپ کے جملہ ارکان ان دونوں عبقری شخصیات کے ممنون ومشکور ہیں اور دعا گو ہیں اللہ تبارک وتعالی اپنے حبیب پاک صاحب لولاک کے طفیل صحت وتندرستی کے ساتھ ان کا سایہ تادیر قائم ودائم رکھے اور مسلک اعلی حضرت جو مسلک اہلسنت وجماعت ہے اس کی ترویج واشاعت کرتے رہیں؛ آمین چونکہ یہ گروپ حضور تاج الشریعہ رحمۃ اللہ تعالی علیہ کے نام سے منسوب ہے اس لئے اس فتاویٰ کا نام **عطاالنبی الاختر فی فتاوی فخر ازھر** تجویز کیا گیا ہے ارادہ تھا کہ فتاویٰ فخر ازہر کو ایک جلد میں شائع کیا جائے مگر سارے فتاوی کو جمع کیا گیا تو تقریباً نوسو صفحات پر محیط تھے پھر ارکان گروپ سے صلاح ومشورہ کے بعد یہ طے ہوا کہ دو جلدوں میں شائع کیا جائے جسکی جلد اول آپ کی نظروں کے سامنے ہے؛ انشاء اللہ جلد ہی جلد ثانی بھی آپ کی آنکھوں کے سامنے ہوگی؛ ہر ممکن کوشش کی گئی ہے کہ پی ڈی ایف غلطیوں سے محفوظ ہو؛ مگر بشری تقاضے کے تحت اگر ہمارے قارئین کو کسی قسم کی خامیاں نظر آئیں تو طعن وتشنیع کا تیر چلانے کے بجائے اطلاع دے کر عنداللہ ماجور ہوں؛ تاکہ درست کیا جاسکے، حدیث شریف میں ہے **من لم یشکر الناس لم یشکر اللہ** یعنی جس نے لوگوں کا شکریہ ادا نہیں کیا اس نے اللہ کا بھی شکر ادا نہ کیا۔(ترمذی شریف)

لہٰذا اس فرمان نبوی کے مطابق میں اگر اپنے محسن حضرت مولانا محمد مظہر علی رضوی صاحب قبلہ دربھنگہ کا شکر ادا نہ کروں تو زیادتی ہوگی؛ اس لئے کہ فخر ازہر گروپ میں کچھ حاسدین نے شرارتیں کیں اس وقت مولانا سینہ سپر ہو کر ڈٹ کر مقابلہ کئے اور اپنے جہد مسلسل وسعی پیہم کے ذریعے سابقہ شان وشوکت پر رواں دواں کیا۔ اور استاذ العلماء ماہر رضویات حضرت علامہ مفتی محمد شمشاد حسین رضوی؛ رضوی دارالافتاء بدایوں شریف۔ نے اس پی ڈی ایف کیلئے ؛؛کلمات تحسین ؛؛ تحریر فرما کر مجیبان فخر ازہر کی جس قدر حوصلہ افزائی کی ہے اسے احاطہ تحریر میں لانا مشکل ہے ساتھ ہی استاذ مکرم عمدۃ العلماء حضرت علامہ مفتی فیضان المصطفی قادری صاحب قبلہ مصباحی امجدی نے دعائیہ کلمات کے ذریعے اس پی ڈی ایف کی قدر وقیمت میں چار چاند لگا دیا ہے اور اس پی ڈی ایف کی اہمیت وافادیت پر مہر ثبت فرمادیا ہے اور مصنف کتب کثیرہ حضرت علامہ مفتی عطاء اللہ صاحب نعیمی کراچی پاکستان اور جامع علوم وفنون حضرت علامہ مفتی مقصود عالم صاحب قبلہ فرحت ضیائی ان دونوں حضرات نے سارے فتاویٰ کی تصحیح و

تصدیق کے ساتھ ساتھ ایک ضخیم مقدمہ تحریر فرما کر محبیان فخر ازہر کے حوصلوں کو وہ مہمیز لگائی ہے کہ ہم آسمان پر کمند ڈالنے کی باتیں کرنے لگے ہیں؛ حضرت علامہ مفتی عبد المالک صاحب مصباحی جیسے کہنہ مشق مفتی اور ادیب باکمال نے ہم لوگوں کی گزارش پر تقریظ تحریر فرما کر ہمارے ارادے کو اور مضبوط و مستحکم کر دیا ہے آج بھی ہماری جماعت میں ایسے افراد و اشخاص موجود ہیں جو کام کرنے والے کی کھلے دل کے ساتھ حوصلہ افزائی کرتے ہیں۔

الحمد للہ علی ذالك فضل اللہ یو تیہ من یشاء،، بڑی ناسپاشی ہوگی اگر میں اپنے ان محسنین کا شکریہ ادا نہ کروں جنہوں نے اس pdf کی تیاری میں دن و رات ایک کر دیا بالخصوص حضرت حافظ وقاری محمد ایوب خان یارعلوی صاحب بہرائچی؛ حضرت مولانا امتیاز القادری صاحب سیتامڑھی؛ اور حضرت حافظ وقاری عبد القادر رضوی صاحب بریلی؛ دربھنگہ؛ بہار؛ جنہوں نے پوسٹ کی تیاری کے ساتھ ساتھ سارے پوسٹوں کو جمع کرتے رہے اور جب پی ڈی ایف کی تیاری کا مرحلہ آیا تو سب سے زیادہ متحرک الافعال رہے اور بار بار مفتیان کرام سے رابطہ کر کے اس کام کے لیے انہیں راضي ہی نہیں بلکہ اس سلیقے سے تقاضا کرتے رہے کہ نہ کرنے والے بھی مجبور ہو کر حامی بھر لیتے ہیں؛ یہ انہیں کا حصہ ہے اور انکی بے لوث خدمات ہیں جسکی جزا صبح قیامت تک انہیں ملتی رہے گی؛ اور فخر ازہر گروپ کے ان تمام مفتیان کرام وعلماء اہلسنت کا شکر گزار ہوں جنہوں نے فتاوی؛ پیغامات؛ مفید مشوروں؛ یا کسی بھی طرح سے تعاون کیا اللہ تبارک وتعالی بطفیل مصطفی علیہ التحیۃ والثناء ان کو علم نافع اور عمل صالح کے ساتھ ایمان پر خاتمہ بالخیر عطاء فرمائے اور دین و دنیا کی برکات سے مستفیض و مستنیر فرمائے آمین بجاہ سید المرسلین صلی اللہ تعالی علیہ وآلہ واصحابہ أجمعین برحمتك یا أرحم الراحمین،،

دعا گو

محمد رضا امجدی

دار العلوم رضویہ بڑا بریار پور موتیہاری مشرقی چمپارن

مقام ھرپوروا باچپٹی سیتامڑھی بہار

۲۱ ربیع الغوث ۱۴۴۲ھ

فون نمبر 8233295095\9470258177

(اسمائے مصدقین)

(۱) حضرت علامہ مولانا الحاج الشاہ مفتی سید شمس الحق برکاتی مصباحی صاحب قبلہ

(۲) شہزادۂ حضور فقیہ ملت حضرت مفتی ابرار احمد امجدی برکاتی صاحب قبلہ مرکز تربیت افتاء اوجھا گنج ضلع بستی

(۳) خلیفۂ حضور تاج الشریعہ حضرت مفتی سید شمس الحق برکاتی مصباحی صاحب قبلہ گوا

(۴) حضرت مفتی محمد عطاء اللہ النعیمی صاحب قبلہ خادم الحدیث والافتاء بجامعۃ النور جمعیت اشاعت اہلسنت (پاکستان) کراچی

(۵) حضرت مفتی محمد مقصود عالم فرحت ضیائی خلیفۂ حضور تاج الشریعہ ومحدث کبیر وصدر مفتی فخر ازہر دارالافتاء والقضاء وسرپرست اعلیٰ جماعت رضائے مصطفی برانچ ہاسپیٹ کرناٹک الہند

(۶) حضرت علامہ مفتی شان محمد المصباحی القادری صاحب قبلہ جراری فرخ آباد یوپی

(۷) سراج العلماء شرف ملت حضرت علامہ مفتی شرف الدین رضوی صاحب قبلہ شیخ الحدیث دارالعلوم قادریہ حبیبیہ فیل خانہ ہوڑہ بنگال

(۸) حضرت علامہ و مفتی محمد شہروز عالم رضوی اکرمی خادم التدریس والافتاء دارالعلوم قادریہ حبیبیہ فیل خانہ ہوڑہ کلکتہ بنگال

(۹) حضرت علامہ مفتی محمد رضا امجدی صاحب قبلہ ہرپور واباچپٹی سیتامڑھی بہار

(۱۰) حضرت علامہ مفتی اسرار احمد نوری بریلوی صاحب قبلہ خادم التدریس والافتاء مدرسہ عربیہ اہل سنت فیض العلوم کالاڈھونگی ضلع نینی تال اتراکھنڈ

(۱۱) حضرت علامہ مفتی الفاظ قریشی نجمی صاحب فخرِ جامعہ امام احمد رضا رتنا گیری کرناٹک

(۱۲) حضرت مفتی محمد جابر القادری رضوی صاحب قبلہ پارسبنی، بوکارو، جھارکھنڈ مقیم حال، خطیب وامام رحمتِ عالم مسجد، ملت نگر، کپالی، جمشید پور، جھارکھنڈ

(۱۳) حضرت علامہ مفتی اظہار مصباحی صاحب قبلہ سکونت ہرنتوڑ پوسٹ بائسی بازار ضلع پورنیہ بہار مقیم حال الجامعۃ الرضویہ بیل بازار کلیان ضلع تھانے مہاراشٹر

(۱۴) حضرت مفتی محمد احمد نعیمی صاحب قبلہ چترویدی نئی دہلی

(۱۵) حضرت مفتی مشیر اسد صاحب قبلہ صاحب قبلہ پورنیہ بہار مقیم حال ممبئی

(۱۶) حضرت مفتی محمد امجد علی نعیمی صاحب قبلہ رائے گنج اتر دیناج پور مغربی بنگال، خطیب وامام مسجد نیم والی مراد آباد اتر پردیش

(اسمائے مجیبین)

(۱) حضرت مفتی محمد جعفر علی صدیقی رضوی صاحب قبلہ کرلوسکرواڑی سانگلی مہاراشٹر
(۲) حضرت مفتی محمد رضا امجدی صاحب قبلہ ھرپوروا باجپٹی سیتامڑھی بہار
(۳) حضرت مفتی اسرار احمد نوری بریلوی صاحب قبلہ خادم التدریس والافتاء مدرسہ عربیہ اہل سنت فیض العلوم کالا ڈھونگی ضلع نینی تال اترا کھنڈ
(۴) حضرت مولانا مفتی فداء المصطفی صمدی انفاسی صاحب قبلہ رتوارہ چندن، پوسٹ پاروتھانہ سریاں ضلع مظفر پور بہار
(۵) حضرت مفتی محمد امتیاز حسین قادری صاحب قبلہ لکھنؤ یوپی
(۶) حضرت مفتی مشیر اسد صاحب قبلہ صاحب قبلہ پورنیہ بہار مقیم حال ممبئی
(۷) حضرت مولانا محمد مظہر علی رضوی صاحب قبلہ خادم التدریس مدرسہ غوثیہ حبیبیہ بریل دربھنگہ بہار
(۸) حضرت مولانا محمد جابر القادری رضوی صاحب قبلہ پارسبنی ،بوکارو، جھارکھنڈ مقیم حال جمشید پور، جھارکھنڈ
(۹) حضرت مولانا محمد نصیر الدین برکاتی صاحب قبلہ بلہا دھنوشا نیپال مقیم حال سعودی عرب
(۱۰) حضرت مولانا امجد رضا امجدی پٹھن پورہ سیتامڑھی بہار
(۱۱) حضرت مولانا محمد معصوم رضا نوریؔ صاحب قبلہ مہواڈھار نزد پیہر بازار پوسٹ مہدیہ ضلع بلرام پور
(۱۲) حضرت مولانا محمد اختر رضا قادری رضوی صاحب قبلہ نیپال گنجوی ناظم اعلی مدرسہ فیض العلوم خطیب و امام نیپالی سنی جامع مسجد سرکھیت (نیپال)
(۱۳) حضرت مولانا ابوحنیفہ محمد اکبر اشرفی صاحب قبلہ مانخورد ممبئی
(۱۴) حضرت مولانا محمد عمر علی قادری صاحب قبلہ اسلام پور خادم التدریس مدرسہ بحر العلوم قادریہ باتھ اصلی سیتامڑھی بہار
(۱۵) حضرت مولانا ابوالاحسان محمد مشتاق احمد قادری رضوی صاحب قبلہ ساکن دیوری ارجی ضلع سدھارتھ نگر یوپی خطیب و امام نگینہ مسجد مہاراشٹر
(۱۶) حضرت مولانا محمد مشاہد رضا حشمتی صاحب قبلہ خادم التدریس جامعہ ریاض الجنۃ رام پور کیمری
(۱۷) حضرت مولانا محمد راشد مکی صاحب قبلہ گرام ملک پور کٹیہار بہار
(۱۸) حضرت مولانا محمد اسماعیل رضا امجدی صاحب قبلہ گونڈوی یوپی
(۱۹) حضرت مولانا محمد سلطان رضا شمسی صاحب قبلہ کشمیری جامع مسجد کاٹھمانڈو نیپال

(۲۰) حضرت مولانا عبید اللہ رضوی بریلوی صاحب قبلہ خادم التدریس مدرسہ دار ارقم محمدیہ میر گنج ضلع بریلی شریف یوپی

(۲۱) حضرت مولانا محمد ساجد رضا صاحب قبلہ مدنا پور ضلع شاہجہانپور خادم التدریس مدرسہ دار ارقم محمدیہ میر گنج بریلی شریف

(۲۲) حضرت مولانا محمد ریحان رضا رضوی صاحب قبلہ فرحاباڑی ٹیڑھا گاچھ بہادر گنج ضلع کشن گنج بہار

(۲۳) حضرت مولانا محمد عامل رضا خان المعروف ضیاء انجم قادری صاحب قبلہ لکھیم پور یوپی

(۲۴) حضرت قاری محمد انور رضا صاحب قبلہ پیاگ پور بہرائچ شریف یوپی

(۲۵) حضرت قاری غیاث الدین قادری صاحب قبلہ دار العلوم شہید اعظم دولہا پور گونڈہ یوپی

(فہرست مضامین)

(فہرست مضامین)

(فہرست مضامین)

(فہرست مضامین)

(فہرست مضامین)

(فہرست مضامین)

(فہرست مضامین)

(فہرست مضامین)

(فہرست مضامین)

(فہرست مضامین)

(فہرست مضامین)

(فہرست مضامین)

(فہرست مضامین)

(فہرست مضامین)

(فہرست مضامین)

(فہرست مضامین)

(فہرست مضامین)

(فہرست مضامین)

(فہرست مضامین)

(فہرست مضامین)

(فہرست مضامین)

(فہرست مضامین)

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمدہٗ ونصلی علی رسولہ الکریم

(فسئلوا اھل الذکر ان کنتم لا تعلمون)

تو اے لوگو! علم والوں سے پوچھو اگر تمہیں علم نہیں (کنزالایمان)

کتاب العقائد

عقیدے کا بیان

ناشر

اراکین فخر ازہر گروپ

(اللہ تعالیٰ کے لئے حاضر وناظر کا لفظ استعمال کرنا کیسا ہے؟)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مسئلہ:۔ کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ زید کا کہنا ہے کہ اللہ تعالیٰ کو حاضر وناظر نہیں بول سکتے۔ بکر کا کہنا ہے کہ بول سکتے ہیں؟ بالتفصیل قرآن وحدیث کی روشنی میں جواب عنایت فرمائیں نوازش ہوگی۔

المستفتی:۔ محمد اجمل اویسی

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوہاب

زید کا قول درست ہے اللہ تعالیٰ کے لئے حاضر وناظر کا لفظ استعمال کرنا منع ہے جیسا کہ فتاویٰ فیض الرسول جلد اول میں ہے کہ حاضر وناظر خدائے تعالیٰ کے اسمائے توصیفیہ میں سے نہیں ہے اور ان الفاظ کے بعض معانی شان الوہیت کے خلاف ہے اسی لئے اللہ تعالیٰ کو حاضر وناظر نہیں کہنا چاہئے لیکن اگر کسی نے کہہ دیا تو کفر نہیں ہے۔ جیسا کہ درمختار مع شامی جلد سوم پر ہے یاحاضر یاناظر لیس بکفر (فتاویٰ فیض الرسول جلد اول صفحہ ۴) واللہ اعلم بالصواب

کتبہ

محمد مظہر علی رضوی

۱۷ جمادی الآخر ۱۴۴۰ھ

(امتی کیا خود خدا ہے شید اتمھارا یہ شعر کہاں تک درست ہے؟)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مسئلہ:۔ کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ امتی کیا خود خدا ہے شید اتمھارا یہ شعر کہاں تک درست ہے بتا کر شکریہ کا موقع دیں

المستفتی:۔ محمد، ریاض، نوری،، مراداباد،، یوپی

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوہاب

اللہ تعالی کو شیدائے محمد کہنا جائز نہیں ہے کہ اس میں معنیٰ سوء کا احتمال ہے۔شیداء کا معنیٰ آشفتہ فریفتہ مجنون عشق میں ڈوبا ہوا عاشق ہے۔اللہ تعالیٰ ان تمام باتوں سے منزہ ہے۔(فتاویٰ شارح بخاری جلد اول صفحہ ۱۴۱)واللہ اعلم بالصواب

کتبہ

محمد مظہر علی رضوی

۲۳ صفر المظفر ۱۴۴۰ھ بروز جمعہ

(اللہ تعالی کے لئے جمع کا صیغہ استعمال کرنا کیسا ہے؟)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مسئلہ:۔کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ کیا اس طرح کی دعا کر سکتے ہیں کہ یا اللہ ہماری دعا قبول فرمایئے یعنی اللہ کے لئے فرمایئے کا لفظ استعمال کر سکتے ہیں جواب فرما کر شکریہ کا موقع عنایت فرمائیں۔

المستفتی:۔سید شمشاد علی پٹنہ

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوہاب

بہ نیت تعظیم درست ہے لیکن احتیاط اس میں یہ ہے کہ اس کی شان یکتائی ظاہر کرنے کے لئے واحد کا صیغہ استعمال کیا جائے یہی مسلمانوں میں رائج ہے مسلمانوں میں جو طریقہ رائج ہو اور اس میں کوئی شرعی خرابی نہ ہو اس کے خلاف کرنا شورش پھیلانا ہے اس لئے اللہ عزوجل فرماتے ہیں کہنے سے احتراز چاہیئے۔دور حاضر میں اللہ تعالیٰ کے لئے جمع کے صیغے کا استعمال دیوبندی وہابی کے یہاں مستعمل ہے اور یہ اس کا علم وعلامت بن گئی لہٰذا مسلمان اس سے احتراز کریں۔

(فتاوی شارح بخاری جلد اول صفحہ 134)واللہ اعلم بالصواب

کتبہ

محمد اسماعیل خان امجدی

۱۳ رجب المرجب ۱۴۴۰ ہجری

(سب کچھ اللہ کی مرضی سے ہوتا ہے؟)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مسئلہ:۔کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ سب اللہ کی مشیت سے ہو رہا ہے یہ کہنا کیسا ہے بحوالہ جواب عنایت فرمائیں کرم ہوگا۔

المستفتی:۔صابر علی قادری

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوہاب

جی ہاں جو کچھ ہوتا ہے سب اللہ کی مشیت سے (سوائے برے کاموں کے) جیسا کہ قرآن میں ہے رب تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے "وماتشاؤن الاان یشاءاللہ رب العلمین" تمہارے چاہنے سے کچھ نہیں ہوتا مگر اللہ چاہے سے۔ (پارہ 30 سورہ تکویر)

تشریح:۔انسان اپنے اختیاری کام میں مختار ہے مگر یہ اختیار مستقل نہیں بلکہ اللہ تعالی کی مشیت کے تابع ہے دنیا میں ہر کام اللہ تعالی کی مشیت اور اس کے ارادے سے ہوتا ہے مگر اس کی پسندیدگی سے نہیں اللہ تعالی بندے کے ہر کام کا ارادہ فرماتا ہے مگر اسے برے کام کی رغبت یا مشورہ نہیں دیتا بلکہ اس کو منع کرتا ہے برے کام کی رغبت ومشورہ ابلیس لعین دیتا ہے۔(صراط الجنان فی تفسیر القرآن)

تنبیہ:۔افعال قبیحہ کی نسبت اللہ کی طرف کرنا کفر ہے۔واللہ اعلم بالصواب

کتبہ

عبید اللہ رضوی بریلوی

۷ اشعبان المعظم ۱۴۴۱ھ بروز اتوار

(کیا مرض اور شفاء اللہ کی طرف سے ہے؟)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مسئلہ:۔کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ کیا اس وبا میں مصافحہ نہ کرنا سنت ہے اگر ہے تو کیا وجہ سے ہے ایک عالم دین کہہ رہے تھے کہ اس وبا میں بھی مصافحہ نہ کرنا بھی سنت ہے دلیل کے ساتھ جواب سے نوازیں

المستفتی:۔صدام حسین رضوی

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوہاب

اس دور میں تو اللہ کی پناہ آج کے انسان کا بھروسہ جتنا ڈاکٹر،، سائنسدانوں پر ہے اتنا حدیث وقرآن پر بھی نہیں یہی وجہ ہے کہ جب علماء کرام کسی وباء کے متعلق حدیث بیان کردیں توان لوگوں کوتکلیف ہوجاتی ہے اور یہاں تک کہہ دیتے ہیں کہ لگتا ہے سب سے بڑے مولانا یہی ہیں اتنے ڈاکٹر کا یہ کہنا ہے اور یہ مولانا لوگ یہ کہتے ہیں ایک بات یادرکھیں کہ بیماری دینا یا شفاء دینا یہ رب کا کام ہے۔جیسا کہ قرآن کریم میں مذکور ہے''واذا مرضت فھو یشفین،،یعنی اللہ ہی بیماری دیتا ہے اور وہی شفاء دیتا ہے اس آیت میں واضح طور پر ذکر ہے کہ بیماری دینا یہ رب کا کام ہے جب تک رب نہ چاہے کسی کو کوئی بیماری نہیں دے سکتا اسی طرح جب تک رب نہ چاہے کوئی شفاء نہیں دے سکتا پھر لوگوں کا اللہ پر بھروسہ کرنے کے بجائے جو ڈاکٹر کہہ دے اسی پر بھروسہ کرلیتے ہیں اسی ضمن میں کچھ لوگ چند حدیثیں لیکر اسلام کے نظریہ کو بدلنے کی کوشش میں لگے ہوئے ہیں جب کہ کوئی حدیث لکھنے سے پہلے دیکھ لینا چاہئے کہ اس حدیث کا درجہ کیا ہے وجہ تسمیہ کیا ہے اس سلسلے میں حضرت عمر فاروق کے متعلق ایک حدیث بیان کی جاتی ہے کہ جب آپ ملک شام کے لئے نکلے تو مقام تبوک کے پاس واپس ہوگئے کیونکہ وہاں طاعون پھیل گیا تھا اس حدیث سے علماء کرام پر لعن وطعن کیا جارہا ہے کہ اگر بیماری لگتی نہیں تو حضرت عمر کیوں واپس ہوگئے،،، کیا حضرت عمر کا ایمان کمزور تھا ان دنیا پرست کو سوچنا چاہیے کہ حضرت عمر کے متعلق لکھنے سے پہلے کم ازکم مکمل حدیث ہی لکھ دیتے تا کہ یہ غلط گمان پھیلتا ہی نہیں اصل میں نہ جانے کی دو وجہ ہے ایک تو یہ کہ حضرت عمر نے بہت سے گروہ سے اسی مقام پر مشورہ کیا مثلاً لشکروں سے،، انصار سے،، اخیر میں فتح مکہ کے مجاہدین سے ان میں سے بعض بولے جائیں،، بعض نے منع فرمایا تو حضرت عمر یہ سوچ کر واپس ہوگئے کہ اگر چلا جاتا ہوں اور تقدیر الٰہی کی وجہ سے کسی کو بیماری ہوگئی تو لوگوں کو وہم ہوجائے گا کہ وہیں جانے کی وجہ سے ایسا ہوا ہے اسی وہم سے بچنے کے لئے واپس ہوگئے کیونکہ شیطان انسان کے دل میں وہم ڈال دیتا جیسا کہ آج کے کچھ لوگ بول دیتے ہیں اور دوسری بات آقا کی حدیث پر عمل کرنے کی وجہ سے نہیں گئے کہ حضور نے فرمایا کہ جہاں طاعون پھیل جائے وہاں مت جاؤ اور وہاں سے بھاگومت اس حدیث میں بھی جانے کی ممانعت اسی وہم کی وجہ سے ہے اور اگر بیماری اڑ کر لگتی تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم اس جگہ رہنے کا حکم ہرگز نہیں دیتے کیا وہاں یہ جان کر کہ یہاں بیماری پھیل گئی ہے پھر بھی وہاں رہنا جان کو ہلاک کرنے کے مترادف نہیں ہے تو کیا معاذ اللہ حضور جان بچانے کا حکم نہیں دیئے تو ماننا پڑیگا کہ وہاں رہنے سے کوئی ضروری نہیں کہ وہ بیماری لگ ہی جائے گی

بلکہ اگر تقدیر میں ہو تو لگے گی ورنہ کچھ نہیں ہوگا اگر موت اسی بیماری سے لکھی ہو تو آپ کسی بھی حال میں بچ نہیں سکتے اسکی بہت سی مثال معاشرے میں موجود ہے جس جذامی سے شیر کی طرح بھاگنے کی حدیث بیان کرتے ہیں وہیں پر کیا ہی اچھا ہوتا کہ حضرت عمر ہی کی حدیث بیان کر دیتے کہ ایک صحابی کو یہ بیماری یعنی جذام (کوڑھ) کی بیماری تھی لوگوں کا زمانہ جاہلیت کی طرح یہ گمان تھا کہ اسکے ساتھ کھانے پینے سے بیماری لگ جاتی ہے تو یہی عمر فاروق رضی اللہ عنہ تمام صحابہ کرام اور ان کو بھی جن کو یہ بیماری تھی دعوت دیئے اور اس دعوت میں حضرت عمر اس جذام کی بیماری والے صحابی کے ساتھ ایک ہی پلیٹ میں کھانا کھائے اور وہ صحابی جس برتن میں جس جگہ سے پانی پئے اسی برتن میں اسی جگہ سے منہ لگا کر حضرت ابوبکر صدیق نے پانی پیا اور لوگوں کو بتا دیا کہ یہ گمان کرنا کہ بیماری اڑ کر لگتی ہے یہ غیر کا عقیدہ ہے اسلام کا نہیں حضرت عمر فاروق اور حضرت ابوبکر کے ایمان کا اندازہ لگانے والے اس حدیث کو بار بار پڑھے جو کہ صحیح بلکہ متواتر حدیث ہے۔

(کنز العمال بحوالہ ابن سعد وابن جریر)

یعنی قریب آیئے بیٹھئے اور کھانا کھایئے اور حضرت عبداللہ بن جعفر فرماتے ہیں "ولقد رایت عمر بن الخطاب یوتی بالاناء فیہ الماء فیعطیہ معیقیبا فیشرب منہ ثم یتناولہ عمر من یدہ الخ" یعنی حضرت عمر کے پاس پانی لایا جاتا آپ حضرت معیقیب کو (یہ وہی ہیں جن کو جذام کی بیماری تھی) دیتے پھر حضرت معیقیب پی کر اپنے ہاتھ سے حضرت عمر کو دیتے آپ اسی جگہ منہ لگا کر پیتے اور ایسا اس لئے کرتے تاکہ کسی کو یہ گمان نہ ہو کہ بیماری اڑ کر لگتی ہے حضرت عمر کا ایمان دیکھیں اور آج کا حال دیکھیں اب صدیق اکبر کا عقیدہ اسلام دیکھئے قوم ثقیف کا سفیر حضرت صدیق اکبر کے دربار میں حاضر ہوئے کھانا لایا گیا سب لوگ قریب آئے مگر ایک آدمی الگ ہو گیا جن کو جذام یعنی کوڑھ کی بیماری تھی تو صدیق اکبر نے فرمایا قریب آؤ وہ قریب آیا پھر فرمایا کھانا کھاؤ وہ کھانا کھایا پھر اسکے آگے حضرت قاسم بن محمد بن ابوبکر فرماتے ہیں

"وجعل ابوبکر یضع یدہ موضع یدہ فیاکل مما یاکل منہ المجذوم راوہ ابن ابی شیبہ وابن جریر بن القاسم" (کنز العمال بحوالہ ابن ابی شیبہ وابن جریر)

یعنی حضرت صدیق اکبر نے یہ شروع کیا کہ جہاں سے وہ مجذوم نوالہ لیتے وہیں سے صدیق اکبر نوالہ لیکر کھاتے اور ایک بات یاد رکھیں غالباً یہ وہی مریض ہے جن سے حضور نے زبانی بیعت فرمایا اور ابن ماجہ کی ایک حدیث میں ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم ایک مجذوم کا ہاتھ پکڑ کر پیالے میں ڈالے پھر فرمایا اللہ پر بھروسہ رکھو مطلب یہ مت گمان کرو کہ ہاتھ پکڑنے سے وہ بیماری تمہیں ہو جائے گی ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم "اخذ بید رجل مجذوم فادخلھا معہ فی القصعۃ ثم قال کل ثقۃ باللہ وتوکل علی اللہ" (ابوداود، وابن ماجہ)

اور تیسری بات یہ غلط نظریہ پیش کی جاتی ہے کہ ثقیف نامی شخص جن کو کوڑھ کی بیماری تھی تو حضور نے ان سے مصافحہ نہ کر کے زبانی بیعت کی لہذا مصافحہ کرنا ایسے وقت میں سنت نہیں بلکہ بچنا ضروری ہے یہاں پر پہلے میں بتادوں کہ حضرت ابوبکر جس کے پانی پینے کی جگہ سے پیئے یہی وہ شخص ہے اگر مصافحہ سے حضور منع کرتے تو ان کے ساتھ حضرت ابوبکر پانی ہی نہیں پیتے حضور کا اس شخص کو زبانی بیعت کرنا اس وجہ سے تھا کہ اگر وہ صحابہ کرام کے مجمع میں آجائے تو لوگوں کے دل میں کراہت محسوس ہوگی جس سے ان کو شرمندگی ہوگی زبانی بیعت کرنا اور مجمع میں نہ بلانا صرف انکی بیماری کو چھپانا مقصود تھا جیسا کہ مجمع البحار میں ہے" ارجع فقد بایعناك انما رده لئلا ینظر الیه اصحابه فیزدرونه ویرون لانفسهم علیه فضلا فیدخلهم العجب او لئلا یحزن المجذوم الی آخر الحدیث" واپس چلے جاؤ میں نے تمہیں زبانی بیعت کر لیا حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اس جذامی یعنی کوڑھ والے کو لوٹا دیا تا کہ حضور کے صحابہ کرام اسے دیکھ کر کہیں حقیر اور گھٹیا نہ سمجھنے لگیں اور اپنے آپ کو اس سے بہتر۔ اس طرح تکبر پیدا ہوگی اور اس بیماری والے کو غم نہ ہو کہ وہ ہم اچھا ہے اور پھر اس کے اس مصیبت اور بلا پر جذبات شکر میں کمی نہ آجائے مجمع البحار اس میں تو صراحت ہے کہ حضور کیوں زبانی بیعت کئے لوگ پوری بات نہیں لکھتے ہیں صرف اپنی مطلب کی بات لے لیتے ہیں۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ "کل مع صاحب البلاء" کہ تم مصیبت والوں کے ساتھ کھانا کھاؤ لیکن افسوس آج مسلمان ہاتھ ملانے کو تیار نہیں" وقد فعل صلی اللہ علیہ وسلم لانه اذی یعنی لا للعدوی شرح الزرقانی علی المؤطا لامام مالك" تحقیق کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ایسا اس لئے کیا کہ وہ ایذا ہے یعنی لوگ گھن کرینگے جس سے ان کو تکلیف ہوگی اسی لئے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے زبانی بیعت فرمالیا اس لئے نہیں ہے کہ بیماری لگ جائے گی اور ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ کا عقیدہ دیکھئے ایمان تازہ ہوجائے گا "کان ابن عمر و سلمان یصنعان الطعام للمجذومین ویاکلان معهم وعن عائشه قالت کان مولی لنا اصابه ذالك الداء کان یاکل فی صحانی ویشوب فی اقداحی وینام علی فراشی"

(عمدۃ القاری شرح بخاری کتاب الطب)

یعنی حضرت عائشہ صدیقہ فرماتی ہیں کہ حضرت عبداللہ بن عمر اور حضرت سلمان مجذومین کے لئے کھانا تیار کرتے اور ساتھ میں کھاتے اور حضرت عائشہ کا بیان ہے کہ ایک غلام کو یہ مرض ہوگیا تو وہ میرے برتنوں میں کھاتا میرے پیالوں میں پانی پیتا میرے بچھونوں پر لیٹتا کیا حضرت عائشہ کو نہیں معلوم کہ بیماری لگ جائے گی جان بچانا ضروری ہے اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے تو صراحۃ بیان فرمایا کہ کوئی بیماری اڑ کر نہیں لگتی" حدثنا عبد العزیز بن عبد الله، حدثنا إبراهیم بن سعد، عن صالح، عن ابن شهاب، قال: أخبرني أبو سلمة بن عبد الرحمن، وغیره، أن أبا هریرة رضی الله

عنه، قال: إن رسول الله صلى الله عليه وسلم قال: »لا عدوى ولا صفر ولا هامة« فقال أعرابي: يا رسول الله، فما بال إبلي، تكون في الرمل كأنها الظباء، فيأتي البعير الأجرب فيدخل بينها فيجربها؟ فقال: »فمن أعدى الأول؟« رواه الزهري، عن أبي سلمة، وسنان بن أبي سنان"

(صحیح بخاری 5717 صحیح مسلم، کتاب السلام 5788)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا امراض میں چھوت چھات (متعدی ہونا) صفر اور الو کی نحوست کی کوئی اصل نہیں، اس پر ایک اعرابی بولا کہ کہ یا رسول اللہ! پھر میرے اونٹوں کو کیا ہوگیا کہ وہ جب تک ریگستان میں رہتے ہیں تو ہرنوں کی طرح (صاف اور خوب چکنے) رہتے ہیں پھر ان میں ایک خارش والا اونٹ آجاتا ہے اور ان میں گھس کر انہیں بھی خارش لگا جاتا ہے تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس پر فرمایا لیکن یہ بتاؤ کہ پہلے اونٹ کو کس نے خارش لگائی تھی؟ اس حدیث سے معلوم ہوا کہ مرض ایک سے دوسرے میں نہیں پھیلتے بلکہ میرے تو سمجھ میں نہیں آتا کہ یہ پابندی لگانا کہ مزاروں پر نہ جاؤ جماعت سے نماز نہ پڑھو عمرہ اور حج نہ کرو مصافحہ نہ کرو یہ بیماری ہے یا یہودیوں کی چال جو سنّت سے روکا جارہا ہے بھائی موت بغیر اللہ کی مرضی کے نہیں آسکتی اور جس مرض میں جسے مرنا ہے اسی میں مریگا مرض کا نہیں اللہ کا خوف دل میں پیدا کیجئے اور کسی صورت میں سنّت کو ترک نہ کیجئے۔ اور اللہ تعالی سے اس طرح دعا کرتے رہیے "اللهم عافني في بدني اللهم عافني في سمعي اللهم عافني في بصري. اور ساتھ میں مندرجہ ذیل وظیفہ کو پڑھتے رہیے۔ اگر بیماری اڑ کر لگتی تو سب سے زیادہ نظر لگتی احتیاط کریں یقیناً احتیاط کرنا ضروری ہے مگر اس قدر نہیں کہ اسلام وسنت سے دور ہو جائے قرآن کریم میں مذکور ہے ہرگز تم پر کوئی مصیبت نہیں پہونچے گی مگر جو اللہ نے تمہاری تقدیر میں لکھ دیا افسوس کہ ڈاکٹر اور سائنس کے بات پر یقین ہے لیکن قرآن وحدیث پر مکمل ایمان نہیں احتیاط کیجئے لیکن اس طرح مسیح نہ کریں جو ہمارے ایمان کے لئے بہتر نہ ہو اگر لکھنا چاہیں اس عنوان پر تو مضمون طویل ہو جائے گا خیر ضرورت پڑی تو ان شاء اللہ ضرور تحریر کرونگا اب تو ایسا لگتا ہے کہ کچھ لوگوں کے من کے مطابق ہی حدیث وقرآن بیان کرنا پڑے گا ورنہ مخالفت پر اتر آتے ہیں اپنی جھوٹی شہرت، دنیاوی دولت، اور طاقت کی بنیاد پر جو من کے مطابق نہیں تو مولانا ہی خراب ہو جاتا ہے حالانکہ کوئی مولانا اپنے گھر کی بات نہیں بلکہ حضور کی حدیث بیان کرتے ہیں اللہ تعالیٰ رحم فرمائے اور اس مہلک امراض سے محفوظ فرمائے آمین یارب العالمین

کتبہ

محمد مظہر علی رضوی

۱۹ شعبان المعظم ۱۴۴۱ھ بروز منگل

(اللہ عزوجل کو بھگوان، اوپر والا اور میاں کہنے والے پر شرعی حکم کیا ہے؟)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مسئلہ:۔کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ ایک مومن مسلمان اللہ تعالیٰ کو اوپر والا اللہ میاں اور اللہ اور بھگوان ایک ہے کہتا ہے تو اس پر شریعت کا کیا حکم ہے علمائے کرام قرآن وحدیث کی روشنی میں مدلل جواب عنایت فرمائیں

المستفتی:۔عرش عالم ضیائی، خیروا، سیتامڑھی (بہار)

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوہاب

بھگوان کا جو حقیقی معنی ہے ان پر مطلع ہوتے ہوئے جو شخص اللہ عزوجل کو بھگوان کہے وہ بلا شبہ کافر ومرتد ہے۔اس کے تمام اعمال حسنہ اکارت ہوگئے، اس کی بیوی اس کے نکاح سے نکل گئی، اس پر فرض ہے کہ فوراً اس سے توبہ کرے، پھر سے کلمہ پڑھ کر مسلمان ہو، اور اپنی بیوی کو رکھنا چاہتا ہو تو پھر سے تجدید نکاح کرے۔سنسکرت میں" بھگ" عورت کی شرم گاہ کو کہتے ہیں اور" وان" کا معنی" والا" یہ معنی اللہ عزوجل کے لئے عیب اور اس کو مستلزم کہ وہ خدا نہ ہو۔اس لئے لفظ (بھگوان) کا اطلاق اللہ عزوجل پر کفر ہے۔رہ گئے وہ لوگ جو اس کے حقیقی معنی نہیں جانتے وہ صرف اتنا جانتے ہیں کہ ہندوؤں میں" اللہ عزوجل" کو" بھگوان کہتے ہیں۔انھوں نے اللہ عزوجل کو" بھگوان" کہا تو اس کا حکم اتنا سخت نہیں۔پھر بھی ان پر توبہ وتجدید ایمان و نکاح لازم ہے۔(فتاوی شارح بخاری جلد اول، صفحہ ۱۷۱-۱۷۲)

اوپر والا سے اس کی مراد اگر اللہ عزوجل ہے اس میں کفر کا شائبہ ہے" اوپر والا" کہنے کا مطلب یہ ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ اوپر رہتا ہے۔اس میں اللہ تعالیٰ کے لئے مکان ثابت ہے اور اللہ تعالیٰ کے لئے مکان ثابت کرنا کفر ہے۔نیز اس کا بھی شائبہ ہے کہ" اوپر والا" ہے، نیچے والا نہیں۔ایسے کلمات کا بولنا شرعاً ممنوع ہے۔بہر حال ایسے کلمات کے بولنے سے بچنا لازم ہے جس میں کفر کا پہلو ہو۔اس لئے مسلمان ہرگز نہ کہیں" اوپر والا جانے" یا نیلی چھتری والا جانے" یہ سب ہندوؤں کو خوش کرنے کے لئے کہا جاتا ہے یہ نیت اور بری ہے۔(کتاب مذکور صفحہ ۲۵۹)

اب رہا اللہ تبارک وتعالیٰ کو لفظ" میاں" بولنے کے متعلق تو فتاوی رضویہ شریف جلد چہاردہم، صفحہ ۶۱۴، مطبوعہ جدید" میں ہے کہ اللہ عزوجل کے لئے" میاں" کا اطلاق نہ کیا جائے۔کیونکہ وہ تین معنی رکھتا ہے ان دو رب العزت کے لئے محال ہیں میاں آقا اور شوہر اور مرد عورت میں زنا دلال (بھڑوا) لہٰذا اطلاق ممنوع ہے اور افتخار جہل معلوم ہوا کہ لفظ" میاں" کا اطلاق

رب تعالی کے لئے کفر تونہیں مگر نا جائز و منع ضرور ہے لہذا۔ احتراز لازم ہے۔ واللہ اعلم بالصواب

کتبہ

محمد جعفر علی صدیقی رضوی

۶ شوال المکرم ۱۴۴۰ھ

(اللہ تعالیٰ کو اللہ صاحب کہنا کیسا؟)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مسئلہ:۔کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ اللہ کو اللہ صاحب کہنا کیسا ہے؟

المستفتی:۔ محمد مستقیم رضا انجم، گڑھوا جھارکھنڈ

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوہاب

مجدد اعظم سیدی سرکار اعلی حضرت الشاہ امام احمد رضا خان محدث بریلوی رضی اللہ عنہ ارشاد فرماتے ہیں کہ ”اللہ صاحب“ کہنا جائز ہے حدیث میں ہے کہ ”اللھم انت الصاحب فی السفر والخلیفۃ فی الاھل والمال“ یعنی اے اللہ سفر کا ساتھی تو ہے اہل وعیال اور مال کا خیال رکھنے والا بھی تو ہے“ اھ

اور سرکار رسالت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے لئے تو قرآن عظیم میں صاحب فرمایا گیا ہے ما ضل صاحبکم وما غویٰ یعنی تمہارے صاحب نہ بہکے نہ بے راہ چلے“ اھ ”وما صاحبکم بمجنون یعنی اور تمہارے صاحب مجنون نہیں“ اھ

لیکن ”اللہ صاحب“ کہنا اسمٰعیل دہلوی کا محاورہ ہے اور حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم یقیناً ہمارے صاحب ہیں مگر نام پاک کے ساتھ صاحب کہنا آریہ و پادریوں کا محاورہ ہے اس لئے نہ چاہئے۔ پھر فرمایا آریہ پادری وہابیہ سب ایک ہیں۔

(بحوالہ ملفوظات اعلحضرت ج:3/ص:327/328/مکتبۃ المدینہ دعوت اسلامی) واللہ اعلم بالصواب

کتبہ

محمد اسرار احمد نوری بریلوی

۴ رمضان المبارک ۱۴۴۱ھ

(حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اللہ تعالی نے نور سے پیدا کیا تو اور نبی کو کس سے پیدا کیا؟)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مسئلہ:۔ کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو رب تبارک وتعالیٰ نے نور سے پیدا کیا ہے تو باقی نبی کو کس چیز سے پیدا کیا ہے معتبر کتابوں سے جواب عنایت فرمائیں مع حوالہ جواب عنایت فرمائیں

المستفتی:۔ محمد صغیر احمد بھٹکل، کرناٹک

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوہاب

بے شک اخالق کائنات نے اپنے پیارے حبیب پاک مقصود کائنات، باعث ایجاد عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلّم کو اپنے نور سے پیدا فرمایا ہے اور اپنے رسول پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلّم کے نور سے سارے عالم، پوری کائنات، ساری مخلوقات کو پیدا کیا - اب خدا جانے انبیاء اس سے مستثنیٰ ہیں یا نہیں، مگر حدیث قدسی سے تو یہی پتہ چلتا ہے کہ ساری مخلوقات حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلّم کے نور سے پیدا کی گئی ہے - چنانچہ حدیث قدسی ہے کہ سرکار فرماتے ہیں کہ "اول ما خلق اللہ نوری و کل الخلاءق من نوری وانا من نور اللہ" یعنی اللہ نے سب سے پہلے میرا نور پیدا فرمایا اور میرے نور سے ساری مخلوقات اور مجھ کو اپنے نور سے" یہاں پر حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلّم نے انبیاء کرام کو استثنا نہیں فرمایا کہ الا الانبیاء خدا کی بات کی خدا ہی جانے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلّم کے اس ارشاد پاک کل الخلائق من نوری سے انبیاء الگ ہیں یا نہیں؟ کوئی محقق عصر اپنی تحقیق پیش فرمادیں تو نوازش ہوگی یاد رہے! کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلّم کی ذات بابرکات نورانیت بھی ہے اور بشریت بھی جیسا کہ علمائے اہل (سنت و جماعت کی کتابوں سے ثابت ہے اور آپ کی ظاہری زندگی میں اس کا ظہور بھی ہوا ہے مگر بشریت کی اصل حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلّم میں نہیں پائی جارہی ہے بلکہ بشر میں ہے ہم ایسے بشر ہیں کہ جملہ لوازمات بشریت ہمارے ساتھ ہیں، مثلاً بشر کے جسم کا سایہ ہونا، پسینہ میں بدبو ہونا، جمائی آنا، بدن پر مکھی بیٹھنا، غفلت کی نیند سونا، وغیرہ لوازمات بشریت ہیں مگر میرے آقا حضور صلی اللہ علیہ وسلم بشر نہیں ہیں مثل بشر ہیں مذکورہ لوازمات آپ میں پائے نہیں گئے اللہ تعالیٰ کا ارشاد خلق الانسان من صلصال کالفخار یعنی، اس نے آدمی کو بنایا بجتی مٹی سے سے جیسے ٹھیکری۔ (کنز الایمان شریف، سورہ رحمن رکوع ۱۱ آیت ۱۴)

یہ نورانیت کے منافی نہیں حضور پر نور صلی اللہ تعالیٰ! علیہ وآلہ وسلّم جس طرح دنیا میں تشریف لائے سے پہلے نور تھے

یوں ہی اس دنیا تشریف لانے کے بعد بھی نور ہیں فرق صرف اتنا ہے کہ پہلے بشر نہ تھے صرف نور تھے اور اب نور ہونے کے ساتھ ساتھ بشر بھی ہیں اور ہاں! بشر ہونے کی وجہ سے سرکار مصطفی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلّم کے نور ہونے میں کوئی فرق نہ آ سکا بس یوں سمجھو! کہ جس طرح شیشی میں عطر رکھ دیا گیا ہو اسی طرح گوشت، پوست، ہڈی اور خون سے بنے ہوئے بشری سانچے میں نور محمدی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلّم کو رکھ دیا جیسا کہ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے کہ " قد جاء کم من اللہ نور یعنی اے لوگو! واقعی تمھارے پاس اللہ کی طرف سے نور آیا دیکھو! اللہ تعالیٰ نے اپنے پیارے رسول کو نور کہا دوسری جگہ فرماتا ہے کہ: قل انما انا بشر مثلکم یعنی اے پیارے مصطفی تم فرماؤ کہ اے لوگو! خدا نہ ہونے میں تو تم جیسا ہی بشر ہوں قرآن کریم کی اس آیت سے ثابت ہوا کہ حضور سرکار مصطفی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلّم نور ہیں لہذا! جو شخص سرکار کے بشر ہونے کا انکار کرے وہ کافر ہے مسلمان نہیں اور جو شخص حضور پرنور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلّم کو نور نہ مانے اور اپنے جیسا بشر بتائے وہ مردود و شیطان ہے۔ واللہ اعلم بالصواب

کتبہ

محمد جعفر علی صدیقی رضوی

۹ شعبان المعظم ۱۴۴۰ ہجری

(حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے شب معراج اللہ تعالیٰ کا دیدار فرمایا؟)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مسئلہ:۔ کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے معراج کی رات اللہ تبارک وتعالی کا دیدار کیا قرآن وحدیث کی روشنی میں جواب عنایت فرمائیں المستفتی:۔ محمود الحسن قادری

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوہاب

یقیناً شب معراج حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے رب کا دیدار فرمایا جیسا کہ مندرجہ ذیل قرآن وحدیث سے اسکا ثبوت ملتا ہے کما قال اللہ تعالیٰ فی القرآن الکریم ثُمَّ دَنَا فَتَدَلّٰی فَكَانَ قَابَ قَوْسَیْنِ اَوْ اَدْنٰی (پارہ ۲۷ سورہ النجم: ۸/۹) پھر وہ (ربّ العزّت اپنے حبیب محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے) قریب ہوا پھر اور زیادہ قریب ہوگیاo۔ پھر (جلوۂ حق اور حبیبِ مکرّم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں صِرف) دو کمانوں کی مقدار فاصلہ رہ گیا یا (انتہائے قرب میں) اس سے بھی کم

(ہو گیا) آقا علیہ السلام کو قاب قوسین او ادنی کی منزلوں پر سرفراز کر دیا گیا اور ساری مسافتوں اور فاصلوں کو ہٹا دیا گیا اور قربت و وصال اپنے کمال پر پہنچا تو وہاں حجابات اٹھا دیئے گئے تب حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اللہ رب العزت نے اپنا جلوہ عطا فرمایا اب حدیث پاک ملاحظہ کریں علامہ قرطبی لکھتے ہیں عبد اللہ بن الحارث اجتمع ابن عباس و أبي ابن كعب فقال ابن عباس أما نحن بنو هاشم فنقول إن محمدا رأى ربه مرتين ثم قال ابن عباس أتعجبون أن الخُلّة تكون لابراهيم والكلام لموسى والرؤية لمحمد صلى الله عليه وآله وسلم وعليهم أجمعين قال فكبر كعب حتى جاوبته الجبال. عبد اللہ بن حارث کی حضرت ابن عباس اور ابن کعب سے ملاقات ہوئی تو حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ہم بنی ہاشم تو کہتے ہیں کہ بے شک محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے رب کو دو بار دیکھا ہے، پھر ابن عباس رضی اللہ عنہ نے فرمایا کیا تمہیں اس پر تعجب ہے کہ دوستی (خلت) ابراہیم علیہ السلام کے لئے کلام موسیٰ علیہ السلام کے لئے اور دیدار الٰہی محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لئے ثابت ہے۔ اس پر حضرت کعب نے للہ اکبر کہا یہاں تک کہ پہاڑ گونج اٹھے۔ (قرطبی الجامع لأحکام القرآن، جلد ۷ صفحہ ۵۶)

امام عبدالرزاق نے بیان کیا: أن الحسن كان يحلف بالله لقد رأى محمد ربه. حسن بصری للہ کی قسم اٹھا کر کہتے بے شک محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے رب کو دیکھا ہے۔ مروان نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے پوچھا: هل رأى محمد ربه؟ فقال نعم. کیا محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے رب کو دیکھا؟ انہوں نے فرمایا ہاں۔ حضرت امام احمد بن حنبل رضی اللہ عنہ نے فرمایا: بعينه رآه رآه حتى انقطع نفسه. حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے آنکھوں سے اللہ کو دیکھا، دیکھا، یہاں تک کہ ان کی سانس بند ہو گیا یہی امام ابو الحسن اشعری اور ان کے اصحاب کا مسلک ہے۔ یہی حضرت انس رضی اللہ عنہ، ابن عباس رضی اللہ عنہ، عکرمہ، ربیع اور حسن کا مذہب ہے۔ (قرطبی، الجامع لاحکام القرآن، جلد ۷:۵۶)

واللہ اعلم بالصواب

کتبہ

محمد مظہر علی رضوی

۱۹ مارچ بروز منگل ۲۰۱۹ عیسوی

(حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو اللہ کا "لاڈلا" کہنا کیسا؟)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مسئلہ: کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ اے خدا کے لاڈلے پیارے رسول یہ سلام عاجزانا ہم سب کا ہوئے

قبول یہ شعر پڑھنا شرعا کیسا ہے؟ المستفتی:۔ ممتاز عالم

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوہاب

لاڈلا اور لاڈلے کا معنی فرہنگ آصفیہ میں یہ لکھے ہیں ''پیارا'' عزیز'' از جان وہ بچہ جسے ماں باپ نے نہایت محنت و محبت سے ناز ونعمت میں پرورش کیا ہو ناز پروردہ آنکھوں کا تارہ، وغیرہ وغیرہ، جو ماں باپ کی محبت سے آوارہ اور بداراہ ہو گیا ہو۔

مذکورہ بالا شعر میں چونکہ رسول بھی مذکور ہے اس لئے متعین ہے کہ اس شعر میں لاڈلے کا معنی پیارے، عزیز، از جان، دلارے کے ہیں بچے کی صفت دلارے بنانے سے جو معنٰی بنتے ہیں اس کا احتمال ساقط ہے پھر شروع ہی میں ہے، خدا کے لاڈلے، کوئی مسلمان اس کا تصور بھی نہیں کر سکتا وہ لاڈلے کا معنی بچہ لے جو ناز ونعمت میں پلا ہوا ہو، ہر مسلمان کا عقیدہ ہے کہ اللہ عزوجل اس سے منزہ ہے کہ اس کی اولاد ہو، اس لئے یہاں متعین ہے کہ لاڈلے کے معنی پیارے ہی کے ہیں اور یہ عربی لفظ ''حبیب'' کا ترجمہ ہے حضور اکرم صلی اللہ تعالی علیہ وسلم بلاشبہ بہ نص حدیث وہ بہ اجماع مسلمین اللہ کے حبیب ہیں ''وانا حبیب اللہ ولا فخر'' (مشکوۃ شریف صفحہ ۵۱۳ باب فضائل سید المرسلین، مجلس برکات)

اس لحاظ سے یہ شعر بالکل صحیح ہے مگر شریعت کا قاعدہ یہ ہے کہ جب کوئی لفظ چند ایسے معنوں میں دائر ہو جن میں سے کچھ معنی کا اطلاق اللہ عزوجل اور رسول کریم صلی اللہ تعالی علیہ وسلم پر جائز نہیں اس کی مثال لفظ راعنا ہے عربی زبان میں لفظ راعنا کے معنی ہے ہماری رعایت فرمائیں، یہود کی لغت میں راعی کے معنی بیوقوف کے ہیں جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم کچھ فرماتے تو کبھی صحابۂ کرام عرض فرماتے ''راعنا'' یہودی خبثاء صحابۂ کرام کے ساتھ زبان دبا کر راعنا کہتے۔ اس پر صحابۂ کرام کو راعنا کہنے سے منع کر دیا گیا۔ راعنا میں لغت کا بھی فرق تھا راعنا عربی زبان کا لفظ ہے اور راعی عبرانی زبان کا پھر دونوں کے تلفظ میں بھی فرق ہے راعنا میں ع کے بعد ے نہیں اور راعی میں ے ہے پھر بھی راعنا کہنے سے منع فرما دیا گیا تو یہاں لاڈلے میں تلفظ کا بھی کوئی فرق نہیں اور زبان کا بھی فرق نہیں اور اس کا ایک معنی ایسا بچہ ہے جس کی اضافت اللہ عزوجل کی طرف اور اس کی اسناد حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف کفر ہے۔ اس لیے اس شعر کو ہرگز پڑھنا نہیں چاہئے۔

(فتاویٰ شارح بخاری جلد اول صفحہ ۲۳۹) واللہ اعلم بالصواب

کتبہ

مشیر اسد

۳ ربیع الآخر ۱۴۴۰ھ بروز منگل

(شیطان خواب میں نبی ﷺ کی صورت میں نہیں آسکتا؟)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مسئلہ:۔ کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ جس نے مجھے دیکھا اس نے حق کو دیکھا اس حدیث کی بارے میں پوری معلومات عطا کریں۔

المستفتی:۔ محمد عطاء اللہ حشمتی لاتور

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوہاب

جس نے خواب میں نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو دیکھا اس سے بڑا خوش نصیب مسلمان کون ہوگا یہ بڑے نصیبہ کی بات ہے اور حالت خواب میں شیاطین نبی دوعالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا متشکل بن کر نہیں آسکتا ہے جیسا کہ کے حدیث کی مشہور کتاب مشکوۃ المصابیح کی شرح مراۃ المناجیح میں مذکور ہے عن ابی قتادہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من رآنی فقد رأی الحق حضرت ابوقتادہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ اللہ کے رسول دانائے غیوب صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جس نے مجھے دیکھا اس نے حق کو دیکھا اس حدیث کے چند معانی بیان کئے گئے ہیں ایک یہ کہ دیکھنے سے مراد خواب میں دیکھنا اور حق سے مراد واقعی دیکھنا باطل کا مقابل یعنی جس نے خواب میں مجھے دیکھا واقعی اس نے مجھے ہی دیکھا وہ شکل خیالی یا شی چانی نہیں میری ہے دوسرے یہ کہ تا قیامت جو ولی بیداری میں مجھے دیکھے گا وہ مجھے ہی دیکھے گا شیطانی میری شکل میں اس کے سامنے نہ آئیگا بعض اولیا بیداری میں بھی آپ کو دیکھتے ہیں اور کلام کرتے ہیں نیز مصافحہ معانقہ کرتے ہیں شیخ ابو مسعود ہر نماز کے بعد حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم سے مصافحہ کرتے تھے ابوالحسن شاذلی فرماتے ہیں کہ حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے فرمایا کہ اے علی اپنے کپڑے پاک رکھو علماء فرماتے ہیں کہ شیطان خواب میں خدا بنکر آسکتا ہے مگر مصفی بنکر نہیں آسکتا کیونکہ حضور ہادی مطلق ہیں اور شیطان مضل مطلق گمراہ گر ہادی کی شکل میں کیسے آئے ضدین جمع نہیں ہوسکتیں اللہ تعالیٰ ہادی بھی ہے مضل بھی دیکھو مدعی الوہیت کے ہاتھ پر عجائبات ظاہر ہوسکتے ہیں جیسے دجال مگر مدعی نبوت کے ہاتھ پر کبھی عجائبات ظاہر نہیں ہوسکتے الحاصل محبوب رسول خدا چاہے خوب میں زیارت کرے یا بیدری میں درحقیقت وہ زیارت رسول ہی ہے کیونکہ شیطان نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی شکل وصورت اپنا نہیں سکتا۔ (مرأت المناجیح جلد ششم ص ۲۵۲) واللہ اعلم بالصواب

کتبہ

امجد رضا امجدی

۱ ذالحجہ ۱۴۴۰ھ

(کیا حیات ظاہری میں بھی حضور ﷺ قبر میں تشریف لاتے تھے؟)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مسئلہ:۔کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ نبی دوعالم حیات ظاہری میں بھی قبر میں تشریف لاتے تھے نبی کریم ﷺ کے ظاہری زمانے میں جب کسی کا انتقال ہوجاتا اور فرشتے سوالات کے لئے آتے تو کیا اس وقت بھی نبی کریم ﷺ قبر میں تشریف لاتے؟ حوالے کے ساتھ جواب عنایت فرمائیں کرم نوازش ہوگی۔

المستفتی:۔محمد عمر رضا حشمتی

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوہاب

صورت مستفسرہ میں بیشک رسول کائنات سرور دوعالم صلی اللہ علیہ وسلم حیات ظاہری میں بھی قبر میں تشریف لاتے تھے جیسا کہ حدیث پاک میں فرمایا گیا ہے" فیقولان ما کنت تقول فی هذاالرجل لمحمد فاماالمؤ من فیقول اشهد ان عبد الله و رسوله متفق علیه" (مشکوۃ شریف باب اثبات عذاب القبر الفصل الاول)

پھر کہتے ہیں کہ تو ان صاحب کے متعلق کیا کہتا تھا یعنی محمد تو مومن کہہ دیتا ہے میں گواہی دیتا ہوں کہ وہ اللہ کے بندے اور رسول ہیں" عن ابی هریرة قال قال رسول الله صلی الله علیه وسلم اذا اقبر المیت اتاه ملکان اسودان ازرقان یقال لاحدهما المنکر وللاخر النکیر فیقولان ما کنت تقول فی هذا الرجل فیقول هذا عبد الله ورسوله اشهد ان لا اله الا الله وان محمدا عبده ورسوله الی آخر "روایت ہے حضرت ابوہریرہ سے فرماتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب میت دفن کی جاتی ہے تو اس کے پاس دو سیاہ رنگ نیلی آنکھوں والے فرشتے آتے ہیں کہ تو ان صاحب کے بارے میں کیا کہتا تھا تو میت کہتی ہے اللہ کے بندے ہیں اور اسکے رسول اور میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور یقینا محمد اللہ کے بندے اور اسکے رسول ہیں۔(رواہ ترمذي ومشکوۃ)

اس حدیث پاک میں مطلق قبر میں تشریف آوری کی بشارت دی گئی ہے اس میں حیات ظاہری و باطنی کی قید نہیں ہے اسلئے اپنی جانب سے باطنی کا اضافہ کرنا خلاف اصول شرع ہے اور مردے کو قریب سے حضور کی زیارت کرائی جاتی ہے حضور بیک وقت سب کی قبور میں پہنچ سکتے ہیں یا سب کو بیک وقت نظر آسکتے ہیں جس کا خاتمہ ایمان پر ہو اس نے حضور کو دیکھا ہو یا نہ دیکھا ہو نور ایمان سے پہچان لیتا ہے اگر چہ کافر نے عمر بھر دیکھا مگر قبر میں نہ پہچان سکے گا جیسے ابولہب ابوجہل وغیرہ

کیونکہ وہاں پہچان رشتہ ایمانی سے ہے۔(بحوالہ مرآۃ المناجیح جلد اول ص130)

مذکورہ عبارت سے ثابت ہوا کہ نبی دو عالم چارسازہ دردمنداں حیات ظاہری میں بھی قبر میں تشریف لاتے تھے۔

واللہ اعلم بالصواب

کتبہ

محمد رضا امجدی

۲۱ رجب المرجب ۱۴۴۰ھ بروز منگل

نقل کردہ عبارات احادیث شریفہ میں تین سوالات ہیں جن میں دو سوالات تمہیدا پوچھے جاتے ہیں اصل سوال اور لازمی جواب حضور نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی پہچان کے بارے میں کیا جاتا ہے تو ظاہر بات ہے کہ وہاں پر آپ کی جلوہ نمائی ہوتی ہے۔اور ایسا بھی ہوا ہے کہ آپ کی زمانہ ظاہری حیات میں صحابہ وصحابیات کا وصال ہوا ہے تو ایسا نہیں ہوسکتا کہ فرشتوں نے آپ کے متعلق نہ تو سوال کیا اور نہ حضور نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وہاں تشریف لے گئے،یہی وجہ ہے حضرات شیخین (امام مسلم و بخاری) صرف حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہی کے متعلق سوال ذکر فرمایا ہے جیسا کہ شرح الصدور بشرح حال الموتی والقبور صفحہ 114 پر ہے کہ شیخین نے حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے کی کہ لوگ جب مردے کو قبر میں رکھ کر چلتے ہیں تو وہ مردہ ان کے جوتوں کی آواز سنتا ہے پھر دو فرشتے آکر اس کو بڑھاتے ہیں اور پوچھتے ہیں کہ تیرا اس مقدس شخص کے بارے میں کیا خیال ہے؟ جو تم ہی میں سے لوگوں میں رہتے تھے؟ جن کا نام محمد تھا؟ تو اگر وہ مومن ہوتا ہے تو کہتا ہے کہ میں گواہی دیتا ہوں کہ یہ اللہ تعالیٰ کے بندے اور اس کے رسول ہیں پھر اس سے کہا جائے گا کہ تو اپنا جہنم کا ٹھکانہ دیکھ کہ اللہ تعالیٰ نے اس کے بدلے میں جنت عطا کی ہے تو وہ دونوں کو دیکھتا ہے اور اس کی قبر ستر گز چوڑی کردی جاتی ہے اور اس میں سبزہ زار بنا دیا جاتا ہے۔پھر منافق اور کافر سے بھی یہی سوال ہوتا ہے تو وہ جواب دیتا ہے کہ میں تو کچھ نہیں جانتا جو لوگ کہتے تھے میں بھی وہی کہتا تھا یہ سن کر فرشتے اسے جواب دیتے ہیں کہ تجھے کچھ خبر ہی نہیں؟ پھر فرشتے اسے لوہے کے ہتھوڑوں سے ایسی مار پڑتی ہے جس کو انس وجن کے علاوہ سب ہی سنتے ہیں۔

احمد و ابوداؤد نے بھی ایسی ہی روایت کی ہیں سوال قبر میں حضور پرنور رحمت عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے متعلق سؤال سے آپ کا حاضر وناظر ہونا بھی ثابت ہوتا ہے ایک اور حدیث شریف ملاحظہ فرمائیں۔

طبرانی اور ابونعیم نے دلائل النبوۃ میں ابورافع سے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا گزر ایک قبر پر ہوا تو آپ نے فرمایا اف اف،اف،میں نے عرض کیا کہ میرے ماں باپ آپ پر قربان،یارسول اللہ!صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم

آپ کے ہمراہ میرے اور آپکے علاوہ کوئی نہیں۔تو آپ کس کو اف،اف،فرما رہے ہیں؟ آپ نے فرمایا کہ اس قبر والے سے کہہ رہا تھا کہ کیوں کہ جب اس سے میرے بارے میں سوالات کو بیان کی تو شک کرنے لگا۔اس کو بیہقی نے بھی روایت کیا پھراس کے بعد مصنف نے چند احادیث متحد المعنی منکر نکیر کے سؤالات کی بیان کی معلوم ہوا کہ حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے زمانہ ظاہری حیات میں بھی آپ کے متعلق قبر میں سوال ہوتا تھا اس بات پر بات شک کرنے والے پر آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے افسوس کا اظہار فرمایا ہے۔واللہ اعلم بالصواب

الجواب صحیح

محمد جعفر علی صدیقی

(کیا رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم پر جادو کیا گیا تھا؟)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مسئلہ:۔کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ کیا رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم پر جادو کیا گیا تھا؟اور کیا آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر اس کا کیا اثر ہوا تھا۔اس پر اہلسنت کا کیا موقف ہے رہنمائی فرمائیں المستفتی:۔محمد نعیم الدین سلامی

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوہاب

لبید بن عاصم یہودی اوراس کی بیٹیوں نے حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر جادو کیا اور حضور کے جسم مبارک اور اعضائے ظاہرہ پر اس کا اثر ہوا قلب وعقل واعتقاد پر کچھ اثر نہ ہوا چند روز کے بعد حضرت جبرئیل علیہ السلام آئے اور انھوں نے عرض کیا کہ ایک یہودی نے آپ پر جادو کیا ہے اور جادو کا جو کچھ سامان ہے وہ فلاں کوئیں میں ایک پتھر کے نیچے داب دیا ہے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے حضرت علی مرتضی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو بھیجا انھوں نے کوئیں کا پانی نکالنے کے بعد پتھر اٹھایا اس کے نیچے سے کھجور کے گابھے کی تھیلی برآمد ہوئی اس میں سے حضور کے موئے شریف جو کنگھی سے برآمد ہوئے تھے اور حضور کی کنگھی کے چند دندانے اور ایک ڈورا یا کمان کا چلہ جس میں گیارہ گرہیں لگی تھیں اور ایک موم کا پتلہ جس میں گیارہ سوئیاں چبھی تھیں یہ سب سامان پتھر کے نیچے سے نکالا اور حضور کی خدمت میں حاضر کیا گیا۔اللہ تعالیٰ نے سورہ معوذتین یعنی سورہ فلق اور سورہ ناس نازل فرمایا ان دونوں سورتوں میں گیارہ آیتیں ہیں پانچ سورہ فلق میں اور چھ سورہ ناس میں ہیں ہر ایک آیت کے پڑھنے کے ساتھ ایک ایک گرہ کھلتی جاتی تھی یہاں تک کہ سب گرہیں کھل گئیں اور حضور بالکل تندرست ہو

گئے ۔(کنزالایمان فی ترجمۃ القرآن خزائن العرفان ادارہ الفلاح) واللہ اعلم بالصواب

کتبہ

محمد جعفر علی صدیقی رضوی

۲۵ صفر المظفر ۱۴۴۰ھ بروز اتوار

(حضرت ابراہیم علیہ السلام کے والد مؤمن تھے یا کافر؟)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مسئلہ:۔کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ زید نے اپنی تقریر میں عظمت والدین پر گفتگو کرتے ہوئے کہا کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کے ماں باپ کافر ومشرک تھے پھر بھی انھوں نے ہمیشہ والدین کو تعظیم کے ساتھ مخاطب کیا بکر نے کھڑے ہوکر کہا کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کے والدین موحد تھے نہ کہ کافر ومشرک, اور انھیں کافر ومشرک کھا ہے لہٰذا قائل اور سامع سبھی توبہ کرلیں زید کا کہنا ہے کہ میری مراد ماں باپ سے ان کے چچا وغیرہ ہیں دریافت طلب امر یہ ہے کہ زید وبکر دونوں میں سے کس کی بات صحیح ہے اور دونوں میں سے کس پر شریعت کا کیا حکم ہوگا؟ بینوا وتوجروا

المستفتی:۔خادم رضا انگلش میڈیم اسکول نائیگاوں ناندیڑ مہاراشٹر

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوہاب

زید کا اپنی تقریر کے دوران یہ کہنا کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کے ماں، باپ، کافر ومشرک تھے غلط ہے حضرت ابراہیم کی شان میں بے ادبی ہے قرآن شریف کی آیت ہے وَاِذْ قَالَ اِبْرٰهِیْمُ لِاَبِیْهِ اٰزَرَ اَتَتَّخِذُ اَصْنَامًا اٰلِهَةً (پارہ ۷، سورہ الانعام)

اور اِذْ قَالَ لِاَبِیْهِ یٰۤاَبَتِ لِمَ تَعْبُدُ۔ (پارہ ۱۶ سورہ مریم)

ان دونوں آیتوں میں اب سے مراد چچا ہے اسلئے کہ عربی میں اب سے چچا مراد لینا عام ہے جیسا کہ قرآن شریف میں ہے نعبد الهك واله آبائك ابراهيم واسماعيل واسحاق الها واحدا اس میں حضرت اسماعیل کو حضرت یعقوب کے ابا میں ذکر کیا گیا ہے باوجودیکہ آپ عم ہیں اسی طرح حدیث شریف میں بھی حضور صلی علیہ وسلم نے حضرت عباس کو اب، یعنی باپ فرمایا ہے چنانچہ ارشاد کیا ردوا علی ابی یہاں ابی سے حضرت عباس مراد ہیں (خزآئن العرفان تفسیر ضیاء القرآن)

امام جلال الدین سیوطی نے مسالک الحنفی مفردات امام راغب، تفسیر کبیر، تفسر روح المعانی، وغیرہم نے فرمایا ہے کہ آزر حضرت ابراہیم کا چچا تھا آزر بت پرست تھا آپ کے والد کا نام تارخ ہے جو مومن موحد تھے تفسر ابن کثیر نے بھی یہی کہا ہے۔(بحوالہ تفسر نعیمی)

مذکورہ آیت کی تفسر میں جلالین کے حاشیہ پر کہا گیا ہے آزر اسم عم ابراھیم واسم ابیہ تارخ اس سے صاف ظاہر ہو گیا کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کے والد کا نام تارخ ہے اب خطیب کا یہ کہنا کہ میں نے بھی چچا مراد لیا ہے بالکل غلط اسلئے کہ اردو میں باپ بول کر چچا مراد نہیں لیا جاتا ہے ہاں کچھ علاقوں میں بولتے ہیں تو بڑے یا چھوٹے ابا بولتے ہیں اس میں امتیاز کیلئے بڑے یا چھوٹے کا اضافہ کرتے ہیں اسلئے خطیب کی یہ تاویل نا قابل قبول اور بتانے پر بھی نہ ماننا اور بہت بڑی کم نصیبی اسلئے خطیب علی الاعلان توبہ کرے اور اپنی غلطی تسلیم کرے۔واللہ اعلم بالصواب

کتبہ

محمد رضا امجدی

۷/جمادی الآخر ۱۴۴۰ ہجری

(کیا ایک لاکھ چوبیس ہزار کم و بیش پیغمبر تشریف لائے؟)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مسئلہ:۔کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ ایک لاکھ چوبیس ہزار کم و بیش پیغمبر تشریف لائے اسکی سند کہاں سے ہے؟

المستفتی:۔سجاد کمالی

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوہاب

حضرت آدم علیہ السلام سے ہمارے نبی اکرم حضرت سیدنا محمد مصطفی صلی اللہ علیہ والہ وسلم تک بہت سارے انبیاء علیہم السلام تشریف لائے۔انبیاء کرام علیہم السلام کی تعداد سے متعلق کنزل العمال، تفسیر روح البیان اور شرح عقائد نسفیہ میں باختلاف الفاظ متعدد روایتیں ملتی ہیں، تفسیر روح البیان کی ایک روایت میں انبیاء کرام کی تعداد دو لاکھ چوبیس ہزار بتائی گئی روح البیان میں ہے "سئل عن عدد الانبیاء فقال مائتا الف و اربعۃ و عشرون الفا" حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے انبیاء علیہم السلام کی تعداد سے متعلق دریافت کیا گیا تو آپ نے ارشاد فرمایا انبیاء کی تعداد دو لاکھ چوبیس ہزار ہے

(تفسیر روح البیان جلد دوم ص ۳۲۹ شرح عقائد نسفیہ ص ۱۰۲)

حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ کی روایت کے مطابق انبیاء کرام علیہم السلام کی تعداد ایک لاکھ چوبیس ہزار ہے اور یہی راویت مشہور ہے۔(کنزل العمال جلد ۱۲ ص ۱۰۸)

النبیون مائة الف وأربعة وعشرون ألف نبی ، والمرسلون ثلاثمائة وثلاثة عشر حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا انبیاء کی تعداد ایک لاکھ چوبیس ہزار ہے اور رسل کی تعداد تین سو تیرہ ہے۔(کنز العمال جلد ۱۲ ص ۱۰۸ روح البیان جلد دوم ص ۳۲۹)

شرح عقائد نسفیہ ص 101 /اس کے علاوہ علامہ ابن عابدین شامی نے ردالمحتار میں رسل عظام کی تعداد تین سو تیئیس ذکر کی ہے۔الغرض روایتوں میں جتنے پیغمبروں کی صراحت ہے تعداد اسی میں محصور نہیں جیسا کہ اللہ تعالی کا ارشاد ہے و رسلا قد قصصنهم عليك من قبل و رسلا لم نقصصهم عليك نصوص بالا کی روشنی میں علمائے محتاطین نے کہا کہ ایمان کے باب میں انبیاء کرام اور رسل عظام کی مخصوص تعداد ذکر نہ کی جائے بلکہ یہ کہا جائے ''میں تمام انبیاء و رسل پر ایمان لایا۔البتہ مخصوص تعداد کے ذکر کے ساتھ کم وبیش کا لفظ استعمال کرنا تقاضۂ احتیاط ہے۔

تفسیر روح البیان جلد دوم ص ۳۲۹ میں ہے والاولیٰ ان لا یقتصر علی عدد فی التسمیة لهذه الاية اور خاتم المحققین علامہ ابن عابدین شامی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں لان عددهم ليس بمعلوم قطعا (ردالمحتار جلد اول ص ۳۸۹)

واللہ اعلم بالصواب

کتبہ

محمد امجد رضا

۲۷ جمادالاخر ۱۴۴۰ ہجری

(کس نبی کی شریعت میں سختی اور کس میں آسانی تھی؟)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مسئلہ:۔کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ کس نبی کی شریعت میں سختی زیادہ تھی؟ نیز کس نبی کی شریعت میں بہت زیادہ آسانی تھی؟ اور وہ آسانیاں وسختیاں کیا تھیں؟ جواب عنایت کریں۔ المستفتی:۔عبداللہ

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوہاب

حضرت موسیٰ علیہ السلام کے دین میں سختی تھی مثلاً کسی نے گناہ کرلیا تو اسکی توبہ یہ تھی کہ اسکو قتل کیا جائے اور مالدار

کے لئے ضروری تھا کہ وہ زکوٰۃ میں مال کا چوتھائی حصہ نکالے اسی طرح جس جگہ نجاست لگ جائے اس جگہ کو کاٹ کر پھینکنا تھا وغیرہ وغیرہ۔اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے دین میں نرمی تھی مثلاً شراب نوشی مطلقاً مباح تھی جیسا کہ نور الانوار میں صراط مستقیم کی تفسیر میں ہے" وهو الذي يكون معتدلا بين الافراط والتفريط وهذا صادق على شريعة محمد صلى الله عليه وسلم لانها متوسطة بين الافراط الذي في دين موسى عليه السلام والتفريط الذي في دين عيسىٰ عليه السلام "یعنی یہ وہی راستہ ہے جو افراط وتفریط کے درمیان معتدل ہے،افراط حد سے زیادہ سختی کو کہتے ہیں اور تفریط نرمی کو کہتے ہیں۔(نورالانوار)واللہ اعلم بالصواب

کتبہ
مظہر علی رضوی
۱۳رشعبان المعظم ۱۴۴۰ھ

(کیا تخلیق آدم علیہ السلام سے پہلے پانچ نور اللہ نے پیدا کیا؟)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مسئلہ:۔کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ ایک مقرر صاحب نے اپنے بیان میں یہ الفاظ استعمال کیے" جب اللہ نے آدم علیہ السلام کے جسم میں روح ڈالی۔آدم بولنے لگے دیکھنے لگے۔تو آدم نے عرش کے دائیں طرف پانچ نور حالاتِ سجدہ میں اور رکوع میں دیکھے۔عرض کی اے اللہ! مجھ سے پہلے یہ پانچ نور کیا ہے؟ خدا نے فرمایا ایک محمد کا نور ہے،ایک علی کا نور ہے،ایک فاطمہ کا نور ہے ایک حسن کا نور ہے،ایک حسین کا نور ہے۔جن کو ہم پنجتن پاک کہتے ہے خدا نے وہ پانچ نام گنائے،اور ارشاد فرمایا آدم انکے نام یاد کر لے جب تجھ پر مصیبت آئے تو انکے وسیلے سے دعا کرنا میں قبول کروں گا۔عرض ہے کہ کیا اس طرح کہنا صحیح ہے؟ کیا یہ اہلِ سنت کا عقیدہ ہے کی آدم علیہ السلام سے پہلے پانچ نور اللہ نے پیدا کیے؟ کیا یہ کہنا درست ہوگا کہ حضرت آدم جو کہ نبی ہیں اور کیا نبی غیر نبی کا وسیلہ لے سکتا ہے؟ اور کیا اس مقرر نے پنجتن پاک کو آدم علیہ السلام سے افضل بتایا؟ اس کے متعلق اہلِ سنت کا عقیدہ کتابوں سنت کی روشنی میں کیا ہونا چاہیے؟ اس طرح کہنے والے مقرر پر کیا حکم شرع ہے؟ اور ایسے حضرات کو تقریر کے لیے بلانا کیسا؟ اور انکی تقریر سننا کیسا؟ علمائے کرام تفصیلی حوالے کے ساتھ جواب ارسال فرما کر شکریہ کا موقع دیں

المستفتی:۔ پٹھان معین رضا

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوہاب

مقرر مذکور کا مذکورہ واقعہ بولنا درست نہیں ہے اور نہ ایسی کوئی حدیث ہے البتہ حضرت آدم علیہ السلام کے توبہ کی

قبولیت کے تعلق سے ایک حدیث علامہ جلال سیوطی نے درمنثور جلد اول میں اور علامہ جوزی نے الموضوعات جلد دوم میں نقل فرمایا ہے "واخرج ابن نجار عن ابن عباس قال سئلت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عن الکلمات التی تلقاھا آدم من ربہ فتابہ علیہ قال سئل بحق محمد وعلی وفاطمہ والحسن والحسین الاتبت علی فتاب علیہ" (درمنثور جلد اول ص ۱۴۷/ ناشر دار الفکر بیروت الموضوعات جلد اول ص ۹۸)

لہذا مقرر مذکور یا تو کسی مستند کتاب کا حوالہ پیش کرے یا نہیں تو توبہ استغفار کرے "ومن اظلم ممن افتری علی اللہ کذبا" نیز ایسے مقرر کو دعوت میں بلانے سے پرہیز کیا جائے اور وعظ کیلئے کسی ایسے مقرر کا انتخاب کیا جائے جو علمی اعتبار سے مستند ہو۔ واللہ اعلم بالصواب

کتبہ

امجد رضا سیتا مڑھی بہار

۱۸ ربیع الآخر ۱۴۴۰ھ

(کیا قرآن میں چالیس پارہ تھا؟)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مسئلہ:۔ کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ کچھ رافضیوں کا اعتراض ہے کہ قرآن کے چالیس پارے تھے؟ حضرت اس کا جواب جتنا جلدی ہو سکے جواب عنایت فرمائیں آپکی بڑی مہربانی ہوگی۔ المستفتی:۔ ناہر رضا

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوھاب

یاد رہے کہ تمام جن و اِنس اور ساری مخلوقات میں یہ طاقت نہیں ہے کہ قرآنِ کریم میں سے ایک حرف کی کمی بیشی یا تغییر اور تبدیلی کر سکے کیونکہ اللہ تعالیٰ نے قرآنِ کریم کی حفاظت کا وعدہ فرمایا ہے اور یہ خصوصیت صرف قرآن شریف ہی کی ہے جیسا کہ ارشاد باری تعالی ہے نحن نزلنا ذکر وانا لہ لحفظون یعنی اس مبارک ذکر کو ہم نے نازل کیا، اور ہم ہی حفاظت فرمانے والے ہیں اور دوسری جگہ فرمایا وتمت کلمت و ربك صدقا و عدلا لا مبدل لکمتہ یعنی اے حبیب! تیرے رب کے کلمے پورے ہو گئے صدق اور عدل کے ساتھ، اب اللہ کے کلمات کو کوئی بدل نہیں سکتا ان آیات کے اجالے میں شیعہ حضرات کا باطل و گندہ عقیدہ صاف طور پر ظاہر ہو رہا ہے کہ۔ معاذ اللہ تعالیٰ

اللہ تبارک وتعالیٰ جو ان اللہ علی کل شیء قدیر ہے اس نے قرآن پاک کی حفاظت کا وعدہ تو کیا، مگر اس کا وعدہ جھوٹا ثابت ہوا، کہ چالیس سپارے میں سے دس پارے غبن کر لئے گئے، مگر وہ حفاظت نہیں کرسکا۔اور جس کا اللہ تعالیٰ کے فرمان پر ایمان نہیں وہ مسلمان نہیں۔ کیونکہ معاذ اللہ اللہ تبارک وتعالیٰ کو کمزور ولاچار اور مجبور ثابت کرنا ہوا جس طرح اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید کی حفاظت اپنے ذمہ کرم پر لیا اسی طرح اللہ تعالیٰ نے اپنے پیارے حبیب پاک صاحب لولاک حضور سرور کائنات صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی حفاظت بھی اپنے ذمہ کرم پر لیا کون نہیں جانتا کہ محسن انسانیت رحمت عالم حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم تیرہ سال تک ناقابل برداشت اذیتیں برداشت کیں، گلیوں، بازاروں اور طائف کے میدان میں پتھر کھائے اور نہایت نازیبا قسم کے کلمات سنے چنانچہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے خود فرمایا ہے کہ جس قدر میں اللہ تعالیٰ کی راہ میں ستایا گیا ہوں کوئی پیغمبر نہیں ستایا گیا یہاں تک کہ وطن اور گھر بار چھوڑ دیا مدینہ منورہ میں آکر بہت سی جنگوں میں بنفس نفیس شرکت فرمائی، دندان مبارک شہید ہوا، زخمی ہوئے مگر آپ کو کوئی کافر شہید نہیں کرسکا جانتے ہیں کہ کیوں؟ وہ اس لئے کہ اگر آپ خدانخواستہ کسی کافر کے ہاتھ سے شہید ہوجاتے تو کافر کہتے کہ محمد (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم) کے رب نے تو ان کی حفاظت کا وعدہ کیا تھا واللہ یعصمك من الناس۔ اللہ تعالیٰ آپ کی جان کو لوگوں سے بچانے گا) تو پھر اس نے کیوں نہیں انکی جان بچائی ہم نے تو فلاں جنگ میں ان کا کام تمام کردیا معاذ اللہ تعالیٰ۔

ٹھیک جس طرح قادر وقیوم احکم الحاکمین رب العالمین نے صاحب قرآن (حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم) کی جان کی حفاظت فرمائی ہے اسی طرح اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم کی بھی حفاظت کی ہے چالیس پارہ تو کیا؟ ایک حرف کی بھی کمی بیشی نہیں ہوسکی جس طرح پہلے تھا بعینہ آج بھی موجود ہے اور قیامت تک محفوظ رہے گا۔ واللہ اعلم بالصواب

کتبہ

محمد جعفر علی صدیقی رضوی فیضی

۳ ربیع الآخر ۱۴۴۰ھ بروز منگل

(جناتوں میں سید ہوتے ہیں یا نہیں؟)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مسئلہ:۔ کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ کیا جناتوں میں سید ہوتے ہیں برائے کرم مفصل ومدلل جواب عنایت فرمائیں

المستفتی:۔ فقیر زین العابدین قادری ضلع بلرام پور

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوہاب

جنات میں سید نہیں ہوتے ہیں اس لئے کہ لفظ "سید" حسنین کریمین رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی اولاد کے لئے خاص ہے اور جنات حسنین کریمین رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی اولاد میں نہیں ہیں جیسا کہ حضور فقیہ الملت والدین مفتی جلال الدین قبلہ امجدی علیہ الرحمۃ والرضوان فتاوی فیض الرسول ج:2 / ص:584 / میں تحریر فرماتے ہیں "شریف کا لفظ جو عرب میں سید کے معنی میں بولا جاتا ہے پہلے زمانہ میں علویہ جعفری اور عباسی وغیرہ پر بھی بولا جاتا تھا مگر جب مصر پر فاطمی حکومت کا قبضہ ہوا تو یہ لفظ حضرات حسنین کریمین کی اولاد کے ساتھ خاص ہو گیا اور یہی عرف اب تک چلا آرہا ہے اسی لئے ہندوستان میں بھی سید سے اولاد حسنین ہی مراد لیتے ہیں۔ اور فتاوی حدیثیہ میں ہے " واعلم ان اسم الشریف کان یطلق علی من کان اھل البیت ولو عباسیا او عقیلیا و منه قول المورخین الشریف العباسی الشریف الزینبی فلما ولی الفاطمون بمصر قصروا الشریف علی ذریة الحسن والحسین فقط واستمر ذالك الی الآن "اھ اور فتاوی فیض الرسول میں ہی اسی جلد اور صفحہ پر دو سطروں کے بعد ہے جبکہ حسنین کریمین کی اولاد کے لئے لفظ سید خاص ہو گیا تو دوسروں لوگوں کے لئے اس لفظ کا استعمال کرنا درست نہیں۔ اھ واللہ اعلم بالصواب

کتبہ

محمد اسرار احمد نوری بریلوی

۲۵ ذی الحجہ ۱۴۴۰ھ

(جنات کو علم غیب ہے کہ نہیں؟)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مسئلہ:۔ کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ کیا جنّات کو بھی علم غیب ہوتا ہے علمائے کرام رہنمائی فرمائیں کرم ہوگا۔

المستفتی:۔ محمد نعیم الدین سلامی

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوہاب

جنات کو علم غیب نہیں ہے جیسا کہ قرآن کریم میں مذکور ہے۔ اِرشادِ ربانی ہے تَبَيَّنَتِ الْجِنُّ اَنْ لَّوْ كَانُوْا يَعْلَمُوْنَ

الْغَيْبَ مَا لَبِثُوا فِي الْعَذَابِ الْمُهِينِ (پ۲۲، السبا:۱۴)
جنوں کی حقیقت کھل گئی اگر غیب جانتے ہوتے اس خواری کے عذاب میں نہ ہوتے جنات کے لیے گزشتہ خبریں بتانا ممکن ہے کیونکہ جب بچہ پیدا ہوتا ہے تو اس کے ساتھ ایک جن اور ایک فرشتہ بھی پیدا ہوتا ہے۔ اس جن کو ہمزاد کہتے ہیں۔ (مسلم، کتاب صف القیامۃ والجنۃ والنار، باب تحریش الشیطان...الخ ص۱۱۵۸)
چونکہ یہ ہمزاد بچپن سے اس کے ساتھ ہوتا ہے تو اس کو بہت ساری باتیں اس شخص کی یاد ہوتی ہیں اور یہی ہمزاد حاضری والے جن کو یہ گزشتہ باتیں بتا دیتا ہے جس کی وجہ سے یہ جن درست خبریں دے رہا ہوتا ہے (کفریہ کلمات کے بارے میں سوال جواب، ص ۳۲۲/ ۳۲۳) واللہ اعلم بالصواب

کتبہ
محمد مظہر علی رضوی
۲۹ شعبان المعظم ۱۴۴۱ھ بروز جمعہ

(لاعلمی میں غیر مقلدین کا نکاح پڑھانے والے سنی مولوی کا حکم)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مسئلہ:۔ کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ ایک مولانا نے نکاح پڑھایا لیکن جو دُولھا تھا وہ اہل حدیث کا تھا اور دُلھن سُنی صحیح العقیدہ تھی اور مولانا کو اس کے متعلق کچھ پتہ نہ تھا کہ وہ دوسرے فرقے والا ہے اور نکاح پڑھانے کے بعد پتہ چلا ہے اب مولانا کے لئے کیا حکم ہے جس نے لاعلمی میں ایک اہل حدیث کا نکاح پڑھا دیا ہے؟

المستفتی:۔ سلمان رضا قادری

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوہاب

بر بیان صدق مستفتی اگر دولہا وہابیوں، دیوبندیوں کے عقائد کفریہ پر مطلع ہونے کہ بعد ان کو مسلمان اور اپنا پیشوا مانتا ہے، تو وہ یقینا مرتد کافر ہے۔ اور مرتد سے کسی مسلمہ سنیہ، کا سرے سے نکاح ہی منعقد نہیں ہوتا ہے۔
فتاوی عالم گیری جلد اول ص ۲۶۳/ میں ہے "ولا یجوز للمرتد ان یتزوج مرتدۃ ولا مسلمۃ ولا کافرۃ اصلیۃ و کذالك لا یجوز نکاح المرتدۃ مع أحد کذا فی المبسوط" اور جبکہ آج وہابیت عام ہو چکی ہے۔ مولوی

صاحب کو چاہئے تھا کہ پہلے خوب اچھی طرح تحقیق کریں، بلا تحقیق نکاح پڑھا دینے کے سبب، جبکہ دولہا کا وہابی ہونا ان پر ظاہر ہو گیا، تو مولوی مذکور توبہ واستغفار کریں اور اس نکاح کے باطل ہونے اعلان عام کریں ساتھ ہی نکاحانہ پیسہ (قاضیانہ) بھی واپس کریں۔ (بحوالہ فتاوی فیض الرسول جلد دوم ص ۲۰۵ / ۲۰۸) واللہ اعلم بالصواب

کتبہ

محمد رضا امجدی

۲۱ رجب المرجب ۱۴۴۱ھ

(دیوی دیوتاؤں پر چڑھائی ہوئی مٹھائی کھانا کیسا ہے؟)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مسئلہ:۔ کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ کیا غیر مسلموں کے پرساد یعنی وہ چیز جو کافر لوگ اپنی مرتیوں کے آگے رکھ کر اپنے مرتیوں کی پوجا پاٹ کرتے ہیں ان چیزوں کا کھانا جائز ہے مع حوالہ جواب عطاء فرما کر عنداللہ ماجور ہو

المستفتی:۔ عبدالجبار رضوی

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوہاب

ہندوؤں کی ایسی مٹھائی جو دیوتاؤں پر چڑھائی جاتی ہے اس کا لینا جائز ہے مگر اجتناب بہتر ہے جیسا کہ حضور صدر الشریعہ علیہ الرحمۃ والرضوان فرماتے ہیں کہ "جو مٹھائی وغیرہ بتوں پر چڑھاتے ہیں اگرچہ وہ حرام نہیں ہو جاتی تاہم اس سے اجتناب اولی ہے کہ اسے تبرک سمجھ کر تقسیم کرتے ہیں اور بت پر چڑھنے کے بعد کوئی چیز تبرک نہیں ہو سکتی" ۔اھ

(فتاوٰی امجدیہ جلد 4 ص 59)

اور اعلی حضرت محدث بریلوی رضی عنہ ربہ القوی تحریر فرماتے ہیں کہ حلال ہے لعدم المحرم مگر مسلمانوں کو احتراز چاہئے لخبث النسبۃ عالمگیری میں ہے" مسلم ذبح الشاۃ المجوسی لبیت نارھم اولکافر لاٰلھتھم توکل لانہ سمی اللہ تعالیٰ ویکرہ للمسلم کذا فی التاتار خانیۃ ناقلا عن جامع عن جامع الفتاوی اھ اقول فاذا حلت وھی ذبیحۃ فالمسئول عنہ اولی بالحل" اور شیخ محقق رحمۃ اللہ تعالیٰ مجمع البرکات میں فرماتے ہیں" ما یاتی المجوس فی نیروزھم من الاطعمۃ یحل اخذ ذالک والاحتراز عنہ اسلم کذا فی مطالب المومنین

ناقلا عن الذخیرۃ۔اھ ملخصا

اقول فاذا کان الاحتراز عن ھذا اسلم مع انہ لیس الا طعاما صنعوہ لیوم زینتھم فالمستفسر عنہ اجدر بالاحتراز واخری کما لا یخفی اھ (فتاویٰ رضویہ ج نہم نصف اول ص 6 ،حوالہ فتاویٰ مرکز تربیت افتاء جلد دوم کتاب السیر صفحہ 80) واللہ اعلم بالصواب

کتبہ

محمد گل رضا قادری رضوی

۲۱ ؍رجب المرجب ۱۴۴۱ھ

(کیا مؤمن کے بچوں سے سوالات قبر نہیں ہوتے؟)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مسئلہ:۔کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ کیا نابالغ بچوں سے رمضان کے مہینے میں سوالات قبر ہوتے ہیں یا نہیں؟

المستفتی:۔محمد سلیم رضا قادری

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوہاب

مومنین کے بچوں سے سوالات قبر نہیں ہوتے نہ رمضان میں اور نا ہی غیر رمضان میں جیسا کہ،شرح الصدور بشرح حال الموتی والقبور،صفحہ 137 میں ہے کہ نسفی نے ”بحر الکلام“ کہا کہ انبیاء اور مومنین کے بچوں سے حساب وکتاب نہ ہوگا، اور نہ ہی منکر نکیر کا سوال ہوگا۔ہمارے علمائے شافعیہ نے فرمایا کہ دفن کے بعد بچہ کو تلقین نہ کی جائے، یہ صرف بالغ کے لئے ہے چنانچہ علامہ نووی علیہ الرحمہ نے ”الروضہ“ میں ذکر کیا اور یہ اس امر کی دلیل ہے کہ بچوں سے سوال نہ ہوگا۔اور حافظ ابن حجر عسقلانی علیہ الرحمہ کا بھی یہی فتوی ہے۔واللہ اعلم بالصواب

کتبہ

محمد جعفر علی صدیقی رضوی

۲۱ ؍رجب المرجب ۱۴۴۱ھ

(کافر کے گھر پر جو بچہ پیدا ہوتا ہے مسلمان ہوتا ہے یا کافر؟)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مسئلہ:۔کیا فرماتے ہیں ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ کافر کے گھر جو بچہ پیدا ہوتا ہے؟ وہ مسلمان ہوتا ہے یا کافر؟ برائے مہربانی اس کا جواب کتابوں کے حوالے سے دیں مہربانی ہوگی۔ المستفتی:۔محمد عمر نورانی

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوہاب

بچہ چاہے جس فرقے والے کے گھر پیدا ہو فطرت اسلام پر ہی پیدا ہوتا ہے ہاں یہ اور بات ہے کہ جس فرقے والے کے یہاں پیدا ہوتا ہے اس کے ماں باپ اسے ویسا ہی بنا لیتے ہیں" کما قال علیہ السلام کل مولود یولد علی فطرۃ الاسلام ابوہ اویہودانہ اوینصرانہ اویمجسانہ" لیکن کفار کے گھر پیدا ہونے والا بچہ مرجائے تو کفار ماں باپ کی وجہ سے بچے کو غسل، کفن، دفن نہیں دیا جائے گا۔ ھذا ماظھر لی والعلم الیقین عند اللہ ورسولہ

کتبہ

امجد رضا سیتا مڑھی بہار

۲۱ر رجب المرجب ۱۴۴۱ھ

(فرقہ بوہری کے لڑکے سے سنی لڑکی کا نکاح کرنا کیسا؟)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مسئلہ:۔کیا فرماتے ہیں ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ اک سنی صحیح العقیدہ لڑکی کا نکاح بوہرہ سماج کی لڑکے سے شرعاً جائز ہے یا حرام؟ جواب مرحمت فرمائیں نوازش ہوگی۔ المستفتی:۔امیر الدین قادری ناگپور

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوہاب

فرقہ بوہری یہ شیعہ کے مثل ہے کم وبیش دونوں کے عقائد ایک ہیں البتہ کچھ باتوں میں فرق ہے مثلاً شیعہ فرقہ تلوار چاقو سے ماتم کرتا ہے اور فرقہ بوہری اسکے برخلاف صرف ہاتھ سے وغیرہ وغیرہ اگر کوئی شیعہ قرآن مجید میں تحریف، حضرت

علی رضی اللہ عنہ کے خدا ہونے، یا جبرئیل امین سے وحی پہنچانے میں غلطی کا عقیدہ رکھتا ہو، یا حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی صحابیت کا انکار کرتا ہو یا حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا پر تہمت لگا تا ہو، یا بارہ اماموں کی امامت من جانب اللہ مان کر ان کو معصوم مانتا ہو یا اللہ تعالیٰ کے بارے میں "بداء" کا عقیدہ رکھتا ہو (یعنی نعوذباللہ کبھی اللہ تعالیٰ سے بھی فیصلے میں خطا ہو جاتی ہے) تو ایسا شیعہ اسلام کے بنیادی عقائد کی مخالفت کی وجہ سے دائرہ اسلام سے خارج ہوگا، اور ایسے شیعہ کے ساتھ مسلمان کا نکاح جائز نہیں ہوگا، خواہ وہ شیعہ لڑکی ہو اور مسلمان لڑکا اس سے نکاح کرے۔

لہٰذا اگر مذکورہ لڑکا درج بالا عقائد رکھتا ہے تو سنی لڑکی کے لیے اس سے نکاح جائز نہیں ہوگا۔ اور اگر اس کے مذکورہ عقائد نہیں ہیں یا وہ اپنے عقائد سے صدقِ دل سے توبہ کرے (اس سلسلے میں تقیہ نہ کرے) اور مذکورہ عقائد سے برائت کرے تو سنی لڑکے کا نکاح اس سے جائز ہوگا۔

مذکورہ عقائد پائے جانے کی صورت میں چوں کہ نکاح ناجائز اور حرام ہوگا اس لیے جانتے ہوئے اس گناہ کے کام میں شرکت کرنا بھی ناجائز اور گناہ کا باعث ہوگا، البتہ صرف اس نکاح میں شرکت کرنے والوں کے نکاح پر کوئی اثر نہیں پڑے گا۔ (الدر المختار وحاشیۃ ابن عابدین / رد المحتار ۳/ ۴۶)

وبهذا ظهر أن الرافضي إن كان ممن يعتقد الألوهية في علي، أو أن جبريل غلط في الوحي، أو كان ينكر صحبة الصديق، أو يقذف السيدة الصديقة فهو كافر ؛ لمخالفته القواطع المعلومة من الدين بالضرورة. بخلاف ما إذا كان يفضل علياً أو يسب الصحابة ؛ فإنه مبتدع لا كافر، كما أوضحته في كتابي " تنبيه الولاة والحكام على أحكام شاتم خير الأنام أو أحد الصحابة الكرام عليه وعليهم الصلاة والسلام اور اللہ تعالیٰ نے قرآن پاک میں ارشاد فرمایا وَلَا تَنْكِحُوا الْمُشْرِكَاتِ حَتّٰى يُؤْمِنَّ"

(پارہ ۲ سورہ البقرہ) واللہ اعلم بالصواب

کتبہ

محمد مظہر علی رضوی

۱۶ رجب ۱۴۴۰ ہجر

(تقلید ائمہ کیوں ضروری ہے؟)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مسئلہ:۔ کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ تقلید ائمہ کیوں ضروری ہے؟ برائے مہربانی سوال کا جواب دے کر

شکریہ کا موقع دیں المستفتی:۔محمد مختار احمد بہار

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوہاب

تقلید کا معنی لغت میں، گلے میں ہار یا پٹہ ڈالنا، ہے اور اصطلاح شرع میں، کسی کے قول وفعل کو اپنے لئے لازم شرعی جاننا اس حیثیت سے اسکا کلام یا کام ہمارے لئے حجت ہے حاشیۂ حسامی باب متابعت رسول اللہ میں ہے ''التقلید اتباع الرجل غیرہ فیما سمعہ یقول اوفی فعلہ علی انہ محقق بلا نظر فی الدلیل''اسی طرح امام غزالی کی کتاب المستصفیٰ جلد دوم میں ہے التقلید ھو قبول قول بلا حجۃ،

مذکورہ تعریف سے ظاہر ہے کہ حضور کی اطاعت تقلید نہیں اسلئے کہ انکا ہر قول وفعل دلیل شرعی ہے اور تقلید میں دلیل شرعی کو نہیں دیکھا جاتا ہے اسی لئے صحابۂ کرام کی مقدس جماعت، وائمہ دیں حضور کے امتی ہیں نہ کہ مقلد، عام مسلمان کسی عالم کی پیروی کرتے ہیں وہ بھی تقلید نہیں اسلئے کہ انکا کام وکلام حجت نہیں۔

تقلید دوطرح کی ہے شرعی، غیر شرعی، تقلید غیر شرعی اگر خلاف شرع ہے تو حرام ہے ورنہ جائز۔قرآن شریف میں جہاں جہاں حرمت تقلید آئی ہے اس سے تقلید غیر شرعی جو خلاف شرع ہے وہی مراد ہے عقائد اور وہ احکام جو کتاب اللہ و احادیث پاک سے صراحتہ ثابت ہوں اجتہاد کا کوئی عمل ودخل نہ ہوں اس۔میں تقلید جائز نہیں۔

تفسیر روح البیان، مقدمہ شامی، تفسیر کبیر، جن مسائل کو قرآن واحادیث یا اجماع امت سے اجتھاد واستنباط کرکے اخذ کئے جائیں ان میں غیر مجتہد پر تقلید واجب ہے مکلف مسلمان دوطرح کے ہیں مجتہد، غیر مجتہد، مجتہد وہ ہے جس کو ناسخ منسوخ، قرآنی اشارات ورموز، صرف، نحو، بلاغت، کے ساتھ مقصد کلام کو سمجھنے کی مہارت تامہ حاصل ہو اور احکام کی تمام آیات واحادیث پر اسکی نظر ہونے کے ساتھ ذکی وخوش فہم ہو تفسیرات احمدیہ (ملاجیون علیہ الرحمہ) اور جو اس مقام پر فائز نہ ہو وہ غیر مجتہد یا مقلد غیر مجتہد پر تقلید ضروری ہے۔جیسا کہ قرآن شریف میں ہے''فاسئلوا اھل الذکر ان کنتم لا تعلمون لا یکلف اللہ نفسا الا وسعھا''مجتہد کیلئے تقلید منع، مجتہد کے چھ طبقات ہیں مجتہد فی الشرع، وہ ہیں جو اجتھاد کے اصول وقواعد وضع کریں جیسے چاروں ائمہ مجتہد فی المذہب وہ ہیں جو ائمہ کے بنائے ہوئے اصول میں تقلید کرتے ہوئے مسائل شرعیہ، فرعیہ خود استنباط کرے جیسے صاحبین، ابن مبارک، یہ قواعد میں امام اعظم کے مقلد، مسائل میں مجتہد، مجتہد فی المسائل وہ ہیں جو قواعد ومسائل فرعیہ میں مقلد مگر وہ مسائل جن کے متعلق ائمہ کی تصریح نہیں ملتی ان کو قرآن

واحادیث سے دلائل سے نکال سکتے ہوں۔جیسے امام طحاوی، قاضی خان، وغیرھم اصحاب تخریج وہ جو اجتھاد تو بالکل نہ کرے ہاں ائمہ کے مجمل اقوال کی تفصیل کرے جیسے امام کرخی اصحاب ترجیح جو ائمہ کے چند اقوال میں کسی ایک کو ترجیح دے۔جیسے صاحب قدوری، ہدایہ، اصحاب تمیز جو ظاہر مذہب، روایات نادرہ،ضعیف،قوی، اقوی، میں فرق کرکے صحیح روایات کو پیش کریں جیسے صاحب کنز، درمختار، اگران چھ اوصاف میں سے کچھ بھی نہ ہوتو وہ مقلد محض ہے جیسے ہمارے زمانے کے عام علماء ان کا کام کتابوں سے مسائل دیکھ کرلوگوں کو بتانا ان چھ طبقات میں جو صاحب جس درجہ کے مجتھد ہونگے وہ اس درجہ میں کسی کی تقلید نہیں کریں گے اور اس سے اوپر والے درجہ کے وہ مقلد ہیں جیسے صاحبین اصول وقواعد میں امام صاحب کے مقلد مسائل میں مجتھد اس سے غیروں کے وہ سوالات اٹھیں گے جو ہمیں یوسفی، محمدی، ابن مبارک کی، ان حضرات کے اقوال پر فتوی دینے کی وجہ سے کہتے ہیں اسلئے کہ ان حضرات کے تمام اقوال امام صاحب کے اصول وقوانین پر ہیں اسلئے ہم انکے اقوال پر فتوی دیتے ہیں۔تو اب ثابت ہوگیا کہ تقلید صرف ان مسائل میں ہیں جو قرآن واحادیث، اجماع امت سے اجتھاد کرکے نکالے جائیں ان میں غیر مجتھد پر تقلید کرنا واجب اس کا ثبوت قرآن واحادیث میں موجود ہیں۔

(1) اطیعوا اللہ واطیعوا الرسول واولی الامر منکم "یہاں اولوالامر سے مراد ائمہ مجتھدین ہیں۔

(2) یوم ندعوا کل اناس باماھم مذکورہ آیت کی تفسیر میں روح البیان کہتے ہیں اومقدم فی الدین فیقال یا حنفی یا شافعی۔

(3) فسئلو ا اھل الذکر ان کنتم لا تعلمون تفسیر خازن میں زیر آیت ہے فسئلوا المومنین العالمین من اھل القرآن تم ان سے پوچھو جو قرآن جانتے ہیں۔

(4) تفسیر صاوي سورہ کہف واذ کر ربك اذا نسیت کی تفسیر میں ہے ولا یجوز تقلید ماعدا المذھب الاربعة ولووافق قول الصحابةوالحدیث الصحیح والایة والخارج عن المذھب الاربعةضال مضل وربما اداہ ذالك الی الکفر لان الاخذبظواھر الکتاب والسنة من اصول الکفر۔ یعنی چار مذہبوں کے سوا کسی کی تقلید جائز نہیں اگر چہ وہ صحابہ کے قول اور صحیح حدیث اور آیت کے موافق ہو جوان چار مذہبوں سے خارج ہے وہ گمراہ اور گمراہ کرنے والا ہے۔کیونکہ حدیث وقرآن کے محض ظاہری معنی لینا کفر کی جڑ ہے احادیث شریف بھی بکثرت ہیں اس عنوان پر مگر ماننے والوں کیلئے اتنا ہی کافی ہیں نہ ماننے والوں کا کوئی علاج نہیں۔واللہ اعلم بالصواب

کتبہ

محمد رضا امجدی

۱۱ر جمادی الاخری ۱۴۴۰ھ

(کافرین کے فوت شدہ بچوں کا حکم؟)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مسئلہ:۔کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ جو بچے بچپن میں انتقال ہو جاتے ہیں۔کہا جاتا ہے کہ وہ بچہ میدان محشر میں اپنے والدین کے لئے ڈھال بنکر کھڑے ہوں گے۔اوراللہ رب العزت کی بارگاہ میں عرض کریں گے کے اے اللہ میرے والدین کو میرے ساتھ جنت جانے دے۔تو حکم خداوندی کے مطابق انھیں جنت میں جانے کا پروانہ مل جائیگا۔تو جو لوگ ایمان نہیں لائے ہیں اوران کے بچے بچپن میں فوت ہو جائیں تو انکا کیا حکم ہے اور وہ شخص جو بچپن ہی سے مجنون ہے جسکو کسی چیز کی عقل وشعور نہیں اور وہ بڑے ہو کر انتقال کر جائیں تو انکا کیا حکم ہے؟ قرآن وحدیث کی روشنی میں جواب عنایت فرماں کر شکریہ کا موقع دیں المستفتی:۔عبدالمجید رضوی

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوہاب

صورت مستفسرہ میں آپ نے مؤمنین کے انتقال شدہ بچوں کیلئے جو حدیث شریف ذکر فرمایا ہے بالکل ٹھیک ہے اب سوال کافرین ومشرکین کے انتقال شدہ بچوں کے تعلق سے ہے تو اس سلسلے میں ایک حدیث شریف نقل کر رہا ہوں" عن ابی ہریرۃ قال سئل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عن ذراری المشرکین قال اللہ اعلم بما کانو ا عاملین (متفق علیہ) روایت ہے حضرت ابوھریرہ رضی اللہ تعالی عنہ سے وہ فرماتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے کفار کے بچوں کے متعلق پوچھا گیا تو فرمایا کہ رب جانے وہ کیا اعمال کرتے (مسلم وبخاری،مشکوۃ شریف)

یعنی اگر وہ جوان ہو کر کافر ہوتے تو وہ جہنمی ہیں اور اگر مؤمن ہوتے تو جنتی ہیں خیال رہے کفار کے فوت شدہ بچوں کے متعلق علمائے کرام کے چند اقوال ہیں اسے پیش کیا جا رہا ہے۔وہ جنتی ہیں کیونکہ فطرت پر پیدا ہوئے ہیں جو جہنمی ہے اپنے ماں باپ کے تابع ہو کر وہ اعراف میں رہیں گے کیونکہ ان کے پاس شرعی ایمان یا کفر نہیں۔ان میں توقف کرو کیونکہ دلائل مختلف ہیں۔وہ بڑے ہو کر جیسے ہوتے ان پر وہی حکم جاری ہے یعنی چونکہ کافر ہوتے لہذا وہ جہنمی ہیں یا مؤمن ہوتے۔

لہٰذا جنتی ہیں مرقات شرح مشکوۃ میں فرمایا گیا ہے کہ وہ جنتی ہیں بعض نے یہ بھی فرمایا ہے کہ یہ جنتی تو ہیں مگر مؤمن جنتیوں کے خدام ہیں الحاصل اللہ ورسول زیادہ جاننے والے ہیں اور وہ مجنون جنکو کسی چیز کا ہوش ہی نہیں ہے اسے ایمان وکفر کی کسی بات کا پتہ ہی نہیں وہ مرفوع القلم ہے غالب گمان ہے کہ وہ جنتی ہے اسلئے کہ رب کا فرمان ہے، بغیر قصور ہم کسی کو

عذاب نہیں دیتے۔(مشکوۃ شریف باب الایمان بالقدر الفصل الاول.مراۃ المناجیح ص106)واللہ اعلم بالصواب

کتبہ

محمد رضا امجدی

۱۳/رجب ۱۴۴۰ ہجری

(سنی عالم کو کسی بدمذہب کا اور کسی بدمذہب کو سنی کا نکاح پڑھانا کیسا ہے؟)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مسئلہ:۔کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ کیا وہابی دیوبندی بدعقیدہ کا نکاح،سنی جماعت والا پڑھا سکتا ہے،،یا وہابی دیوبندی بدعقیدہ سنی جماعت والے کا نکاح پڑھا سکتا ہے؟مع حوالے کے ساتھ بتائیں آپ کی عین نوازش ہوگی۔

المستفتی:۔محمد،ریاض،نوری،،مرادا باد،،یوپی

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوہاب

لڑکی (یا لڑکا) جب دیوبندیہ ہے تو اس کا نکاح پڑھانا ضرور حرام وگناہ ہے۔(دعوت شریعت صفحہ نمبر145)

اسی کتاب کے صفحہ 144 پر دیوبندی بدعقیدہ بسبب توہین اللہ ورسول (جل جلالہ وصلی اللہ علیہ وسلم) کافر ومرتد بے دین ہیں یہاں تک کہ علمائے حرمین شریفین نے فرمایا"من شك فی کفرہ وعذابہ فقد کفر"جو ان کے کفریات پر مطلع ہوکر ان کے کفر وعذاب میں شک کرے وہ بھی انہیں ہی کی طرح ہے اور دربار مرتد ومرتدہ حکم شرع یہی ہے کہ ان کا نکاح کسی سے جائز نہیں۔فتاوی عالمگیری میں ہے"لایجوز للمرتدان یتزوج مرتدۃ ولا مسلمۃ ولا کافرۃ اصلیۃ وکذالك لایجوز نکاح المرتدۃ مع احد"(حوالہ سابق صفحہ نمبر144)

رہا یہ سوال کہ سنی کا نکاح وہابی پڑھا دے؟تو اس سلسلے میں حضور اعلیٰ حضرت امام احمد رضا قادری بریلوی قدس سرہ العزیز تحریر فرماتے ہیں کہ نکاح تو ہو ہی جائے گا اس واسطے کہ نکاح نام باہمی ایجاب وقبول کا ہے اگرچہ برہمن پڑھا دے چونکہ وہابی سے پڑھوانے میں اس کی تعظیم ہوتی ہے جو حرام ہے۔لہذا احتراز لازم ہے۔

(احکام شریعت مجلد مع ملفوظات امام احمد رضا صفحہ نمبر218)واللہ اعلم بالصواب

کتبہ

محمد مشتاق احمد قادری رضوی

۷ جمادی الاخریٰ ۱۴۴۱ھ بروز اتوار

(دوبارہ جنم لینے کے متعلق عقیدہ رکھنا کیسا ہے؟)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مسئلہ:۔کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ ایک کافر مسلمان سے دعوی کیا کہ انسان مرنے کے بعد دوبارہ جنم لے گا تو کافر کے اس دعوے کا کیا جواب ہوگا مدلل جواب عنایت فرما کر شکریہ کا موقع فراہم کریں

المستفتی:۔احمد رضا بائسی پورنیہ بہار

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوہاب

انسان بلکہ ہر جاندار صرف ایک ہی بار پیدا ہوتا ہے مرنے والے کی روح کسی جسم میں داخل ہوکر دوبارہ جنم لیکر دنیا میں نہیں آتی ایسا عقیدہ رکھنا کفر ہے۔جیسا کہ حضور صدر الشریعہ علیہ الرحمۃ والرضوان تحریر فرماتے ہیں کہ یہ خیال کرنا کہ وہ روح کسی دوسرے بدن میں چلی جاتی ہے خواہ وہ آدمی کا بدن ہو یا کسی اور جانور کا جس کو تناسخ اور آواگون کہتے ہیں محض باطل اور اس کا ماننا کفر ہے۔(بہار شریعت حصہ اول صفحہ ۳۱۰)

اور اس کے متعلق جب کسی نے حضور اعلیٰ حضرت علیہ الرحمۃ والرضوان سے سوال کیا کہ حضور بعض جگہ بچہ پیدا ہوتا ہے اور وہ بیان کرتا ہے کہ میں فلاں جگہ پیدا ہوا تھا اور تمام نشانیاں ظاہر کرتا ہے تو کیا حکم ہے تو حضور اعلیٰ حضرت نے فرمایا کہ الشیطان ینطق علی لسانہ یعنی شیطان اسکی زبان پر بولتا ہے اس نومولود کا شیطان (ہمزاد) اس مرنے والے بچہ کے شیطان (ہمزاد) سے پوچھ رکھتا ہے اور وہی بیان کرتا ہے تاکہ لوگ گمراہ ہوں کہ یہ تو آواگون ہوگیا۔

(ملفوظات اعلیٰ حضرت صفحہ ۳۶۲) واللہ اعلم بالصواب

کتبہ

محمد مظہر علی رضوی

۱۶ ربیع الآخر ۱۴۴۱ ہجری بروز سنیچر

(جان بوجھ کر دیوبندیوں کی نماز جنازہ پڑھانا کیسا ہے؟)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مسئلہ:۔کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ کیا کوئی سنی عالم جان بجھ کر دیوبندی کا نماز۔جنازہ پڑھائے تو اس

عالم پر شریعت کا کیا حکم ہوگا؟ المستفتی:۔عبدالرشید عزیزی گڑھوا

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوہاب

وہ دیوبندی وہابی جو اپنے عقائد باطل کے سبب کافر مرتد ہیں انکے تعلق سے امام اہل سنت الشاہ امام احمد رضا علیہ الرحمۃ والرضوان تحریر فرماتے ہیں وہابی دیوبندی قطعاً کافر و مرتد ہیں۔(فتاوی رضویہ جلد ششم ص90)

لہذا کافر مرتد کی نماز جنازہ حرام اور سخت گناہ ہے چنانچہ اللہ تعالی کا فرمان ہے''ولا تصل علی احد منهم مات ابدا ولا تقم علی قبره انهم کفروا باللہ ورسوله الخ(پارہ10 آیت 84)

اور مسلم شریف میں ہے''ایا کم وایاهم لا یضلونهم ولا یفتنونکم ان مرضوا فلا تعودوهم وان ماتوا فلا تشهدوهم وان لقیتموهم فلا تسلموا علیهم لا تجالسوهم ولا تشاربوهم ولا تواکلوهم ولا تناکحوهم ولا تصلوا علیهم ولا تصلوا معهم''یعنی تم ان سے دور رہو اور انہیں اپنے قریب نہ آنے دو کہیں وہ تمہیں گمراہ نہ کردیں کہیں وہ تمہیں فتنہ میں نہ ڈال دیں اگر بیمار پڑ جائیں تو انکی عیادت نہ کرو اگر وہ مرجائیں ان کے جنازے میں شریک نہ ہو ان سے ملاقات ہو تو ان سے سلام نہ کرو ان کے ساتھ نہ بیٹھو ان کے ساتھ پانی نہ پیو ان کے ساتھ کھانا نہ کھاؤ ان کے ساتھ شادی بیاہ نہ کرو ان کے جنازے کی نماز نہ پڑھو اور نہ ان کے ساتھ نماز پڑھو۔

لہذا جو لوگ چاہے امام ہو یا عالم یا عوام یہ جانتے ہوئے کہ وہابیوں؛ دیوبندیوں نے؛ رسول اللہ صلی اللہ تعالی علیہ وسلم کی توہین کی ہے انکے جنازے کی نماز میں شریک ہوتے ہیں ان کے لئے استغفار کرتے ہیں وہ اسلام سے نکل گئے ان پر توبہ کے ساتھ تجدید ایمان وتجدید نکاح لازم ہے اگر وہ ایسا نہ کریں تو مسلمان اس کا سخت سماجی بائیکاٹ کریں اگر وہ مرجائیں بغیر توبہ کئے تو انکی نماز جنازہ نہ پڑھیں اور نہ ہی پڑھائیں کہ سخت گناہ ہے اور ایسے لوگوں کی جانب سے قربانی بھی جائز نہیں۔

ردالمحتار میں ہے''لان نیته باطلة لانه لیس من اهل هذه القربة نصیبه لحما منع الجواز اصلا بدائع ھ ا۔اور جو لوگ کسی کی چاپلوسی دباؤ یا لحاظ میں آکر انکی نماز جنازہ کی صف میں بلا نیت کھڑے ہوجاتے ہیں وہ توبہ کریں۔(ردالمحتار جلد ششم ص326 فتاوی فقیہ ملت جلد اول ص270) واللہ اعلم بالصواب

کتبہ

محمد امجد رضا

۲۴ شعبان المعظم ۱۴۴۰ ہجری

(میری زندگی سنواری مجھکو گلے لگا کے یہ اشعار پڑھنا کیسا؟)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مسئلہ:۔کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ آج کل کچھ نوجوان ایک گانا بہت زبان پر لاتے ہیں ہیں جو اس طرح ہے میری زندگی سواری مجھکو گلے لگا کے بیٹھادیا فلک پہ مجھے خاک سے اٹھا کے یارا تیری یاری کو میں نے تو خدا مانا یاد کریں گی دنیا تیرا میرا افسانہ کیا یہ کفریہ اشعار ہے رہنمائی فرمائیں المستفتی:۔محمد سلمان خان

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوہاب

ان اشعار کو پڑھنا سننا ناجائز وحرام بلکہ کفر ہے اس کے قاری سامع پہ توبہ تجدید ایمان ونکاح لازم ہے کما فی کتابہ القدیم لو کان فیھما آلھۃ الا اللہ لفسدتا "واللہ اعلم بالصواب

کتبہ

امجد رضا

۱۰ ربیع الآخر ۱۴۴۰ھ بروز منگل

(سنی کو وہابی کہنا کیسا ہے؟)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مسئلہ:۔کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ سنی مسلمان کو دشمنی میں وہابی یا دیوبندی کہے اس پر کیا حکم ہے؟ یہ جانتے ہوئے کہ یہ شخص صحیح العقیدہ سنی ہے اکابر اہل سنت اس شخص کی تائید کرتے ہیں لیکن زید دشمنی وعناد کی بنا پر اسے تبلیغی یا وھابی بتائے بدنام کرنے کی غرض سے تو زید کے بارے میں شریعت مطہرہ کا کیا کہنا ہے؟ المستفتی:۔وارث علی خان

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوہاب

اگر واقعتاً شخص مذکور پکّا سُنّی ہے اہلسنّت کے طریقہ پر قدم بقدم چلتا ہے ایک ذرّہ بھی وہابیت کا نقص نہیں پایا جاتا وہابیوں سے متنفر رہتا ہے الغرض عقائد میں کسی قسم کی خرابی نہیں لیکن اس کے باوجود زید کا اسے وہابی یا تبلیغی کہنا ہرگز ہرگز

جائز نہیں بلکہ حرام اُشد حرام ہے جیسا کہ اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان بریلوی رحمۃ اللہ علیہ نے اسی قسم کے مسئلہ کے جواب میں تحریر فرماتے ہیں:* اگر یہ بیان واقعی ہے تو زید کو وہابی کہنا جائز نہیں اور اسے خارج از اسلام ٹھہرانا سخت اشد کبیرہ ہے بکر پر توبہ فرض ہے- فتاویٰ رضویہ، کتاب الصلوۃ، جلد ۵، صفحہ نمبر ۴۲۱) واللہ اعلم بالصواب

کتبہ

محمد امتیاز حسین قادری

۵ جمادی الاولیٰ ۱۴۴۰ھ بروز جمعہ

(کیا سوالات قبر امت محمدیہ ﷺ کے ساتھ خاص ہے؟)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مسئلہ:۔ کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ سوالات قبر امت محمدیہ کے لئے ہی خاص ہے؟ حضور کی جلوہ گری سے قبل قبر میں سوال ہوتا تھا یا نہیں؟ اور انبیاء کرام علیھم السلام سے سوال ہوتا ہے یا نہیں اگر ہوتا ہے تو کس چیز کے متعلق ؟ برائے کرم مدلل و مفصل جواب تحریر فرمائیں المستفتی:۔ شاکر علی حشمتی

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوہاب

اگلی امتوں سے سوال قبر کے سلسلے میں صحیح وراجح قول یہی ہے کہ اگلی امتوں سے سوال قبر نہیں ہوتا تھا بلکہ یہ اسی امت محمدیہ کے ساتھ خاص ہے فتاویٰ حدیثیہ میں ہے "وكان اختصاصهم بالسوال فى القبر من التخفيفات التى اختصوا بها عن غيرهم لما تقرر فتامل ذلك ومقتضى احاديث سوال الملكين ان المومن ولو فاسقا يجيبهما كالعدل ولكن بشارته تحتمل ان تكون بحسب حاله ويوا فقه قول ابن يونس اسمها على المذنب منكر "اھ (ص11)

اور اس کی ترجیح علامہ شامی رحمۃ للہ علیہ نے بھی فرمائی ہے وہ فرماتے ہے "نقل العلقمى فى شرحه على الجامع الصغير ان الراجح ايضا اختصاص السوال بهذه الامة خلافا لما استظهره ابن القيم ونقل ايضا عن الحافظ ابن حجر العسقلانى ان الذى يظهر اختصاص السوال بالمكلف وقال وتبعه عليه شيخنا يعنى الحافظ السيوطى "اھ (ردالمحتار ج2 ص192)

انبیاء کرام علیہم السلام سے سوال نہیں ہوتا درمختار میں ہے" والأصح ان الأنبياء لا يسئلون "اھ ردالمحتار میں ہے" و اشار الشارح الى ان يزاد الأنبياء عليهم الصلوة والسلام لانهم اولى من الصديقين "اھ (ج 2 ص 192 مطلب ثمانية لا يسأ لون فی قبورھم / حوالہ فتاویٰ مرکز تربیت افتاء جلد اول کتاب الجنائز صفحہ 340 تا 341)

اور فتاویٰ فقیہ ملت میں مذکور ہے کہ اگلی امتوں سے سوال قبر کے بارے میں اختلاف ہے علامہ ابن عابدین رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ تحریر فرماتے ہیں کہ اگلی امتوں سے سوال قبر ہوتا ہی نہ تھا جیسا کہ ردالمحتار جلد اول صفحہ 572 پر مرقوم ہے" ان الراجح ايضا اختصاص السوال بهذه الامة "اور بعض علماء کے نزدیک اگلی امتوں سے قبر میں رب کی وحدانیت کے بارے میں سوال کیا جاتا تھا محمد بن سلیمان حنبلی ریحاوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ تحریر فرماتے ہیں" سبیلی کل شخص من المكلفين او من بنى آدم فى قبره كان يسأل عن توحيد ربه الا من استثنى عن ذلك "اھ (نخبۃ اللالی لشرح بدا الامالی صفحہ 118۔ / حوالہ فتاویٰ فقیہ ملت جلد اول کتاب الجنائز صفحہ 280 تا 281) واللہ اعلم بالصواب

کتبہ

محمد گل رضا قادری رضوی

۲۳ محرم الحرام ۱۴۴۱ھ بروز سوموار

(کیا حرمین طیبین کے امام کے پیچھے نماز پڑھ سکتے ہیں؟)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مسئلہ:۔ کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ کیا حرمین طیبین کے امام کے پیچھے نماز پڑھ سکتے ہیں؟ حوالہ بھی عطا کریں

المستفتی:۔ محمد عطاء اللہ حشمتی لاہور

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوہاب

حرمین طیبین کی دونوں مساجد کے امام نجدی ہیں اور ابن عبدالوہاب نجدی کے عقیدے پر ہیں یہ تحقیق شدہ بات ہے اور اگر کسی کو شبہ ہو تو وہ ان اماموں سے ملاقات کر کے معلوم کر سکتا ہے علامہ محمد امین بن عابدین شامی قدس سرہ نے ردالمختار میں لکھا کہ نجدیوں کا عقیدہ یہ ہے کہ صرف وہی مسلمان ہیں ان کے علاوہ دنیا کے تمام مسلمان مشرک ہیں اور یہی بات مولوی حسین احمد ٹانڈوی صدر مدرسہ دیوبند (جن کو دیوبندی شیخ الاسلام مولانا مدنی کہتے ہیں) نے بھی الشہاب الثاقب

میں لکھی ہے نیز یہی بات مولانا محمد زید صاحب نے مقامات خیر میں بھی لکھی ہے نیز مولوی حسین احمد ٹانڈوی نے لکھا کہ وہابیہ نجدیہ شان رسالت میں انتہائی گستاخانہ کلمات استعمال کرتے ہیں سارے جہاں کے مسلمان تو بہت ہیں جو کسی ایک مسلمان کو کافر کہے وہ خود کافر ہے جیسا کہ حدیث میں ہے اور امت کا اس پر اجماع ہے کہ کسی نبی کی معمولی گستاخی کرنے والا بھی کافر ہے اسلئے نجدی اپنے کفری عقائد کی بنا پر کافر و مرتد ہیں اور جو کافر و مرتد ہو اسکی نماز نماز نہیں نہ اس کے پیچھے کسی کی نماز درست ہے، اس وجہ سے نجدی اماموں کے پیچھے نماز پڑھنا جائز نہیں ان کے پیچھے نماز پڑھنا ایسا ہے گویا نماز قضا کرنا مکہ معظّمہ کی شان یہ ہے کہ وہاں جہاں ایک نیکی پر لاکھ ثواب ملتا ہے وہیں ایک گناہ پر لاکھ گناہ بھی لکھا جاتا ہے تو جن لوگوں نے نجدی امام کے پیچھے نماز پڑھی جو حقیقت میں قضاء ہوئی ان کے گناہوں کا شمار کیا ہوگا رہ گیا جماعت کا معاملہ تو جماعت کا ثواب اس وقت ملے گا جب نماز صحیح ہوگی اور جب نماز صحیح نہیں تو جماعت کا ثواب کیسا فرض کیجئے آپ کسی مسجد میں پہنچے اور اس کا امام قادیانی ہے تو کیا جماعت کے شوق میں اس کے پیچھے نماز پڑھیں گے؟ جو لوگ نجدیوں کے عقائد کفریہ پر مطلع ہوں اور یہ جانتے ہوں کہ امام نجدی ہے پھر بھی اس کے پیچھے نماز پڑھ لیں وہ لوگ یقیناً سخت گنہگار ہیں اور نماز کے تارک ہیں لیکن جو لوگ نجدیوں کے عقیدے سے واقف نہیں جیسے عام حجاج اور وہ لوگ وہاں نماز پڑھ لیتے ہیں تو ان پر کوئی مواخذہ نہیں۔ (فتاوی شارح بخاری کتاب العقائد جلد سوم ص 73 باب فرق باطلہ / ہکذا فتاویٰ علیمیہ) واللہ اعلم بالصواب

کتبہ

معصوم رضا نوری

۱۹/ جمادی الاولیٰ ۱۴۴۱ھ بروز بدھ

(دیوبندی کے پیچھے نماز پڑھنا کیسا ہے؟)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مسئلہ:۔ کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ دیوبندی کے پیچھے نماز پڑھنا کیسا ہے جواب عطا کریں

المستفتی:۔ حافظ عمران رضا

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوہاب

دیوبندی کے پیچھے نماز حرام ہے اگر اس کے پیچھے پڑھ لی تو نماز نہ ہوئی اس کا دوبارہ پڑھنا فرض ہے ساتھ ہی توبہ بھی

کرنا لازم اور اگر اس کے کفریات پر مطلع ہوتے ہوئے اسے مسلمان سمجھ کر پڑھی تو خود کا فر فوراً توبہ وتجدید ایمان کرے اگر بیوی والا ہو تو تجدید نکاح بھی۔فتاوی حسام الحرمین" اور" الصوارم الهندیہ" میں ہے کہ دیوبندیوں نے حفظ الایمان صفحہ ۹، براہین قاطعہ صفحہ ۵۱، تحذیر الناس صفحہ ۱۶/ ۲۸ ؍پر حضور اقدس سرور عالم صلی اللہ تعالی علیہ وسلم کی شان میں جو گندے عقائد لکھے وہ شدید گستاخی اور کفر ہیں۔

لہٰذا دیوبندی اپنے عقائد باطلہ، کفریہ کی وجہ سے بحکم قرآن وحدیث کافر ومرتد اور خارج از اسلام ہیں-ان کے پیچھے نماز پڑھنا حرام سخت حرام ہے۔سارے جہاں کے ہادی حضور اقدس صلی اللہ تعالی علیہ وسلم فرماتے ہیں" لا تصلوا معهم "یعنی، بدعقیدہ لوگوں کے ساتھ نماز نہ پڑھو۔

تو بھلا بدعقیدہ کے پیچھے نماز پڑھنا کب جائز ہوگا؟ قرآن مجید کے ارشاد" وارکعوا مع الراکعین" کے بارے میں تفسیر جلالین شریف صفحہ ۹ مطبوعہ اصح المطابع کراچی میں ہے کہ" و صلوا مع المصلين محمد و اصحابه صلى الله تعالى عليهم وسلم "اللہ تعالی بنی اسرائیل کے بارے میں فرماتا ہے کہ تم ایمان لاؤ اور میرے محبوب اور ان کے ساتھی نمازیوں کے ساتھ نماز پڑھو اس آیت کا خلاصہ یہ ہے کہ: مؤمن کو چاہئے کہ وہ ایمان والوں کے ساتھ نماز پڑھیں جو لوگ حضور سید عالم صلی اللہ تعالی علیہ وسلم کی شان اقدس کے گستاخ ہیں وہ نہ مسلمان ہیں، نہ ان کی نماز ہے، نہ جماعت، نہ امامت ۔اور یہ بھی جان لینا ضروری ہے کہ: جو خود کو حضور علیہ الصلوۃ والسلام کی شان پاک میں گستاخی نہیں کرتا، لیکن گستاخ مولویوں اور دیوبندیوں کو مسلمان سمجھتا ہے۔اور اس کو یہ اطلاع ہے کہ دیوبندیوں نے حضور کی شان میں گستاخی کی ہے۔تو ایسا شخص بھی اسلامی قانون کی رو سے مسلمان نہیں، بلکہ کافر ہے۔(فتاوی بدر العلماء باب الامامۃ صفحہ ۱۵۶) واللہ اعلم بالصواب

کتبہ

محمد جعفر علی صدیقی رضوی

۱۹ جمادی الآخر ۱۴۴۰ ہجری

(مسئلہ تکفیر واس کے اقسام مع توضیح؟)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مسئلہ:۔کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ تکفیر کسے کہتے ہیں؟ اور تکفیر کی کتنی اقسام ہیں؟ مع حوالہ جواب عنایت فرمائیں

المستفتی:۔محمد ایوب رضا کلکتہ

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوہاب

کسی شخص کے عقائد ونظریات کی بنیاد پر اس کو کافر قرار دینا اسلامی اصطلاح میں تکفیر کہلاتا ہے کلمات کُفر کی دو قسمیں ہیں اول لزومِ کفر دوم التزام کفر چنانچہ صدرالشریعہ، بدرالطریقہ حضرتِ علامہ مولانا مفتی محمد امجد علی اعظمی علیہ رحمۃ اللہ القوی فرماتے ہیں اقوال کفریہ دو قسم کے ہیں ایک وہ جس میں کسی معنی صحیح کا بھی احتمال (یعنی پہلو) ہو دوسرے وہ کہ اس میں کوئی ایسے معنی نہیں بنتے جو قائل کو کفر سے بچاوے۔ اس میں اول کو لزوم کفر کہا جاتا ہے اور قسم دوم کو التزام کفر لزوم کفر کی صورت میں بھی فقہائے کرام نے حکم کفر دیا مگر متکلمین اس سے سکوت کرتے (یعنی خاموشی اختیار فرماتے) ہیں۔ اور فرماتے ہیں جب تک اِلتزام کی صُورت نہ ہو قائل کو کافر کہنے سے سکوت کیا جائیگا اور احوط (یعنی زیادہ محتاط) یہی مذہب متکلمین کا ہے۔

(فتاوٰی امجدیہ جلد ۴ ص ۵۱۲ / ۱۳)

لزوم کفر کی تعریف کا خلاصہ یہ ہے کہ وہ بات عین کفر نہیں مگر کفر تک پہنچانے والی ہے اور التزام کفر یہ ہے کہ ضروریات دین میں سے کسی چیز کا صراحۃً (یعنی واضح طور پر) خلاف کرے چنانچہ میرے آقا اعلیٰ حضرت، امام اہلسنت، مجدد دین وملت مولانا شاہ احمد رضا خان علیہ الرحمہ لزوم واِلتزام کے مُتعلِّق فرماتے ہیں سیدالعٰلمین مُحمد، رسول اللہ (عزوجل وصلی اللہ تعالیٰ علیہ وٰالہ وسلم جو کچھ اپنے رب عزوجل کے پاس سے لائے ان سب میں ان کی تصدِیق کرنا اور سچّے دل سے ان کی ایک ایک بات پر یقین لانا ایمان ہے اور معاذ اللہ عزوجل ان میں سے کسی بات کا جُھٹلانا اور اس میں ادنیٰ شک لانا کفر ہے پھر یہ انکار جس سے خدا مجھے اور سب مسلمانوں کو پناہ دے، دو طرح ہوتا ہے اول لزومی دوم التزامی التزامی یہ کہ ضروریاتِ دین سے کسی شئے کا تَصرِیحاً (یعنی صاف صاف) خِلاف کرے یہ قَطْعاً اِجماعاً کفر ہے اگرچِہ (خِلاف کرنے والا) نام کفر سے چڑے اور کمال اسلام کا دعوٰی کرے جیسے طائِفہ تالِفہ نَیاچرہ (یعنی ہلاک وبرباد ہونے والے نیچری فرقہ والوں) کا، وُجُودِ مَلَک وجنّ وشیطان وآسمان ونار وجِنان ومُعجِزاتِ انبیاء علیہم افضل الصلوٰۃ والسلام سے اُن مَعانی پر کہ اہلِ اسلام کے نزدیک حُضُور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے مُتَوَاتر ہیں انکار کرنا اور اپنی تاویلاتِ باطلہ وتوہماتِ عاطِلہ (یعنی جھوٹی تاویلوں اور خالی وَہموں) کو لے مرنا۔ نہ ہرگز ہرگز ان تاویلوں کے شَوشے انہیں کُفر سے بچائیں گے، نہ محبت اسلام وہمدردی کے جھوٹے دعوے کام آئیں گے۔ اور لُزُومی یہ کہ جو بات اس نے کہی عینِ کُفر نہیں مگر مُنجِر بِکُفر (یعنی کُفر کی طرف لے جانے والی) ہوتی ہے، یعنی مَآلِ سُخَن ولازِمِ حُکم کو ترتیبِ مُقدَّمات وتتمیمِ تقریبات کرتے لے چلئے تو

انجامِ کار اس سے کسی ضروریٔ دین کا انکار لازِم آئے۔(فتاوٰی رضویہ جلد ۱۵ ص ۴۳۱) واللہ اعلم بالصواب

کتبہ

امجد رضا امجدی

۵ محرم الحرام ۱۴۴۱ھ

(بدعقیدوں کے اجتماعات میں شریک ہونا کیسا؟)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مسئلہ:۔کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ دیوبندیوں کے اجتماع میں عورتوں کو جانا کیسا ہے؟ حضور والا سے گزارش ہے کہ کوئی ایسا پوسٹ تیار کیجیے جسے لوگوں کو قاعدے سے بتایا جائے اور جانے سے روکا جائے۔

المستفتی:۔فرحان رضا فیضانی مدھوبنی

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوہاب

تبلیغی جماعت پرانے وہابیوں کا نیا روپ ہے اور کلمہ، نماز کے پردے میں، مولوی اشرفعلی دیوبندی، کا مذہب پھیلانا چاہتے ہیں کلمہ، نماز، روزہ اور تبلیغ کے نام پر بھولے بھالے سنی عوام کو اپنی گرفت میں لے لیتے ہیں پھر وہ بھی ان کو اپنے جیسا وہابی، دیوبندی بنا دیتے ہیں- اس لئے عوام مسلمانوں کو ان سے بچنا چاہئے، اور کلمہ، نماز سے دھوکہ نہ کھانا چاہئے خود مولوی الیاس بانی تبلیغ جماعت نے اپنی تحریروں اور تقریروں میں صاف صاف کہ دیا ہے، کہ کلمہ ونماز سے میری مراد کلمہ ونماز نہیں ہے- اور یہ میں چاہتا ہوں کہ طریقہ میرا ہو اور تبلیغ مولوی اشرف علی، کے خیالات کی ہو تو ایسے گمراہ کن لوگوں سے بچنے کا حکم قرآن شریف اور حدیث شریف میں آیا ہے ارشاد باری تعالی ہے" واما ينسينك الشيطان فلا تقعد بعد الذكرى مع القوم الظالمين"(سورۃ الأنعام)

اور حدیث شریف میں آیا ہے ایاکم وإیاھم لایضلونکم ولا یفتنونکم "(فتاوی بحر العلوم جلد چہارم ص ۲۱۲)

اس لئے ایسے گمراہ لوگوں کے اجتماعات میں شریک ہونا، دین کی باتیں سیکھنا ناجائز وحرام ہے- ایسے فعل سے بچنا لازم وضروری- اس میں مرد وعورت میں کسی ایک کی خصوصیت نہیں ہے خواہ مرد ہوں یا عورت دونوں کے لیے حکم یکساں ہے۔ واللہ اعلم بالصواب

کتبہ

محمد رضا امجدی

۲۸ محرم الحرام ۱۴۴۱ ہجری بروز سنیچر

(ابوطالب کو مسلمان نہ ماننے والے کو کافر کہنے کا حکم ؟)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مسئلہ:۔کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ ایک مقرر ہیں جو دوران تقریر یہ بیان دیتے ہیں کہ اگر ابوطالب ایمان والے نہیں تو روئے زمین پر کوئی بھی ایمان والا نہیں اگر حضور صلی اللہ تعالی علیہ وسلم کو راضی کرنا ہے اور حسنین کریمین اہل بیت کو راضی کرنا ہے تو سب سے پہلے ابوطالب کو راضی کرنے والے بن جاؤ جبکہ قرآن وحدیث میں ابوطالب کے ایمان کی نفی کی گئی ہے اس وقت مقرر صاحب اتحاد کا نعرہ بلند کیے ہوئے ہیں جس میں شیعہ سنی وہابی اہل حدیث سب کے ساتھ دور حاضر کو دیکھتے ہوئے اتحاد کی بات کر رہے ہیں جگہ جگہ میٹنگ کر رہے ہیں ایسے مقرر کے بارے میں شریعت کا کیا حکم ہے کیا ان کی میٹنگ میں شامل ہونا چاہیے کیا ان کے ہاتھ پر بیعت ہو سکتے ہیں جواب سے سرفراز فرمائیں۔

المستفتی:۔غلام احمد لطیفی ہری ہر کرناٹک

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوہاب

ابوطالب کے ایمان وعدم ایمان میں اختلاف ہے بعض روایات ضعیفہ کی بنا پر کچھ لوگ ابوطالب کو مسلمان کہتے ہیں مگر صحیح یہ ہے کہ ابوطالب ایمان کی دولت سے محروم رہئے جیسا کہ مسلم وبخاری میں ہے حضرت عباس نے حضور اقدس صلی اللہ تعالی علیہ وسلم سے پوچھا ابوطالب کو آپ نے کیا فائدہ پہنچایا وہ آپ کی حفاظت کرتے تھے آپ کے دشمنوں سے عداوت رکھتے تھے تو آپنے فرمایا صرف ٹخنوں تک دوزخ میں ہیں جس سے ان کا دماغ کھولتا ہے اگر میں نہیں ہوتا تو جہنم کے سب سے نچلے طبقے میں ہوتا۔(بحوالہ فتاوی شارح بخاری ج2 ص ۵۰/مدارج النبوت ج ۲ ص ۷۱)

اس لئے ابوطالب کو جو شخص مسلمان کہئے وہ خاطی ہے۔(فتاوی شارح بخاری ج ۲ ص ۵۰)

مذکورہ سوال میں اگر واقعی مقرر نے یہ کہا ہے کہ ابوطالب ایمان والے نہیں تو روئے زمین پر کوئی بھی ایمان والا نہیں یہ بہت سخت جملہ ہے منجر الی الکفر ہے مسلمان نہیں سمجھنے کا مطلب ہوتا ہے کہ کافر سمجھنا اگر یہ جملہ بطور گالی کے کہا تو سخت گنہگار ہوا اور تعزیر کا مستحق اور اگر اس مقرر نے کافر کا اعتقاد کرکے کہا تو خود کافر ہو گیا۔درمختار میں ہے ”عزر الشاتم بیا کافر وھل یکفر ان اعتقد المسلم کافرا نعم والا لا“ دوسری صورت میں مقرر کے اعمال حسنہ اکارت ہو گئے اس کی بیوی اس کے نکاح سے نکل گئی وہ اسلام سے خارج ہو گیا اس پر فرض ہے کہ فورا بلا تاخیر اس جملے سے توبہ

کرے کلمہ پڑھ کر مسلمان ہو اور بیوی رکھنا چاہئے تو اس سے تجدید نکاح کرے اگر مقرر مان جائے تو فبہا ورنہ مسلمان اس سے میل جول سلام کلام سب بند کردیں اسی حال میں مرجائے تو اس کے جنازے میں شریک نہ ہوں نہ کفن دفن میں۔

(بحوالہ فتاوی شارح بخاری جلد دوم ص ۳۶۴)

اس کی میٹنگ میں شامل ہونا حرام اس کی تقریریں سننا ناجائز شیعہ وہابی دیوبندی سے اتحاد کے ہمیشہ نتائج برے آئیں ہیں انھوں ہمیشہ سنیوں کو دھوکہ دیا ہے اس لئے اس سے پرہیز ہی بہتر انسب ہے۔ واللہ اعلم بالصواب

کتبہ

محمد رضا امجدی

۱۷ ذی الحجہ ۱۴۴۰ھ

(گستاخ رسول کی توبہ قبول کی جائے گی یا نہیں؟)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مسئلہ:۔ کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ اگر کوئی نبی پاک ﷺ کی گستاخی کر کے بعد میں توبہ کرے تو قبول کی جائے گی یا نہیں۔ گستاخ رسول کے بارے ہمارے اکابرین جو فرمایا وہ پلیز مجھے سینڈ فرمادیں۔ جزاک اللہ خیرا کثیرا۔

المستفتی:۔ جان محمد

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوہاب

گستاخ رسول کافر و مرتد ہے صرف توبہ ہی نہیں بلکہ ایسے شخص پر توبہ تجدید ایمان تجدید نکاح وتجدید بیعت لازم ہے اگر توبہ نہ کرے تو ایسا شخص واجب القتل ہے لیکن اگر توبہ کرے تو اس کی توبہ قبول کی جائے گی بہار شریعت حصہ اول میں ہے نبی کی تعظیم فرضِ عین بلکہ اصلِ تمام فرائض ہے، کسی نبی کی ادنیٰ توہین یا تکذیب، کفر ہے۔ (تفسیر روح البیان)

حضور اعلی حضرت محدث بریلوی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں ہمارے اَئِمّہٗ مذہب رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ کے نزدیک ساب (یعنی گستاخِ رسول) مُرتَد ہے اور اس کے سب احکام مثلِ مُرتَد، مُرتَد اگر توبہ کرے تُقْبَلُ وَلَا یُقْتَل (قبول کریں گے اور قتل نہ کریں گے۔ (فتاوی رضویہ جلد ۱۵ صفحہ ۱۵۲ رضا فاؤنڈیشن لاہور) واللہ اعلم بالصواب

کتبہ

محمد معصوم رضا نوری

۲۷ مارچ ۲۰۲۰ء

(ابوطالب کا خاتمہ کس حالت میں ہوا؟)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مسئلہ:۔کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ جناب ابوطالب کا خاتمہ کس حالت میں ہوا؟

المستفتی:۔سلمان رضا قادری

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوہاب

ابوطالب کا خاتمہ کفر پر ہوا یہی حق ودرست ہے اور اس پر قرآن کی آیت حدیث مبارکہ دال انك لا تهدی من احببت کا مفہوم یہ ہے کہ جنکے لئے اس نے ہدایت مقرر فرمائی جو دلائل سے پند پذیر ہو، اور حق بات ماننے والے ہیں اور مسلم شریف کی حدیث پاک ہے جو حضرت ابو ہریرہ سے روایت ہے کہ یہ آیت ابوطالب کے حق میں نازل ہوئی جب نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ان سے ان کی موت کے وقت فرمایا اے چچا کہو لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ میں تمہارے لئے روز قیامت شاہد ہونگا انہوں نے کہا کہ اگر مجھے قریش کے عار دینے کا اندیشہ نہ ہوتا تو میں ضرور ایمان لا کر تمہاری آنکھ ٹھنڈی کرتا اس کے بعد ایک شعر پڑھا جسکا مفہوم یہ ہے میں یقین سے جانتا ہوں کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا دین تمام جہانوں کے دینوں سے بہتر ہے اگر ملامت اور بدگوئی کا اندیشہ نہ ہوتا تو میں نہایت صفائی کے ساتھ اس دین کو قبول کر لیتا اس کے بعد ابو طالب کا انتقال ہوگیا اس پر یہ آیت نازل ہوئی۔(تفسیر خزائن العرفان پارہ ۲۰)

اور حدیث پاک میں ہے کہ جو حضرت ابنِ عباس سے روایت ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ دوزخیوں میں سب سے ہلکے عذاب والے ابوطالب ہونگے وہ جوتے پہنے ہونگے جن سے دماغ کھولتا ہوگا کیونکہ اگر چہ ابو طالب شرعاً ایمان نہ لائے مگر حضور کی بڑی خدمت کی اسی وجہ سے عذاب ہلکا ہوگا ایمان ابوطالب کے بارے میں علماء کا اختلاف ہے جیسا کہ علامہ احمد دحلانی اپنی کتاب اسنی المطالب فی ایمان ابی طالب میں ایمان ثابت فرمایا ہے صاحب تفسیر روح البیان نے فرمایا کہ وہ شرعاً مومن نہ تھے مگر عنداللہ مومن تھے عام علماء کا مذہب یہ ہے کہ ان کا ایمان ثابت نہیں ہے۔

(مراۃ المناجیح جلد ہفتم صفحہ ۳۸۷) واللہ اعلم بالصواب

کتبہ

محمد مظہر علی رضوی بروز سنیچر

۱۵ ربیع الاول ۱۴۴۰ ہجری

(کافر کی تقریب جیت میں شرکت کے احکام؟)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مسئلہ:۔کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ زید نے ایک ہندو پردھان کے کامیاب ہونے پر رنگ کی ہولی یعنی ابیرا اپنے سر اور داڑھ میں لگوائے اور لگاتے ہوئے خوشیاں منائیں اور ساتھ ہی ساتھ پردھانی میں اس کا ساتھ دے تو ایسے زید پر کیا حکم ہے؟ المستفتی:۔محمد امام الدین نظامی پچپوکھری بازار سنت کبیر نگر یوپی

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوہاب

کافروں سے دوستی، تعلقات رکھ کر جیت کی خوشی میں رنگ اور ابیر کی ہولی کھیلنا بہت اخبث، نہایت اشنع ہے کافروں سے جان پہچان اور ان سے میل جول صرف دنیاوی معاملات مثلاً تجارت، وغیرہ میں کی جاسکتی ہے لیکن مذہبی امور میں ان سے قطعی میل محبت جائز نہیں ہے امام اہل سنت امام احمد رضا محدث بریلوی قدس سرہ رقمطراز ہیں کفار سے امور دنیوی مثلاً تجارت وغیرہا میں موافقت کی جاسکتی ہے جہاں تک مخالفت شرع نہ ہو، مگر ان کے امور مذہبی میں موافقت ضرور لعنت الٰہی اترنے کی باعث ہے۔(فتاوی رضویہ شریف ج۹/ص ۱۲۳ نصف اخر)

اور زید کا کافر کی جیت پر خوشی مناتے ہوئے، رنگ وابیر، کی ہولی کھیلنا ناجائز وحرام ہے خاص اسی طرح کے مسئلے کے تحت، اعلی حضرت محدث بریلوی رضی اللہ تعالی عنہ ربہ القوی تحریر فرماتے ہیں جنھوں نے ان افعال ملعونہ کو ملعون وشنیع ہی جانا اور انہیں برا جان کر اپنی شیطانی مصلحت کے خیال سے شرکت کی، ان کے قلب کا حال اللہ عزوجل جانتا ہے مرتکب کبائر ہوئے، سزا وار لعنت جبار ہوئے، مگر عنداللہ کافر نہ ہوئے۔(فتاوی رضویہ ج۹/ص ۱۳۲/ نصف اخر)

لہذا شخص مذکور پر لازم ہے کہ، توبہ واستغفار کرے اور عہد کرے کہ آئندہ کفار کے کسی بھی تقریب میں شرکت نہیں کرے گا اور اگر توبہ سے انکار کرے، تو سماجی بائکاٹ کریں جب تک توبہ کرکے اپنے فعل شنیع واخبث سے باز رہنے کا پختہ عہد نہ کرلے۔واللہ اعلم بالصواب

کتبہ

محمد رضا امجدی

۱۳ صفر المظفر ۱۴۴۱ھ

(عالم دین کو ظالم کہنے والے پر شرعی حکم کیا ہے؟)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مسئلہ:۔کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ کسی اچھے عالم کو ظالم کہنا کیسا ہے مکمل وضاحت کریں

المستفتی:۔عبید اللہ رضوی

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوہاب

اگر کسی عالم کو اسکے علم کی بنیاد پر ظالم کہے تو ایسے شخص پر توبہ وتجدید ایمان ونکاح لازم ہے کسی عالم دین کو ظالم کہنا اسے تکلیف پہنچانا نیز سبب توہین ہے جس کے تعلق سے اعلی حضرت رضی اللہ عنہ تحریر فرماتے ہیں کہ علمائے دین کی توہین کرنا سخت حرام، سخت گناہ، اشد کبیرہ، عالم دین سُنّی صحیح العقیدہ کہ لوگوں کو حق کی طرف بلائے اور حق بات بتائے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا نائب ہے، اس کی تحقیر وتوہین معاذ اللہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی توہین ہے اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں گستاخی موجب لعنتِ الٰہی وعذابِ الیم ہے (رضویہ شریف ج ۲۳ ص ۶۴۹) ھذا ماظھرلی وھوسبحانہ تعالی اعلم واحکم واتم

کتبہ

امجد رضا امجدی سیتا مڑھی بہار

۸ شوال المکرم ۱۴۴۰ھ بروز بدھ

(کسی مشرک کو مہاتما کہنا کیسا ہے؟)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مسئلہ:۔کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ مہاتما گاندھی بولنے پر کیا حکم ہے رہنمائی فرمائیں

المستفتی:۔امتیاز احمد

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوہاب

گاندھی کو مہاتما کہنا و بولنا ناجائز وحرام ہے صرف گاندھی کہا جائے کیونکہ مہاتما معنی روح قدس ہوتا ہے جو کہ جبرئیل

علیہ السلام کا خاصہ ہے جیسا کہ امام اہلسنّت اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی علیہ الرّحمہ فرماتے ہیں کہ: گاندھی خواہ کسی مشرک یا کافر یا بدمذہب کو مہاتما کہنا حرام اور سخت حرام ہے مہاتما کے معنی ہیں روح اعظم یہ وصف سیدنا جبریل امین علیہ الصلاۃ والسلام کا ھے مخالفان دین کی ایسی تعریف اللہ ﷻ ورسول ﷺ کو ایزا دینا ہے۔(فتاوی رضویہ جلد ۹ ص ۲۸۵)

اور اگر کوئی معنی ومفہوم سمجھتے ہوئے باعتقاد گاندھی کو مہاتما کہے تو پھر کفر ہے جیسا کہ شارح بخاری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کسی مشرک کو مہاتما کہنا کفر ہے۔(فتاوی،شارح بخاری،جلد دوم،ص ۵۸۹) واللہ تعالی أعلم بالصواب

کتبہ

ابوالاحسان محمد مشتاق احمد قادری رضوی مہاراشٹر

۳ ربیع الاول ۱۴۴۲ھ بروز بدھ

(کسی بندہ کو فقط قیوم یا خالق کہنا کیسا ہے؟)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مسئلہ:۔کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ کسی کا نام عبدالقیوم،عبدالخالق وغیرہ نام ہوتے ہیں انہیں صرف قیوم، خالق کہنا کیسا ہے؟ مع حوالہ جواب عنایت فرمائیں المستفتی:۔محمد رفعت

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوہاب

کسی بندہ کو فقط خالق یا قیوم کہنا ہرگز جائز نہیں بلکہ ممنوع وناجائز وحرام بلکہ فقہائے کرام نے کفر تک کہا ہے۔سیدی اعلی حضرت قدس سرہ القدسی مجمع الانھر کے حوالہ سے فرماتے ہیں "اذا اطلق علی المخلوق من الاسماء المختصة بالخالق جلا وعلا نحو القدوس والقیوم و الرحمٰن یکفر اھ" یعنی جب مخلوق پر ایسے ناموں کو بولا جائے جو اللہ جل وعلاہ کے ساتھ خاص ہیں جیسے قدوس وقیوم ورحمٰن تو کفر ہوگا۔(فتاوی رضویہ شریف ج ششم ص ۱۹۶ رضا اکیڈمی ممبئی)

اسی حوالہ سے حضور شارح بخاری علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں جب فقہائے کرام نے غیر خدا کو قیوم کہنے سے منع فرمایا تو سیدھی راہ یہی ہے کہ ہم اس سے احتراز کریں۔(فتاوی شارح بخاری ج اول ۲۳۰)

یہی حکم لفظ خالق کا ہے جیسا کہ انوار حدیث ص ۲۷۳ پر ہے۔واللہ تعالی أعلم بالصواب

کتبہ

محمد شاہد رضا حشمتی رام پور کیمری

۸ محرم الحرام ۱۴۴۲ھ بروز جمعہ

(کیا سنہ دوہزار ستائیس 2027 عیسوی میں پچھم سے سورج نکلے گا؟)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مسئلہ:۔کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ ایک پیپر میں لکھا گیا کہ کسی مسلم سائنسدان کی تحقیق 2027 میں سورج مغرب سے طلوع ہوگا اور لکھا کہ 2028 کو امام مہدی کا ظہور ہوگا مزید یہ اور لکھا ہے کہ 2034 میں حضرت عیسٰی کی آمد ہوگی کیا یہ سب درست ہے علمائے کرام رہنمائی فرمائیں برائے کرم اس سوال کا جواب جلد از جلد عنایت فرمائیں بڑی مہربانی ہوگی

المستفتی:۔محمد اسیر الحق قادری رضوی پورنوی بہار الہند

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوہاب

مغرب سے سورج طلوع ہونے کا اور حضرت امام مہدی رضی اللہ تعالٰی عنہ کے ظہور کا اور حضرت عیسٰی علیہ السلام کی آمد کا سنہ جو کسی سائنس دان نے ظاہر کیا ہے سراسر غلط ہے اور یہ لوگ وقفہ وقفہ سے اس طرح کی پیشن گوئیاں کرتے رہتے ہیں لہذا ایسی پیشن گوئیوں پر یقین نہیں کرنا چاہیے سورج کا مغرب سے طلوع ہونا اور حضرت امام مہدی رضی اللہ تعالٰی عنہ کا ظہور فرمانا اور حضرت عیسٰی علیہ السلام کا آسمان سے زمین پر تشریف لانا قرب قیامت کی نشانیوں میں سے ہے قیامت کب آئے گی اور حضرت امام مہدی رضی اللہ تعالٰی عنہ کب ظہور فرمائیں گے اس تعلق سے جب اعلٰی حضرت امام اہل سنت مجدد دین وملت امام احمد رضا قادری بریلوی قدس سرہ العزیز سے دریافت کیا گیا تو آپ فرماتے ہیں کہ قیامت کب ہوگی اسے اللہ جانتا ہے اور اس کے بتائے سے اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم (جانتے ہیں) قیامت ہی کا ذکر کرکے اللہ پاک ارشاد فرماتا ہے "عالم الغیب فلا یظهر علی غیبه احدا ' الا من ارتضی من رسول" اللہ غیب کا جاننے والا ہے وہ اپنے غیب پر کسی کو مسلط نہیں کرتا سوائے اپنے پسندیدہ رسولوں کے۔

امام قسطلانی وغیرہ نے تصریح فرمائی کہ اس غیب سے مراد قیامت ہے جس کا اوپر کی متصل آیت میں ذکر ہے امام جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ سے پہلے بعض علمائے کرام نے بملاحظہ احادیث حساب لگایا کہ یہ امت سنہ 1000 ایک ہزار ہجری سے آگے نہ بڑھے گی امام جلال الدین سیوطی نے اس کے انکار میں ایک رسالہ لکھا "الکشف عن تجاوز هذه الامة الالف" اس میں ثابت کیا کہ یہ امت سنہ ایک ہزار ہجری سے ضرور آگے بڑھے گی امام جلال الدین سیوطی کی وفات شریف سنہ 911 ہجری میں ہے اور اپنے حساب سے یہ خیال فرمایا کہ سنہ تیرہ سو ہجری میں خاتمہ ہوگا بحمد اللہ اس سے بھی

چھبیس برس گزر گئے اور ہنوز قیامت تو قیامت اشراط کبری میں سے کچھ نہ آیا۔
امام مَہدی کے بارے میں احادیث بکثرت اور متواتر ہیں مگر ان میں کسی وقت کا تعین نہیں اور بعض علوم کے ذریعہ سے مجھے ایسا خیال گزرتا ہے کہ شاید سنہ 1837 ہجری میں کوئی سلطنت اسلامی باقی نہ رہے اور سنہ 1900 ہجری میں حضرت امام مہدی ظہور فرمائیں۔(الملفوظ کامل حصہ اول صفحہ 120 مطبوعہ رضوی کتاب گھر دہلی)
امام اہل سنت اعلیٰ حضرت امام احمد رضا قادری بریلوی قدس سرہ العزیز کے فرمان عالی شان سے ظاہر ہوتا ہے جیسا کہ انہوں بعض علوم کے ذریعہ اپنا خیال ظاہر فرمایا ہے کہ حضرت امام مَہدی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سنہ انیس سو(1900)ہجری میں ظہور فرمائیں گے تو اس حساب سے حضرت امام مَہدی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ظہور فرمانے میں تقریباً چارسو اٹھاون (458)سال کا زمانہ باقی ہے۔اور یہ طے ہے کہ امام مَہدی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ظہور ہی کے بعد آسمان سے حضرت عیسیٰ علیہ السلام تشریف لائیں گے اور حضرت امام کے ظہور اور حضرت روح اللہ علیہ السلام کی آمد کے کچھ عرصہ بعد سورج مغرب سے طلوع ہوگا اور اس کے بعد توبہ کا دروازہ بند ہو جائے گا۔
لہٰذا جس نے کہا کہ سنہ 2027 میں سورج مغرب سے نکلے گا اور سنہ 2028 میں حضرت امام مہدی ظہور فرمائیں گے اور سنہ 2034 میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام آسمان سے زمین پر تشریف لائیں گے غلط ہے جیسا کہ متذکرہ بالا محولہ عبارات سے ظاہر ہے علاوہ ازیں۔۔جو مذکورہ اعتقاد رکھیں بالاجماع گمراہ ہے،ایسوں سے دور رہنے میں عافیت ہے،

جاگنا ہے جاگ لے افلاک کے سایہ تلے　　حشر تک سوتا رہے گا خاک کے سایہ تلے۔ واللہ تعالی أعلم بالصواب

کتبہ

ابوالاحسان محمد مشتاق احمد قادری رضوی مہاراشٹر

۱۴ ربیع الاول ۱۴۴۲ھ بروز سوموار

(کیا اعلی حضرت نے سارے دیوبندی کو کافر کہا ہے؟)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مسئلہ:۔کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ کیا اعلی حضرت رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے سارے دیوبندی کو کافر کہا ہے؟ رہنمائی فرمائیں　　المستفتی:۔محمد اعظم

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوہاب

اعلی حضرت علیہ الرحمہ نے ان لوگوں کو ہی کافر کہا ہے جن کی بدمذہبی حد کفر کو پہونچی ہے اور ان کے کفر پر مطلع ہوتے

ہوئے جنہوں نے انہیں مسلمان سمجھا ''من شک فی عذابہ وکفرہ فقد کفر'' (حسام الحرمین)

ضرویات دین کا منکر کافر ہے جو ضروریات دین کا منکر نہ ہو ضروریات اہلسنت کا منکر ہو گمراہ مسلمان ہے کافر نہیں ہے اور جو احادیث مشہورہ سے ثابت ہے وہ سب ضروریات اہل سنت ہی سے ہیں ان میں سے کسی ایک بات کا انکار کرنے والا گمراہ مسلمان کہا جائیگا کافر نہیں کہا جائیگا جیسا کہ رئیس الفقہاء علامہ ملاجیون علیہ الرحمہ اصول فقہ کی مشہور زمانہ کتاب نورالانوار ص ۱۷۷ پر تحریر فرماتے ہیں'' لا یکفر جاحدہ بل یضلل علی الاصح''۔ (ھکذا فی الفتاوی فیض الرسول ص ۶۷ رھکذا اشعت اللمعات جلد چہارم ص ۵۲۷ ھکذا شرح عقائد نسفی ص ۱۰۰) واللہ اعلم واحکم واتم

کتبہ

امجد رضا امجدی سیتا مڑھی

۱۳ ررجب المرجب ۱۴۴۱ھ

(صحابۂ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کی شان میں توہین کرنے والا کافر ہے یا گمراہ و بدمذہب؟)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مسئلہ:۔ کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ اگر کوئی شخص صحابۂ کرام کی شان میں گستاخی کرے تو اس کے بارے میں۔ کہ وہ شخص گمراہ و بدمذہب ہے یا پھر کافر جواب عنایت فرمائیں کرم ہوگا المستفتی:۔ محمد توفیق رضا قادری

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوہاب

صحابۂ کرام کی جماعت بہت مقدس جماعت ہے ان کی شان اقدس نازیبا کلمات بکنا بدبختی اور شقی القلبی ہے جیسا کہ کے حضور شارح بخاری فتاوی شارح بخاری میں ارشاد فرماتے ہیں کہ صحابۂ کرام کی توہین کے مختلف مدارج ہیں بعض توہین یقیناً کفر ہے مثلاً حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے صحابی ہونے سے انکار کرنا یا صحابۂ کرام کو مطلقا منافق اس معنی کر کہنا کہ یہ حقیقت میں مسلمان نہیں دنیوی لالچ کی بناء پر زبان سے کلمہ پڑھ لیا تھا حقیقت میں کافر تھے یہ کفر ہے اور دوسری توہین کی صورتیں گمراہی و بددینی ہیں اور توہین کرنے والا جہنم کا کتا ہے مگر اس پر کفر کا فتوی نہیں جب تک توہین کی نوعیت

نہیں معلوم ہوگی قطعی حکم نہیں لگایا جاسکتا

(فتاوی شارح بخاری ج:2/ص:47/عقائد متعلقہ صحابۂ کرام/مطبوعہ دائرۃ البرکات) واللہ تعالی أعلم بالصواب

کتبہ

محمد اسرار احمد نوری بریلوی

۲۰ ربیع الاول ۱۴۴۱ ہجری بروز سوموار

(کافر کے گھر فاتحہ پڑھنا کیسا)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مسئلہ:۔کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ کسی ہندو کے گھر میں فاتحہ کرنے جائے تو کیا پڑھ سکتے ہیں اور کیا دعا مانگ سکتے۔قرآن وحدیث کی روشنی میں جواب عنایت فرمائیں۔ المستفتی:۔محمد رضا

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوہاب

کافر کے گھر میں فاتحہ پڑھنا جائز ہے جبکہ سامنے دیوی دیتاؤں کی تصویر نہ ہو لیکن کافر کا یہ عملِ خیر مقبول نہیں نہ اس کیل ※ ے ثواب ہے بلکہ اگر دعا ہی کرنی ہے تو ہدایت کی دعا کر سکتے ہیں کافر کی کوئی نیاز کوئی عمل قبول نہیں نہ ہرگز اس پر ثواب ممکن جسے پہونچایا جائے" کما قال اللہ تعالیٰ وقدمنا الی ما عملوا من عمل فجعلنه هباء منثورا "(پارہ ۱۹ رکوع ۱)

اُس کے کھانے پر فاتحہ دینا اس پر ثواب پہونچنے کا اعتقاد کرنا یہ قرآن کریم کے خلاف ہے جو شخص ایسا کرے اس پر توبہ فرض ہے بلکہ تجدید اسلام ونکاح بھی کرے (فتاویٰ رضویہ جلد دہم بحوالہ فتاویٰ فیض الرسول جلد دوم صفحہ ۲۵۳)

واللہ تعالی أعلم بالصواب

کتبہ

محمد مظہر علی رضوی دربھنگہ بہار

۱۶ فروری بروز سنیچر ۲۰۱۹ عیسوی

(ضروریات دین کا منکر کافر ہے)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مسئلہ:۔کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ دیوبندی اور وہابی کو کافر کیوں کہتے ہیں حوالہ کے ساتھ جواب عنایت فرمائیں مہربانی ہوگی المستفتی:۔محمد توقیر رضا اسمٰعیلی ضلع سیتا مڑھی (بہار الہند)

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوہاب

وہابی، دیوبندی، جتنے بھی عقائد باطلہ ہیں اپنے کفریہ عقائد کے وضروریات دین کے منکر ہیں اور بالا جماع ضروریات دین کا منکر مرتد وکافر ہیں اسی کی بنا پر عرب وعجم کے سیکڑوں علمائے کرام ومفتیان عظام نے انہیں کافر ومرتد قرار دیا اور بالاتفاق فرمایا"من شك فى كفره وعذابه فقد كفر"یعنی جو ان کے عقائد پر مطلع ہوتے ہوئے ان کے کفر و عذاب میں شک کرے وہ بھی کافر ہے جیسا کہ فتاوی فقیہ ملت میں ہے دیوبندی اپنے کفریات قطعیہ مندرجہ حفظ الایمان صفحہ تحزیرالناس صفحہ ۳/ ۱۴/ ۲۸ اور براہین قاطعہ کی بنیاد پر بمطابق فتاوی حسام الحرمین وصوارم الہندیہ کافر ومرتد ہیں۔

(فتاوی فقیہ ملت جلد اول صفحہ ۴۴۱) واللہ تعالی أعلم بالصواب

مزید تفصیل کے لئے اعلی حضرت سرکار کی مشہور زمانہ کتاب حسام الحرمین کا مطالعہ کریں

کتبہ

محمد معصوم رضا نوری

۲۳ رمضان المبارک ۱۴۴۱ھ بروز اتوار

(مباحثہ میں یہ طے کر لینا کہ جو ساکت ہو جائے وہ مخالف مذہب قبول کر لے گا کیسا ہے؟)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مسئلہ:۔کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ اگر کوئی سنی عالم بدمذہب کو بحث ومباحثہ کے دوران یہ کہے کہ اگر تم نے میرے دلائل کو کاٹ دیا تو میں اپنے اس عقیدے سے توبہ کرلوں گا اور تمہارے لوگوں میں سے ہو جاؤں گا تو کیا یہ کہنے

سے قائل پر کوئی حکم صادر ہوگا یا نہیں؟؟ تجدید ایمان وتجدید نکاح وبیعت کرنی ہوگی کیا؟ مدلل جواب عنایت فرمائیں

المستفتی:۔ محمد ایوب رضا کلکتوی

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوہاب

قائل پر حکم کفر نہ لگے گا مگر ایسا کہنا اشد حرام ہے اعلی حضرت رضی اللہ تعالی عنہ فرماتے ہیں کہ مباحثہ میں لوگ یہ شرط کرلیتے ہیں کہ جو ساکت ہوجائیگا دوسرے کا مذہب اختیار کرلے گا یہ سخت حرام اور اشد حماقت ہے۔ہم اگر کسی سے لاجواب بھی ہوجائیں تو مذہب پر کوئی الزام نہیں کہ ہمارے مقدس مذہب کا مدار ہم پر نہیں، ہم انسان ہیں (ہوسکتا ہے بتقضائے بشری) اس وقت جواب خیال میں نہ آیا۔ (الملفوظ، حصہ اول، ص 134)

اس سے معلوم ہوا کہ اگر ایسا جملہ کفر ہوتا تو اعلی حضرت رضی اللہ تعالی عنہ ضرور وضاحت کرتے البتہ ایسا جملہ کہنے سے بچنا اشد ضروری ہے جیسا کہ مذکورہ حوالہ میں سخت حرام کہا گیا۔ واللہ تعالی أعلم بالصواب

کتبہ

محمد امجد علی نعیمی مرادآباد

۹ صفر المظفر ۱۴۴۲ھ بروز اتوار

(نمستے نمسکار بولنا حرام وگناہ ہے)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مسئلہ:۔ کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ نمسکار۔ یا نمستے بولنا کیسا ہے؟ اور ان کا معنی کیا ہے؟ مفصل جواب عنایت کریں

المستفتی:۔ شیخ ایم ایس رضوی

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوہاب

نمستے نمسکار کرنا حرام وگناہ ہے اسلئے کہ یہ غیر مسلموں کا شعار ہے اگر کوئی کسی کو سلام کہے" السلام علیکم" تو ہر شخص جان جاتا ہے کہ یہ مسلم ہے اور اگر کوئی نمستے نمسکار کہے تو سب کو معلوم ہوجاتا ہے کہ یہ ہندو ہے۔ حدیث شریف میں ہے "لیس

من تشبه بغيرنا لا تشبهوا باليهود و لا بالنصارى فان تسليم اليهود اشارة باليد والنصارى اشارةبالكف"(جامع الترمذی، كتاب الِاسْتِئذان والْآداب، باب ما جاء فى كراهية إشارة اليد بالسّلام) یعنی ہم میں سے وہ نہیں جو غیروں کا شعار اختیار کرے یہود و نصاریٰ کا شعار نہ اختیار کرو یہود کا سلام ہاتھ سے اشارہ اور نصاری کا ہتھیلی سے اشارہ کرنا ہے۔یعنی یہود و نصاری کچھ بولتے نہیں صرف ہاتھ اور ہتھیلی سے اشارہ کرتے ہیں لہذا مسلمانوں کو چاہئے کہ یہود و نصاریٰ کے طریقوں کو نہ اپنائیں بلکہ اسلامی شعار اور طریقہ اختیار کریں۔ایسا ہی فتاوی مرکز تربیت افتاء جلد دوم میں ہے۔

"نمستے ،نمسکار" دونوں سنسکرت لفظ ہیں جو خصوصاً ہندوؤں میں سلام کے طور پر بولا جاتا ہے اور لفظی معنیٰ"احترام سے جھک کر کیا گیا آداب تشابہت اور معنوی دونوں اعتبار سے نمستے اور نمسکار استعمال کرنا درست نہیں۔ واللہ تعالی أعلم بالصواب

کتبہ

مشیر اسد رشیدی ممبئ

۲۴ ربیع الآخر ۱۴۴۰ھ بروز منگل

(اگر عالم دین کو اس لئے برا کہتا ہے کہ وہ عالم ہیں تو صریح کفر ہے)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مسئلہ:۔کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ حضرت اگر کوئی شخص یہ کہے کی سارے مولانا حرام خور ہیں تو اس شخص پر شریعت کا کیا قانون نافذ ہوگا جب کے آقا کا فرمان ہیکہ اگر کوئی شخص عالم باعمل کو دیکھا اس نے مجھے دیکھا جلد از جلد جواب بھجیں مہربانی

المستفتی:۔فقیر محمد عرش عالم

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوہاب

اعلی حضرت رضی اللہ عنہ ارشاد فرماتے ہیں کہ اگر عالم دین کو اس لئے برا کہتا ہے کہ وہ عالم ہیں تو صریح کفر ہے اور اگر بوجہ علم اسکی تعظیم فرض جانتا ہے مگر کسی دنیوی خصومت کے باعث برا کہتا ہے گالی دیتا ہے تو سخت فاسق و فاجر ہے اور اگر بے سبب رنج رکھتا ہے تو مریض الباطن خبیث القلب ہے اور اس کے کفر کا اندیشہ ہے۔(فتاوی رضویہ جلد اول صفحہ ۱٤۰)

لہذا جو لوگ صحیح العقیدہ صحیح الاعمال عالم دین کی مخالفت کرتے ہیں در حقیقت حاکم شرعی اور نائب رسول کی مخالفت

کرتے ہیں اور یہ ان کی ہلاکت کا سبب بنے گا حدیث پاک حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ (کن عالما او متعلما او مستمعا او محبا ولا تکن الخامس فتهلكوا) (تفسیر کبیر جلد اول)

اور اگر از راہ حسد بغض وعناد رکھے تو اندیشہ کفر ہے جیسا کہ امام رازی تحریر فرماتے ہیں (منا استخف بالعالم اهلك دينه) جس نے عالم دین کو حقیر سمجھا اس اپنے دین کو ہلاک کر دیا۔ (تفسیر کبیر جلد اول)

اور خلاصہ میں ہے (من البغض عالما بغير سبب ظاهر خيف عليه الكفر) اور تنویر الابصار درمختار کے حوالے سے تحریر فرماتے ہیں کہ (قال الله تعالىٰ والذين اوتوا العلم درجت فالرافع هو الله فمن يضعه يضعه الله جهنم) یعنی اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا کہ وہ عالموں کے درجہ کو بلند کرنے فرمائے گا تو عالموں کے درجہ کو بلند فرمانے والا اللہ ہے۔ لہذا جو شخص اسکو گرائے گا اللہ اسکو جہنم میں گرائے گا۔ (فتاوی رضویہ جلد نہم)

اور تحریر فرماتے ہیں کہ مجمع الانھر میں ہے (من قال العالم عويلم استخفافا فقد كفر) یعنی جو کسی عالم کو بطور تحقیر مولویا کہے وہ کافر ہے۔ (فتاوی رضویہ جلد دہم)

اور بہت ساری وعیدیں ایسے شخص کے لئے ہے لہذا مسلمانوں پر لازم ہے کہ ایسے شخص سے دور رہیں ورنہ شیطان اسکو بھی گمراہ کر دے گا ''كما قال الله تعالىٰ واما ينسينك الشيطن فلا تقعد بعد الذكرى مع القوم الظالمين'' واللہ تعالی أعلم بالصواب

كتبه

محمد مظہر علی رضوی دربھنگہ بہار

۱۹ صفر ۱۴۴۰ ہجری بروز پیر

(کافر سے دعا تعویذ کروانا کیسا ہے؟)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مسئلہ: ۔کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ زید کو کئی سال سے بچہ نہیں ہو رہا ہے وہ کئی جگہ ڈاکٹر کو دکھایا ہے دوا بھی بہت کھایا ہے دعا تعویذ بھی بہت ہوئی ہے پر کچھ اثر نہیں ہوا ہے زید کو ایک مسلمان نے ایک ہندو کا پیہ دیا ہے اور بولا ہے کی یہاں جاؤ بہت لوگوں کو فائدہ ہوا ہے مجھے چار بیٹی تھی میں وہاں گیا تو ایک بیٹا ہوا ہے وہ ہندو تعویذ دیتا ہے اور پھل بھی دیتا ہے تو اس ہندو کا تعویذ لینا اور اس کا پھل لینا کیسا ہے؟ اور بھی کچھ کرتا ہے شریعت کی روشنی میں جواب عنایت فرمائیں۔

المستفتی: ۔محمد حیدر علی

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوہاب

ایک کافر کے پاس جانا کافر کی تعظیم وتکریم ہے اور کافر کی تعظیم وتکریم سے منع کیا گیا ہے

(مسند الامام احمد بن حنبل ج ۷ ص ۱۰۰)

پر حدیث شریف ہے ''انا لانستعین بمشرک''یعنی ہم کسی مشرک سے مدد نہیں مانگتے ہیں۔اس لئے زید کا اس کافر بھگت یا سوکھا کے پاس جانا ناجائز۔اور پھل وتعویذ لینا ناجائز وحرام بعض صورتوں کفر بھی ہے۔

جس مسلمان نے اسے جانے کا مشورہ دیا وہ غلط اور خلاف شرع مشورہ دینے کی بنا پر توبہ واستغفار کرے -اور زید پختہ یقین رکھے اگر اس کی قسمت میں اولاد ہوگی تو اللہ تبارک وتعالی ضرور عطا فرمائے گا زید ہر حال میں شکر خدا کرے اور جائز علاج ومعالجہ کرائے انشاء اللہ اس کی دلی مراد پوری ہوگی لیکن خلاف شرع ہرگز ہرگز کوئی کام نہ کرے۔

واللہ تعالی أعلم بالصواب

کتبہ

محمد امجد علی سیتا مڑھی بہار

۲؍ربیع الاول ۱۴۴۱ھ بروز جمعرات

(ابلیس لعین ملائکہ میں شامل تھا یا جن میں؟)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مسئلہ:۔کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ ابلیس لعین ملائکہ میں شامل تھا یا نہیں؟ اگر ہے تو کون سی قسم میں شامل ہے

المستفتی:۔محمد فیروز احمد۔نہریان ہرلاکھی,مدھوبنی (بہار)

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوہاب

اس میں محققین کا اختلاف ہے کہ شیطان کی حقیقت کیا ہے بعض فرماتے ہیں کہ وہ فرشتہ ہے کیونکہ اگر فرشتہ نہ ہوتا تو سجدے کے حکم میں کیونکر داخل ہوتا۔رہا اس کو قرآن کریم میں اس کو جن فرمانا کہ وکان من الجن اس کے معنی ہیں چھپا ہوا یا تو

وہ انسانوں کی نگاہ سے چھپا رہتا ہے اور فرشتے بھی ہر وقت اس کو دیکھ نہیں سکتے تھے اس لئے اسے جن فرمایا گیا بعض حضرات فرماتے ہیں کہ جن بھی فرشتے ہی ہیں یعنی اطاعت کرنے والوں کو ملک کہا گیا نافرمانوں کو جن لیکن یہ دونوں قول ضعیف ہیں حق یہی ہے کہ شیطان جنات میں سے ہے اور جنات کی حقیقت اور ہے اور فرشتوں کی اور اس لئے کہ شیطان کی پیدائش نار سے ہے۔ وہ خود کہتا ہے "خلقتني من نار "اور دوسری جگہ فرمایا گیا والجان خلقناه من قبل من نار السموم نیز فرمایا گیا وخلق الجان من مارج من نار اور فرشتے نوری ہیں جیسا کہ احادیث شریف میں وارد ہے۔ نیز شیطان کی ذریت اور اولاد ہے ان میں مرد عورت، جوان بوڑھے سبھی قسم کے ہوتے ہیں وہ انسانوں کی طرح کھاتے اور پیتے ہیں ان میں نیک بھی اور برے بھی۔ فرشتے اس سے پاک ہیں کیونکہ انمیں کوئی نر و مادہ ہی نہیں یہ باتیں قرآن کریم سے ثابت ہیں نیز فرشتے معصوم۔ اور شیطان بدکاروں کا سردار قرآن کریم فرشتوں کے بارے میں فرماتا ہے "لا يعصون الله ما امرهم "نیز فرشتے اللہ کے رسول ہیں اور شیطان و جنات میں یہ بات نہیں۔

ان تمام باتوں سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ جن اور فرشتوں کی الگ الگ حقیقتیں ہیں اور شیطان جنات میں سے ہے مگر اپنی عبادت اور تقوے کی وجہ سے چونکہ فرشتوں میں رہتا تھا اس لئے سجدے کے حکم میں وہ بھی شامل ہو گیا تھا۔ جیسے بادشاہ اپنے سپاہیوں کو کچھ حکم کرے تو ان کے ساتھ رہنے والے سائیس دربان اور فراش بھی حکم میں داخل ہو جائیں مفسرین فرماتے ہیں کہ جب فرشتے سجدے میں گرے تو شیطان حضرت آدم علیہ السلام کی طرف پیٹھ کر کے کھڑا ہو گیا اسی وقت سے اس کی صورت مسخ کر دی گئی اور وہ مردود ہو گیا۔ (تفسیر نعیمی پارہ 1 سورہ بقرہ صفحہ 311) واللہ تعالی أعلم بالصواب

کتبہ

جعفر علی صدیقی رضوی مہاراشٹر

۲/ جمادی الاولی ۱۴۴۱ھ

(ایک مسلمان کا دوسرے مسلمان کو کافر کہنا کیسا ہے؟)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مسئلہ:۔ کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ کسی مسلمان کو کافر کہنا کیسا ہے؟ مع حوالہ جواب عنایت فرمائیں

المستفتی:۔ محمد مستقیم رضا

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوہاب

کسی مسلمان نے دوسرے مسلمان کو اگر کسی رنجش یا جھگڑے میں بطور گالی ،، کافر ،، کہا تو یہ حرام ہے اور کہنے والا

گناہ گار ہوا اور یہ کہنے والا اس مسلمان سے معافی مانگے حدیث شریف میں ہے "من اذیٰ مسلما فقد اذانی ومن اذانی فقد اذیٰ الله"۔ اور ہاں اگر کسی مسلمان نے دوسرے مسلمان کو اعتقادی طور پر کافر کہا تو یہ کہنے والا خود کافر ہو جائے گا۔ جیسا کہ درمختار میں ہے "وعزّر الشاتئم بیا کافر وھل یکفر إن اعتقد المسلم کافرا نعم وإلالا"۔ (جلد ٦ صفحہ ١١٦ رفتاوی شارح بخاری ج ٢ ص ٣٧٩) واللہ تعالیٰ أعلم بالصواب

کتبہ

سلطان رضا شمسی نیپال

۱۳ر جمادی الاولی ۱۴۴۰ھ

(حضور علیہ السلام کی شان اقدس میں عبادت کا جملہ استعمال کرنا کیسا ہے؟)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مسئلہ:۔ کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ رسول اللہ ﷺ کی شان میں لفظ عبادت کا استعمال کرنا اور اس طرح کا جملہ کہنا کہ رسول اللہ ﷺ کی عبادت اللہ کی عبادت ہے اور اللہ کی عبادت رسول اللہ ﷺ کی عبادت ہے" کیسا ہے؟ قائل پر شرعی کیا حکم نافذ ہوگا؟ قرآن وحدیث کی روشنی میں جواب عنایت فرمائیں۔

المستفتی:۔ محمد مقتدر حسین ڈمریاہی مدھوبنی بہار

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوہاب

عبادت کا لفظ اللہ تعالی کے لئے مخصوص ہے کیونکہ عبادت نہایت درجہ کے خضوع کو کہتے ہیں اور اس جیسا خضوع اس ذات کے شایان ہے جو نہایت درجہ کا منعم اور باری تعالیٰ ایسا منعم ہے کہ اس نے ہمارے لئے نفع بخش چیزیں پیدا فرمائیں حضرت عکرمہ رضی اللہ تعالی عنہ فرماتے ہیں کہ قرآن میں جہاں لفظ "عبادت" ہے، وہاں ہر جگہ "عبادت" سے توحید مراد ہوگی۔ تفسیر روح البیان شریف جلد اول سورۂ فاتحہ کے تحت اللہ پاک ارشاد فرماتا ہے لا الہ الا اللہ اللہ کے سوا کسی کی بندگی نہیں (کنزالایمان، پارہ 23 سورہ صٰفٰت آیت نمبر 35)

اور فرماتا ہے محمد رسول اللہ محمد اللہ کے رسول ہیں (کنزالایمان پارہ 26 سورہ فتح آیت 29)

انہیں آیتوں کے مجموعہ کا نام کلمہ طیبہ ہے جس کا معنی ہے نہیں ہے کوئی عبادت کے لائق سوائے اللہ تعالیٰ کے محمد صلی

اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اللہ کے رسول ہیں لہذا کسی کا حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی شان میں ایسا جملہ بولنا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی عبادت اللہ کی عبادت ہے اور اللہ کی عبادت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی عبادت ہے غلط ہے اگر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو لائق عبادت سمجھنے کی بنیاد پر یہ جملہ کہتا ہے تو کافر ومشرک ہے اعلیٰ حضرت امام احمد رضا قادری بریلوی قدس سرہ العزیز فرماتے ہیں کہ یہ قلبی محبت نہیں قلبی محبت وہی ہے کہ شریعت کے دائرے میں رہے اس میں اپنی اصلاح کی مداخلت نہ کرے۔ (الملفوظ حصہ اول صفحہ 70)

حق یہ ہے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی اطاعت اللہ کی اطاعت ہے اللہ پاک ارشاد فرماتا ہے "من یطع الرسول فقد اطاع اللہ" جس نے رسول کا حکم مانا بیشک اس نے اللہ کا حکم مانا (کنز الایمان، پارہ 5 سورہ نسآء رکوع 10)

اللہ تعالیٰ نے اپنی مخلوق میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو سب سے بلند وعالی مرتبہ پر فائز فرمایا ہے اور تمام انسانوں میں منتخب اور اپنا محبوب بنایا آپ تمام رسول انبیاء علیھم السلام کے امام اور ان کے سردار ہیں۔

(امتیازات مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم صفحہ 42/43)

فلہٰذا حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی شان میں مذکورہ بالا جملہ کہنے والا توبہ وتجدید ایمان کرے اور آئندہ اس قسم کے جملے بولنے سے سخت پرہیز کرے۔ واللہ تعالیٰ أعلم بالصواب

کتبہ

ابو الاحسان محمد مشتاق احمد قادری رضوی مہاراشٹر

۲۴ صفر المظفر ۱۴۴۱ھ بروز سوموار

(وہابی کو پردھان بنانا کیسا ہے؟)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مسئلہ:۔ کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ دیوبندی کو پردھانی کے الیکشن میں ووٹ دینا کیسا ہے حالانکہ یہ معلوم کہ یہ پردھان بنے گا تو سنیت کا نقصان ہوگا، اور گاؤں میں فتنہ بھی پھیلے گا۔ اس صورت میں جو اسکو ووٹ دیں ان پر کیا حکم شرع ہوگا اس مسئلہ کو مکمل تفصیلی وضاحت سے بیان کردیں کرم بالائے کرم ہوگا۔ المستفتی:۔ محمد راشد رامپور یوپی

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوہاب

اگر ووٹ نہ دینے میں فساد واقع نہ ہو تو اس خبیث کو ہرگز ہرگز ووٹ نہ دیں اور ہر طرح سے اس کی مذمت کریں کہ

ازروئے شرع مطہرا ایسے شخص کو قوم کا سربراہ ولیڈر بنانا بالکل بھی درست نہیں بلکہ کسی سنی صحیح العقیدہ مسلمان کو اس فعل پر مامور کریں اور مل جل کر اسی سنی صحیح العقیدہ مسلمان بھائی کو الیکشن میں کامیاب کریں اور جو لوگ ایسے شخص کو ووٹ دیں گے وہ اہل سنت کے بدخواہ گناہ گار ہوں گے جیسا کہ میرے امام اہلسنت فقیہ باکمال امام احمد رضا خان قدس سرہ العزیز تحریر فرماتے ہیں: حدیث میں ہے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں: **من استعمل رجلا علی عشرۃ وفیھم من ھو ارضی للہ منہ فقد خان اللہ ورسولہ وجماعۃ المسلمین** " جس نے دس آدمیوں پر کسی کو افسر کیا اور ان میں وہ ہے جو اللہ کو اس سے زیادہ پسند ہے تو اس نے اللہ و رسول اور مسلمانوں کی سب خیانت کی۔ (فتاویٰ رضویہ شریف جدید جلد ۲۴ ص (۷۱۶) مکتبہ دعوت اسلامی) واللہ سبحانہ و تعالیٰ اعلم و علمہ جل مجدہ أتم و أحکم

کتبہ
محمد راشد مکی کٹیھار بہار
۱۵ صفر المظفر ۱۴۴۲ھ بروز سنیچر

(ذات خداوندی کے لئے لفظ مکر کا ترجمہ خفیہ تدبیر ہی موزوں ومناسب ہے؟)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مسئلہ:۔ کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ زید قرآن پاک کی آیت " **ومکروا ومکر اللہ** " میں مکر کا ترجمہ نہیں کیا بلکہ جو لفظ قرآنی ہے اُسے ہی اُتار دیا جیسے (انہوں نے مکر کیا اور اللہ نے مکر کیا) اور کہہ رہا ہے کی یہ مکر کا ترجمہ نہیں بیان کر رہا وہی لفظ بیان کیا ہے جو قرآن پاک میں ہے اور کہہ رہا ہے کی یہ لفظ مکر خُفیہ تدبیر سے زیادہ فضیلت کا حامل ہے کیونکہ یہ لفظ قرآن کا ہے اور خُفیہ تدبیر یہ مترجم کا ترجمہ ہے اب بتائیں کیا الفاظ قرآن زیادہ فضیلت کے حامل ہیں یا کسی بھی مترجم کا ترجمہ؟

نوٹ: زید کے سامنے بکر نے کہا کہ کیا اعلیٰ حضرت کا بھی ترجمہ ادنیٰ ہے تو زید نے کہا ہاں یہ لفظ زیادہ فضیلت کے حامل ہے (اور زید نے کہا کہ اعلیٰ حضرت نے جو ترجمہ کیا ہے وہ ترجمہ تمام ترجموں میں ہائی لیول ہے) بتائیں یہ کہنا کہاں تک جائز ہے اور کہنے والے پر کیا حکم لگے گا؟ شریعت مطہرہ کی روشنی میں مدلّل جواب سے نوازیں مہربانی ہوگی

المستفتی:۔ محمد آصف مصطفائی گجرات

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوہاب

ترجمہ قرآن کے لئے فقط علم لغت کا ہونا کافی نہیں بلکہ لغت کے علاوہ علم صرف، نحو، اشتقاق، معانی، بیان، بدیع،

قراءت، اصول الدین، فقہ اصول فقہ، حدیث، علمِ اسبابِ نزول، علمِ ناسخ ومنسوخ اور نورِ بصیرت و وہبی علم وغیرہ علوم پر دسترس ہونا لازم وضروری ہے نیز عشق رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا ہونا بھی ضروری ہے ورنہ بہت مترجم گمراہ ومرتد ہو گئے کم علمی وعشق نبوی کی کمی کی بنیاد پر صورت مسئولہ میں لفظ مکر کا ترجمہ مکر کرتے ہوئے اللہ رب العزت کی جانب منسوب کرنے میں ایمان ضائع ہونے اندیشہ ہے کیونکہ لفظ مکر کے لغوی معنی خفیہ تدبیر کرنے کے ہیں مگر اردو میں یہ (مکر) لفظ کسی کے دھوکہ اور فریب کو ظاہر کرنے کے لئے استعمال کیا جاتا ہے ملک شیر محمد خان اعوان لکھتے ہیں مکر کے لغوی معنی خفیہ تدبیر کرنے کے ہیں مگر اردو میں یہ لفظ دھوکہ اور فریب جیسی متبذل صفات کے اظہار کے لئے استعمال ہوتا ہے سوچئے کہ خدا کی ذات سے مکر اور داؤ جیسے الفاظ کا استعمال کس قدر سوء ادبی کا متحمل نیز ایمان کھودینے کا خطرہ ہے اس لئے لفظ مکر کا وہی ترجمہ اعلی وعمدہ ہے جو امام عاشقاں، امام اہلسنت، الشاہ امام احمد رضا خان رحمۃ اللہ علیہ کا ہے ذرا اعلیٰ حضرت امام احمد رضا کا ترجمہ ملاحظہ فرمایئے! اور کافروں نے مکر کیا اور اللہ نے ان کے ہلاک کی خفیہ تدبیر فرمائی اور اللہ سب سے بہتر چھپی تدبیر والا ہے۔

(ماہنامہ المیزان بھیونڈی کا امام احمد رضا نمبر صفحہ 102)

حضرت صدر الافاضل علامہ سید محمد نعیم الدین مرادآبادی علیہ الرحمۃ والرضوان تحریر فرماتے ہیں کہ لفظ مکر کا لغت عرب میں ستر پوشی کی معنی ہے اس لئے خفیہ تدبیر کو بھی مکر کہتے ہیں اور وہ تدبیر اگر اچھے مقصد کے لئے ہو تو محمود اور کسی قبیح غرض کے لئے ہو تو مذموم ہوتی ہے مگر اردو زبان میں یہ لفظ فریب کے معنی میں مستعمل ہوتا ہے ہرگز شان الٰہی میں نہ کہا جائے اور اب چونکہ عربی میں بھی خدع کے معنی میں معروف ہوگیا ہے اس لئے عربی میں بھی شان الٰہی میں اس کا اطلاق جائز نہیں آیت میں جہاں کہیں وارد ہو خفیہ تدبیر کے معنی میں ہے (تفسیر خزائن العرفان صفحہ 103)

لہذا آیت میں جہاں یہ مکر لفظ وارد ہو ذات خداوندی کے لئے تو اس کا ترجمہ خفیہ تدبیر ہی کیا جائے کہ ذات الٰہی کے لئے یہی ترجمہ موزوں ومناسب اور شایان شان ہے اللہ تبارک تعالیٰ جل شانہ جہل کذب خدع وغیرہ ہر قسم کے عیوب ونقائص سے پاک ومبرا ہے اعلیٰ حضرت امام احمد رضا قادری بریلوی قدس سرہ العزیز تحریر فرماتے ہیں کہ امام محقق علی الاطلاق کمال الدین محمد مسایرہ میں فرماتے ہیں **یستحیل علیه تعالیٰ سمات النقص کالجهل والکذب** یعنی جتنی نشانیاں عیب کی ہیں جیسے جہل وکذب (وغیرہ) سب اللہ تعالیٰ پر محال ہیں (فتاویٰ رضویہ جلد 20 کتاب الرد والمناظرہ صفحہ 101 مطبوعہ امام احمد رضا اکیڈمی بریلی شریف)

اور امام اہلسنت اعلی حضرت رحمۃ اللہ علیہ کے ترجمہ کو ادنی کہنا تو یہ اُس کی کج فہمی اور اس کے دل میں اعلیٰ حضرت سے پوشیدہ بغض وعناد پر دال ہے ورنہ ترجمہ کنز الایمان کو غیر بھی اعلی سے اعلی ترجمہ مانتے ہیں لہٰذا زید آیاتِ قرآنیہ کا ترجمہ اپنی شاطرانہ وجاہلانہ فہم سے بالکل نہ کرے بلکہ پہلے علم حاصل کرے اور کنز الایمان کا قاری بنے ورنہ خود بھی گمراہ ہوگا اور

دوسروں کو بھی ڈبائے گا۔ واللہ اعلم ورسولہ

کتبہ

محمد مشتاق احمد قادری رضوی مہاراشٹر

۱۶ ربیع الآخر ۱۴۴۲ ؁ھ بروز بدھ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم

{فسئلوا اھل الذکر ان کنتم لا تعلمون}

تو اے لوگو! علم والوں سے پوچھو اگر تمہیں علم نہیں (کنزالایمان)

کتاب الطہارت

طہارت کا بیان

ناشر

اراکین فخر ازہر واٹس ایپ گروپ

(عورت ایام حیض میں آگے کے مقام میں جو کپڑا لگاتی ہیں اس کا کیا حکم)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مسئلہ:۔کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ حالت حیض کے وقت عورتیں آگے کے مقام میں جو کپڑا وغیرہ باندھتی ہے تو اگر اس کپڑے کو پھینک دیا جائے تو کوئی حرج ہے برائے مہربانی اس کا جواب عنایت فرمائیں عین نوازش ہوگی

المستفتی:۔حشیم الدین رضا

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوہاب

اس کو نہ پھینکے بلکہ اس کو دفن کر دیں یہی بہتر ہے صدر الشریعہ بدر الطریقہ علامہ امجد علی اعظمی علیہ الرحمۃ والرضوان تحریر فرماتے ہیں چار چیزوں کے متعلق حکم یہ ہے کہ دفن کر دی جائیں (۱) بال (۲) ناخن (۳) حیض کا لتا، (یعنی وہ کپڑا جس سے عورت حیض کا خون صاف کرے) (۴) خون (بہار شریعت، جلد ۳، حصہ ۱۶، حجامت بنوانا اور ناخن ترشوانا، مسئلہ نمبر ۲۹، صفحہ نمبر ۵۸۸)

واللہ تعالی أعلم بالصواب

کتبہ

محمد فداء المصطفی رضوی بہار

۲۵ فروری بروز سوموار ۲۰۱۹ عیسوی

(پیشاب کی تھیلی لگی رہنے کی صورت میں نماز کا کیا حکم ہے)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مسئلہ:۔کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ زید جس کا آپریشن کے ذریعے پیشاب پاخانہ کی تھیلی بدن سے باہر لگی ہوئی ہے تو وہ نماز اور قرآن پاک کی تلاوت کیسے کرے گا

المستفتی:۔محمد کلیم رضا مظفر پور بہار

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوہاب

عام حالات میں بدبودار چیز یا نجاست مسجد میں داخل کرنا مکروہ تحریمی ہے لیکن جو شخص معذور ہے جیسا کہ صورت

مسئولہ میں مذکور ہے جس مریض کو پیشاب کی تھیلی لگی ہوئی ہے وہ شرعاً معذور کے حکم میں ہے، اور اس کے لئے اسی حال میں نماز پڑھنا جائز ہے، لیکن وہ پیشاب کی تھیلی کے ساتھ مسجد میں داخل نہ ہو بلکہ گھر پر تنہا نماز ادا کر لے لیکن اگر تلویث مسجد نہ ہو بدبو دار نہ ہو یا چھپا ہوا ہو اور لوگوں کے لئے باعث نفرت نہ ہو تو اس کا مسجد میں جانا اور نماز ادا کرنا جائز و درست ہے (و کرہ تحریماً (الوطء فوقه، والبول والتغوط)؛ لأنه مسجد إلى عنان السماء (واتخاذه طريقاً بغير عذر) وصرح في القنية بفسقه باعتياده (وإدخال نجاسة فيه) وعليه (فلا يجوز الاستصباح بدهن نجس فيه) ولا تطيينه بنجس (ولا البول) والفصد (فيه ولو في إناء)(قوله: وإدخال نجاسة فيه) عبارة الأشباه: وإدخال نجاسة فيه يخاف منها التلويث. اهـ ومفاده الجواز لو جافة، لكن في الفتاوى الهندية: لا يدخل المسجد من على بدنه نجاسة (ردالمحتار جلد اول ص ٦٥٦)

نوٹ: معذور کا حکم یہ ہیکہ ہر نماز کیلئے تازہ وضو کرے اس سے اس وقت میں جتنی نمازیں چاہے فرائض و سنن ادا و قضا و تلاوت قرآن ادا کر لے۔ هذا ما ظهر لي وهو سبحانه تعالى اعلم واحکم واتم

کتبہ

امجد رضا امجدی سیتا مڑھی بہار

۳۱ اگست بروز سنیچر ۲۰۱۹ عیسوی

(کتنے طرح کے خون پاک ہیں؟)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مسئلہ:۔ کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ خون کتنے طرح کے پاک ہوتے ہیں؟ المستفتی:۔ محمد شہباز حنفی

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوہاب

دس طرح کے خون پاک ہیں (۱) شہید کا خون، (۲) وہ خون جو ذبح کے بعد گوشت میں رہ گیا ہو، (۳) وہ خون جو ذبح کے بعد رگوں میں باقی رہ گیا ہو، (٤) جگر اور تلی کا خون، (۵) دل کا خون، (٦) وہ خون جو انسان کے جسم سے بہا نہیں، (۷) کھٹمل کا خون، (۸) پسو کا خون، (۹) جوئیں کا خون، (۱۰) مچھلی کا خون۔ (الاشباہ والنظائر صفحہ ۱۸۸)(مخزن

معلومات صفحہ ۱٤۹) واللہ تعالی أعلم بالصواب

کتبہ

معصوم رضا نوری کرناٹک

۲۲ محرم الحرام ۱٤٤۲ھ بروز جمعہ

(حلال جانوروں کے جوٹھے پانی سے طہارت کا حکم)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مسئلہ:۔کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ اگر حلال پالتو جانور جیسے گائے بھیڑ یا بکری وغیرہ پانی میں منہ ڈال دے تو اس پانی کا کیا حکم ہوگا؟ المستفتی:۔غلام حسین ابوظہبی

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوہاب

وہ پانی پاک ہے اور اس پانی سے وضو وغسل سب جائز ہے جب تک جانور کے منہ میں ناپاکی کا علم نا ہو۔جیسا کہ میرے امام اہلسنت فقیہ باکمال امام احمد رضا خان قدس سرہ العزیز تحریر فرماتے ہیں درمختار میں ہے **وسؤر ما کول لحم ومنه الفرس فی الاصح طاھر طھور بلا کراھة**،،وہ جانور جن کا گوشت حلال ہے ان کا جھوٹا پاک ہے اور اس سے بلاکراہت طہارت حاصل ہوتی ہے اور گھوڑا بھی انہی میں سے ہے اصح قول کے مطابق۔اور گائے بھینس بکری وغیرہ حلال جانوروں کا جھوٹا جبکہ اُس وقت اُن کے منہ کی نجاست نہ معلوم ہوا گرچہ نر ہو اور بعض نے کہا نر کا جھوٹا ناپاک ہے کہ اُس کی عادت ہوتی ہے کہ جب مادہ پیشاب کرے اپنا منہ وہاں لگا کر سُونگھتا ہے نیز زمین پر اگر اس کا پیشاب پڑا پائے تو اُسے مگر صحیح طہارت ہے۔(فتاویٰ رضویہ شریف جدید جلد(۲) ص(٥٦٣) مکتبہ دعوت اسلامی) واللہ سبحانہ و تعالیٰ اعلم و علمه جل مجدۃ أتم و أحکم

کتبہ

محمد راشد مکی کٹیہار بہار

۲۷ صفر المظفر ۱٤٤۲ھ بروز جمعہ

(ٹھہرا ہوا پانی کس صورت میں پاک ہوگا اور کس میں نہیں؟)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مسئلہ:۔ کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ ٹھہرے ہوئے پانی میں اگر نجاست پڑ جائے تو کس صورت میں پانی ناپاک نہ ہوگا؟
المستفتی:۔ محسن رضا غزالی

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوہاب

ٹھہرا ہوا پانی اگر وہ دہ دردہ کے حکم میں ہے تو نجاست پڑ جانے سے ناپاک نہیں ہوگا بشرطیکہ رنگ یا بو یا مزہ نہ بدلے، اور اگر دہ دردہ سے کم ہے تو ناپاک ہو جائے گا اگرچہ تھوڑی ہی نجاست پڑے جیسا کہ حضور صدر الشریعہ رحمۃ اللہ تعالی علیہ تحریر فرماتے ہیں دہ دردہ (یعنی دس ہاتھ لمبا دس ہاتھ چوڑا) اتنا دل درکار ہے کہ اتنی مساحت میں زمین کہیں سے کھلی نہ ہو اور یہ بہت کتابوں میں فرمایا گیا ہے کہ لپ یا چلو میں پانی لینے سے زمین نہ کھلے اس کی حاجت اس کے کثیر رہنے کے لئے ہے کہ وقت استعمال اگر پانی اٹھانے سے زمین کھل گئی تو اس وقت پانی سو ہاتھ کی مساحت میں نہ رہا ایسے حوض کا پانی بہتے پانی کے حکم میں ہے لہٰذا نجاست پڑنے سے ناپاک نہ ہوگا جب تک نجاست سے رنگ یا بو یا مزہ نہ بدلے۔

(الفتاویٰ الرضویہ ج ۲ ص ٤ ٢٧ حوالہ بہار شریعت حصہ ۲ ص ۳۳۱) واللہ تعالی أعلم بالصواب

کتبہ

عبید اللہ رضوی بریلوی

۲۹ صفر المظفر ۱۴۴۲ھ بروز سنیچر

(کسی عورت کو سات دن حیض آتا ہو لیکن درمیان میں ایک دو دن نہ آئے تو کیا حکم ہے؟)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مسئلہ:۔ کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ کسی عورت کو 7 دن کا حیض آتا ہے.. مگر بیچ میں 1-2 دن نہیں آتا سوال یہ ہے کہ بیچ کے ان 1-2 دنوں میں غسل کر کے نماز پڑھے یا نہیں؟
المستفتی:۔ عبداللہ قادری

وعلیکم السلام ورحمۃاللہ وبرکاتہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوہاب

جس عورت کا حیض شروع ہوا پھر بیچ میں ایک دو دن رک کر پھر شروع ہوا تو بیچ کے وہ ایک دو دن بھی حیض ہی میں شمار ہوں گے جیسا کہ سنی بہشتی زیور حصہ اول صفحہ ٦١ میں ہے کہ جس عورت کو ایک دو دن خون آ کر بند ہو گیا اور شروع ہوئے دس دن پورے نہ ہوئے تھے کہ پھر خون آیا اور دسویں دن بند ہو گیا تو یہ دسوں دن حیض کے ہیں۔ واللہ تعالی أعلم بالصواب

کتبہ

جعفر علی صدیقی رضوی مہاراشٹر

۲۵ ربیع الاول ۱۴۴۰ھ بروز منگل

(پرندے کی بیٹ کا شرعی حکم کیا ہے؟)

السلام علیکم ورحمۃاللہ وبرکاتہ

مسئلہ:۔ کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ زید کھلے میں نماز پڑھ رہا ہے اور اوپر سے پرندے نے بیٹ کر دی جو کہ کپڑے یا بدن پر لگ گئی اب نماز کے لئے کیا حکم ہے رہنمائی فرمائیں المستفتی:۔ دلشاد رضا خان

وعلیکم السلام ورحمۃاللہ وبرکاتہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوہاب

صورت مستفسرہ میں جبکہ پرندے کے حوالے سے سوال ہے تو اس پر علماء کرام کا ارشاد ہے کہ وہ پرندے جو کہ حلال ہیں اونچے اڑتے ہیں انکی بیٹ پاک ہے جیسا کہ حضرت علامہ مفتی محمد امجد علی قدس سرہ العزیز تحریر فرماتے ہیں: جو پرند حلال اُونچے اُڑتے ہیں جیسے کبوتر، مینا، مرغابی، قاز، ان کی بیٹ پاک ہے۔ اگر ان پرندوں میں سے کسی کی بیٹ لگ جائے تو بلا کراہت نماز مکمل کریں نماز ہو جائے گی لیکن اگر بیٹ ان پرندوں کی ہے جس کا گوشت حرام ہے تو اب حکم تبدیل ہو جائے گا کیونکہ ایسے پرندے کی بیٹ نجاست خفیفہ قرار دی گئی ہے۔ اب حکم یہ ہوگا کہ اگر نجاست (بیٹ) کپڑے کے جس حصے میں لگی ہے چوتھائی سے کم میں لگی ہے تو معاف ہے نماز ہو جائے گی لیکن دوہرا لینا بہتر ہے اور اگر پوری چوتھائی میں لگی ہے تو اب دھوئے بغیر نماز نہیں ہو سکتی جیسا کہ بہار شریعت ہی میں ہے اور جس پرندے کا گوشت حرام ہے، خواہ شکاری

ہو یا نہیں، (جیسے کوّا، چیل، شکرا، باز، بہری) اس کی بیٹ نجاستِ خفیفہ ہے۔جس کا حکم اوپر مذکور ہوا۔ (بہار شریعت جلد اول حصہ دوم ص (۳۹۱) مکتبہ دعوت اسلامی) واللہ سبحانہ و تعالیٰ اعلم و علمہ جل مجدۃ أتم و أحکم

کتبہ

محمد راشد مکی کٹیہار بہار

۱۶ محرم الحرام ۱۴۴۲ھ بروز سنیچر

(جب احتلام ہونا یاد نہ ہو اور تری کے مذی ہونے میں شک ہو تو کیا حکم ہے؟)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مسئلہ:۔ کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ کوئی شخص سو کر اٹھا احتلام یاد نہیں عضو پر اور کپڑے پر تری ہے اور مذی کا گمان ہے کیا غسل فرض ہوگا؟

المستفتی:۔ محمد خضر عباس ساہیوال پاکستان

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوہاب

صورت مسئولہ میں غسل واجب نہیں، اس لئے کہ جب تری کے مذی یا ودی ہونے میں شک ہو اور احتلام ہونا بھی یاد نہ ہو تو بالاتفاق غسل واجب نہیں جیسا کہ فرمایا امام اہلسنت قدس سرہ القدسی نے ردالمحتار کے حوالہ سے "لا یجب (ای الغسل) اتفاقا فیما اذا شك فی الاخریین (المذی و الودی) مع عدم تذکرۃ الاحتلام"۔ (فتاوی رضویہ شریف ج اول ص ۱۰۷ رضا اکیڈمی ممبئی) واللہ تعالیٰ أعلم بالصواب

کتبہ

مشاہد رضا حشمتی

۱۸ ذی الحجہ ۱۴۴۱ھ بروز اتوار

(ندی و تالاب میں پیشاب و پاخانہ کرنا کیسا ہے؟)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مسئلہ:۔ کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ بہتا پانی جیسے ندی نالوں میں پیشاب لیٹرین کرنا کیسا ہے؟

المستفتی:۔ محمد شمس الدین گریڈیہ جھارکھنڈ

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوہاب

ندی وتالاب ودریا وغیرہ کے کنارے یا پانی میں اگرچہ بہتا ہوا ہو پیشاب و پاخانہ کرنا مکروہ ہے جیسا کہ حضور صدر الشریعہ بدر الطریقہ علیہ الرحمۃ والرضوان بہار شریعت میں تحریر فرماتے ہیں کہ کوئیں یا حوض یا چشمہ کے کنارے یا پانی میں اگرچہ بہتا ہوا ہو پیشاب و پاخانہ کرنا مکروہ ہے" اھ (ح:2/ص:409/ استنجے کا بیان/مجلس المدینۃ العلمیۃ دعوت اسلامی)

اور جیسا کہ علامہ حسن بن شرنبلالی رحمۃ اللہ علیہ تحریر فرماتے ہیں "یکرہ ان یبول اویتغوّط فی الماء" یعنی پانی میں پیشاب کرنا اور اسی طریقے سے قضائے حاجت کے لئے پانی میں بیٹھنا مکروہ ہے (نور الایضاح (آداب استنجاء)

واللہ تعالی أعلم بالصواب

کتبہ

عبیداللہ رضوی بریلوی

۱۴ ذی القعدہ ۱۴۴۱ھ بروز سوموار

(نفاس کی مدت اور اس کا شرعی حکم)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مسئلہ:۔ کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ بچّے کی پیدائش کے کتنے دن بعد نماز اور قرآن کی تلاوت کر سکتے ہیں؟ جواب عنایت فرمائیں مہربانی ہوگی المستفتی:۔ ارمان خان

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوہاب

بچہ پیدا ہونے کے بعد عموماً چالیس روز کے عرصے کو نفاس میں شمار کیا جاتا ہے، نفاس کی آخری مدت چالیس روز ہے اور کم کی کوئی مدت مقرر نہیں، یعنی بچہ جننے کے بعد چالیس روز تک جتنے دن خون آئے وہ سارے دن نفاس میں گنے جائیں گے اور اگر بچہ جننے کے بعد ایک ساعت کیلئے خون آیا پھر بند ہوگیا تو اسی وقت پاک ہوگئی طہارت حاصل کرنے کے بعد نماز

وروزہ کی ادائیگی فرض ہے مردوں پر فرض ہے کہ اسے نماز وروزہ ادا کرنے سے بعض نہ رکھے بلکہ حکم دیکر ادا کروائے اور اگر چالیس روز کا عرصہ گزرنے سے قبل پھر خون کا قطرہ نکلا تو اب پورے چالیس دن نفاس میں شمار کئے جائیں گے اور ان دونوں میں پڑھی گئی نماز، روزے سارے بیکار ہو گئے روزے کی قضاء کرے۔ جیسا کہ میرے امام اہلسنت فقیہ با کمال امام احمد رضا خان قدس سرہ العزیز تحریر فرماتے ہیں نفاس میں خون ہوتا ہے چالیس ۴۰ دن کے اندر جب خون عود کرے شروع ولادت سے ختم خون تک سب دن نفاس ہی کے گنے جائیں گے جو دن بیچ میں خالی رہ گئے وہ بھی نفاس ہی میں شمار ہوں گے مثلاً ولادت کے بعد دو ۲ منٹ تک خُون آ کر بند ہو گیا عورت بگمانِ طہارت غسل کر کے نماز روزہ وغیرہ کرتی رہی چالیس ۴۰ دن پُورے ہونے میں ابھی دو ۲ منٹ باقی تھے پھر خُون آ گیا تو یہ سارا چلّہ نفاس میں ٹھہرے گا نمازیں بیکار گئیں فرض یا واجب روزے یا ان کی قضا نمازیں جتنی پڑھی ہوں انہیں پھر پھیرے۔ فی ردالمحتار ان من اصل الامام ان الدم اذاکان فی الاربعین فالطھر المتخلل لایفصل طال اوقصر حتی لورأت ساعۃ دما واربعین الاساعتین طھرا ثم ساعۃ وماکان الاربعون کلھا نفاسا وعلیہ الفتوٰی کذا فی الخلاصۃ نھر"

ردالمحتار میں ہے: امام اعظم رحمہ اللہ کے یہاں ضابطہ یہ ہے کہ جب خون چالیس دنوں میں ہو تو طُہر متخلل فاصل نہیں ہوگا وقت زیادہ ہو یا کم۔ حتی کہ اگر عورت نے ایک ساعت خُون دیکھا پھر دو ساعتیں کم چالیس دن پاک رہی پھر ایک ساعت خون دیکھا تو پُورے چالیس دن نفاس کے شمار ہوں گے اور اسی پر فتوی ہے۔ خلاصۂ نہر میں اسی طرح ہے۔

(فتاویٰ رضویہ شریف جدید جلد (۴) ص (۳۵۴) مکتبہ دعوت اسلامی) واللہ سبحانہ و تعالیٰ اعلم و علمہ جل مجدۃ أتم و أحکم

کتبہ

محمد راشد مکی کٹیہار بہار

۱۸ محرم الحرام ۱۴۴۲ھ بروز سوموار

(حیض کب سے شمار کیا جائے گا؟)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مسئلہ: ۔کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ حیض کب سے شمار کیا جائے گا، مثلاً ایک عورت کو ہر مہینہ کی دس تاریخ کو حیض آنا شروع ہو جاتا تھا، لیکن اس بار جب دس تاریخ کو حیض آنے کا وقت ہوا تو اس وقت عورت کی فرج میں کپڑا رکھا ہوا تھا جس کی وجہ سے حیض فرج خارج میں نہ آیا بلکہ فرج داخل میں ہی رہا، اور اسی طرح دو دن گزر گئے، دو دن کے بعد جب کپڑا اٹھایا تو حیض آنا شروع ہو گیا، سوال یہ ہے کہ ایسی صورت میں حیض کب سے مانا جائے، اور عورت پر کب سے نماز نہ

پڑھنے کا حکم صادر ہوگا؟ **المستفتی:۔** محمد فرقان قادری ایٹہ

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوہاب

حائضہ عورت کو جب حیض کا احساس ہوا اس نے فرج کے اوپر کوئی کپڑا ڈال لیا جس کی وجہ سے خون باہر نہیں آیا تو وہ حائضہ نہیں سمجھی جائے گی جیسا کہ فقہ کی مشہور کتاب بہار شریعت میں حضور صدر الشریعہ فرماتے ہیں بہار شریعت میں تحریر فرماتے ہیں حیض اس وقت سے شمار کیا جائے گا کہ خون فرج خارج میں آ گیا تو اگر کوئی کپڑا رکھ لیا جس کی وجہ سے فرج خارج میں نہیں آیا داخل ہی میں رکا رہا تو جب تک کپڑا نہ نکالے گی حیض والی نہ ہوگی نمازیں پڑھے گی روزہ رکھے گی" اھ(

ح:2/ص:373/حیض کا بیان/مجلس المدینۃ العلمیۃ دعوت اسلامی)

اور فتاوی ھندیہ میں ہے (و منها) خروج الدم الی الفرج الخارج ولو بسقوط الكرسف فما دام بعض الكرسف حائلا بين الدم والفرج الخارج لا يكون حيضا هكذا في المحيط "اھ

(ج:1/ص:36/الفصل الاول فی الحیض/بیروت) واللہ تعالی أعلم بالصواب

کتبہ

محمد اسرار احمد نوری بریلوی

۱۹ ذی القعدہ ۱۴۴۰ھ بروز سنیچر

(دہ دردہ پانی میں ہاتھ دھوئے بغیر ڈالنے سے مستعمل ہوگا یا نہیں؟)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مسئلہ:۔ کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ جو وضو اور غسل کے پانی کے لئے حوض بنایا جاتا ہے اگر اس میں بغیر ہاتھ دھولے پانی میں پڑ جائے تو مستعمل نہیں ہوگا کم سے کم اس کی لمبائی چوڑائی اور گہرائی کتنی ہونی چاہئے تفصیل کے ساتھ جواب دے کر شکریہ کا موقع دیں **المستفتی:۔** محمد بلال رضا سنبھل

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوہاب

اس حوض کو دہ دردہ کہتے ہیں شرعی اعتبار سے اسکی لمبائی و چوڑائی و گہرائی ملاحظہ فرمائیں جیسا کہ میرے امام اہلسنت

فقیہ باکمال امام احمد رضا خان قدس سرہ العزیز تحریر فرماتے ہیں جس پانی کی سطح بالا کی مساحت سو ہاتھ ہو مثلاً دس دس ہاتھ لمبا چوڑا یا بیس ہاتھ لمبا پانچ ہاتھ چوڑا یا پچیس ہاتھ لمبا چار ہاتھ چوڑا وعلی ہذا القیاس اور گہرا اتنا کہ لپ سے پانی لے تو زمین نہ کھل جائے وہ پانی نجاست کے پڑنے یا نجاست پر گزرنے سے ناپاک نہیں ہوتا جب تک نجاست کے سبب اُس کا رنگ یا مزہ یا بُو نہ بدل جائے۔(فتاویٰ رضویہ شریف جدید جلد (۲) ص (۲۷۴) مکتبہ دعوت اسلامی) واللہ و تعالیٰ اعلم

کتبہ

محمد راشد مکی کٹیہار بہار

۲۹ ربیع الاول ۱۴۴۲ھ بروز سوموار

(بستر کی ناپاکی دور کرنے کا حکم؟)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مسئلہ:۔ کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ رات ہو یا دن اگر احتلام ہو جائے بستر پے اور صبح اٹھنے کے بعد پتا نہی ہے کی کس جگہ احتلام لگا ہے تو اس حالت میں کیا کریں بستر کا وہ حصہ دھل ڈالے جہاں سوئے تھے یا پورا کا پورا بستر ہی دھلنا پڑے گا جبکہ صبح تک کوئی پتا نہی ہے کہ کہاں کہاں لگا ہے برائے کرم رہنمائی فرمائیں۔

المستفتی:۔ ضیاء صدیقی قادری سہرسہ بہار الہند

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوہاب

احتلام ہونے کے بعد اگر یقین ہو کہ بستر پر لگا تھا اور اب پتا نہیں چل پا رہا ہے یا لگتے دیکھا تھا تو اس صورت میں پورا بستر تین دفع اس طرح دھلنا ضروری ہے کہ ہر دفع پوری طاقت سے نچوڑے کہ پانی کا قطرہ باقی نہ رہنے پائے۔صرف اس جگہ کو دھلنا کافی نہ ہوگا جہاں نجاست لگی ہے۔مگر جو چیز نچوڑنے کے قابل نہ ہو جیسے چٹائی، دَرِی، گدّا، قالین، کمبل وغیرہ اس کو پاک کرنے کا طریقہ یہ ہے کہ اس کو دھو کر چھوڑ دیں یہاں تک کہ پانی ٹپکنا بند ہو جائے یونہی دو مرتبہ اور دھوئیں پھر جب تیسری مرتبہ پانی ٹپکنا بند ہو گیا تو وہ چیز پاک ہو گئی اسی طرح ایسا ریشمی کپڑا جو اپنی نازُکی کے سبب نچوڑنے کے قابل نہیں اُسے بھی یونہی پاک کیا جائے گا۔(شرح وقایہ ج اول۔کتاب الطھارۃ) واللہ اعلم بالصواب

کتبہ

محمد عمر علی قادری

۱۱ شعبان المعظم ۱۴۴۱ھ بروز سوموار

(بڑا ٹینک میں نجاست واقع ہو تو کیسے پاک کیا جائے؟)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مسئلہ:۔کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ ہمارے گھر کی چھت پہ ایک بڑا سا ٹینک ہے جس میں بلی نے کود کے جان دیدی (مر) بھی گئ پانی بھی بدبو کر رہا ہے: کیسے پاک کیا جائے باحوالہ جواب عنایت فرمائیں

المستفتی:۔عبدالمقتدر راجستھان

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوہاب

اگر وہ ٹنکی دہ در دہ سے چھوٹی ہے جیسا کہ گھروں کی ٹنکیاں بالعموم دہ در دہ سے چھوٹی ہی ہوتی ہیں تو اس کا حکم کنویں کے حکم کی طرح ہے اور کنویں میں بلی گر کر مرگئی اور پھٹی نہیں تو اس مری ہوی بلی کو نکال کر ۴۰/ ڈول (بالٹی) کنویں میں سے نکال دیا جائے، کنواں پاک ہوجائے گا"وإن مات فيها دجاجة أو هرة أو نحوهما فى الجثة، ولم تنتفخ، لزم نزح أربعين دلوًا بعد إخراج الواقع منه"۔(طحطاوی علی مراقي الفلاح:۳۷)

اور اگر پھول پھٹ گیا ہو تو اس صورت میں پورے کنویں کا پانی نکالنا ضروری ہوگا، خواہ جانور چھوٹا ہو یا بڑا ہو"وتُنزح بانتفاخ حيوان، ولو كان صغيرًا لانتشار النجاسة(طحطاوی علی مراقي الفلاح:۳۶،وہکذافي البدائع:۱/ ۲۲۴)

اگر مذکورہ صورت میں پانی کی ٹنکی اگر دہ در دہ ہے دس ہاتھ لمبا، دس ہاتھ چوڑا، پانی جس حوض یا تالاب میں ہو وہ دَہ دَردَہ یا بڑا حوض کہلاتا ہے، یا اس سے زیادہ ہے تو نجاست گرنے سے پانی اس وقت تک ناپاک نہیں ہوگا جب تک کہ پانی کے تین اوصاف (رنگ، بو اور مزہ) میں سے کوئی ایک وصف نہ بدل جائے، اگر نجاست گرنے سے کوئی ایک وصف بھی بدل جائے تو پانی ناپاک ہوجائے گا۔لیکن اگر ٹنکی اس مذکورہ مقدار سے چھوٹی ہو تو پانی فوراً ناپاک ہوجائے گا خواہ پانی کا کوئی وصف بھی نہ بدلے۔لہٰذا اگر نجاست گرنے یا ملنے کی وجہ سے پانی کا مزہ یا بو یا دونوں تبدیل ہوجائیں تو پانی بہر صورت ناپاک ہوجائے گا۔پاک کرنے کا طریقہ یہ ہے کہ نجاست اور موجودہ سارا پانی کسی طریقہ سے بھی نکال لیا جائے تو پاک ہوجائے گی۔اور اگر ٹنکی زیادہ بڑی ہو یا کسی وجہ سے مکمل خالی کرنا بہت مشکل ہو تو اس میں ایک طرف سے پانی ڈالا جائے اور ایک طرف سے جاری کردیا جائے، (یعنی مسلسل اس میں پاک پانی آتا رہے اور ناپاک پانی نکلتا رہے) یہاں تک کہ پانی کے تینوں اوصاف (رنگ، مزہ، بو) اپنی اصلی حالت پر آجائیں باقی اس ناپاک پانی سے وضو یا غسل کرکے، یا اس سے

کپڑے دھوکر جتنی نمازیں پڑھی ہیں ان کا اعادہ ضروری ہے: جیسا کہ علامہ برہان الدین ابن مازہ فرماتے ہیں یجب أن یعلم أن الماء الراکد إذا کان کثیراً فهو بمنزلة الماء الجاری لا یتنجس جمیعه بوقوع النجاسة فی طرف منه إلا أن یتغیر لونه أو طعمه أو ریحه. علی هذا اتفق العلماء، وبه أخذ عامة المشایخ. وإذا کان قلیلاً فهو بمنزلة الحباب والأوانی یتنجس بوقوع النجاسة فیه وإن لم تتغیر إحدی أوصافه

(المحیط البرہانی جلد اول ص ۸۰) واللہ تعالیٰ أعلم بالصواب

کتبہ

امجد رضا

۴ جمادی الآخر ۱۴۴۰ھ

(منی کپڑے پر لگ کر خشک ہوگئی، تو کیا حکم ہے؟)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مسئلہ:۔کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ زید کو احتلام ہوا اور منی کے کچھ قطرے بستر پہ بھی لگ گیا تو زید کا قول ہے کہ بستر پہ منی سوکھ گیا ہے تو وہ بستر پاک ہے وہ پاجامہ جس پہ منی کے کچھ قطرے لگ گیا تو پاجامہ بھی سوکھ گیا تو پاجامہ بھی پاک ہے تو کیا زید کا قول درست ہے یا نہیں اور مندرجہ بالا مسائل کی کیا صورت ہے؟ جواب عنایت فرمائے مہربانی ہوگی۔

المستفتی:۔غلام احمد رضا

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوہاب

صرف سوکھ جانے سے کپڑا پاک نہ ہوگا بلکہ مل کر اسے جھاڑنے اور صاف کرنے سے پاک ہوگا جیسا کہ: بہار شریعت جلد اول، حصہ دوم صفحہ ۱۰۶، مطبوعہ قدیم، ناشر قادری بکڈپو اسلامیہ مارکیٹ بریلی شریف میں یہ مسئلہ اس طور پر ہے کہ منی کپڑے پر لگ کر خشک ہوگئی، تو فقط مل کر جھاڑنے اور صاف کرنے سے کپڑا پاک ہوجائے گا اگرچہ ملنے کے بعد اس کا کچھ اثر کپڑے میں باقی رہ جائے اس مسئلہ میں عورت ومرد اور انسان وحیوان، تندرست ومریض جریان سب کی منی کا حکم

ایک ہے۔واللہ اعلم بالصواب

کتبہ

محمد جعفر علی صدیقی رضوی

۱۰ ربیع الآخر ۱۴۴۰ھ

(دھوبی کا دھویا ہوا کپڑا پاک ہے یا ناپاک؟)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مسئلہ:۔کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ دھوبی کا دھویا ہوا کپڑا پاک ہوگا یا نہیں؟ کتب معتبرہ کے حوالے سے تشفی بخش جواب عنایت فرمائیں

المستفتی:۔محمد شاداب عالم قادری کولکاتا

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوہاب

دھوبی کو جو کپڑے دھلنے کیلئے دیئے جاتے ہیں ان میں پاک اور ناپاک ملے جلے ہوتے ہیں، اس لئے دھوبی کے دھونے کے بعد ان کپڑوں کے پاک یا ناپاک واپس آنے کے بارے میں دو صورتیں ہیں پہلی صورت یہ ہے کہ دھوبی اگر جاری پانی میں یا اتنے بڑے حوض میں کپڑے دھوتا ہے جسکا رقبہ سو ہاتھ یا اس سے زیادہ ہو تو سب پاک یا ناپاک کپڑے پاک ہوجائیں گے۔

علامہ ابن نجیم مصری حنفی فرماتے ہیں کہ "ما ثبت بیقین لا یرتفع الا بیقین" "والمراد به غالب الظن" (غمز عیون البصائر جلد اول ص ۱۹۳)

یعنی جو چیز یقین سے ثابت تو وہ زائل نہیں ہوتی مگر اسی طرح کے یقیں سے، اور یقین سے مراد ظن غالب ہے۔اور علامہ علاء الدین الحصکفی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں " اما غسل فی غدیر او صب علیه ماء کثیر او جری علیه مطلقا بلا شرط " بہر حال (ناپاک کپڑے) بڑے گھڑے میں دھونے یا کثیر پانی ان پر ڈالنے یا پانی کے ان پر جاری ہوجانے سے مطلقا وہ پاک ہوجائیں گے بغیر کسی شرط کے۔

اور علامہ ابن عابدین رحمۃ اللہ علیہ اس کے تحت لکھتے ہیں (قوله فی غدیر) ای ماء کثیر له حکم الجاری یعنی غدیر سے مراد کثیر پانی ہے جو جاری پانی کے حکم میں ہو۔(درمع الرد جلد اول ص ۱۳۳)

اور دوسری صورت یہ ہے کہ اگر دھوبی تھوڑے پانی میں کپڑے دھوتا ہو تو دھوبی کو جو کپڑے دھونے کے لیے دیے جاتے ہیں ان کے بارے میں حکم یہ ہے کہ اگر وہ کپڑے پاک ہیں تو وہ دھوبی کے پاس سے دھلنے کے بعد بھی پاک سمجھے مانیں جائیں گے اور اگر ناپاک تھے تو دھلنے کے بعد بھی ناپاک مانیں جائیں گے اس لیے کہ شریعت کا قاعدہ یہ ہے کہ الیقین لا یزول الا بالیقین یعنی جو چیز یقین سے ثابت ہو تو جب تک اس کے خلاف یقین یا ظن غالب نہ ہو وہ اپنی پہلی حالت پہ برقرار رہے گی لہٰذا جب تک پاک کپڑے کی ناپاکی کا یقین نہیں ہوگا وہ پاک مانیں جائیں گے اور اسی طرح جب تک ناپاک کپڑے کی پاکی کا یقین نہیں ہوگا وہ ناپاک سمجھے جائیں گے۔ واللہ اعلم بالصواب

کتبہ

امجد رضا

۸ رجب المرجب ۱۴۴۱ھ بروز بدھ

(کپڑے پر دودھ پیتے بچے کا پیشاب لگ جائے تو کیا حکم ہے؟)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مسئلہ:۔ کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ حضرت میری آستین پر دودھ پیتے بچے کا پیشاب لگ گیا ہے اسکو کس طرح سے پاک کروں؟

المستفتی:۔ شکیل احمد راجستھان

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوہاب

سب سے پہلے یہ بات جان لیں کہ دودھ پیتے بچے کا پیشاب نجاست غلیظہ ہے اور اس کا حکم یہ ہے کہ اگر کپڑے یا بدن میں ایک درہم سے زیادہ لگ جائے تو اسکا پاک کرنا فرض ہے بے پاک کئے نماز پڑھ لی تو نماز ہوگی ہی نہیں اور اگر قصداً پڑھ لی تو گنہگار رہوا اور بہ نیت استخفاف پڑھی تو کفر اور اگر ایک درہم کے برابر ہے تو پاک کرنا واجب اور قصداً پڑھی تو گنہگار رہوا اور اگر درہم سے کم ہو تو پاک کرنا سنت ہے بے پاک کئے نماز پڑھ لی تو ہو جائے گی مگر خلاف سنت اور اعادہ بہتر ہے بہار شریعت حصہ دوم صفحہ ۲۴۴) واللہ اعلم بالصواب

کتبہ

محمد مظہر علی رضوی

۲۳ جمادالآخر ۱۴۴۰ ہجری

(حمل ساقط ہونے کی صورت میں نفاس کا حکم کیا ہے؟)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مسئلہ:۔کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ ایک خاتون حمل سے تھی لیکن تین ماہ کے بعد وہ بچہ گر گیا لیکن وہ خاتون کہتی ہے کہ خون نہیں آتا ہے تو کیا وہ ایسی صورت میں روزہ رکھ سکتی ہے؟ مع حوالہ جواب عنایت فرمائیں مہربانی ہوگی

المستفتی:۔محمد مستقیم رضا انجم,گڑھوا جھارکھنڈ

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوہاب

جب حَمل ساقط ہوگیا اور اس کا کوئی عُضْوْ بن چکا ہے جیسے ہاتھ، پاؤں یا انگلیاں، تو یہ خون نِفاس ہے (فتاویٰ ہندیہ جلد اول صفحہ ۳۷) ورنہ اگر تین دن رات تک رہا اور اس سے پہلے پندرہ دن پاک رہنے کا زمانہ گزر چکا ہے تو حَیض ہے اور جو تین دن سے پہلے ہی بند ہوگیا، یا ابھی پورے پندرہ دن طہارت کے نہیں گزرے ہیں تو اِستحاضہ ہے۔عضو بننے کی مدت ایک سو بیس دن (۱۲۰) دن یعنی چار مہینہ ہے لہذا جب تین ماہ میں حمل ساقط ہوجائے اور خون بھی نہ آئے تو نماز وغیرہ پڑھ سکتی ہے (بہارِ شریعت حصہ ۲ صفحہ ۲۲۵) واللہ اعلم بالصواب

کتبہ

محمد مظہر علی رضوی

۱۸ رمضان المبارک ۱۴۴۱ھ

(لڑکا اور لڑکی کی عمر بلوغت کیا ہے؟)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مسئلہ:۔کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ امام اعظم کے نزدیک لڑکا کتنے سال کی عمر میں بالغ ہوجاتا ہے؟ اور لڑکی کتنے سال کی عمر میں

المستفتی:۔ایم ایس شیخ

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوہاب

ہجری سِن کے حساب سے 12 سے 15 سال کی عمر کے دَوران جب بھی لڑکے کو اِنزال ہو یا سوتے میں اِحتِلام ہویا

اُس کے جماع سے عورت حاملہ ہوگئی ہو تو اُسی وَقت بالغ ہوگیا اور اُس پر غسل فرض ہوگیا۔ اگر ایسا نہ ہوا تو ہجری سن کے مطابق 15 برس کا ہوتے ہی بالغ ہوجائے گا۔ اسی طرح ہجری سن کے حساب سے 9 سے 15 سال کی عمر کے دَوران لڑکی کو جب بھی اِحتِلام ہو یا حَیض آجائے یا حَمل ٹھہر جائے تو بالِغہ ہوگئی ورنہ ہجری سن کے مطابِق 15 سال کی ہوتے ہی بالِغہ ہے۔ (الدُّرُّ الْمُختار وردُّ الْمُحتار، کتاب الحجر، فصل: بلوغ الغلام بالاحتلام، ۹/ ۲۵۹،۲۶۰ مُلَخَّصاً)

یتیم کسے کہتے ہیں ص 13 لڑکا بارہ سال اور لڑکی نو برس سے کم عمر تک ہرگز بالغ و بالغہ نہ ہوں گے اور لڑکا لڑکی دونوں ہجری سن کے اعتبار سے پندرہ برس کامل عمر میں ضرور شرعاً بالغ و بالغہ ہیں اگرچہ آثار بلوغ یعنی بالغ ہونے کی علامتیں ظاہر نہ ہوں ان عمروں کے اندر اگر آثار پائے جائیں یعنی خواہ لڑکے خواہ لڑکی کو سوتے خواہ جاگتے میں انزال ہو یعنی منی نکلے یا لڑکی کو حیض آئے یا جماع سے لڑکا کسی لڑکی کو حاملہ کردے یا جماع کی وجہ سے لڑکی کو حمل رہ جائے تو یقیناً بالغ و بالغہ ہیں اور اگر آثار نہ ہوں مگر وہ خود کہیں کہ ہم بالغ و بالغہ ہیں اور ظاہر حال ان کے قول کی تکذیب نہ کرتا یعنی جھٹلاتا نہ ہو تو بھی بالغ و بالغہ سمجھے جائیں گے اور تمام احکام بلوغ کے نفاذ پائیں گے اور لڑکے کے داڑھی مونچھ نکلنا یا لڑکی کے پستان یعنی چھاتی میں ابھار پیدا ہونا کچھ معتبر نہیں۔ (فتاوی رضویہ جلد 19 ص 360 غسل کا طریقہ ص 18) واللہ اعلم بالصواب

کتبہ

محمد اسماعیل خان امجدی

۱ رجب المرجب ۱۴۴۰ ہجری

(حیض ونفاس والی کو قرآن مجید پڑھنا یا سننا کیسا ہے؟)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مسئلہ:۔ کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ حیض ونفاس کی حالت میں قرآن شریف کا پڑھنا سننا جائز ہے مدلل ومفصل جواب سے نوازے کرم ہوگا

المستفتی:۔ محمد ایوب رضوی

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوہاب

حیض ونفاس کی حالت میں نماز پڑھنا اور روزہ رکھنا حرام ہے ان دنوں میں نمازیں معاف ہیں انکی قضاء بھی نہیں البتہ روزوں کی قضاء دوسرے دنوں میں رکھنا فرض ہے اور حیض ونفاس والی عورت کو قرآن مجید پڑھنا حرام ہے خواہ دیکھ کر

پڑھے یا زبانی پڑھے یونہی قرآن کا چھونا بھی حرام ہے ہاں اگر جزدان میں قرآن مجید ہو تو اس جزدان کو چھونے میں حرج نہیں۔اھ (جنتی زیور ص:249/ بحوالہ فتاوی ھندیہ)

اور اسی طرح بہار شریعت ح:2/ص:379/ میں ہے۔اور ایسا ہی انوار شریعت ص:29/ میں ہے۔اب رہا حیض ونفاس والی کو کسی سے قرآن مجید سننا تو اس میں کوئی حرج نہیں سن سکتی ہے۔واللہ اعلم بالصواب

کتبہ

محمد اسرار احمد نوری بریلوی

۸ ربیع الاول ۱۴۴۱ ہجری

(ایک بچہ کی پیدائش کے ۳۵ر دن بعد دوسرا بچہ پیدا ہوا تو نفاس کا کیا حکم ہے؟)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مسئلہ:۔کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ عورت کو دو جڑواں بچے پیدا ہوں اور دونوں کی پیدائش میں پینتیس (35) دن کا فاصلہ ہو تو نفاس کا وقت پہلے بچے سے ہوگا یا دوسرے سے؟ عورت کو ایک بچہ پیدا ہوا پھر پینتیس (35) دن بعد اور ایک بچہ پیدا ہوا تو نفاس کا وقت پہلے سے ہوگا یا دوسرے بچے سے؟ المستفتی:۔صادق علی

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوہاب

صورت مسؤلہ میں نفاس کا وقت پہلے بچہ سے ہوگا یعنی پہلا بچہ پیدا ہونے کے بعد سے چالیس (40) دن تک نفاس ہے پھر استحاضہ-اور اگر دوسرا بچہ چالیس (40) دن کے بعد پیدا ہونے کے جو خون آیا وہ استحاضہ ہے نفاس نہیں مگر پھر بھی دوسرا بچہ پیدا ہونے کے بعد نہانے کا حکم دیا جائے گا-جیسا کہ حضور صدر الشریعہ بدر الطریقہ علیہ الرحمۃ والرضوان بہار شریعت میں تحریر فرماتے ہیں کہ"جس عورت کے دو بچے جڑواں پیدا ہوئے یعنی دونوں کے درمیان چھ مہینے سے کم زمانہ ہے تو پہلا ہی بچہ پیدا ہونے کے بعد سے نفاس سمجھا جائے گا پھر اگر دوسرا چالیس دن کے اندر پیدا ہوا اور خون آیا تو پہلے سے چالیس دن تک نفاس ہے پھر استحاضہ اور اگر چالیس دن کے بعد پیدا ہوا تو اس پچھلے کے بعد جو خون آیا استحاضہ ہے نفاس نہیں مگر دوسرے کے پیدا ہونے کے بعد بھی نہانے کا حکم دیا جائے گا (ح:2/ص:378/ نفاس کا بیان/مجلس المدینۃ العلمیۃ دعوت اسلامی)

اور فتاوی ھندیہ میں ہے کہ " و نفاس التوأمین من الاول کذا فی الکافی و شرط التوأمین ان یکون

بین الولدین أقل من ستة أشهر و اذا کان بینهما ستة أشهر أو أکثر فیهما حملان و نفاسان اھ

(ج:1 /ص:37 /الفصل الثانی فی النفاس/ بیروت) واللہ اعلم بالصواب

کتبہ

محمد اسرار احمد نوری بریلوی

۲۳ رجب المرجب ۱۴۴۱ھ بروز جمعرات

(حالت حیض میں بیوی کے پستان کے درمیان انزال کرنا کیسا؟)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مسئلہ:۔کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ حالت حیض میں بیوی کے پستان کے درمیان ذکر رگڑ کر منی خارج کرنا درست ہے یا نہیں؟ باحوالہ جواب عنایت فرمائیں

المستفتی:۔ثناء اللہ رضوی

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوہاب

صورت مسئولہ میں عرض یہ ہے کہ بلاضرورت ایسے افعال سے پرہیز بہتر ہے بصورت دیگر اگر بیوی حالت حیض میں ہے اور شوہر نے بیوی کے پستان کے درمیان ذکر رگڑ کر مادہ منویہ خارج کر دیا تو مکروہ تنزیہی ہے :ولو مکن امرأته او امته من العبث بذکرہ فانزل کرہ ولاشیئ علیه وفی الشامی تحت قوله کرہ الظاهر انها کراهت تنزیهیه لان ذالك بمنزلت مالوانزل بتفخیذو تبطین ردالمحتار۔ واللہ تعالی أعلم بالصواب

کتبہ

امجد رضا

۷ر جمادی الاولی ۱۴۴۰ ہجری

(حیض بند ہونے کے فورا بعد جماع کرنا کیسا؟)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مسئلہ:۔کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ حیض ختم ہوجائے تو نہانے سے پہلے جماع کیا جا سکتا ہے یا نہیں؟

المستفتی:۔غلام حسین ابوظہبی

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوہاب

اکثر مدت میں حیض مکمل طور پر بند ہوا تو جماع کرنا جائز ہے بہتر ہے کہ غسل کے بعد کرے بہار شریعت میں ہے: پورے دس ۱۰ دن پر ختم ہوا تو پاک ہوتے ہی اس سے جماع جائز ہے، اگرچہ اب تک غُسل نہ کیا ہو مگر مستحب یہ ہے کہ نہانے کے بعد جماع کرے۔ دس دن سے کم میں پاک ہوئی تو تاوقتیکہ غُسل نہ کرلے یا وہ وقتِ نماز جس میں پاک ہوئی گزر نہ جائے جماع جائز نہیں اور اگر وقت اتنا نہیں تھا کہ اس میں نہا کر کپڑے پہن کر اللہ اکبر کہہ سکے تو اس کے بعد کا وقت گزر جائے یا غُسل کرلے تو جائز ہے ورنہ نہیں عادت کے دن پورے ہونے سے پہلے ہی ختم ہو گیا تو اگرچہ غُسل کرلے جماع ناجائز ہے تاوقتیکہ عادت کے دن پورے نہ ہولیں، جیسے کسی کی عادت چھ ٦ دن کی تھی اور اس مرتبہ پانچ ہی روز آیا تو اسے حکم ہے کہ نہا کر نماز شروع کردے مگر جماع کے لیے ایک دن اور انتظار کرنا واجب ہے حَیض سے پاک ہوئی اور پانی پر قدرت نہیں کہ غُسل کرے اور غُسل کا تیمم کیا تو اس سے صحبت جائز نہیں جب تک اس تیمم سے نماز نہ پڑھ لے، نماز پڑھنے کے بعد اگرچہ پانی پر قادر ہو کر غُسل نہ کیا صحبت جائز ہے فائدہ: ان باتوں میں نِفاس کے وہی اَحکام ہیں جو حَیض کے ہیں۔

(بہار شریعت ح ۲ ص ۳۸۵ موبائل ایپ / مکتبۃ المدینۃ دعوت اسلامی) واللہ اعلم بالصواب

کتبہ

محمد معصوم رضا نوری

۲۶ جمادی الاولیٰ ۱۴۴۱ھ بروز بدھ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمدہٗ ونصلی علی رسولہ الکریم

{فسئلوا اھل الذکر ان کنتم لا تعلمون}

تو اے لوگو! علم والوں سے پوچھو اگر تمہیں علم نہیں (کنزالایمان)

باب الوضو والغسل

وضو اور غسل کا بیان

ناشر

اراکین فخر ازہر واٹس ایپ گروپ

(ہاتھوں میں آٹا یا مچھر وغیرہ کی بیٹ لگ جائے تو وضو غسل ہوگا کہ نہیں؟)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مسئلہ:۔کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ آٹا گوندھنے والے نے آٹا گوندھا اور آٹا اس کے ہاتھ میں لگا رہ گیا اسی حال میں اس نے وضو یا غسل کیا اور آٹا چھڑایا نہیں تو وضو اور غسل کا کیا حکم ہے؟ نیز ایسے ہی مچھر کی بیٹ لگی رہ گئی اور بغیر چھڑائے وضو یا غسل کر لیا تو کیا حکم ہے؟ دلائل کی روشنی میں جواب عنایت فرمائیں المستفتی:۔رضوی کولکاتا

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوہاب

دونوں صورتوں میں لگے ہوئے آٹے و مچھر، مکھی کی بیٹ نہ چھوڑائے اور وضو و غسل کر لیا تو وضو و غسل ہو جائے گا اگرچہ پانی نہ پہونچا ہو تب بھی مانع وضو و غسل نہیں جیسا کہ سرکار اعلی حضرت الشاہ امام احمد رضا خان محدث بریلوی رضی اللہ عنہ تحریر فرماتے ہیں کہ جس چیز کی آدمی کو عموما یا خصوصا ضرورت پڑتی رہتی ہے اور اس کے ملاحظہ واحتیاط میں حرج ہے اس کا ناخنوں کے اندر یا اوپر یا اور کہیں لگا رہ جانا اگرچہ جرم دار ہو اگرچہ پانی اس کے نیچے نہ پہنچ سکے، جیسے پکانے گوندھنے والوں کے لئے آٹا، رنگریز کے لئے رنگ کا جرم، عورت کے لئے مہندی کا جرم، کاتب کے لئے روشنائی، مزدور کے لئے گارا مٹی، عام لوگوں کے لئے کوئے یا پلک میں سرمہ کا جرم، بدن کا میل مٹی غبار، مکھی مچھر کی بیٹ وغیرہا کہ ان کا رہ جانا فرض اعتقادی کی ادا کو مانع نہیں۔

درمختار میں ہے"لا یمنع الطھارۃ خرء ذباب وبرغوث لم یصل الماء تحتہ وحناء ولو جرمہ بہ یفتی ودرن ودھن ودسومۃ وتراب وطین ولو فی ظفر مطلقًا ای قرویا اومدنیا فی الاصح بخلاف نحو عجین ولا یمنع ماعلی ظفر صباغ"۔ طہارت سے مانع نہیں مکھی اور پسو کی بیٹ جس کے نیچے پانی نہ پہنچا اور مہندی اگرچہ جرم دار ہو، اسی پر فتوی ہے، اور میل، تیل، چکنائی مٹی، گارا اگرچہ ناخن میں ہو۔قول اصح پر مطلقًا یعنی دیہاتی ہو یا شہری، بخلاف گندھے ہوئے آٹے کے، اور رنگریز کے ناخن پر جو رنگ ہوتا ہے وہ مانع نہیں۔

ردالمحتار میں ہے"لکن فی النھر لو فی اظفارہ عجین فالفتوی انہ مغتفر"۔لیکن النہر الفائق میں ہے کہ اگر ناخنوں کے اندر خمیر رہ گیا ہو تو فتوی اس پر ہے کہ وہ معاف ہے۔(فتاوی رضویہ، جلد ۱، ص ۲۷۰، رضا فاؤنڈیشن، لاہور)

حاصل کلام ناخن کے اندر اگر آٹا وغیرہ رہ جائے اور پانی نہ پہونچا تب بھی وضو و غسل ہو جائے گا۔ واللہ تعالی أعلم بالصواب

کتبہ

عبید اللہ رضوی بریلوی ۱۲ صفر المظفر ۱۴۴۲ھ بروز بدھ

(نماز کے علاوہ قہقہہ لگانے سے وضو ٹوٹے گا یا نہیں؟)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مسئلہ:۔کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ علاوہ نماز کے زور سے ہنسا یعنی قہقہہ لگا یا تو وضو ٹوٹے گا یا نہیں جواب دے کر شکریہ کا موقع عطا فرمائیں

المستفتی:۔محمد اسلام رضا بارہ بنکی

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوہاب

نماز کے علاوہ قہقہہ لگانے سے وضو نہیں ٹوٹے گا حدیث شریف میں ہے "الا من ضحك منكم قهقهة فليعيد الوضوء و الصلاة جميعا "یعنی،خبردار تم میں سے جو بھی نماز میں قہقہہ مار کر ہنسا تو وضو و نماز دونوں کا اعادہ کرلے،اب کوئی قیاس کرے کہ،حالت نماز میں قہقہہ لگانا،ناقض وضو ہے،تو پھر نماز کے باہر کیوں نہیں؟ سائل کا قیاس،نص،کے مقابل ہونے کی وجہ سے درست نہیں ہے اس باب میں شارع علیہ السلام کا صریح حکم موجود ہے اس پر عمل کرتے ہوئے وضو،و نماز دونوں کے فاسد ہونے کا حکم دیا جائے گا۔(ماخوذ از: تخلیص اصول الشاشی، سبق نمبر ۲۱ ، صحت قیاس کی شرائط کا بیان، شرط اول) واللہ تعالی أعلم بالصواب

کتبہ

ابوحنیفہ محمد اکبر اشرفی رضوی،مانخورد ممبئی

۱۶ صفر المظفر ۱۴۴۱ھ

(لیٹ کر نیند سے سو جانا ناقض وضو ہے؟)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مسئلہ:۔کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ پیٹ کے بل سونے سے وضو ٹوٹے گا یا نہیں؟اور ٹوٹے گا تو کیوں؟ مع حوالہ جواب عنایت فرما کر عنداللہ ماجور ہوں

المستفتی:۔محمد ایوب رضا قادری (کولکاتہ)

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوہاب

صورت مذکورہ۔میں حکم یہ ہے کہ جو شخص سو گیا اور اس کے جسم کے جوڑ ڈھیلے ہو گئے تو وضو ٹوٹ جاتا ہے جیسا کہ

حدیث شریف میں ذکر ہے ”عن ابن عباس قال قال رسول الله صلی الله تعالیٰ علیه وسلم ان الوضوء علی من نام مضطجعاً فانه اذا اضطجع استرخت مفاصله۔ (ترمذی ابوداؤد)
حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ نے کہا کہ حضور علیہ الصلوۃ والتسلیم نے فرمایا جو شخص لیٹ کر نیند سے سو جائے اس پر وضو واجب ہے اس لئے کہ جب آدمی لیٹتا ہے تو اس کے جوڑ ڈھیلے پڑ جاتے ہیں۔ (مشکواۃ المصابیح صفحہ 41 باب مایوجب الوضوء/ ابوداؤد جلد 1 صفحہ 228 باب الوضوء من النوم/انوار الحدیث صفحہ 122)
حدیث مذکور سے معلوم ہوا کہ لیٹ کر نیند سے سونا ناقض وضو ہے اور اسکی اصل علت جوڑ کا ڈھیلا پڑ جانا ہے۔ بہار شریعت میں مذکور ہے کہ سو جانے سے وضو جاتا رہتا ہے بشرطیکہ دونوں سرین خوب نہ جمے ہوں اور نہ ایسی ہیئت پر سویا ہو جو غافل ہو کر نیند آنے کو مانع ہو مثلاً اکڑوں بیٹھ کر سویا یا چت یا پٹ یا کروٹ پر لیٹ کر یا ایک کہنی پر تکیہ لگا کر یا بیٹھ کر سویا مگر ایک کروٹ کو جھکا ہوا کہ ایک یا دونوں سرین اٹھے ہوئے ہیں یا ننگی پیٹھ پر سوار ہے اور جانور ڈھال میں اتر رہا ہے یا دو زانو بیٹھا اور پیٹ رانوں پر رکھا کہ دونوں سرین جمے نہ رہے یا چار زانو ہے اور سر رانوں پر ہے یا پنڈلیوں پر ہے یا جس طرح عورتیں سجدہ کرتی ہے اسی ہیئت پر سو گیا ان سب صورتوں میں وضو جاتا رہا اور اگر نماز میں ان صورتوں میں سے کسی صورت پر قصداً سویا تو وضو بھی گیا، نماز بھی گئ وضو کے سرے سے نیت باندھے اور بلا قصد سویا تو وضو جاتا رہا نماز نہیں گئ۔ وضو کر کے جس رکن میں سویا تھا وہاں سے ادا کرے اور از سرے نو پڑھنا بہتر ہے۔ (بہار شریعت حصہ دوم صفحہ 307 وضو توڑنے والی چیزوں کا بیان) واللہ تعالی أعلم بالصواب

کتبہ
محمد گل رضا قادری رضوی نیپال
۱۱/ اکتوبر بروز جمعہ

(محتلم کو غسل کرنے کے بعد کچھ خارج ہوا تو کیا حکم ہے)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مسئلہ:۔کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ احتلام ہونے کے فوراً بعد نہا لیا اور نہانے کے بعد جو خارج ہوا اس سے غسل فرض ہوا یا نہیں؟
المستفتی:۔ارباز

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوہاب

منی خارج ہونے کے بعد استنجاء کرنا مستحب ہے اگر جنبی سونے، پیشاب کرنے اور کچھ قدم چلنے سے پہلے غسل کیا گیا

اور پھر منی نکلی ہو جیسا کہ مذکور ہے تو اس صورت میں راجح قول کے مطابق احتیاطاً غسل کرنا ضروری ہے اور اگر سونے یا پیشاب کرنے یا کچھ قدم چلنے کے بعد غسل کیا گیا پھر منی کا خروج ہوئی تو بالاتفاق غسل کرنا ضروری نہیں جیسا کہ ھندیۃ میں ہے "ولو خرج بعدما بال أو نام أو مشى لا يجب عليه الغسل اتفاقا"۔ (جلد اول ص ۱۴)

اور خاتم المحققین علامہ ابن عابدین شامی علیہ الرحمہ تحریر فرماتے ہیں " و كذا لو خرج منه بقية المني بعد الغسل قبل النوم أو البول أو المشي الكثير نهر أي لا بعده لان النوم والبول والمشي يقطع مادة الزائل عن مكانه بشهوة فيكون الثاني زائلا عن مكانه بلا شهوة فلا يجب الغسل اتفاقا"۔ واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ

امجد رضا امجدی سیتا مڑھی بہار

۲۲ ذی القعدہ ۱۴۴۱ھ بروز جمعہ

(منہ میں کوئی چیز اٹکی ہو تو غسل ہوگا یا نہیں؟)

السلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہ

مسئلہ:۔ کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ زید کو احتلام ہوگیا اور انکے دانت میں چنے سے چھوٹی ہڈی اٹک گئی ہے بنا اسکو نکالے غسل کرے تو غسل ہوگا یا نہیں؟ تفصیلی جواب عنایت فرمائیں مہربانی ہوگی

المستفتی:۔ محمد صدیق نعیمی کشنگنج بہار

وعلیکم السلام و رحمۃ اللہ و برکاتہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوہاب

غسل نہیں اس کو نکال کر منہ کے ہر پرزے پرزے میں پانی پہنچانا فرض ہے کہ نہ نکالنے کی صورت میں وہ جگہ بھیگنے سے رہ جائے گا اور فرائض غسل نامکمل ہوگا پھر ایسی صورت میں غسل بھی نہ ہوگا جیسا کہ میرے امام اہلسنت فقیہ باکمال امام احمد رضا خان قدس سرہ العزیز تحریر فرماتے ہیں منہ کے ہر ذرہ پر حلق تک پانی بہنا اور دونوں نتھنوں میں ناک کی ہڈی شروع ہونے تک پانی چڑھنا غسل میں فرض اور وضو میں سنّتِ مؤکدہ ہے (فتاویٰ رضویہ شریف جدید جلد (۴) ص (۶۳۰) مکتبہ دعوت اسلامی)

واللہ سبحانہ و تعالیٰ اعلم و علمہ جل مجدۃ أتم و أحكم

کتبہ

محمد راشد مکی کٹیہار بہار ۳۰ صفر المظفر ۱۴۴۲ھ بروز اتوار

(وضو کے بعد آسمان کی طرف مونھ کر کے کیا پڑھا جاتا ہے نیز اسکا پڑھنا کیسا ہے؟)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مسئلہ:۔کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ ضو کے بعد کلمہ شہادت کی انگلی کو آسمان کی طرف کر کے بعض لوگ کچھ پڑھتے ہیں آیا اس کا پڑھنا کیسا ہے اور کیا پڑھا جاتا ہے؟

المستفتی:۔رضوی

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوہاب

وضو سے فارغ ہونے کے بعد مستحب یہ ہے کہ وضو کا بچا ہوا پانی کھڑے ہو کر تھوڑا پی لے کہ شفاء امراض ہے اور آسمان کی طرف مونھ کر کے " اللھم اجعلنی من التوابین واجعلنی من المتطھرین سبحانك اللھم وبحمدك اشھد ان لا الہ الا انت استغفرك و اتوب الیك و اشھد ان محمدا عبدك و رسولك" اور سورۃ "انا انزلنا" پڑھے – جیسا کہ حضور صدر الشریعہ بدر الطریقہ علیہ الرحمۃ والرضوان بھار شریعت میں وضوء کے مستحبات شمار کرتے ہوئے تحریر فرماتے ہیں کہ" بچا ہوا پانی کھڑے ہو کر تھوڑا پی لے کہ شفاء امراض ہے اور آسمان کی طرف مونھ کر کے سبحانك اللھم وبحمدك اشھد ان لا الہ الا انت استغفرك و اتوب الیك اور کلمۂ شھادت اور سورۂ انا انزلنا پڑھے"اھ (ج:2 /ص:299 / 300 / وضوء کا بیان/مجلس المدینۃ العلمیۃ دعوت اسلامی)

اور درمختار میں ہے کہ" و ان یقول بعدہ ای الوضوء اللھم اجعلنی من التوابین واجعلنی من المتطھرین و ان یشرب بعدہ من فضل وضوئہ "اھ۔اور ردالمحتار میں ہے کہ " و زاد فی المنیۃ : و ان یقول بعد فراغہ "سبحانك اللھم وبحمدك اشھد ان لا الہ الا انت استغفرك و اتوب الیك و اشھد ان محمدا عبدك و رسولك ناظرا الی السماء "اھ (ج:1 /ص:253 / کتاب الطھارۃ / دار عالم الکتب)

اور فتاوی ھندیہ میں ہے کہ " و ان یقول بعد الفراغ من الوضوء سبحانك اللھم وبحمدك اشھد ان لا الہ الا انت استغفرك و اتوب الیك و اشھد ان لا الہ الا اللہ و اشھد ان محمدا عبدہ و رسولہ اھ
(ج:1 /ص:8 / الفصل الثالث فی المستحبات/ بیروت)

مذکورہ حوالہ جات کی روشنی میں معلوم ہوا کہ وضو سے فارغ ہونے کے بعد مذکورہ کلمات آسمان کی طرف مونھ کر کے پڑھنا مستحب ہے مگر آسمان کی طرف انگلی اٹھانے کا ذکر نہیں لیکن اگر کوئی آسمان کی طرف انگلی اٹھا کر پڑھ لے جب بھی کوئی

حرج نہیں۔ واللہ اعلم بالصواب

کتبہ

محمد اسرار احمد نوری بریلوی

۲۷ شعبان المعظم ۱۴۴۱ھ

(دھوپ سے گرم پانی کب قابل استعمال ہے کب نہیں ؟)

السلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہ

مسئلہ: ۔کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ بہار شریعت وضو کے مکروہات سے بتایا گیا ہے کہ دھوپ کے گرم پانی سے وضو کرنا مکروہ ہے تو پھر ان پانیوں کا حکم کیا ہوگا جو چھتوں پر رکھے ٹینکوں میں دھوپ سے گرم ہو جاتا ہے مع حوالہ جواب عنایت فرمائیں کرم ہوگا۔

المستفتی: ۔محمد ساجد چشتی شاہجہاں پوری

وعلیکم السلام و رحمۃ اللہ و برکاتہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوہاب

دھوپ سے گرم ہونے والے پانی کو وضو، غسل یا کسی اور کام میں استعمال کرنے سے اس وقت اندیشہ برص ہے جب کہ گرم ملک میں گرم موسم میں چاندی کے علاوہ کسی اور دھات کی ٹنکی یا برتن میں دھوپ سے گرم ہوا ہو جب تک ٹھنڈا نہ ہو جائے اس وقت تک کسی طرح بھی بدن پر پہنچانے سے برص کی بیماری ہونے کا اندیشہ ہے البتہ جو ٹنکیاں دھات کے علاوہ پلاسٹک، فائبر یا اینٹ پتھر وغیرہ سے بنائی جاتی ہیں ان میں دھوپ سے گرم ہونے والے پانی کو استعمال کرنے میں کوئی حرج نہیں۔ اور اگر کہیں مسجدوں یا گھروں میں لوہے یا اس جیسی دھات کی بنی ہوئی ٹنکیاں پائی جاتی ہوں تو ان میں دھوپ سے گرم ہونے والا پانی جب تک ٹھنڈا نہ ہو جائے استعمال نہ کیا جائے اور اگر ممکن ہو تو انہیں فائبر کی ٹنکی سے بدل دیں۔

درمختار، کتاب الطہارۃ باب المیاہ میں ہے" بماء قصد تشمیسه بلا کراهة۔ اور اسی کے تحت ردالمحتار میں ہے "واستعماله يخشى منه البرص كما صح عن عمر رضى الله تعالى عنه واعتمده بعض محققى الاطباء لقبض زهومته على مسام البدن فتحبس الدم وذكر شروط كراهته عندهم وهى ان يكون بقطر حار وقت الحر فى اناء منطبع غير نقدوان يستعمل وهو حار"۔ (جلد اول صفحہ ۳۲۴)

فتاوی رضویہ میں ہے دھوپ کا گرم پانی مطلقا مگر گرم ملک گرم موسم میں جو پانی سونے چاندی کے سوا کسی اور دھات کے برتن میں دھوپ سے گرم ہو جائے وہ جب تک ٹھنڈا نہ ہو لے بدن کو کسی طرح پہنچانا نہ چاہے نہ وضو سے نہ غسل سے نہ پینے سے یہاں تک کہ جو کپڑا اس سے بھیگا ہو جب تک سرد نہ ہو جائے پہننا مناسب نہیں کہ اس پانی کے بدن کو پہنچنے سے معاذ اللہ احتمال برص ہے۔(جلد اول، صفحہ ۴۱۲ رفتاوی مرکز تربیت افتاء، جلد اول، کتاب الطھارۃ صفحہ ۸۲) واللہ اعلم بالصواب

کتبہ

فداء المصطفی رضوی صمدی انفاسی

۲ محرم الحرام ۱۴۴۱ھ

(کیا اونٹ کا گوشت کھانے سے وضو ٹوٹ جاتا ہے؟)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مسئلہ:۔کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ کیا اونٹ کا گوشت کھانے سے وضو ٹوٹ جاتا ہے؟

المستفتی:۔غلام حسن

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوہاب

اونٹ کا گوشت کھانے سے وضو نہیں ٹوٹتا ہے البتہ اونٹ کا گوشت کھانے کے بعد وضو کر لینا مستحب ہے جیسا کہ علامہ ابو الاخلاص حسن بن شرنبلالی رحمۃ اللہ الباری اپنی مایہ ناز کتاب نور الایضاح میں مستحبات وضوء کے بیان میں ارشاد فرماتے ہیں کہ " و بعد اکل لحم جزور"اھ(ص:32/ 33/ فصل الوضوء علی ثلاثۃ اقسام/مجلس البرکات)

اور درمختار میں ہے کہ " و اکل جزور"اھ۔اور اسی کے تحت ردالمحتار میں ہے کہ (و اکل جزور) أي أكل لحم جزور :أي جمل لقول بعضهم بوجوب الوضوء منه و هذا يدخل في عموم قوله بعد : و للخروج من خلاف العلماء اھ(ج:1/ص:198/ کتاب الطھارۃ/ دار عالم الکتب) واللہ اعلم بالصواب

کتبہ

محمد اسرار احمد نوری بریلوی

۲۸ رمضان المبارک ۱۴۴۱ھ

(وضو کا (بچا ہوا پانی) کھڑے ہو کر پینا کیسا ہے؟)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مسئلہ:۔کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ وضو کا بچا ہوا پانی کھڑا ہو کر پینا چاہیے لیکن اگر پینے کے بعد بھی کچھ پانی بچ جائے تو اس سے پیر دھونا درست ہوگا یا یہ کہ بے ادبی کہلائے گی یا اسمیں کچھ شرعی خرابی ہے؟ اور برائے مہربانی یہ بھی بتا دیں کہ اعضائے وضو کا کچھ حصہ دھونا باقی رہ جائے پھر دوبارہ لوٹا میں پانی لے کر باقی جو اعضاء ہے اسکے دھونے کے بعد جو پانی بچے وہ وضو کا بچا ہوا پانی کہلائے گا؟ برائے مہربانی بیان فرما دیں **المستفتی:**۔محمد راشد الرحمٰن رضوی گڈا

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوہاب

وضو کا مابقی (بچا ہوا پانی) مثل آب زم زم ہے اسے کھڑے ہو کر پینا چاہیے پینے کے بعد اس سے پیر دھونا خلاف ادب ہے، اعضائے وضو کا کچھ حصہ دھونے سے باقی رہ جائے پھر دوبارہ لوٹا میں پانی لے تو بیشک وہ مابقی (وضو کا بچا ہوا پانی ہی کہلائے گا، آب زم زم کی طرح وضو کے مابقی (بچا ہوا پانی) کو بھی اظہار عظمت کی خاطر کھڑا ہو کر پینا آداب وضو میں سے ہے، (نور الایضاح میں ہے)وان یشرب من فضل الوضوقائما (مستحبات وضو کا بیان) آب زمزم و وضو کا بچا ہوا پانی شفاء دیتا ہے اس لئے سب پانیوں سے ممتاز کرنے کے لئے کھڑے ہو کر پینا زیادہ موزوں (مناسب) ہے۔ و اللہ اعلم بالصواب

کتبہ

محمد معصوم رضا نوری

۵ صفر المظفر ۱۴۴۲ھ بروز بدھ

(محتلم پر غسل واجب ہونے کی وجہ؟)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مسئلہ:۔کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ اگر ہم کو احتلام ہوگیا تو سارا جسم ناپاک ہوتا ہے یا جس جگہ لگا اسی جگہ ناپاک ہوا کیا اس جگہ کو دھل کر نماز پڑھی جا سکتی ہے نیز منی نکلنے سے غسل واجب کیوں ہوتا ہے؟

المستفتی:۔محمد افضل رضا نظامی جواس ادیپور راجستھان

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوہاب

منی نکلنے سے غسل واجب ہوتا ہے اور پیشاب وغیرہ سے واجب نہیں ہوتا اس کی عقلی وجہ تین ہے (وجہ اول) انزال منی کے ساتھ قضاء شہوت میں ایسی لذت کا حصول ہوتا ہے کہ جس سے پورا بدن متمتع ہوتا ہے اس لیے اس نعمت کے شکریہ میں پورے بدن کے غسل کا حکم ہوا اسی سبب سے وجوب غسل کے لئے منی علی وجہ الدفق والشھوۃ کی قید ہے کہ بغیر ان کے لذت کا حصول نہیں ہوتا۔ اسی لئے اس صورت میں وضو واجب ہوتا ہے نہ کہ غسل۔

(وجہ ثانی) جنابت پورے بدن کی قوت حاصل ہوتی ہے اسی لئے اس کی زیادتی کا اثر پورے جسم سے ظاہر ہوتا ہے لہذا جنابت سے پورا بدن ظاہر و باطن بقدر امکان دھونے کا حکم ہوا اور یہ باتیں پیشاب وغیرہ میں نہیں پائی جاتی ہیں (وجہ ثالث) نماز یعنی بارگاہ الٰہی میں حاضری کے لیے کمال نظافت چاہیے اور کمالِ نظافت پورے بدن کے غسل ہی سے حاصل ہوگا مگر پیشاب وغیرہ جس کا وقوع کثیر ہے اس میں خدائے تعالیٰ نے اپنے فضل و کرم سے بندوں کی آسانی کے لئے وضو کو غسل کے قائم مقام کر دیا۔ اور جنابت کا وقوع چونکہ کم ہے اس لئے اس میں پورے بدن کا دھونا لازم قرار دے دیا گیا ہے۔
(عجائب الفقہ صفحہ 72)

تفسیر روح البیان جلد دوم صفحہ 355 اور بدایع الصنائع جلد اول ص 36 میں ہے" انما وجب غسل جمیع البدن بخروج المنی ولم یجب بخروج البول والغائط وانما وجب غسل الاعضاء المخصوصۃ لاغیر بوجودہ۔ احدھا ان قضاء الشھوۃ بانزال المنی استمتاع بنعمۃ یظھر اثرھا فی جمیع البدن وھو اللذۃ فامر بغسل جمیع البدن شکرا لھذہ النعمۃ وھذا لایتقرر فی البول والغائط - والثانی ان الجنابۃ تاخذ جمیع البدن ظاھرہ وباطنہ لان الوطی الذی ھو سببہ لایکون الا باستعمال لجمیع ما فی البدن من القوۃ حتی یضعف الانسان بالاکثار منہ ویقوی بالامتناع فاذا اخذت الجنابۃ جمیع البدن الظاھر والباطن وجب غسل جمیع البدن الظاھر والباطن بقدر الامکان ولا کذلك الحدث فانہ لایاخذ الا الظاھر من الاطراف لان سببہ یکون بظواھر الاطراف من الاکل والشرب ولایکونان باستعمال جمیع البدن فاوجب غسل ظواھر الاطراف لاجمیع البدن

الثالث:- ان غسل الکل او البعض وجب وسیلۃ الی الصلوۃ التی ھی خدمۃ الرب سبحانہ وتعالی

والقیام بین یدیه وتعظیمه فیجب ان یکون المصلی علی اطهر الاحوال وانظفها لیکون اقرب الی التعظیم واکمل فی الخدمة وکمال النظافة یحصل بغسل جمیع البدن وهذا هو العزیمة فی الحدیث ایضا الا ان ذلك مما یکثر وجوده فاکتفی فیه بالیسر النظافة وهی تنقیة الاطراف التی تنکشف کثیرا وتقع علیه الابصار ابدا واقیم ذلك مقام غسل کل البدن دفعا للحرج وتیسیرا وفضلا من الله ونعمة ولا حرج فی الجنابة لانها لا تکثر فبقی الامر فیها علی العزیمة "واللہ اعلم بالصواب

کتبہ

عبید اللہ رضوی بریلوی

۷ محرم ۱۴۴۱ ہجری سنیچر

(کیا پانی سے استنجاء نہ کرنا سببِ فرضیتِ غسل ہے؟)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مسئلہ:۔کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ اگر کوئی شخص استنجاء کر کے پانی نہ لے تو کیا وہ ناپاک ہے؟ کیا اس کو ناپاک کہہ سکتے ہیں یا نہیں؟ یعنی کیا اس پر غسل فرض ہے؟ شرعاً اس پر کیا حکم عائد ہوگا؟ جواب باحوالہ عنایت فرمائیں

المستفتی:۔صدیق حسین

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوہاب

منی کا اپنی جگہ سے شہوت کے ساتھ جدا ہو کر عُضْو سے نکلنا: ۲، احتلام: اور ۳، حَشفہ یعنی سرِ ذَکر کا عورت کے آگے یا پیچھے یا مرد کے پیچھے داخل ہونا دونوں پر غُسل واجب کرتا ہے، شَہوت کے ساتھ ہو یا بغیر شہوت، اِنزال ہو یا نہ ہو یہ اسبابِ فرضیتِ غُسل ہیں۔عوام میں جو یہ بات مشہور ہے کہ پانی یا ڈھیلے سے استنجا نہیں کئے یا کھڑے کھڑے پیشاب کر لینے سے سببِ فرضیتِ غسل ہے، یہ جہالت پر مبنی ہیں ایسا بالکل نہیں ہے اگر ایسا ہوتا تو پیشاب کرنے سے ہی غسل فرض ہو جاتا۔

صورت مسئولہ میں وہ شخص ناپاک نہیں ہوگا البتہ کپڑے کا وہ حصہ جہاں پر پیشاب کے قطرے لگ گئے وہ ناپاک ہوگا اب اس صورت میں حکم یہ ہے کہ: ایک درہم سے کم لگا تو پاک کرنا سنت، بنا پاک کئے نماز پڑھ لی نماز خلاف سنت ہوئی اعادہ افضل ہے بہتر ہے ایک درہم کے برابر لگی پاک کرنا واجب ہے بنا پاک کئے نماز پڑھ لی نماز مکروہ تحریمی واجب الاعادہ

ہوگی ایک درہم سے زیادہ لگی تو پاک کرنا فرض ہے بنا پاک کئے نماز نہیں ہوگی اور اپنی نظر میں نماز کو کم تر جانا نماز کو کوئی اہمیت نہیں دیا اسکی وقار کو اپنی نظر میں کچھ سمجھا ہی نہیں اور ایسے ہی بنا پاک کئے پڑھ لی تو کفر ہے۔(ماخوذ از: بہار شریعت، جلد اول، حصہ دوم، غسل ونجاستوں کا بیان) واللہ اعلم بالصواب

کتبہ

ابوحنیفہ محمد اکبر اشرفی رضوی

۲۲ صفر المظفر ۱۴۴۱ ہجری

(رات کو احتلام ہوجائے تو غسل فرض ہے؟)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مسئلہ:۔کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ ان کو رات میں احتلام ہوجاتا ہے لیکن ان کو خبر نہیں ہوتا اور جب صبح کو اٹھتے ہیں تو کیا دیکھتے کہ وہ ناپاک ہو چکے ہیں؟ پوچھنے کا مقصد صرف یہ ہے کیا ان پر غسل فرض ہوا کی نہیں؟ جواب عنایت فرمائیں۔ **المستفتی:**۔صدام حسین

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوہاب

احتلام یعنی سوکر سے اٹھا اور بدن یا کپڑے پر تری پائی اور اس تری کے منی یا مذی ہونے کا یقین یا احتمال ہو تو غسل واجب ہے اگر چہ خواب یاد نہ ہو اور اگر یقین ہے کہ یہ نہ منی ہے نہ مذی بلکہ پسینہ یا پیشاب یا ودی یا کچھ اور ہے تو اگر چہ احتلام یاد ہو اور لذت انزال خیال میں ہو غسل واجب نہیں اور اگر منی نہ ہونے پر یقین کرتا ہے اور مذی کا شک ہے تو اگر خواب میں احتلام ہونا یاد نہیں تو غسل نہیں ورنہ ہے۔(بہار شریعت حصہ دوم صفحہ ۳۸) واللہ اعلم بالصواب

کتبہ

محمد مظہر علی رضوی

۱۰ ربیع الاخر ۱۴۴۰ ہجری

(انڈر ویئر پہن کر یا ننگا ہو کر غسل کرنا کیسا ہے؟)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مسئلہ:۔کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ اگر انڈر ویئر پہن کر یا بالکل ننگا ہو کر غسل کیا جائے تو کیا حکم ہے اور غسل کن جگہوں پر کیا جائے اور غسل کرنے کا طریقہ کیا ہے مفصل جواب عنایت فرمائیں عین کرم ہوگا

المستفتی:۔محمد آصف رضا دہلی

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوہاب

احتیاط جگہ پاک انڈر ویئر پہن کر یا بالکل ننگا ہو کر غسل کرنے میں کوئی حرج نہیں لیکن ناپاک کپڑا پہن کر یا لوگوں کے سامنے گھٹنے کھول کر نہانا حرام وگناہ ہے۔جیسا کہ بہار شریعت میں ہے"اگر غسل خانہ کی چھت نہ ہو یا ننگے بدن نہائے بشرطیکہ موضع احتیاط ہو تو کوئی حرج نہیں ہاں عورتوں کو بہت زیادہ احتیاط کی ضرورت ہے اور عورتوں کو بیٹھ کر نہانا بہتر ہے بعد نہانے کے فوراً کپڑے پہن لے اور وضو کے سنن ومستحبات غسل کے لئے سنن ومستحبات ہیں مگر ستر کھلا ہو تو قبلہ کو موتھ نہ کرنا چاہئے اور تہبند باندھے ہو تو حرج نہیں"اھ (ج:1/ ح:2/ ص:320)

اور غسل کرنے کا مسنون طریقہ یہ ہے کہ پہلے غسل کی نیت کر کے دونوں ہاتھ گٹوں تک تین بار دھوئے پھر استنجاء کی جگہ دھوئے اس کے بعد بدن پر اگر کہیں نجاست حقیقیہ یعنی پیشاب یا پاخانہ وغیرہ ہو تو اسے دور کرے پھر نماز جیسا وضوء کرے مگر پاؤں نہ دھوئے ہاں اگر چوکی یا پتھر وغیرہ اونچی چیز پر نہائے تو پاؤں بھی دھوڈالے اس کے بعد بدن پر تیل کی طرح پانی چپڑے پھر تین بار داہنے کندھے پر پانی بہائے اور پھر تین بار بائیں کندھے پر پھر سر پر اور تمام بدن پر تین بار پانی بہائے تمام بدن پر ہاتھ پھیرے اور ملے پھر نہانے کے بعد فورا کپڑے پہن لے۔اھ

(انوار شریعت صفحہ 19/ بحوالہ فتاوی عالمگیری)

اور ہر احتیاط کی جگہ نہا سکتا ہے اور کھلی جگہ میں بھی نہا سکتا ہے مگر گھٹنے کھلے نہ ہوں کہ سخت گناہ اور حرام ہے۔انوار شریعت صفحہ 21 پر ہے گھٹنا کھول کر لوگوں کے سامنے نہانا سخت گناہ اور حرام ہے۔اھ ۔واللہ اعلم بالصواب

کتبہ

محمد اسرار احمد نوری بریلوی

۲۷ ذی الحجہ ۱۴۴۰ھ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمدہٗ ونصلی علی رسولہ الکریم

{فسئلوا اھل الذکر ان کنتم لا تعلمون}

تو اے لوگو! علم والوں سے پوچھو اگر تمہیں علم نہیں (کنزالایمان)

باب الاذان والاقامة

اذان واقامت کا بیان

ناشر

اراکین فخر ازہر واٹس ایپ گروپ

(کیا تاش کھیلنے والے کی اذان درست ہے؟)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مسئلہ:۔کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ ایک شخص تاش کھیلتا ہے اذان بھی دیتا ہے کیا تاش کھیلنے والے کو اذان دینا درست ہے؟ المستفتی:۔محمد شہید الحسن سیوان بہار

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوہاب

شطرنج اور تاش کھیلنا ناجائز ہے جیسا کہ حضور اعلیٰ حضرت امام احمد رضا قادری بریلوی قدس سرہ العزیز تحریر فرماتے ہیں کہ دونوں ناجائز ہیں اور تاش زیادہ گناہ وحرام کہ اس میں تصاویر بھی ہیں" ومسالة الشطرنج مبسوطة فی الدر وغیرهما من الحظر والشهادات والصواب اطلاق المنع کما اوضحه فی ردالمحتار"

(احکام شریعت حصہ سوم ص 252 مطبوعہ مکتبہ جام نور دہلی)

اس سے معلوم ہوا کہ تاش اور شطرنج کھیلنا ناجائز ہے اور ناجائز فعل میں مبتلا شخص فاسق ہے اور فاسق کی اذان مکروہ ہے اور اس کی اذان کے اعادہ کا حکم ہے فتاویٰ امجدیہ میں ہے کہ فاسق کی اذان مکروہ۔تنویر الابصار میں ہے" ویکره اذان فاسق (ملخصا)

عالمگیری میں ہے ویکره اذان الفاسق ولایعاد هکذا (فتاویٰ امجدیہ جلد اول باب الاذان والاقامۃ ص 52 مطبوعہ دائرۃ المعارف الامجدیہ گھوسی)

اور فتاویٰ یورپ میں ہے کہ فاسق کی اذان بھی مکروہ ہے خواہ وہ عالم ہی کیوں نہ ہو اور اس کی کہی ہوئی اذان بھی لوٹائی جائے گی حاشیہ شامی باب الاذان میں ہے" ویکره اذان فاسق ولو عالما "(فتاویٰ یورپ کتاب الصلاۃ ص، 231 مطبوعہ انٹرنیشنل اسلامک فاؤنڈیشن نیدرلینڈ)

فلہٰذا مذکورہ شخص کی اذان کو دہرایا جائے اور باشرع قابل اذان شخص کو مقرر کیا جائے اذان شعائر اسلام ہے اور شعائر اسلام کے نفاذ واعلان کے لئے باشرع ہی مناسب ہے۔واللہ تعالیٰ أعلم بالصواب

کتبہ

ابوالاحسان محمد مشتاق احمد قادری رضوی مہاراشٹر

۲۷ ذی الحجہ ۱۴۴۱ھ بروز منگل

(مؤذن کا تلفظ صحیح نہ ہو تو اذان ہوگی یا نہیں؟)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مسئلہ:۔کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ کوئی شخص اذان صحیح نہیں پڑھتا تلفظ میں غلطی ہوتی ہے تو اس اذان کا لوٹنا ہوگا یا نہیں؟ برائے مہربانی جواب عنایت فرمائیں المستفتی:۔محمد شہباز حنفی

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوہاب

اگر تلفظ غلط ہونے کی وجہ سے اذن کے الفاظ بگڑ جائیں مثلاً اللہ اکبر کو (آللہ اکبر) کہے تو اب یہ لحن کے حکم میں ہے اور یہ حرام ہے ایسی اذان کو دوہرانا چاہیئے۔(فتاویٰ بحر العلوم جلد (۱) ص (۱۵۳) مکتبہ شبیر برادرز اردو بازار لاہور)

نیز صدر الشریعہ مفتی امجد علی اعظمی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ اگر اَذان غلط کہی گئی، مثلاً لحن کے ساتھ تو اس کا جواب نہیں بلکہ ایسی اَذان سُننے بھی نہیں۔(بہار شریعت، حصہ سوم، اذان کا بیان)

انتباہ:۔انتظامیہ کمیٹی اذان کیلئے ایسے شخص کا انتخاب کرے جو اذان کے الفاظ درست وصحیح ادا کرنے پر قادر ہو ورنہ اذان ہوگی نہیں تو ترک اذان کا وبال آئے گا اور پورے محلہ والے گنہگار ہونگے اس لئے کہ جماعت مستحبہ کیلئے اذان کہنا مؤکدہ علی الکفایہ قریب واجب کے ہے۔واللہ سبحانہ و تعالیٰ اعلم و علمہ جل مجدہٗ أتم و أحکم

کتبہ

محمد راشد مکی کٹیہار بہار

۲۰ ربیع الاول ۱۴۴۲ھ بروز سنیچر

(کیا کسی موقع پر اذان کے کلمات میں تبدیلی ہوسکتی ہے؟)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مسئلہ:۔کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ کرونا وائرس کی وجہ سے گھروں میں اذان دینا کیسا ہے۔اور اگر دیں تو کیا حی علی الصلاح اور حی علی الفلاح بھی کہنا پڑے گا۔۔جواب مرحمت فرمائیں المستفتی:۔غلام وارث

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

اللھم ھو الھادی الی الصواب

کسی وبائی مرض جیسے کہ کرونا ئرس وغیرہم کی وجہ سے اپنے گھروں میں اذان دینا مندوب ومستحب ہے ایسے مواقع

پر علمائے اہل سنت نے اذان کی ترغیب دلائی ہے " کما حققه الامام فی فتاواه"
البتہ جب اذان دے حی علی الصلوۃ حی علی الفلاح ہی کہے اس کی جگہ الصلوۃ فی رحالکم یا الصلوت فی بیوتکم کہنا جائز نہیں کیونکہ اذان کے کلمات تشریعی ہیں اس پہ علمائے اہل سنت کا اجماع وتواتر رہا ہے اس لئے اس میں کمی یا زیادتی کی اپنی طرف سے قطعاً گنجائش نہیں ہاں اگر ان کلمات کو کہنے کی ضرورت ہو تو بعد اذان یہ کلمات بطور اعلان کہے جا سکتے ہیں جیسا کہ بخاری کی حدیث الاصلوا فی الرحال کی توضیح میں علامہ ابن حجر عسقلانی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں "قوله(ثم يقول على اثره) صريح ان قول المذكوره كان بعد الفراغ من الاذان"(فتح الباری کتاب الاذان باب الاذان للمسافر حدیث نمبر ۶۳۲)
نیز علامہ علاء الدین کاسانی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں "ما باكفة الأ فهو على الكفة المعرفة المتواتر من غره الا نقصا عند عامة العلماء"(بدائع الصنائع فی ترتیب الشرائع فصل بیان کیفیة الأذان جلد اول ص ۳۶۵)
لہذا عام اذان کی طرح ہی ان مواقع پر اذان دیں اذان کے کلمات میں تبدیلی جائز نہیں۔

واللہ اعلم وعلمہ احکم واتم

کتبہ

امجد رضا امجدی سیتا مڑھی بہار

۲۹ رجب المرجب ۱۴۴۱ھ بروز بدھ

(کیا بوقت اقامت امام کا مصلیٰ پر ہونا ضروری ہے؟)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مسئلہ:۔کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ امام کو مصلے پر آنے سے پہلے تکبیر پڑھ دی اور امام بیٹھا ہوا ہے تو کیا تکبیر ہو جائے گی؟ المستفتی:۔محمد رضوان

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوہاب

جی ہاں ہو جائے گی اس لئے کہ بوقت تکبیر امام کا مصلیٰ (جانماز) پر ہونا کوئی ضروری امر نہیں جیسا کہ حضور صدر الشریعہ بدر الطریقہ علیہ الرحمۃ والرضوان فتاوی امجدیہ میں اسی طرح کے سوال کے جواب میں تحریر فرماتے ہیں تکبیر شروع

کر دینا جائز ہے اور یہی طریقہ زمانۂ رسالت میں تھا کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم حجرہ میں ہوتے اور حضرت بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ تکبیر کہہ دیا کرتے تھے۔ بوقت تکبیر امام کا مصلیٰ پر ہونا نہ واجب نہ سنت نہ مستحب مصلیٰ پر ہو یا نہ ہو دونوں برابر" اھ (ج:1 /ص:67 / باب الأذان والاقامۃ/ دائرۃ المعارف) واللہ تعالی أعلم بالصواب

کتبہ

محمد اسرار احمد نوری بریلوی

۱۰ ربیع الاول ۱۴۴۲ھ بروز بدھ

(کیا تکبیر میں بھی حی علی الصلوٰۃ اور حی علی الفلاح کہتے وقت دائیں بائیں مونھ پھیرنا چاہئے)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مسئلہ:۔ کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ تکبیر کے درمیان حی علی الصلوٰۃ اور حی علی الفلاح کے وقت منہ ادھر ادھر کرنا چاہئے یا نہیں جواب عنایت فرمائیں بہت مہربانی ہوگی المستفتی:۔ فرحان رضا فیضانی مدھوبنی

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوہاب

جی ہاں تکبیر میں بھی حی علی الصلوٰۃ کہتے وقت داہنی طرف اور حی علی الفلاح کہتے وقت بائیں طرف منھ پھیرے جیسا کہ حضور صدر الشریعہ بدر الطریقہ علیہ الرحمۃ والرضوان بہار شریعت میں بحوالہ درمختار تحریر فرماتے ہیں اقامت میں بھی حی علی الصلوٰۃ حی علی الفلاح کے وقت دہنے بائیں مونھ پھیرے" اھ (ج:1 / ح:3 /ص:470) واللہ تعالی أعلم بالصواب

کتبہ

محمد اسرار احمد نوری بریلوی

۱۰ محرم الحرام ۱۴۴۱ھ بروز منگل

(منفرد کو قضاء نماز کے لئے اقامت کہنا کیسا؟)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مسئلہ:۔ کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ منفرد قضاء نماز پڑھے تو کیا تکبیر کہے گا جواب سے سرفراز کریں

المستفتی:۔ معروف رضا منظری

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

اللھم ھوالھادی الی الصواب

قضاء نماز اگر تنہا یا جماعت کے ساتھ آبادی سے دور ادا کی جائے تو اذان واقامت کہنا مسنون ومستحب ہے اگر گھر میں تنہا ادا کی جائے تو محلہ کی اذان واقامت کافی ہے لیکن پھر بھی اذان واقامت کہہ لینا مستحب ہے جیسا کہ خاتم المحققین علامہ ابن عابدین شامی علیہ الرحمہ ارشاد فرماتے ہیں "ویسن ان یؤذن یقیم لفائتته رافعا صوته لو بجماعه اوصحراء اوبیته منفردا" (ردالمحتار جلد دوم کتاب الصلات باب الاذان ص ۵۷)

ایسا ہی بہار شریعت جلد اول حصہ سوم صفحہ ۴۶۴ میں ہے۔ ھذاماظھرلی وھوسبحانہ وتعالی اعلم وعلمہ احکم واتم

کتبہ

امجد رضا سیتا مڑھی بہار

۱۲ ربیع الآخر ۱۴۴۰ھ

(حی علی الصلوٰۃ وحی علی الفلاح کہتے وقت چہرے کو کتنا پھیرنا چاہئے؟)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مسئلہ:۔ کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ اذان میں حی علی الصلوٰۃ وحی علی الفلاح میں کس درجہ تک چہرے کو پھیرا جاسکتا ہے؟

المستفتی:۔ محمد تنویر احمد قادری اسمٰعیلی بنارس

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوہاب

"حی علتین" یعنی حی علی الصلوٰۃ اور حی علی الفلاح میں مطلقا چہرے کو پھیرنا مسنون ہے جیسا کہ خاتم المحققین علامہ ابن عابدین شامی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں "و یلتفت فیه أی الأذان و کذا فیها أی الاقامة مطلقا یمینا و یسارا" (درمع الرد جلد ثانی ص:53/ کتاب الصلاۃ/ باب الأذان)

اور حضور صدر الشریعہ بدر الطریقہ علیہ الرحمۃ والرضوان بہار شریعت میں تحریر فرماتے ہیں کہ حی علی الصلوٰۃ داہنی طرف مونھ کر کے کہے اور حی علی الفلاح بائیں جانب اگرچہ نماز کے لئے نہ ہو بلکہ مثلاً بچے کے کان میں یا اور کسی لئے کہی یہ

پھیرنا فقط مونھ کا ہے سارے بدن سے نہ پھرے اگر منارہ پر اذان کہے تو داہنی طرف کے طاق سے سر نکال کر حی علی الصلوٰۃ کہے اور بائیں جانب کے طاق سے حی علی الفلاح یعنی جب بغیر اسکے آواز پہنچنا پورے طور پر نہ ہو یہ وہیں ہوگا کہ منارہ بند ہے اور دونوں طرف طاق کھلے ہیں اور کھلے منارہ پر ایسا نہ کرے بلکہ وہیں صرف مونھ پھیرنا ہو اور قدم ایک جگہ قائم'' اھ

(ج:3 /ص:469 /470 /اذان کا بیان/مجلس المدینۃ العلمیۃ دعوت اسلامی) واللہ تعالیٰ أعلم بالصواب

کتبہ

محمد اسرار احمد نوری بریلوی

۸ شعبان المعظم ۱۴۴۱ھ بروز جمعہ

(تہجد کی نماز کے لئے اذان شرط نہیں)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مسئلہ:۔ کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ کیا تہجد کی اذان نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم یا صحابۂ کرام سے ثابت ہے؟ حوالہ کے ساتھ جواب عنایت فرمائیں

المستفتی:۔ محمد ایوب رضا قادری (کولکاتہ)

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوہاب

تہجد کی اذان حضور نبیٔ کریم صلی اللہ علیہ وسلم صحابۂ کرام تابعین تبع تابعین کسی سے ثابت نہیں فی زمانہ یہ یہودی بنام سعودی تہجد کی اذان دیتے ہیں تہجد کی نماز سنت نافلہ ہے جس کے لئے اذان شرط نہیں جس طرح چاشت واشراق و دیگر نمازوں میں اذان نہیں اسی طرح تہجد کے لئے بھی نہیں ہے تہجد کی اذان کا ثبوت کسی کتاب میں نہیں ملتا حتی کہ بدمذہبوں کے کسی کتاب میں تہجد کی اذان کا ذکر نہیں ہاں تہجد کی نماز کے لئیے سونا شرط ہے۔ (درمختار)

تہجد کی نماز: عشاء کی نماز پڑھ کر سو رہنے کے بعد جس وقت جاگے وہ تہجد کا وقت ہے مگر رات کے پچھلے تہائی حصہ میں پڑھنا افضل ہے تہجد سنت اور یہ بہ نیت سنت پڑھی جاتی ہے کم سے کم دو رکعت زیادہ سے زیادہ آٹھ رکعتیں۔

(فتح القدیر عالمگیری وغیرہ)

دن کے نفل میں ایک سلام سے چار رکعت سے زیادہ اور رات کے نفل میں ایک سلام آٹھ رکعت سے زیادہ پڑھنا مکروہ ہے اور افضل یہ ہے کہ دن کو یا رات چار رکعت پہ سلام پھیر دے (درمختار)

جب دو رکعت سے زیادہ نفل کی نیت ہو تو ہر رکعت پہ قعدہ کرنا ہوگا۔

تنبیہ:۔ایک ساتھ دو رکعت سے زائد نفل میں شرائط دشوار ہیں اس لیئے آسانی دو دو رکعت کر کے پڑھنے میں ہے

(ماخوذ از بہار شریعت حصہ چہارم سنن ونوافل کا بیان) واللہ تعالی أعلم بالصواب

کتبہ

محمد معصوم رضا نوری

۶ مئی بروز سوموار ۲۰۱۹ عیسوی

(بدمذہب کے اذان واقامت سے جماعت قائم کرنا کیسا؟)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مسئلہ:۔کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ اگر کوئی بدعقیدہ اذان اور تکبیر کہے ہے اور سنی عالم نماز پڑھائے تو نماز ہو جائے گی؟ المستفتی:۔محمد صدام حسین دیوریاوی یوپی

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوہاب

جماعت مستحبہ کے لئے اذان سنت مؤکدہ کفایہ ہے اگر دیوبندی، وہابی اذان واقامت دے تو اسکی اذان، اذان نہیں واقامت اقامت نہیں اسکی آذان واقامت دہرائی جائے گی کیونکہ وہابی دیوبندی اپنے عقائد باطلہ کے تحت کافر ومرتد ہے اس کی اذان واقامت میں جماعت ادا کیا تو مکروہ وخلاف اولی ہوگا اور سنت مؤکدہ کفایہ ترک کرنے کی واجہ سے سب گنہگار ہونگے۔(ہندیہ جلد اول کتاب الصلاۃ ص ۵۳)

"ان الجماعۃ بلا اذان کلا جماعۃ" بغیر اذان کے جماعت ایسے ہے جیسے جماعت ہوئی ہی نہیں۔

(فتاوی رضویہ جلد ۷ ص ۸۰)

بلا اذان جماعت اولی مکروہ وخلاف سنت ہے۔(فتاوی رضویہ جلد ۵ ص ۶۲۰)

اور ایک مسئلے کی وضاحت درکار ہے اور وہ یہ کہ مرتدوں کی اذان کا جواب دینا واجب نہیں لیکن اللہ جلالہ یا رسول اللہ کا نام کوئی بھی لے ہندو ہو یا مرتد، ان مقدس ناموں پر کلمہ تعظیم اور درود شریف پڑھا جائے گا اور یہ بھی جائز ہے کہ سرکار دوعالم کا نام سن کر انگوٹھوں کو بوسہ دے کر آنکھوں سے لگائے اور کہے "قرت عيني بك يارسول الله اللهم متعني

بالسمع والبصر " امام اہل سنت جن پر اللہ جل جلالہ نے رحمت کی اور ایمان کی حفاظت کا ذریعہ بنایا اللہ تعالی ان پر رحمتیں نازل فرماتا رہے، لکھتے ہیں کلمۂ جلالت پر تعظیم اور نامِ رسالت پر درود شریف پڑھیں گے اگر چہ یہ اسمائے طیبہ کسی کی زبان سے ادا ہوں مگر وہابی کی اذان، اذان میں شمار نہیں جواب کی حاجت نہیں، اور اہلسنت کو اُس پر اکتفا کی اجازت نہیں بلکہ ضرور دوبارہ اذان کہیں۔ درمختار میں ہے **ویعاد اذان کافر وفاسق** کافر اور فاسق کی اذان لوٹائی جائے۔

(درمختار جلد اول باب الاذان ص ۴۷ رفتاوی رضویہ جلد ۵ ص ۴۲۲)

نوٹ: ۔ جماعت مکروہ سے مراد مکروہ تنزیہی ہے اعادہ مستحب ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ

محمد امجد رضا

۲۱ رشوال المکرم ۱۴۴۰ھ

(اذان کی شروعات کب اور کیسے؟)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مسئلہ: ۔ کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ جب نماز کا حکم ہوا تھا تو کسی صحابیٔ رسول نے اذان کے الفاظ خواب میں سنا تھا وہ خواب نبی پاک کو بیان کیا گیا تھا تو نبی پاک نے بھی اسی تکبیر کو بلند آواز سے کہنے کا حکم دیا مع ترتیب اور اصلاح فقیر کو مدلل نوازدیں عین نوازش ہوگی **المستفتی:** ۔ ضیاء صدیقی قادری مبارکپور سہرسہ بہار

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوہاب

نماز حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی مکی زندگی میں فرض ہوچکی تھی کیونکہ مکی زندگی میں کفار مکہ کا غلبہ تھا اور مسلمان چھپ چھپا کر نماز پڑھا کرتے تھے ایسے ماحول میں اذان کی ہرگز ضرورت نہیں تھی ہجرت مدینہ کے بعد نبی کریم صلی اللہ وسلم نے مسجد نبوی تعمیر کروائی اور مہاجرین وانصار مسلمانوں کے درمیان رشتہ، ،مواخات، ، قائم کیا اب ایک ننھی منی اسلامی حکومت بھی قائم ہوچکی تھی اور اسلام کو غلبہ بھی حاصل ہوچکا تھا ایسے ماحول میں نماز کے لئے مسلمانوں کو جمع کرنے کے بارے میں ایک دن نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے صحابہ سے مشاورت یعنی مشورہ کیا اس صورت میں مختلف آراء سامنے آئیں لیکن کسی نہ کسی اعتبار سے یہود ونصاریٰ آتش پرستوں اور بت پرستوں سے موافقت رکھتی تھیں جو آپ نے مسترد فرمادیں بہرحال، ،

الصلوۃ جامعۃ، کے الفاظ پر اتفاق کرتے ہوئے اجلاس برخاست ہو گیا مشہور انصاری صحابی حضرت عبداللہ بن زید رضی اللہ تعالی عنہ نے خواب میں دیکھا کہ اللہ تعالی کی طرف سے فرشتے نے انہیں خواب میں اذان سکھائی اور پیغام دیا کہ بیداری کے بعد حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیجئے گا کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حضرت بلال حبشی کو حکم فرمائے کہ وہ بایں الفاظ لوگوں کو نماز کی دعوت دیں وہ الفاظ یہ تھے۔

اللہ اکبر اللہ اکبر		اللہ اکبر اللہ اکبر
اشھد ان لا الہ الا اللہ		اشھد ان لا الہ الا اللہ
اشھد ان محمدرسول اللہ		اشھد ان محمدرسول اللہ
حی علی الصلاۃ		حی علی الصلاۃ
حی علی الفلاح		حی علی الفلاح
اللہ اکبر اللہ اکبر		لا الہ الا اللہ

چنانچہ انہوں نے بیداری کے بعد حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں پیغامِ خدا عرض کر دیا اسی رات حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالی عنہ نے بھی یہی اذان والا خواب دیکھا اور انہوں نے بارگاہ رسالت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنا خواب عرض کر دیا حکم ملنے پر حضرت بلال حبشی رضی اللہ تعالی عنہ نے پہلی اذان فجر کی نماز کے لئے کہی اذان سن کر حضرت فاروق اعظم رضی اللہ تعالی عنہ نے کہا اذان کے الفاظ تو مجھے بھی خواب میں سکھائے گئے ہیں گویا کہ متعدد صحابہ کرام رضی اللہ تعالی علیہم اجمعین نے خواب میں اذان کے الفاظ سیکھے جو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے پسند فرمائے اسی طرح دعوت نماز کے لیے اذان کا آغاز ہوا۔(شرح مسند امام اعظم صفحہ 255) واللہ اعلم بالصواب

کتبہ

عبیداللہ رضوی بریلوی

۸ محرم ۱۴۴۱ ہجری

(منفرد کیلئے محلے کی اذان واقامت کافی ہے؟)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مسئلہ:۔ کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ میں روم پر اکیلے نماز پڑھتا ہوں تو کیا مجھے فرض نماز کے لئے اقامت کہنا ضروری ہے قرآن وحدیث کی روشنی میں جواب عنایت فرما کر شکریہ کا موقع عنایت فرمائیں

المستفتی:۔ مقیم احمد الہ آبادی

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوہاب

اذان واقامت اس فرض نماز کے لئے ہے جو کہ جماعت کے ساتھ ادا کی جائے لہٰذا بغیر اذان واقامت کے تنہا ادا کی گئی فرض نماز بلا شبہ ادا ہو جائے گی "والإقامة مثل الأذان فی کونه سنة للفرائض فقط"
(فتاوی عالمگیری جلد اول ص ۱۱۰ کتاب الصلوۃ، الباب الثاني في الأذان)

لیکن افضل اور بہتر یہ ہے کہ اکیلے نماز پڑھنے والا شخص بھی اذان واقامت کہہ کر فرض نماز ادا کرے وأما المنفرد. فالأفضل له أن يأتي بهما ليكون أداؤه على هيئة الجماعة (حلبي کبیر، باب سنن الصلاۃ ۳۷۲)

نیز صاحب بدائع صنائع علامہ علاء الدین کاسانی علیہ الرحمہ اس تعلق سے فرماتے ہیں إذا صلى الرجل في بيته واکتفى بأذان الناس وإقامتهم أجزأه. وإن أقام فهو حسن (بدائع الصنائع، کتاب الصلوۃ جلد اول ص ۶۵۲ فصل في بيان محل وجوب الأذان، بیروت) واللہ اعلم بالصواب

کتبہ

امجد رضا امجدی

۱۶ جمادی الاولی ۱۴۴۰

(بچوں اور بچیوں کے کان میں اذان پڑھنے کا حکم؟)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مسئلہ:۔ کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ جو بچہ پیدا ہوتا ہے اور اس کے بعد اس کے کان میں اذان دی جاتی ہے اور جو بچی پیدا ہوتی ہے ان کے کانمیں بھی اذان دی جاتی ہے تو شرعی احکام کیا ہے اسکے بارے میں حوالہ کے ساتھ نظر ثانی فرمائیں

المستفتی:۔ شعیب سنگمنیر

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوہاب

جب بچہ پیدا ہو تو مستحب یہ ہے کہ اسکے کان میں اذان واقامت کہی جائے اذان کہنے سے ان شاء اللہ تعالی بلائیں

دور ہو جائے گی بہتر یہ ہے کہ دہنے کان میں چار مرتبہ اذان اور بائیں کان میں تین مرتبہ اقامت کہی جائے بہت لوگوں میں یہ رواج ہے کہ لڑکا پیدا ہوتا ہے تو اذان کہی جاتی ہے اور لڑکی پیدا ہوتی ہے تو نہیں کہتے یہ نہ چاہئے بلکہ لڑکی پیدا ہو جب بھی اذان واقامت کہی جائے۔(بہار شریعت جلد چہارم حصہ پانزدہم صفحہ 153 ناشر قادری کتاب گھر اسلامیہ مارکیٹ بریلی شریف)

واللہ اعلم بالصواب

کتبہ

محمد اختر رضا قادری رضوی

۲۲ ذی القعدہ ۱۴۴۰ھ

(اقامت کتنی آواز سے بولیں؟)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مسئلہ:۔کیا فرماتے ہیں ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ زید نے نماز کے لئے تکبیر اتنی آواز سے کہی کہ ایک صف میں آواز پہنچی تو بکر نے اعتراض کیا کہ آواز سے پڑھو زید نے کہا کہ تکبیر تو ہو جائے گی بکر نے کہا کوئی حوالہ بتاؤ میری علمائے کرام کی بارگاہ میں التجا ہے کہ تکبیر کتنی آواز سے پڑھنی چاہئے جلد جواب دے کر شکریہ کا موقع دیں

المستفتی:۔محمد بلال رضا سنبھل

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوہاب

اقامت اذان کے مثل ہے اس میں بھی آواز بلند ہو،مگر نہ اذان کی مثل بلکہ اتنی کہ حاضرین تک آواز پہنچ جائے،اور اس کے کلمات جلد جلد کہیں اور درمیان میں سکتہ نہ کریں۔نہ کانوں پر ہاتھ رکھنا ہے نہ کانوں میں انگلیاں رکھنی ہیں اقامت کی سنیت اذان کی بہ نسبت زیادہ مؤکد ہے۔(بہار شریعت حصہ سوم ص ۲۵/۲۶)

اس لئے اقامت بلند آواز سے کہنی چاہئے کہ حاضرین باسانی سن سکیں۔مگر طاقت سے زیادہ آواز بلند کرنا مکروہ ہے اگر زید نے اتنی آواز میں تکبیر کہی کہ پہلی صف کے مقتدی نے سن لیا تو اقامت ہوگئی مگر آگے سے حاضرین کا بھی خیال رکھے۔

"کما مرا" واللہ اعلم بالصواب

کتبہ

محمد رضا امجدی

۱۷ صفر المظفر ۱۴۴۱ھ

(خطبہ کی اذان کس جگہ دی جائے؟)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مسئلہ:۔ کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ خطبہ کی اذان کس جگہ دی جائے شریعت کی روشنی میں حوالے کے ساتھ جواب عنایت فرمائیں

المستفتی:۔ محمد اقبال رضوی مرادآبادی

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوہاب

صورت مسئولہ میں خطبے کی اذان خطیب کے سامنے خارج مسجد میں دی جائیگی جیسا کہ حدیث شریف میں ہے "عن السائب بن یزید قال کان یوذن بین یدی رسول اللہ ﷺ اذا جلس علی المنبر یوم الجمعۃ علیٰ باب المسجد وابی بکر و عمر" حضرت سائب بن یزید رضی اللہ عنہ سے مروی ہے انہوں نے فرمایا کہ جب رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جمعہ کے دن منبر پر رونق افروز ہوتے تو حضور کے سامنے مسجد کے دروازے پر اذان ہوتی اور ایسے ہی حضرت ابوبکر و عمر رضی اللہ عنہما کے زمانہ مبارکہ میں بھی رائج تھا۔ (ابوداود شریف جلد اول ص 162)

اور جیسا کہ تفسیر جمل جلد چہارم ص 343 پر آیت کریمہ اذا نودی للصلوۃ کے تحت ہے " اذا جلس علی المنبر اذن علیٰ باب المسجد، یعنی جب حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جمعہ کے دن منبر پر تشریف رکھتے تو مسجد کے دروازے پر اذان دی جاتی تو ان احادیث کی روشنی میں ثابت ہوا کہ اذان خارج مسجد میں دی جائے گی الحمد للہ ہم اہل سنت اسی پر عمل پیرا ہیں۔ (فتاویٰ فیض الرسول جلد اول ص 414) واللہ اعلم بالصواب

کتبہ

عبید اللہ رضوی بریلوی

۲۳ ربیع الاول ۱۴۴۱ ہجری

(دوران اذان رخ قبلہ ضروری ہے؟)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مسئلہ:۔ کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ اذان کہتے وقت چہرہ قبلہ کی طرف کرنا ضروری ہے اگر کسی نے قبلہ کی طرف الگ اذان پڑھی تو ہوگی یا نہیں

المستفتی:۔ محمد بلال رضا سنبھل

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوہاب

قبلہ رو ہوکر اذان دینا ضروری بمعنی فرض شرعی نہیں البتہ ادائے سنت کے واسطہ ضروری ہے کہ انحراف قبلہ کی صورت میں سنت اذان ادا نہیں ہوسکتی۔

ہدایہ میں ہے (ویستقبل بهما القبلة)لان الملك النازل من السماء اذن مستقبل القبلة ,ولو ترك الاستقبال ,جاز لحصول المقصود ,ويكره لمخالفته السنة ويحول وجهه بالصلاة والفلاح يمنة ويسرة لانه خطاب للقوم فيوا جههم به وان استدار فی صومعته فحسن مراده اذالم يستطع تحويل الوجه يمينا و شمالا مع ثبات قدميه مكانهما كما هوالسنة بان كانت الصومعة متسعة فاما من غير حاجت فلا ،،اذان اور اقامت قبلہ کی طرف رخ کر کے پڑھے کیونکہ آسمان سے نازل ہونے والے فرشتے نے بھی قبلہ رُخ ہوکر اذان پڑھی تھی اور اگر کسی نے استقبال قبلہ ترک کیا تو مقصود حاصل ہونے کی وجہ سے جائز ہے اور خلاف سنت ہونے کی وجہ سے مکروہ ہوگا اور جس وقت حی علی الصلوۃ اور حی علی الفلاح کہے تو دائیں اور بائیں جانب اپنا چہرا پھیرے اس لئے کہ اس کا یہ قوم کو خطاب ہے لہذا وہ ان کے سامنے ہوگا ,اور اگر مؤذن اپنے منارے میں گھوم گیا تو اچھا ہے اور امام محمد علیہ الرحمۃ کے قول کی مراد یہ ہے کہ جب وہ اپنے قدموں کو سنت طریقے پر جما کر دائیں اور بائیں اپنے چہرے کو نہ پھیر سکتا ہو ,جبکہ منارہ بھی کشادہ ہو ,لہذا بغیر ضرورت کے اپنی جگہ سے قدم اٹھانا مناسب نہیں۔

(فیوضات رضویہ ,تشریحات ہدایہ ج دوم ص90) واللہ اعلم بالصواب

کتبہ

محمد انور رضا

۹ جمادی الآخر ۱۴۴۱ھ بروز منگل

(کیا حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے اذان دینا ثابت ہے؟)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مسئلہ:۔ کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے اذان دینا ثابت ہے یا نہیں؟ مع حوالہ جواب عنایت فرمائیں

المستفتی:۔ محمد صادق الامین علیمی پونچھ جموں وکشمیر

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوہاب

حضور اکرم صلی اللہ تعالی علیہ وسلم نے ایک بار اپنے سفر شریف میں اذان و اقامت فرمایا ہے اور وہ ظہر کی نماز تھی اذان میں آپ نے اشھد انی رسول اللہ پڑھا ہے جیسا کہ سیدی اعلی حضرت رضی اللہ تعالی عنہ فتاوی رضویہ شریف جلد دوم ص ۳۸۸ میں ارشاد فرماتے ہیں قال فی الدر مختار و فی الضیاء انہ علیہ الصلاۃ والسلام اذن فی سفر بنفسه وأقام وصلی الظھر وقد حققناہا اور جد الممتار جلد اول ص ۲۱۲ میں تحریر فرماتے ہیں عن التحفۃ للأمام ابن حجر مکی انہ صلی اللہ علیہ وسلم اذن مرۃ فی سفر فقال فی تشھدہ اشھد انی رسول اللہ وقد أشار ابن حجر الی صحیته اس سے معلوم ہوا کہ رسول صلی اللہ تعالی علیہ وسلم نے ایک بار سفر میں آذان پڑھی ہے۔ واللہ اعلم بالصواب

کتبہ

محمد رضا امجدی

(قبل اذان درود شریف پڑھنا کیسا ہے؟)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مسئلہ:۔ کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ اذان سے پہلے درود شریف پڑھنے کی دلیل ارسال کریں مہربانی ہوگی۔

المستفتی:۔ محمود

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوہاب

اللہ تعالیٰ نے قرآن پاک میں مطلق ارشاد فرمایا کہ یاایھا الذین آمنوا صلوا علیہ وسلموا تسلیما: اس میں وقت کی قید نہیں ہے کہ فلاں وقت پڑھنا فلاں وقت نہیں پڑھنا بلکہ جب چاہے پڑھ سکتے ہیں لہذا اذان سے پہلے یا بعد میں پڑھنے میں کوئی حرج نہیں اور ایسا ہی فتاویٰ امجدیہ میں ہے اذان واقامت سے پہلے اور بعد میں درود و دعا و سلام پڑھنا جائز و مستحسن ہے۔

صدرالشریعہ بدرالطریقہ مفتی امجد علی اعظمی علیہ رحمتہ اللہ علیہ لکھتے ہیں: اذان کے بعد جو دعا احادیث میں وارد ہے۔ اس کا پڑھنا اتباع سنت وموجب برکات ہے۔اس کے پڑھنے کے لئے احادیث میں شفاعت کا وعدہ فرمایا۔انبیاء علیہم السلام پر درود و سلام پڑھنا موجب ثواب و برکات اور درود کے ثواب جو احادیث میں وارد ہیں، اس کا مستحق ہے۔۔احادیث میں درود پڑھنے کی فضیلت موجود ہے اور اذان کے بعد درود کی ممانعت نہیں۔مزید لکھتے ہیں کہ اس کو (درودوسلام اذان واقامت سے پہلے یا بعد میں پڑھنے کو) ناجائز و بدعت قبیحہ کہنے والے ایمان وانصاف سے بولیں کہ اذان کے بعد درود شریف پڑھنا کس حدیث میں منع کیا۔کس صحابی نے منع کیا یا تابعین وتبع تابعین یا ائمہ مجتہدین میں سے کس نے ناجائز کہا۔اگر ایسا نہیں اور یقینا ایسا نہیں تو یہ حکم احداث فی الدین و بدعت قبیحہ ہے یا نہیں ضرور ہے اور وہ تمام احادیث جو مجوزین کے حق میں ذکر کی گئیں۔سب مانعین کے حق میں ہیں۔ بالجملہ صلوٰۃ وسلام (اذان واقامت سے پہلے ہو یا بعد میں) پڑھنا جائز ہے کسی دلیل شرعی سے اس کی ممانعت نہیں۔اب نجدیوں نے موقوف کر دیا ہے ورنہ صدیوں سے حرمین طیبین مکہ ومدینہ دیگر بلاد اسلامیہ میں رائج ومعمول بنا رہا اور علماء ومشائخ بنظر استحسان دیکھتے رہے اور عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے مروی ما راٰہ المسلمون حسنا فھو عنہ اللہ حسن لہذا یہ جائز و مستحسن ہے۔

درمختار وہدایہ، فتاویٰ قاضی خان، عالمگیری وغیرہ کتب فقہ میں اس کے جواز بلکہ استحسان کی تصریح ہے۔ التسلیم بعد الاذان حدث فی ربیع الاخر سنۃ سبع مائۃ واحدی وثمانین فی عشاء لیلۃ الاثنین ثم یوم الجمعۃ ثم بعد عشر سنین حدث فی الکل الا المغرب ثم فیھا مہ تین وھو بدعۃ حسنۃ علماء جب اسے اس ہیئت خاصہ کے ساتھ بدعت حسنہ کہتے ہیں تو اسے بدعت سیئہ قرار دے کر منع کرنا سخت غلطی ہے۔(فتاویٰ امجدیہ، جلد اول ص ٦٦٧،٦٥ مطبوعہ مکتبہ رضویہ)

خلاصۂ کلام یہ ہے کہ اذان کے بعد یا اذان سے پہلے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام پر درود بھیجنا جائز ومستحب امر مستحسن ہے کما حررناہ فی اوائلہ امام اہلسنت امام احمد رضا خان علیہ الرحمہ نے کیا خوب فرمایا تم ہو حفیظ ومغیث کیا ہے وہ دشمن خبیث تم ہو تو پھر خوف کیا تم پہ کروڑوں درود (حدائق بخشش) واللہ اعلم بالصواب

کتبہ

محمد مظہر علی رضوی

۲۵ جمادی الاولی ۱۴۴۰ ہجری

(مسجد کے صحن میں اذان دینے کا حکم؟)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مسئلہ:۔کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ مسجد کے صحن میں اذان دینا کیسا ہے قرآن وحدیث کے روشنی میں جواب جلد عنایت فرمائیں بڑی مہربانی ہوگی

المستفتی:۔فقیر محمد عرش عالم ازہری

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوہاب

صحن مسجد میں اذان دینا جائز نہیں ہے کیونکہ صحن یہ مسجد میں شمار ہے اور مسجد میں اذان دینا منع ہے جیسا کہ حضور اعلیٰ حضرت علیہ الرحمہ والرضوان تحریر فرماتے ہیں کہ صحن مسجد قطعاً جزئ مسجد ہے جس طرح صحن دار جزء دار ہے مثلاً کسی نے قسم کھائی زید کے گھر نہیں جاؤنگا اور اور صحن میں گیا تو بیشک حانث ہوجائے گا کما یظھر من الھدایہ، والھندیہ، والدر المختار، ورد المحتار وعامۃ الاسفار اسی طرح اگر قسم کھائی کہ مسجد کے باہر نہیں جاؤنگا اور صحن میں آیا تو حانث نہیں ہوگا اس سے معلوم ہوا کہ صحن یہ مسجد ہی کا حصہ ہے اور مسجد کی تعریف یہ ہے کہ مسجد اس بقعہ کا نام ہے جو خالص نماز پنجگانہ کے لئے وقف ہو مزید تفصیل کے لئے فتاویٰ رضویہ جلد ہشتم صفحہ ۶۷۳/اور فتاوی رضویہ باب الوقف ملاحظہ کریں۔

واللہ اعلم بالصواب

کتبہ

مظہر علی رضوی

۹ جمادی الآخر ۱۴۴۰ ہجری

(نماز پنجگانہ کے لئے جو اذان دی جاتی ہے وہی دیگر مواقع پر بھی دینگے؟)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مسئلہ:۔کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ پنج نمازوں میں جو اذان دی جاتی ہے وہی اذان اور جگہوں میں جیسے آندھی یا قبرستان میں دی جائے گی یا اسکے لے کوئی دوسری اذان ہے؟ مع دلیل جواب عنایت فرمائیں۔

المستفتی:۔معراج احمد

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوہاب

نماز پنجگانہ کیلئے جو اذان دی جاتی ہے وہی دیگر مواقع پر بھی دینگے جیسا کہ درمختار جلد اول باب الاذان میں ہے کہ دس جگہ اذان کہنا سنت ہے جس کو یوں فرمایا گیا ہے "فرض الصلواۃ ومن اذن الصغیر وفی وقت الحریق وللحرب الذی وقعا خلف المسافر والغیلان ان ظهرت فاحفظ لست من الذی قد شرعا وزید اربع ذوهم وذوغضب مسافر ضل فی قفر ومن صرعا" نماز پنجگانہ کے لئے، بچہ کے کان میں، آگ لگنے کے وقت، جب کہ جنگ ہو، مسافر کے پیچھے، جن کے ظاہر ہونے پر، غصہ والے پر، جو مسافر کہ راستہ بھول جائے اور مرگی والے پر شامی میں مذکورہ عبارت کے ماتحت ہے "قد یسن الاذان بغیر الصلواۃ کما فی اذان المولود والمهموم والمصروع والغضبان ومن ساء خلقه من انسان اوبهیمة وعند مزدهم الجیش وعند الحریق وقیل عند انزال المیت القبر قیاسا علی اول خروجه للدنیا لکن رده ابن حجر فی شرح العباب وعند تفول الغیلان ای تمرد الجن" نماز کے سوا چند جگہ اذان دینا سنت ہے بچہ کے کان میں، غمزدہ کے، مرگی والے کے، غصہ والے کے کان میں، جس جانور یا آدمی کی عادت خراب ہو اس کے سامنے لشکروں کے جنگ کے وقت، آگ لگ جانے کے وقت، میت کو قبر میں اتارتے وقت، اس کے پیدا ہونے پر قیاس کرتے ہوئے لیکن اس اذان کے سنت ہونے کا ابن حجر علیہ الرحمہ نے انکار کیا ہے جن کی سرکشی کے وقت مذکورہ عبارت سے آپ نے جان لیا ہوگا کہ جو آذان نماز میں دی جاتی ہے وہی ہے کوئی دوسری اذان نہیں ہے اور یہ بھی معلوم ہو گیا ہوگا کہ نماز کے علاوہ ان جگہوں پر اذان دینا سنت ہے۔ واللہ اعلم بالصواب

کتبہ

محمد رضا امجدی

۱۴ شعبان المعظم ۱۴۴۰ ہجری

(مسجد محلہ میں اذان سے پہلے گھر میں نماز ادا کرنا کیسا؟)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مسئلہ:۔ کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ زید کی بستی میں فجر کی اذان 5 بجکر 50 منٹ پر ہوتی ہے اور زید جسے

سفر پر روانہ ہونا تھا تو زید نے 5 بجکر 40 منٹ پر اذان کے بغیر فجر کی نماز ادا کر کے سفر پر روانہ ہو گیا زید نے اپنے محلے کی مسجد کے علاوہ کہیں سے بھی اذان کی صدا نہ سنے تو اب زید کی فجر کی نماز ادا ہوئی یا نہیں؟

المستفتی:۔ احقر محمد فیروز احمد قادری نہر نیاں ہرلاکھی ضلع مدھوبنی بہار

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوہاب

اگر زید کے یہاں ۵۴۰ سے پہلے ابتدائے فجر ہے تو نماز درست ہے اگر چہ محلے کی اذان نہ ہوئی ہو لقولہ تعالی "ان الصلوات كانت علی المؤمنین كتابا موقوتا" واللہ اعلم بالصواب

کتبہ

مولانا امجد رضا

۱۶ ربیع الآخر ۱۴۴۱ ہجری

(فاسق کی اذان کا کیا حکم ؟)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مسئلہ:۔ کیا فرماتے ہیں ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ مؤذن فاسق ہے یعنی داڑھی ایک مشت سے کم ہے اور آذان میں بھی غلطیاں ہیں جیسے لفظ اللہ اکبر کے ثانی الف کو حذف کر دیتا ہے اور دیگر لفظوں میں صریح غلطیاں ہیں اور مخرج بھی صحیح نہیں ہے۔ جواب طلب امر یہ ہے کہ ایسے مؤذن کی اذان ہوتی ہے یا نہیں اگر نہیں ہوتی ہے تو اس آذان سے نماز جماعت ہوتی ہے یا نہیں ۔۔ نیز اگر امام مسجد ایسے مؤذن کو تبدیل کر دوسرے مؤذن کو بحال کرنے کا مطالبہ کرنے پر بھی اگر کمیٹی تبدیل نہیں کرتی تو امام مسجد کیا کرے قرآن وحدیث کی روشنی میں جواب عنایت فرمائیں المستفتی:۔ محمد عمران

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوہاب

حد شرع یعنی ایک مشت سے کم داڑھی رکھنا خواہ منڈانا یا کتروانا، ناجائز وحرام ہے اور ایسا کرنے والا فاسق ہے اور درمختار میں ہے یحرم علی الرجل قطع لحیة ؛؛ (الدر المختار مع رد المحتار ج ۵ /ص ۲۶۱)

اور فاسق کی اذان مکروہ ہے اگر کہہ دے تو بہتر ہے کہ اس اذان کو دوہرایا جائے۔حضور صدر الشریعہ اپنے مشہور زمانہ تصنیف، بہار شریعت، حصہ سوم باب الاذان میں ارشاد فرماتے ہیں کلمات اذان میں لحن حرام ہے، مثلا اللہ اکبر کے ہمزہ کو مد کے ساتھ، آللہ، یا، آکبر، پڑھنا یونہی اکبر میں بے کے بعد الف بڑھانا حرام ہے۔(ص ۲۴/قدیم)

جس طرح اللہ اکبر میں کسی الفاظ کا بڑھانا حرام ہے۔اسی طرح گھٹانا حرام ہے اسی کے چند سطر کے بعد فرماتے ہیں اگر کلمات اذان یا اقامت میں کسی جگہ تقدیم وتاخیر ہوگئی، تو اتنے کو صحیح کرلے، سرے سے اعادہ کی حاجت نہیں، اور اگر صحیح نہ کئے اور نماز پڑھ لی تو نماز کے اعادہ کی حاجت نہیں۔(عالم گیری بحوالہ بھار شریعت حصہ سوم ص ۲۵)

اور اگر اذان کے الفاظ اس قدر تبدیل ہو جارہے ہیں، کہ معنی فاسد ہو جاتے ہیں، تو آذان نہیں ہوئی، ایسے موذن کو برخاست کر کے نیک وصالح اور صحیح اذان کے الفاظ ادا کرنے والے مؤذن کو منتخب کرنا کمیٹی پر لازم ہے، اگر ایسا نہیں کرتے ہیں، تو کمیٹی والے گنہگار امام مورد الزام نہیں۔واللہ اعلم بالصواب

کتبہ

محمد رضا امجدی

۱۲/صفر المظفر ۱۴۴۱ ہجری

(کیا مائک پر ہوئی اذان کا جواب دیا جائے ؟)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مسئلہ:۔کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ مائک سے ہونے والی اذان کا جواب دینا واجب ہے؟

المستفتی:۔محمد بلال رضا سنبھل

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوہاب

علمائے محققین کے نزدیک یہ اختلاف ہے کہ لاؤڈ اسپیکر کی آواز بعینہ متکلم کی آواز ہے یا نہیں؟ بعض علماء بعینہ متکلم کی آواز مانتے ہیں اور بعض نہیں مانتے، تو اگر لاؤڈ اسپیکر سے اذان ہو اور لاؤڈ اسپیکر کی آواز متکلم کی آواز نہ مانیں تو خاموش رہنے اور جواب دینے کے بارے میں وہ حکم نہ ہوگا جو اذان کی اصل آواز پر ہے، اور اگر متکلم ہی کی آواز مانیں تو پھر وہی حکم ہوگا جو اذان کی اصل آواز پر ہے جب کہ اذان ہو تو اتنی دیر کے لیے سلام، کلام اور جواب سلام تمام کام چھوڑ دیا جائے اور

اذان کو غور سے سنا جائے اور اذان کا جواب دیا جائے کہ جو اذان کے وقت باتوں میں مشغول رہتا ہے اس پر معاذ اللہ خاتمہ برا ہونے کا اندیشہ ہے اور احتیاط بھی یہی ہے کہ اذان کے وقت خاموش رہیں خواہ لاؤڈ اسپیکر سے اذان ہو یا بغیر لاؤڈ اسپیکر کے۔ (فتاوی مرکز تربیت افتاء، جلد اول، باب الاذان، صفحہ ۱۵۹) واللہ اعلم بالصواب

کتبہ

محمد فداء المصطفی رضوی صمدی انفاسی

۵ رجب المرجب ۱۴۴۰ ہجری

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم

{فسئلوا اھل الذکر ان کنتم لا تعلمون}

تو اے لوگو! علم والوں سے پوچھو اگر تمہیں علم نہیں (کنز الایمان)

کتاب الصلوۃ

نماز کا بیان

ناشر

اراکین فخر ازہر واٹس ایپ گروپ

(معذور کی نماز کا شرعی حکم؟)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مسئلہ:۔کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ زید کہتا ہے کہ مجھے منی نکلنے کی پریشانی ہے جو لگا تار نکلتی رہتی ہے اس صورت میں کیا ہر بار ناپاک ہو جاؤں گا اور کیا میں اسی حالت میں نماز ادا کر سکتا ہوں، علمائے کرام ومفتیان عظام شرعی رہنمائی فرمائیں،

المستفتی:۔شکیل احمد (راجستھان)

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوہاب

صورت مستفسرہ میں عرض ہے کہ بہار شریعت جلد اول، حصہ دوم، صفحہ ۳۰۸، مطبوعہ قدیم، ناشر قادری بک ڈپو اسلامیہ مارکیٹ، بریلی شریف میں ہے کہ اگر منی پتلی پڑ گئی کہ پیشاب کے وقت، یا ویسے ہی کچھ قطرے بلا شہوت نکل آئیں تو اس سے غسل واجب نہیں ہوتا، البتہ وضو ٹوٹ جائے گا بقول زید لگا تار پتلی منی جاری رہتا ہے-تو زید اس صورت میں معذور ہے۔اور معذور کے لئے حکم شرعی یہ ہے کہ ہر وہ شخص جس کو کوئی ایسی بیماری ہے کہ ایک وقت پورا ایسا گزر گیا کہ وضو کے ساتھ نماز فرض ادا نہ کر سکا، وہ معذور ہے۔اس کا حکم یہ ہے کہ وقت میں وضو کر لے اور آخر وقت تک جتنی نمازیں چاہے اس وضو سے پڑھے-اس بیماری سے اس کا وضو نہیں جاتا- جیسے قطرے کا مرض، یا دست آنا، یا ہوا خارج ہونا، یا دکھتی آنکھ سے پانی گرنا، یا پھوڑے، یا ناصور سے ہر وقت رطوبت بہنا، یا ناک، کان، ناف، پستان سے پانی نکلنا-یہ سب بیماریاں وضو توڑنے والی ہیں-ان میں جب پورا ایک وقت ایسا گزر گیا کہ ہر چند کوشش کی مگر طہارت کے ساتھ نماز نہ پڑھ سکا تو عذر ثابت ہو گیا۔فرض نماز کا وقت جانے سے معذور کا وضو ٹوٹ جاتا ہے- جیسے کسی نے عصر کے وقت وضو کیا تھا تو آفتاب کے ڈوبتے ہی وضو جاتا رہا-اور اگر کسی نے آفتاب نکلنے کے بعد وضو کیا تھا تو جب تک ظہر کا وقت ختم نہ ہو وضو نہ جائے گا، کہ ابھی تک کسی فرض نماز کا وقت نہیں گیا۔(حوالہ مذکور صفحہ ۹۳-۹۴)

یاد رہے کہ جس کو زید منی کا نکلنا سمجھتا ہے وہ منی نہیں، بلکہ منی پتلی ہو کر بیماری بن جاتی ہے اور بغیر شہوت کے باہر نکلتی رہتی ہے۔واللہ تعالیٰ أعلم بالصواب

کتبہ

محمد جعفر علی صدیقی رضوی مہاراشٹر

(اندھیرے میں نماز پڑھنا کیسا)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مسئلہ:۔کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ اندھیرے میں نماز پڑھنا کیسا ہے؟ المستفتی:۔عمران اشرفی

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوہاب

اندھیرے میں نماز ادا کرنا جائز ودرست ہے افضل یہ ہے کہ روشنی میں پڑھے "رجل صلی فی المسجد فی لیلة مظلمه بالتحری فتبین انه الی غیر القبله جازت صلوته اما باللیل فیصلی قائماً لان ظلمة اللیل تستر عورته"۔(الطحطاوی علی الدر جلد اول ص ۱۹۲ وفی الدر المختار)

(وان علم به فی صلوته او تحول رایه... ولو بمکة او مسجد مظلم ولا یلزمه قرع ابواب ومس جدران وفی الشامیة تحته وفی الخلاصة اذا لم یکن فی المسجد قوم والمسجد فی مصرٍ فی لیلةٍ مظلمةٍ (قوله ومس جدران) لان الحائط لو کانت منقوشة لا یمکنه تمییز المحراب من غیره وعسی ان یکون ثم هامة مؤذیةً ......وهذا انما یصح فی بعض المساجد فاما فی الا کثر فیمکن تمییز المحراب من غیره فی الظلمة بلا ایذاء"واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ

امجد رضا سیتامڑھی بہار

۳؍مارچ ۲۰۱۹ عیسوی

(کرسی پر نماز کیسے پڑھیں؟)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مسئلہ:۔کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ جو شخص عذر کے بنا پر کرسی پر نماز پڑھتے ہیں انکو سجدہ کے لئے کوئی چیز رکھنی ہے یا ایسے اشارةً ہوا میں سجدہ کرنے سے نماز ہوجائے گی؟ المستفتی:۔راشد حسین رضوی ممبئی

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوہاب

کرسی پر بیٹھ کر نماز پڑھنے میں مسنون طور پر سجدہ نہیں ہوسکتا اس لئے یہاں اشارے سے سجدے کا حکم ہے بس یہ

لحاظ رکھیں کہ سجدے کے لئے رکوع سے زیادہ جھکیں ایسا ہی بہار شریعت جلد چہارم ص ۶۰ پر ہے درمختار میں ہے "ویجعل سجودہ اخفض من رکوعہ لزوما"

ردالمحتار ج2 ص568 میں اسی کے تحت ہے "وانہ لایلزمہ تقریب جبھتہ من الارض باقصیٰ مایمکنہ کمابسطہ فی البحر عن الزاھدی"

اور چند سطر اسی میں ہے "وھو یخفض براسہ لسجودہ اکثر من رکوع صح /علی انہ ایماء لاسجود" اور سجدے کے لئے اشارہ کے وقت دونوں ہاتھوں کی ہتھیلیاں رانوں پر رکھے گے۔(حوالہ فتاویٰ مرکز تربیت افتاء جلد اول صفحہ ۱۳۳)

مذکورہ دلائل سے واضح ہے کہ اشارے سے سجدہ کرے نہ کہ کسی دوسری چیز پر سجدہ کرے۔واللہ اعلم بالصواب

کتبہ

عبیداللہ رضوی بریلوی

۲۰ ربیع الاول ۱۴۴۲ھ بروز سنیچر

(درمیان قرأت شروع سورۃ تسمیہ پڑھنے کی تین صورتیں مع مثال)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مسئلہ:۔کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ درمیان قرأت شروع سورہ میں بسم اللہ پڑھنے کی تین صورت ہے تینوں صورتیں کیا ہیں مع مثال وضاحت فرمادیں، بہت بڑی مہربانی ہوگی المستفتی:۔خاکسار محمد حسن رضا

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوہاب

درمیان قرأت شروع سورہ میں صرف بسملہ کا حکم ہے لیکن اس میں بھی چاروں وجہیں نکلیں گی یاد رہے کہ ختم سورہ کے بعد دوسری سورہ (ماسوا سورہ براءت) ابتداء کی جائے یا اسی کو پڑھا جائے تو بسملہ پڑھنے کی تین صورتیں ہیں۔

(1)وصل کل

(2)فصل کل

(3)فصل اول وصل ثانی۔مگر چوتھی صورت یعنی وصل اول فصل ثانی جائز نہیں۔(مرقات القرأت صفحہ 49)

اب اس کی تفصیل ملاحظہ فرمائیں

نمبر ایک وصل کل اس کی مثال "ومن شر حاسد اذا حسد" "بسم اللہ الرحمٰن الرحیم قل اعوذ برب الناس ان تینوں کو ایک سانس میں پڑھنا وصل کل کہلائے گا۔

نمبر دوم فصل کل اس کی مثال ومن شر حاسد اذا حسد بسم اللہ الرحمٰن الرحیم قل اعوذ برب الناس تینوں کو تین سانس میں پڑھنا فصل کل کہلائے گا۔

فصل اول وصل ثانی ومن شر حاسد اذا حسد پڑھ کر سانس توڑ دینا اور بسم اللہ الرحمٰن الرحیم قل اعوذ برب الناس " دونوں کو ایک سانس میں پڑھنا فصل اول وصل ثانی کہلاتے گا یہ تینوں صورتیں جائز ہیں

نمبر چار وصل اول فصل ثانی کی مثال ومن شر حاسد اذا حسد بسم اللہ الرحمٰن الرحیم کو ایک سانس میں پڑھنا اور قل اعوذ برب الناس کو دوسری سانس میں پڑھنا وصل اول فصل ثانی کہلاتے گا اور یہ چوتھی صورت جائز نہیں۔ واللہ تعالی أعلم بالصواب

کتبہ

ابو الاحسان محمد مشتاق احمد قادری رضوی

۲۹ رمضان المبارک ۱۴۴۱ھ بروز سنیچر

(استحاضہ کی حالت میں نماز کیسے پڑھے؟)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مسئلہ:۔ کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ ہندہ استحاضہ کی وجہ سے معذور ہے اُس نے وضو بنایا اور نماز پڑھی اب پوچھنا یہ ہے کہ ہندہ کا یہ وضو کب تک رہیگا تشفی بخش جواب عنایت فرمائیں المستفتی:۔ عبداللہ

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوہاب

استحاضہ اگر اس حد تک پہنچ گیا کہ اس کو اتنی مہلت نہیں ملتی کہ وُضو کر کے فرض نماز ادا کر سکے تو نماز کا پورا ایک وقت شروع سے آخر تک اسی حالت میں گزر جانے پر اس کو معذور کہا جائیگا، ایک وُضو سے اس وقت میں جتنی نمازیں چاہے پڑھے، خون آنے سے اس کا وضو نہ جائے گا۔ اگر کپڑا وغیرہ رکھ کر اتنی دیر تک خون روک سکتی ہے کہ وُضو کر کے فرض پڑھ لے تو عذر ثابت نہ ہوگا۔ ہر وہ شخص جس کو کوئی ایسی بیماری ہے کہ ایک وقت پورا ایسا گزر گیا کہ وُضو کے ساتھ نمازِ فرض ادا نہ

کرسکا وہ معذور ہے، اس کا بھی یہی حکم ہے کہ وقت میں وُضو کرلے اور آخر وقت تک جتنی نمازیں چاہے اس وُضو سے پڑھے، اس بیماری سے اس کا وُضو نہیں جاتا، جیسے قطرے کا مرض، یا دست آنا، یا ہوا خارِج ہونا، یا دُکھتی آنکھ سے پانی گرنا، یا پھوڑے، یا ناصور سے ہر وقت رطوبت بہنا، یا کان، ناف، پِستان سے پانی نکلنا کہ یہ سب بیماریاں وُضو توڑنے والی ہیں، ان میں جب پورا ایک وقت ایسا گزر گیا کہ ہر چند کوشش کی مگر طہارت کے ساتھ نماز نہ پڑھ سکا تو عذر ثابت ہو گیا۔ جب عذر ثابت ہو گیا تو جب تک ہر وقت میں ایک ایک بار بھی وہ چیز پائی جائے معذور ہی رہے گا، مثلاً عورت کو ایک وقت تو اِستحاضہ نے طہارت کی مہلت نہیں دی اب اتنا موقع ملتا ہے کہ وُضو کرکے نماز پڑھ لے مگر اب بھی ایک آدھ دفعہ ہر وقت میں خون آجاتا ہے تو اب بھی معذور ہے۔ یوہیں تمام بیماریوں میں اور جب پورا وقت گزر گیا اور خون نہیں آیا تو اب معذور نہ رہی جب پھر کبھی پہلی حالت پیدا ہو جائے تو پھر معذور ہے اس کے بعد پھر اگر پورا وقت خالی گیا تو عذر جاتا رہا۔

(بہار شریعت حصہ دوم استحاضہ کا بیان) واللہ اعلم بالصواب

کتبہ

محمد اسماعیل خان امجدی

۳ جمادی الاول ۱۴۴۰ھ بروز اتوار

(نماز میں دونوں سجدہ کرنا فرض ہے؟)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مسئلہ:۔ کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ اگر امام نماز میں دوسجدوں کی بجائے ایک ہی سجدہ کرکے قیام کے لیے کھڑا ہو گیا تو کیا کرے؟ المستفتی:۔ سلمان رضا

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوہاب

نماز میں دونوں سجدہ کرنا فرض ہے۔ جیسا کہ فتاوی عالمگیری مع خانیہ جلد اول صفحہ ۷۰ ر میں ہے کہ {منہا

السجود الثانی فرض کالاول باجماع الامۃ کذا فی الزاھدی}

لہذا صورت مسئولہ میں حکم یہ ہے کہ اگر نماز کے آخر میں یاد آیا تو سجدہ کرلے پھر التحیات پڑھ کر سجدہ سہو کرلے اور اگر قعدہ یا سلام کے بعد کلام سے پہلے یاد آیا تو سجدہ کرکے التحیات پڑھ کر سجدہ سہو کرے اور قعدہ بھی کرے کہ وہ قعدہ باطل

ہو گیا حضور صدر الشریعہ تحریر فرماتے ہیں کہ کسی رکعت کا کوئی سجدہ رہ گیا آخر میں یاد آیا تو سجدہ کر لے پھر التحیات پڑھ کر سجدہ سہو کرلے اور سجدہ کے پہلے جو افعال نماز کئے وہ باطل نہ ہونگے ہاں اگر قعدہ کے بعد وہ نماز والا سجدہ کیا تو ضرور وہ قعدہ جاتا رہا۔ (بہار شریعت حصہ چہارم صفحہ ۵۱)

اور علامہ حصکفی تحریر فرماتے ہیں کہ {حتی لو نسی سجدۃ من الاولی قضاھا ولو بعد السلام قبل الکلام لکنه یتشهد ثم یسجد للسهو ثم یتشهد لانه یبطل بالعود الی الصلبیة}

(درمختار مع شامی جلد اول صفحہ ۳۴۲)

اگر سلام وکلام کے بعد یاد آیا کہ ایک سجدہ رہ گیا تو از سرنو نماز پڑھے۔ (فتاوی فقیہ ملت جلد اول صفحہ ۱۰۵)

خلاصہ یہ کہ جب یاد آئے مثلاً قیام وغیرہ میں تو اس سجدہ کی قضا کرلے اور اس سجدہ کرنے سے پہلے جتنے افعال کئے اسکی قضا نہیں۔ (بہار شریعت حصہ چہارم صفحہ ۵۰) واللہ اعلم بالصواب

کتبہ

محمد مظہر علی رضوی دربھنگہ بہار

۱۳ محرم الحرام ۱۴۴۰ھ

(وقت شروع ہونے سے پہلے پڑھی ہوئی نماز کا کیا حکم ہے؟)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مسئلہ:۔ کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ نماز مغرب کی جماعت کا وقت پانچ منٹ باقی تھا اور اذان بھی نہ ہوئی مگر ایک شخص مسجد میں آکر نماز مغرب تنہا پڑھکر چلا گیا بعد میں اذان ہوئی تو اسکی نماز مغرب ادا ہوئی یا نہیں برائے کرم جواب عنیات فرمائیں

المستفتی:۔ محمد شاداب عالم سیتامڑھی بہار

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوہاب

صورت مستفسرہ میں اگر مغرب کا وقت شروع ہو گیا تھا اور اذان نہیں ہوئی تھی تو شخص مذکور کی نماز ہو گئی لیکن بلا عذر شرعی جماعت ترک کرنے کی وجہ سے گنہگار رہا اور اگر مغرب کا وقت شروع نہیں ہوا تھا تو شخص مذکور کی نماز نہیں ہوئی نماز دوبارہ پڑھے۔ چنانچہ اللہ عزوجل فرماتا ہے (اِنَّ الصَّلٰوۃَ کَانَتۡ عَلَی الۡمُؤۡمِنِیۡنَ کِتٰبًا مَّوۡقُوۡتًا) بے شک نماز ایمان

والوں پر فرض ہے، اپنے مقررہ وقتوں پر۔(پ ۵، النسآء: آیت ۱۰۳) واللہ اعلم بالصواب

کتبہ

معصوم رضا نوری

۵ محرم الحرام ۱۴۴۰ھ

(دو نمازوں کو جمع کرنے کے متعلق ایک حدیث کی وضاحت)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مسئلہ:۔کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ جو نمازوں کو جمع کرنے کے متعلق صحیح مسلم جو مندرجہ ذیل حدیث ہے اس حدیث کی وضاحت اور شرعی رہنمائی فرمائیں۔جمع رسول اللہ ﷺ بین الظھر والعصر والمغرب والعشاء من غیر خوف ولا مطر؟

المستفتی:۔غلام حسین

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوھاب

اس روایت کے بارے میں تمام مذاہب کے علماء اور آئمہ کرام کہتے ہیں کہ اس سے مراد جمع صوری وفعلی مراد ہے، اور یہاں اس روایت میں جمع سے مراد جمع حقیقی نہیں ہے جمع صوری وہ جمع ہے کہ ایک نماز اخیر وقت میں پڑھی جائے اور دوسری نماز اول وقت میں پڑھی جائے۔اسی لئے حافظ ابن حجر رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے فتح الباری باب تاخیر الظھر الی العصر میں اعتراف کیا ہے کہ اس روایت میں جمع صوری ہی مراد لینا بہتر ہے اور حقیقت یہی ہے کہ اس حدیث کی توضیح کا اسکے علاوہ اور کوئی راستہ نہیں ہے کیونکہ اگر جمع حقیقی مرد لیا جائے تو آیت کتاب اللہ سے تعارض لازم آئیگا جو کہ درست نہیں اس لئے یہاں جمع سے جمع صوری وفعلی مراد ہے۔واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ

امجد رضا

۲۳ ذی القعدہ ۱۴۳۹ھ

(التحیات میں انگلی کے اشارہ کرنے کی کیا حکمت ہے؟)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مسئلہ:۔کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ التحیات میں انگلی کے اشارہ کرنے کی کیا حکمت ہے؟ جواب عنایت فرمائیں

المستفتی:۔محمد تسلیم رضا

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوہاب

حالت نماز میں قعدہ میں التحیات پڑھنا واجب ہے اور اس میں کلمہ تشہد پر شہادت کی انگلی سے اشارہ کرنا سنت ہے متاخرین حنفی فقہاء نے اس کا طریقہ یہ بیان کیا ہے کہ لا الہ پر شہادت کی انگلی اٹھائے اور کلمہ الا اللہ پر انگلی گرادے تاکہ انگلی کا اٹھانا نفی کیلئے ہو اور گرادینا اثبات کیلئے اس کا ثبوت حدیث شریف سے ہے جیسا کہ حدیث کی مشہور کتاب مشکوٰۃ المصابیح میں ہے وعن نافع قال کان عبد اللہ بن عمر اذا جلس فی الصلوٰۃ وضع یدیہ علی رکبتیہ واشار باصبعہ واتبعھا بصرہ ثم قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لھی اشد علی الشیطن من الحدید یعنی السبابۃ (رواہ احمد) روایت ہے حضرت نافع سے فرماتے ہیں کہ حضرت عبداللہ بن عمر جب نماز میں بیٹھتے تو اپنے ہاتھ اپنے گھٹنوں پر رکھتے اور اپنی انگلی سے اشارہ کرتے اور اپنی نگاہ اس پر رکھتے پھر فرمایا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ یہ شیطان پر لوہے سے زیادہ گراں ہے یعنی انگلی۔

اس حدیث کی شرح میں حکیم الامت حضرت علامہ مولانا مفتی احمد یار خان نعیمی علیہ الرحمہ تحریر فرماتے ہیں کہ جیسے نیزہ بھالا لگنے سے تمہیں تکلیف ہوتی ہے اس سے زیادہ تکلیف شیطان کو اس اشارہ سے ہوتی ہے اس کی برکت سے شیطان اسے بہکانے سے مایوس ہوجاتا ہے۔(مراۃ المناجیح جلد دوم صفحہ ۹۳) واللہ اعلم بالصواب

کتبہ

محمد مظہر علی رضوی

۴؍ربیع الآخر ۱۴۴۰ھ

(ہوائی جہاز میں نماز پڑھنے کا کیا حکم ہے؟)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مسئلہ:۔کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ صبح فجر کی اذان سے پہلے تقریباً چار گھنٹے کی میری فلائٹ ہے تو ہوائی جہاز میں نماز پڑھنے کا کیا حکم ہے؟ نیز نماز اور تیمم کا طریقہ بھی بتادیں۔ **المستفتی:**۔شہنواز

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوہاب

اگر ہوائی جہاز اڈہ پر کھڑا ہو تو اس میں ہر نماز پڑھ سکتا ہے اور اگر اڑ رہا ہے تو اگر مسافر کو غالب گمان ہے کہ اڈہ پر اترنے تک اتنا وقت نہیں بچے گا کہ جس میں نماز ادا کر سکے تو ہوائی جہاز اڑنے ہی کی حالت میں نماز ادا کرے جیسا کہ کشتی اور پانی کے جہاز میں اس کو ٹرین پر قیاس نہیں کیا جا سکتا کہ اس کا ڈرائیور اسٹیشن کے علاوہ بھی روک سکتا ہے اسی لئے چلتی ہوئی ٹرین میں پڑھی ہوئی نماز کا اعادہ ضروری ہے اور ہوائی جہاز کا ڈرائیور اسے ہر جگہ نہیں اتار سکتا تو یہ مانع میں وجہ العباد نہیں اس لئے اس میں پڑھی گئی نماز کا اعادہ نہیں ہے۔شامی جلد اول صفحہ ۵۶۲ ر میں ہے **(قولہ لا یعید ای فی سقوط الشرائط او الارکان بعذر سماوی بخلاف ما لو کان من قبل العبد)** اور ہوائی جہاز میں جو مانع پایا جاتا ہے وہ سبب سماوی کے حکم میں ہے کہ ڈرائیور کو ہر جگہ روکنے کا اعتبار نہیں ہاں اگر کوئی ایسا ہوائی جہاز ہو کہ جس کا ڈرائیور اسے کہیں بھی اتار سکتا ہو تو اس پر پڑھی گئی نماز کا اعادہ ضروری ہے اس مسئلہ کی مزید تفصیل۔نزھۃ القاری شرح صحیح البخاری جلد دوم صفحہ ۳۷۵ پر ملاحظہ کریں۔(فتاوی فقیہ ملت جلد اول)

تیمم کرنے کا طریقہ یہ ہے کہ دونوں ہاتھ کی انگلیاں کشادہ کر کے کسی ایسی چیز پر جو زمین کی جنس سے ہو مار کر لوٹ لیں اور زیادہ گرد لگ جائے تو جھاڑ لیں اور اس سے سارے منہ کا مسح کرے اور دوسری مرتبہ یونہی کرے اور دونوں ہاتھوں کا ناخن سے کہنیوں سمیت مسح کریں غسل اور وضو دونوں کا تیمم ایک ہی طرح ہے۔(بہار شریعت حصہ ۲ صفحہ ۱۸۵)

واللہ اعلم بالصواب

کتبہ

محمد مظہر علی رضوی

۲۵ صفر المظفر ۱۴۴۰ھ بروز اتوار

(عورتوں کو حالت سجدہ میں انگلیوں کا پیٹ زمین پر لگانا ضروری ہے یا نہیں؟)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مسئلہ:۔ کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ اکثر عورتیں حالت نماز میں سجدہ کرتے وقت اپنے دونوں پیر کی انگلیوں کو زمین پر نہ لگا کر داہنی جانب نکال دیتی ہیں جبکہ کم ازکم تین انگلیوں کا لگنا واجباتِ نماز سے ہے تو کیا یہ حکم صرف مردوں کے لئے ہے عورتوں کے لئے نہیں؟ برائے کرم عقلی اور شرعی دلائل کے ساتھ جواب دے کر شکریہ کا موقع عنایت فرمائیں

المستفتی:۔ محمد توحید رضا (متعلم) مدرسہ عربیہ مدینۃ العلوم جیتھر بارہ بنکی

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوہاب

یہ حکم صرف مردوں کے لئے ہے کہ حالت سجدہ میں کم سے کم ایک انگلی کا پیٹ لگنا فرض ہے اور اکثر انگلیوں کا پیٹ لگنا واجب اور دسوں انگلیوں کا قبلہ رو ہونا سنت ہے۔ جیسا کہ فتاوی رضویہ شریف میں ہے "سجدہ میں فرض ہے کہ کم ازکم پاؤں کی ایک انگلی کا پیٹ زمین پر لگا ہو اور ہر پاؤں کی اکثر انگلیوں کا پیٹ زمین پر جما ہونا واجب یونہی ناک کی ہڈی زمین پر لگنا واجب ہے" اھ (ج:1/ص:556)

اور عورتیں اس حکم سے مستثنیٰ ہیں اس لئے کہ بہار شریعت میں عورتوں کے سجدہ کی ہیئت کی تفصیل یہ بیان فرمائی گئی ہے کہ "عورت سمٹ کر سجدہ کرے یعنی بازو کروٹوں سے ملادے اور پیٹ ران سے اور ران پنڈلیوں سے اور پنڈلیاں زمین سے" اھ (ج:3/ص:69)

ایسا ہی ہدایہ شریف ج:1/ص:110/ باب صفۃ الصلوٰۃ/ میں بھی ہے۔ جب ان کے لئے حکم ہے کہ پنڈلیاں زمین سے چپکائی رہیں تو پھر کسی طرح ممکن نہیں کہ پاؤں کی انگلیوں کا پیٹ زمین پر لگے کیونکہ اس کے لئے پاؤں کو کھڑا کرنا ضروری ہوگا جس کے نتیجہ میں پنڈلیاں زمین سے جدا ضرور ہونگی۔

فتاوی ھندیہ میں ہے (والمرأۃ لا تجافی فی رکوعھا و سجودھا و تقعد علی رجلیھا و فی سجدۃ تفترش بطنھا علی فخذیھا کذا فی الخلاصۃ) (ج:1/ص:75/ الفصل الثالث فی سنن الصلوٰۃ وادائھا وکیفیتھا)

حق یہ ہے کہ عورت کو سجدہ کی حالت میں پاؤں کھڑا کر کے تین انگلیوں کا پیٹ زمین پر لگانا واجب نہیں واجب ہونا تو دور کی بات ہے انکے لئے ایسا کرنا خلاف سنت ہے۔ جیسا کہ احادیث اور فقہ کی کثیر عبارتوں سے مستفاد ہے اور تصریح

ہے کہ عورتیں پنڈلیوں کو زمین پر چپکائیں اور دونوں پاؤں کو موڑ کر داہنی طرف کر دیں جو عورتیں سجدہ میں پیر کھڑا کرتی اور پیر کی انگلیوں کے پیٹ کو زمین پر لگاتی ہیں وہ سنت کی تارک ہیں اور ایسا واجب سمجھتی ہیں تو گنہگار بھی ہیں" اھ

(ماخوذ از فتاوی مرکز تربیت افتاء ج:1 /ص:128)

اور اسی طرح فتاوی فقیہ ملت ج:1 /ص:109 / میں ہے۔ واللہ اعلم بالصواب

کتبہ

محمد اسرار احمد نوری بریلوی

۵ ربیع الاول ۱۴۴۱ھ بروز اتوار

(حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کتنے صحابہ کے پیچھے نماز ادا فرمائی؟)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مسئلہ:۔ کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کتنے صحابہ کے پیچھے نماز ادا فرمائی؟

المستفتی:۔ توصیف رضا

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوہاب

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے صرف دو خوش نصیب صحابی کے پیچھے نماز ادا فرمائی، (۱) حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ، (۲) حضرت عبدالرحمن بن عوف رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہیں، جن کے متعلق تفصیل مندرجہ ذیل حدیث سے واضح ہے۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی ہے کہ انہوں نے فرمایا کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے کسی امتی کے پیچھے نماز نہیں پڑھی بجز حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کے پیچھے ایک مرتبہ اور ایک سفر میں حضرت عبدالرحمن بن عوف رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پیچھے ایک رکعت جیسا کہ ابی سلمہ بن عبدالرحمن اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ایک سفر جہاد میں تھے۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم قضاء حاجت کے لیے تشریف لے گئے اور آپ کو آنے میں بہت دیر ہو گئی تو صحابہ کرام نے تکبیر کہہ کر عبدالرحمن رضی اللہ عنہ کو امامت کے لئے بڑھایا ابھی ایک رکعت پڑھا چکے تھے تب انہوں نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو دیکھا تو چاہا کہ پیچھے ہٹ آئیں لیکن حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اشارہ فرمایا کہ اپنی جگہ کھڑے رہو۔ اور حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایک رکعت نماز حضرت عبدالرحمن کے پیچھے پڑھی پھر کھڑے ہو کر ایک رکعت فوت شدہ ادا

فرمائی۔(مدارج النبوۃ، جلد دوم، صفحہ ۱۷/۱۸/۷)هذا ما ظهر لي والله سبحانه وتعالى أعلم بالصواب

کتبہ

محمد امتیاز حسین قادری

۱۰ ربیع الآخر ۱۴۳۹ بروز جمعرات

(نمازی کے آگے سے کتنی دوری پر گذرنا جائز ہے؟)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مسئلہ:۔کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ نمازی کے آگے کتنی دوری سے گزرنا جائز ہے؟ مدلل جواب عنا عت فرمائیں۔

المستفتی:۔کلیم انصاری

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوہاب

نمازی کے آگے سے گزرنا ناجائز ہے جیسا کہ فقہ کی مشہور کتاب بہار شریعت جلد اول، حصہ سوم، صفحہ ۱۵۸، سطر ۲، مطبوعہ قدیم، ناشر قادری بک ڈپو بریلی شریف میں ہے کہ میدان اور بڑی مسجد میں مصلی (نمازی) کے قدم سے موضع سجود (سجدے کی جگہ) تک گزرنا ناجائز ہے موضع سجود سے مراد یہ ہے کہ قیام (کھڑے) ہونے کی حالت میں سجدہ کی جگہ کی طرف نظر کرے تو جتنی دور تک نگاہ پھیلے وہ موضع سجود ہے اس کے درمیان سے گزرنا ناجائز ہے مکان اور چھوٹی مسجد میں قدم سے دیوار قبلہ (قبلہ کی طرف جو دیوار ہے) تک کہیں سے گزرنا جائز نہیں اگر سترہ نہ ہو۔(بحوالہ فتاوی عالمگیری، درمختار)

واللہ اعلم بالصواب

کتبہ

محمد جعفر علی صدیقی رضوی

۱۷ رجب المرجب ۱۴۴۰ھ

(عورتیں نماز میں سینے پر ہاتھ کیوں باندھتی ہیں؟)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مسئلہ:۔کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ نماز میں عورتیں سینے پر ہاتھ کیوں باندھتی ہیں؟ قرآن وحدیث کی روشنی میں جواب دیں

المستفتی:۔محمد اظہر علی

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوہاب

حالت نماز میں عورتوں کا سینے پر ہاتھ باندھنا اجماع ہے کیونکہ اس میں اس کیلئے ستر زیادہ ہے علامہ عبدالحئ علیہ الرحمہ فرماتے "واما فی حق النسآء فاتفقوا علی ان السنۃ لھن وضع الیدین علی الصدر لانھا استر لھا"

(السعایہ جلد دوم ص ۱۵۶)

اورسلطان المحدثین ملاعلی قاری فرماتے ہیں(والمراۃ تضع یدیھا علی صدرھا اتفاقا لان مبنی حالھا علی الستر (فتح باب العنایۃ جلد اول ص ۲۴۳) واللہ اعلم بالصواب

کتبہ

نصیر الدین مصباحی

۲۲ صفر المظفر ۱۴۴۰ھ بروز جمعرات

(محبوب رب العلمین حضور انور ﷺ کی پکار پر نماز چھوڑ کر بارگاہ رسالت مآب میں حاضری کا شرعی حکم؟)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مسئلہ:۔کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ کیا ایسی کوئی حدیث ہے کہ حضور نے صحابہ کو بلایا اور وہ نماز چھوڑ کر بارگاہ رسالت میں حاضر ہوئے؟ حوالے کے ساتھ جلد جواب عنایت فرمائیں نوازش ہوگی۔

المستفتی:۔محمد ایوب رضا

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوہاب

بے شک کتب احادیث میں ان مقدس اصحاب حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا تذکرہ ملتا ہے جنہیں عین حالت نماز میں

سرکار دو عالم حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے پکارا ہے جیسا کہ ترمذی شریف کی حدیث پاک کہ حضرت ابی بن کعب رضی اللہ تعالی عنہ نماز پڑھ رہے تھے اور حالت نماز ہی میں حضور اکرم صلی اللہ تعالی علیہ وسلم کی پکار ان کے کان میں آئی، یہ سوچ میں پڑ گئے کہ نماز کی حالت میں کس طرح حضور رحمت عالم صلی اللہ تعالی علیہ وسلم کا جواب دوں؟ بالآخر جب نماز پوری کر کے حاضر بارگاہ عالی ہوئے اور عذر پیش کیا کہ یا رسول صلی اللہ تعالی علیہ وسلم میں نماز میں تھا۔ تو فرمایا کہ کیا تم نہیں جانتے؟ کہ اللہ تعالی نے فرمایا ہے: " اسۡتَجِیبوا لِلّٰہِ وَلِلرَّسولِ إِذا دَعاكُم لِما (ترمذی شریف جلد ۲ صفحہ ۱۱۱)

اور "مشکوۃ شریف صفحہ ۱۸۴ بحوالہ بخاری شریف" ہے کہ حضرت ابو سعید بن معلیٰ رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ میں مسجد میں نماز پڑھ رہا تھا کہ عین حالت نماز میں حضور رحمت عالم صلی اللہ تعالی علیہ وسلم نے پکارا، مگر میں نے مشغولیت کی وجہ سے جواب نہیں دیا اور نماز پوری کر کے بارگاہ نبوت میں میں حاضر ہوا اور اپنی حاضری کی تاخیر کا عذر پیش کیا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ تعالی علیہ وسلم میں نماز میں تھا۔ تو حضور سرکار مصطفے صلی اللہ تعالی علیہ وسلم نے فرمایا کہ کیا اللہ تعالی نے یہ حکم نہیں فرمایا ہے کہ " اسۡتَجِیبوا لِلّٰہِ وَلِلرَّسولِ إِذا دَعاكُم ۔" ان دونوں روایات سے معلوم ہوا کہ اللہ و رسول کی پکار پر فوراً ہی حاضر ہو جانا فرض ہے۔ اتنی بھی مہلت نہیں کہ نماز پوری کر کے آئے، بلکہ عین حالت نماز میں دوڑ کر حاضر ہونا ضروری ہے کیونکہ ابو سعید بن معلیٰ اور ابی بن کعب رضی اللہ تعالی عنہما نماز کے بعد فوراً ہی حاضر ہو گئے تھے مگر پھر بھی معتوب ہوئے۔ اسی لئے فقہائے کرام کا فتوی ہے کہ نماز میں اگر کسی بھی شخص کی پکار کا جواب دیا جائے تو نماز باطل ہو جائے گی لیکن اگر کسی خوش نصیب کو عین حالت نماز میں رحمت عالم صلی اللہ تعالی علیہ وسلم پکاریں تو اس پر فرض لازم ہے کہ فوراً نماز کو چھوڑ کر حضور سرکار مصطفے صلی اللہ تعالی علیہ وسلم کی پکار کا جواب دے اور بارگاہ رسالت مآب صلی اللہ تعالی علیہ وسلم میں حاضر ہو جائے، حضور انور صلی اللہ تعالی علیہ وسلم سے سلام و کلام کرے، ان کے حکم کی تعمیل کرے، چلے پھرے، خدمت انجام دے۔ لیکن بارگاہ نبوت سے واپس لوٹ کر پھر وہیں سے نماز پڑھے جہاں سے چھوڑ کر گیا تھا۔ کیونکہ محبوب رب العلمین صلی اللہ تعالی علیہ وسلم کی پکار کا جواب دینے اور ان کی بارگاہ عظمت میں حاضر ہونے سے نماز باطل نہیں ہوتی چنانچہ "حاشیہ مشکوۃ صفحہ ۱۸۴ بحوالہ مرقاۃ" میں ہے کہ: " دل الحديث على ان اجابته الرسول صلى الله عليه وسلم لا تبطل الصلوة كما ان خطابه بقولك السلام عليك ايها النبى لا يبطلها ۔" یعنی "اس حدیث شریف سے ثابت ہوا کہ حضور اکرم صلی اللہ تعالی علیہ وسلم کی پکار کا جواب دینے سے نماز باطل نہیں ہوتی یہی مضمون بخاری شریف کے حواشی صفحہ ۱۶۱-۲-۶۴۲-۶۶۹ پر بھی ہے اور خازن وغیرہ کی تفسیر کی کتابیں بھی اس نورانی مضمون سے منور ہیں۔ واللہ اعلم بالصواب

کتبہ

محمد جعفر علی صدیقی رضوی

۱۵ رمضان المبارک ۱۴۴۰ھ بروز منگل

(ماں باپ یا کسی اور کی پکار پر نماز کب توڑ دینے کا حکم ہے؟)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مسئلہ:۔کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ اگر ہم نماز پڑھ رہے ہوں اور ماں آواز لگا دے تو کیا حکم ہے کیا ہم نماز توڑ سکتے ہیں

المستفتی:۔عمران اشرفی

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوہاب

اگر ماں؛ باپ دادا؛ دادی کسی بڑی مصیبت میں پکاریں درانحالکہ وہ نماز ہو تو اس وقت نماز کا توڑنا واجب ہے جیسا کہ فقہ کی مشہور کتاب بہار شریعت جلد اول، حصہ سوم، صفحہ ۱۷۶ سطر نمبر ۳، مطبوعہ قدیم، ناشر قادری بک ڈپو بریلی شریف میں مسئلہ اس طور پر ہے کہ ماں باپ، دادا دادی، وغیرہ اصول (یعنی جس کی اولاد میں ہے) ان کے محض بلانے سے نماز قطع کرنا (توڑنا) جائز نہیں البتہ اگر ان کا پکارنا بھی کسی بڑی مصیبت کے لئے ہو تو توڑ دے اور یہ حکم فرض کے لئے ہے۔اور اگر نفل نماز ہے اور ان کو معلوم ہے کہ نماز پڑھتا ہے تو ان کے معمولی پکارنے سے نماز ہرگز نہ توڑے۔اور اس کا نماز پڑھنا انھیں معلوم نہ ہو اور پکارا تو، توڑ دے اگرچہ معمولی طور سے بلائیں۔(بحوالہ درمختار، ردالمحتار)

اوپر جو یہ بیان ہے بڑی مصیبت تو اس سے مراد حسب ذیل ملاحظہ فرمائیں کوئی مصیبت زدہ فریاد کر رہا ہو اور اسی نمازی ہی کو پکار رہا ہو، یا مطلقاً کسی شخص کو پکارتا ہو، یا کوئی ڈوب رہا ہو، یا آگ سے جل جائے گا، یا اندھا راہ گیر کوئیں میں گرنے والا ہو ان سب صورتوں میں نماز توڑ دینا واجب ہے جبکہ اس کے بچانے پر قادر ہو۔(کتاب مذکور صفحہ ۱۷۰,۲۷۶، بحوالہ درمختار، ردالمحتار) واللہ اعلم بالصواب

کتبہ

محمد جعفر علی صدیقی رضوی

۲۲ جولائی بروز سوموار ۲۰۱۹ عیسوی

(امت محمدیہ ﷺ میں سب سے پہلے کس نے نماز پڑھی؟)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مسئلہ:۔کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی امت میں سب سے پہلے کس کو نماز پڑھنے کی

شرف حاصل ہوئی   المستفتی:۔محمد طفیل

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوہاب

رسول اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی امت میں سب سے پہلے نماز پڑھنے کا شرف حضرت خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہا اور پھر حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو حاصل ہوا۔جیسا کہ مجدد اعظم سیدی سرکار اعلی حضرت الشاہ امام احمد رضا خان محدث بریلوی رضی اللہ عنہ ربہ القوی فتاوی رضویہ شریف میں ارشاد فرماتے ہیں کہ (و کانت (الخدیجۃ) اول من صلی (فکان ذالك اول فرضھا) أی تقدیرھا (رکعتین) اھ

(واخرج الطبرانی عن رافع رضی اللہ تعالیٰ عنہ قال صلی النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اول یوم الاثنین و صلت خدیجۃ آخرہ و صلی علیّ یوم الثلثاء) اھ(ج:5/ص:84/85/دعوت اسلامی) و اللہ اعلم بالصواب

کتبہ

محمد اسرار احمد نوری بریلوی

۲۳ رمضان المبارک ۱۴۴۱ھ بروز اتوار

(حالت قعدہ میں داہنا قدم بچھا کر بیٹھنے سے نماز ہو جائے گی؟)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مسئلہ:۔کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ نماز میں حالتِ قعدہ میں جو دایاں پاؤں کھڑا کیا جاتا ہے اس کی شرعی حیثیت کیا ہے؟ اگر امام پاؤں کھڑا نہیں کرتا اور پچھلی جانب باہر کو نکال کر قعدہ میں بیٹھتا ہو تو کیا اس صورت میں نماز ہو جائے گی اور امامت درست ہوگی؟ مفصل جواب عنایت فرما کر رہنمائی فرمائیں اور فقہی کتب کا حوالہ مل جائے تو جناب کی عین نوازش ہوگی   المستفتی:۔محمد رمضان انصاری

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوہاب

(۱/۲) نماز میں حالت قعدہ میں داہنا قدم کھڑا کر کے اور بایاں پاؤں بچھا کر دونوں سرین اس پر رکھکر بیٹھنا سنت ہے۔اگر

امام بلا عذر داہنا قدم کھڑا نہیں کرتا ہے اور پچھلی جانب باہر کو نکال کر قعدہ میں بیٹھتا ہے تو خلاف سنت کرتا ہے ایسی صورت میں نماز مکروہ تنزیہی ہوگی اور اگر کسی عذر کی وجہ سے ایسا کرتا ہے تو نماز بلا کراہت ہو جائے گی۔ جیسا کہ حضور صدر الشریعہ بدر الطریقہ علیہ الرحمۃ والرضوان بہار شریعت میں سنن نماز شمار کراتے ہوئے تحریر فرماتے ہیں کہ دوسری رکعت کے سجدوں سے فارغ ہونے کے بعد بایاں پاؤں بچھا کر دونوں سرین اس پر رکھکر بیٹھنا اور داہنا قدم کھڑا رکھنا اور داہنے پاؤں کی انگلیاں قبلہ رخ کرنا یہ مرد کے لئے ہے اور عورت دونوں پاؤں داہنی جانب نکال دے اور بائیں سرین پر بیٹھے اور داہنا ہاتھ داہنی ران پر رکھنا اور بایاں بائیں پر۔ اھ (ج:3 / ص:530 / نماز پڑھنے کا طریقہ/سنن نماز/مجلس المدینۃ العلمیۃ دعوت اسلامی)

اور فتاوی ھندیہ میں ہے کہ (و اذا رفع رأسه من السجدة الثانية فى الركعة الثانية افترش رجله اليسرى وجلس عليها و نصب اليمنى نصبا و وجه اصابعه نحو القبلة و وضع يديه على فخذيه كذا فى الهداية ولا يأخذ الركبة هو الاصح كذا فى الخلاصة وان كانت امرأة جلست على اليتها اليسرى و اخرجت رجليها من الجانب الايمن كذا فى الهداية) اھ (ج:1 / ص:75 / الفصل الثالث فی سنن الصلاۃ وآدابھا وکیفیتھا / بیروت) واللہ اعلم بالصواب

کتبہ

محمد اسرار احمد نوری بریلوی

۱؍ رمضان المبارک ۱۴۴۱ھ بروز سنیچر

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمدہٗ ونصلی علی رسولہ الکریم

{فسئلوا اھل الذکر ان کنتم لا تعلمون}

تو اے لوگو! علم والوں سے پوچھو اگر تمہیں علم نہیں (کنزالایمان)

باب القرأت

قرأت کابیان

ناشر

اراکین فخر ازہر واٹس ایپ گروپ

(قرآن کریم کی تلاوت شروع کرنے سے پہلے اعوذ باللہ پڑھنا سنت یا واجب ہے؟)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مسئلہ:۔کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ تلاوت کے شروع میں اعوذ باللہ پڑھنا واجب ہے یا سنت؟ تسلی بخش جواب عنایت فرمائیں۔ المستفتی:۔محمد یونس بلرامپور

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوہاب

قرآن مجید شروع کرنے سے پہلے استعاذہ (اعوذ باللہ من الشیطان الرجیم) ضروری ہے چونکہ ابتداء قرأت مہتم بالشان ہے اس وجہ سے لفظ ضروری فرمایا یہاں ضروری بمعنی واجب نہیں کیونکہ ائمہ احناف کے نزدیک استعاذہ مستحب ہے جیسا کہ حضرت ملاعلی قاری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں" و الصحیح انها مستحبة بقرية الشرط فان المشروط غير واجب"(فوائد مکیہ مع حواشی مرضیہ صفحہ نمبر 3 باب استعاذہ بسملہ کے بیان میں)

فلہٰذا شروع قرأت میں بتقاضائے بلند رتبہ کتاب کے استعاذہ ضروری ہے مگر یہ ضروری بموجب واجب نہیں ہے بلکہ ائمہ احناف کے نزدیک مستحب ہے جیسا کہ حضرت مولانا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ کی دلیل سے ظاہر ہے اور تفسیر جلالین مع صاوی سورہ النحل تحت الآية فاستعذ بالله من الشيطان الرجيم کے تحت ہے کہ قرآن کریم کی تلاوت شروع کرتے وقت اعوذ باللہ من الشیطان الرجیم پڑھنا مستحب ہے۔واللہ تعالی أعلم بالصواب

کتبہ

ابوالاحسان محمد مشتاق احمد قادری رضوی مہاراشٹر

۳ ذی الحجہ ۱۴۴۱ھ بروز سنیچر

(قرآن مجید آہستہ پڑھنے کا ادنیٰ درجہ کیا ہے؟)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مسئلہ:۔کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ قرآن مجید آہستہ پڑھنے کا ادنیٰ درجہ کیا ہے حضرت مہربانی ہوگی

المستفتی:۔ذاکر علی کانپور بیکن گنج

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوہاب

نماز و بیرون نماز میں قرآن مجید آہستہ پڑھنے کا ادنیٰ درجہ یہ ہے کہ اگر کوئی مانع مثلاً ثقل سماعت شور وغل نہ ہو تو خود سن سکے بعض لوگوں کو دیکھا گیا ہے کہ نماز و بیرون نماز قرآن مجید اتنا آہستہ پڑھتے ہیں کہ انکے صرف ہونٹ ہلتے ہیں آواز بالکل نہیں نکلتی تو اس طرح پڑھنے سے نہ انکی نماز ہوتی ہے اور نہ ہی تلاوت کرنیکا ثواب ملتا ہے جیسا کہ حضور صدر الشریعہ بدر الطریقہ علیہ الرحمۃ والرضوان بہار شریعت میں تحریر فرماتے ہیں قرأت میں اتنی آواز درکار ہے کہ اگر کوئی مانع مثلاً ثقل سماعت شور وغل نہ تو خود سن سکے اگر اتنی آواز بھی نہ ہو تو نماز نہ ہوگی۔اھ

پھر دو چار سطروں کے بعد اسی میں فرماتے ہیں جہر کے یہ معنی ہیں کہ دوسرے لوگ یعنی وہ جو صف اول میں ہیں سن سکیں یہ ادنی درجہ ہے اور اعلی کے لئے کوئی حد مقرر نہیں اور آہستہ یہ کہ خود سن سکے۔اھ

(ح:3/ ص:544/ قرآن مجید پڑھنے کا بیان/مجلس المدینۃ العلمیۃ دعوت اسلامی)

اور درمختار میں ہے (و) أدنى (الجهر اسماع غيره و) أدنى (المخافتة اسماع نفسه) اھ (ج:2/ص:252/ كتاب الصلاة/باب صفة الصلاة/مطلب/فى الكلام على الجهر والمخافتة/دار عالم الكتب) والله تعالى أعلم بالصواب

کتبہ

محمد اسرار احمد نوری بریلوی

۲۲ صفر المظفر ۱۴۴۲ھ بروز سنیچر

(اگر امام نے سورہ کوثر میں اِنَّ شَانِئَكَ کے بجائے اِنَّا شَانِئَكَ پڑھ دیا تو نماز کا کیا حکم ہے؟)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مسئلہ:۔ کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ زید امام ہے اور نماز میں کبھی کبھی سورہ کوثر پڑھتا ہے اِنَّآ اَعْطَيْنٰكَ الْكَوْثَرَ ﴿۱﴾ فَصَلِّ لِرَبِّكَ وَ انْحَرْ ﴿۲﴾ اِنَّ شَانِئَكَ هُوَ الْاَبْتَرُ ﴿۳﴾ لیکن اِنَّ شانئك* کو* اِنَّا شانئك* پڑھتا ہے تو نماز کے بارے میں کیا حکم ہے نماز ہوگی یا نہیں؟؟ جواب ارشاد فرمادیں بہت مہربانی ہوگی۔

المستفتی:۔ عابد حسین مغربی چمپا بہار

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوہاب

صورت مذکورہ میں نماز ہوجائے گی کیونکہ قرأت کا یہ قائدہ ہے کہ کوئی کلمہ زیادہ کر دیا،تو یہ دیکھا جائے گا معنی کا فساد ہوتا ہے یا نہیں،اگر معنی فاسد ہوجائیں گے،نماز جاتی رہے گی، اور اگر معنی متغیر نہ ہوں،تو فاسد نہ ہوگی تشدید کو تخفیف پڑھا یا مشدد کو مخفف پڑھا نماز ہوجائے گی۔لہٰذا صورت مسئولہ میں معنی کا فساد نہیں ہے اس لئے نماز ہوجائے گی۔

(ماخوذ بہار شریعت جلد اول حصہ سوم قرأت میں غلطی ہوجانے کا بیان) واللہ تعالی أعلم بالصواب

کتبہ

محمد معصوم رضا نوری

۳ ذی الحجہ ۱۴۴۱ھ بروز سنیچر

(بغیر لب ہلائے قرأت کی تو کیا حکم ہے؟)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مسئلہ:۔کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ اگر کسی نے نماز میں بغیر لب ہلائے قرأت کی تو کیا حکم ہے؟ کیا نماز ہو جائے گی؟ بنا کسی عذر کے جواب عنایت فرمائیں بہت مہربانی ہوگی المستفتی:۔محمد مبارک خان قادری

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوہاب

قرأت اسکا نام ہے کہ تمام حروف مخارج سے ادا کئے جائیں کہ ہر حرف غیر سے صحیح طور پر ممتاز ہوجائے اور آہستہ پڑھنے میں بھی اتنا ہونا ضرور ہے کہ خود سن سکیں اگر حروف کی تصحیح تو کی مگر اس قدر آہستہ کہ خود نہ سنا اور کوئی مانع مثلاً شوروغل یا ثقل سماعت بھی نہیں تو نماز نہ ہوئی۔(عالمگیری ج اول صفحہ ۶۵/ بہار شریعت حصہ سوم ص ۶۶) واللہ اعلم بالصواب

کتبہ

مظہر علی رضوی

۲۵ ربیع الاول ۱۴۴۰ھ مطابق ۴ دسمبر ۲۰۱۸ء بروز منگل

(سورت کو تکبیرِ انتقال سے ملا کر پڑھنے میں وصل اور فصل کی صورتیں؟)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مسئلہ:۔کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ زید جو کہ امام ہے وہ سورۃ کے ساتھ رکوع کی تکبیر یعنی سورۃ اور اللہ اکبر کو ملا کر بغیر وقف کئے پڑھتا ہے تو کیا ایسی صورت میں نماز میں کچھ کراہت ہوگی یا نہیں جواب دے کر شکریہ کا موقع دیں۔

المستفتی:۔محمد بلال رضا سنبھل

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوہاب

صورت مسئولہ میں امام کو چاہئے کہ جس سورت کے آخر میں نام الٰہی نہ ہو بلکہ نام الٰہی کے غیر مناسب ہو تو وہاں پر وقف کر دے وصل نہ کرے جیسے سورہ کوثر کے آخر میں هو الابتر اور جہاں صورت کے آخر میں نام الٰہی ہو وہاں وصل کر دے جیسے سورہ اذا جآء میں انه كان توابا اور جس سورت کے آخر میں نام الٰہی نہ ہو اور کوئی دوسرا لفظ بھی نام الٰہی کے غیر مناسب نہ ہو تو وہاں یکساں ہے چاہے وقف کرے یا وصل کرے جیسے الم نشرح میں فارغب (هكذا قال الامام احمد رضا خان قدس سرہ القدسی فی الجزء الثالث من الفتاوی الرضویہ ص ۱۲۶ رضا اکیڈمی ممبئی) واللہ اعلم بالصواب

کتبہ

محمد مشاہد رضا حشمتی

۱۹ شعبان المعظم ۱۴۴۱ھ بروز منگل

(جس کو صرف دو ہی سورہ یاد ہو تو وہ اپنی نماز کیسے ادا کرے؟)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مسئلہ:۔کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ اگر کسی کو صرف دو ہی سورہ یاد ہو تو کیا اس شخص کی نماز ہو جائے گی جیسے چار رکعت والی سنت میں بھری یعنی سورتوں کے ساتھ پڑھی جاتی ہے اور کیا وہ شخص دو سورت کے ساتھ اپنی تراویح کی نماز ادا کر سکتا ہے؟ جواب جلد مطلوب ہے

المستفتی:۔عظیم اللہ رضوی الہ آبادیوپی

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوہاب

صورت مسئولہ میں نماز پنجگانہ و نماز تراویح بلا کراہت ہو جائے گی اگر کسی کو دو ہی سورہ یاد ہے تو ہر نماز میں وہی

دونوں سورہ پڑھے؛ اور اگر کسی کو ایک ہی سورہ یاد ہے تو ایک ہی سورہ ہر نماز میں پڑھے بہر صورت نماز ہو جائے گی۔اللہ عزوجل فرماتا ہے {فَاقْرَءُوْا مَا تَيَسَّرَ مِنَ الْقُرْاٰنِ} قرآن سے جو میسّر آئے پڑھو۔(پارہ ۲۹ سورہ مزمل آیت نمبر ۲۰)

واللہ اعلم بالصواب

کتبہ

محمد معصوم رضا نوری

۲۶ شعبان المعظم ۱۴۴۱ھ بروز منگل

(تلاوت قرآن میں مجہول و معروف کسے کہتے ہیں؟)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مسئلہ:۔کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ بعض حفاظ یہ کہا کرتے ہیں کہ فلاں مولوی صاحب تو نماز میں قرآن مجہول پڑھتے ہیں اس لئے ان کی اقتداء کرنے کو دل جمعی نہیں ہوتی اب قابل تفتیش امر یہ ہے کہ اہل علم کے نزدیک مجہول و معروف کسے کہتے ہیں اور مجہول پڑھنے سے نماز میں کچھ اثر ہوتا ہے یا نہیں تشفی بخش جواب عنایت فرمائیں

المستفتی:۔محمد فیروز احمد قادری نہر نیاں ہرلاکھی مدھوبنی بہار

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوہاب

ذیل میں مجہول قراءت کا حکم تفصیلاً درج کیا جارہا ہے، اگر واقعۃً کوئی شخص ایسے قراءت کرتا ہو تو اس کا حکم یہ ہوگا۔ لیکن اس بات کا فیصلہ کرنا کہ امام کی قرأت مجہول ہے یا نہیں؟ اور اگر مجہول ہے تو کس درجہ کی مجہول ہے؟ یہ عوام اور ہر ایرے غیرے کا کام نہیں ہے، بلکہ یہ فیصلہ کرنا ماہرِ فن یعنی ماہر مجود قاری ہی کر سکتا ہے، اس لئے درج ذیل فتوے کے ذریعہ مسجد میں امام کے خلاف فتنہ کھڑا کرنا اور انتشار پھیلانا درست نہیں ہے۔بلکہ امام صاحب کی قرأت کسی ماہر مجود قاری اور مفتی صاحب کو سنوا کر ان سے فیصلہ کروالیا جائے کہ امام صاحب کی قرأت کیسی ہے۔قرآن کریم کو مجہول پڑھنا جائز نہیں ہے، مجہول پڑھنے کا مطلب یہ ہے کہ حرکات کو اس طرح مبہم پڑھا جائے کہ واضح نہ ہو کہ کون سی حرکت پڑھی جارہی ہے یا حرکات کو اِس قدر لمبا اور دراز کر کے پڑھنا کہ حرکت سے حرف بن جائے، جیسے زبر کو لمبا کر کے الف بنا دینا، پیش کو لمبا کر کے واؤ بنا دینا، اِسی طرح زیر کو دراز کرتے ہوئے یاء بنادینا، نماز کے اندر مجہول قرأت کرنے کا حکم یہ ہے کہ مجہول

پڑھنے سے اگر ایسی فحش غلطی ہوجائے کہ قرأت میں لحنِ جلی کا ارتکاب لازم آجائے اور معنی بدل کر بالکل فاسد ہوجائے تو نماز بھی فاسد ہوجائے گی مثلاً "اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ" کو مجہول طریقے سے اِس طرح پڑھائے جائے، کہ "الحمد" کی دال کے بعد واؤ بڑھا دیا جائے "لِلّٰه" میں لام یا ہاء کے بعد یاء بڑھادی جائے "ربّ" میں راء کے بعد الف بڑھادیں، یہ سب فحش غلطیاں ہیں، اِن سے نماز فاسد ہوجاتی ہے۔

لہٰذا ایسی قرأت کرنے والے امام کے پیچھے نماز نہیں ہوگی، البتہ اگر مجہول پڑھنے سے قرأت میں کسی لحن جلی کا ارتکاب لازم نہ آئے اور نہ ہی معنیٰ کا فساد لازم آئے تو نماز فاسد نہیں ہوگی، البتہ ایسی مجہول قرأت کرنا قرآن کے حسن و زینت کے خلاف ہونے کی وجہ سے مکروہ ہے، لیکن اس طرح کی مجہول قرأت کرنے والے امام کے پیچھے نماز ہوجاتی ہے، لیکن ایسے امام کو چاہئے کہ مشق کرکے اپنی قرأت کو درست کرنے اور خوش الحانی سے قرآن پڑھنے کی کوشش کرتا رہے۔

(الدر المختار وحاشية ابن عابدين رد المحتار 1/ 630)

"ومنها القراءة بالألحان إن غير المعنى وإلا لا إلا فى حرف مد ولين إذا فحش وإلا لا ،بزازية. (قوله بالألحان) أى بالنغمات، وحاصلها كما فى الفتح إشباع الحركات لمراعاة النغم (قوله إن غير المعنى) كما لو قرأ - {الحمد لله رب العالمين} [الفاتحة"

"وأشبع الحركات حتى أتى بواو بعد الدال وبياء بعد اللام والهاء وبألف بعد الراء، ومثله قول المبلغ رابنا لك الحامد بألف بعد الراء لأن الراب هو زوج الأم كما فى الصحاح والقاموس وابن الزوجة يسمى ربيبا.(وله وإلا لا إلخ) أى وإن لم يغير المعنى فلا فساد إلا فى حرف مد ولين إن فحش فإنه يفسد، وإن لم يغير المعنى، وحروف المد واللين وهى حروف العلة الثلاثة الألف والواو والياء إذا كانت ساكنة وقبلها حركة تجانسها، فلو لم تجانسها فهى حروف علة ولين لا مد. [تتمة]فهم مما ذكره أن القراءة بالألحان إذا لم تغير الكلمة عن وضعها ولم يحصل بها تطويل الحروف حتى لا يصير الحرف حرفين، بل مجرد تحسين الصوت وتزيين القراءة لا يضر، بل يستحب عندنا فى الصلاة وخارجها كذا فى التتارخانية. مطلب مسائل زلة القارء".الدر المختار وحاشية ابن عابدين :(رد المحتار 1/ 557)

(والأحق بالإمامة) تقديما بل نصبا مجمع الأنهر (الأعلم بأحكام الصلاة) فقط صحة وفسادا بشرط اجتنابه للفواحش الظاهرة، وحفظه قدر فرض، وقيل واجب، وقيل سنة (ثم الأحسن تلاوة) وتجويدا (للقراءة، ثم الأورع) أى الأكثر اتقاء للشبهات. والتقوى: اتقاء المحرمات(قوله ثم

الأحسن تلاوة وتجويدا) أفاد بذلك أن معنى قولهم أقرأ: أي أجود. لا أكثرهم حفظا وإن جعله في البحر متبادرا، ومعنى الحسن في التلاوة أن يكون عالما بكيفية الحروف والوقف وما يتعلق بها قهستانی"

واللہ اعلم بالصواب

کتبہ
محمد مظہر علی رضوی
۲۶/رجب المرجب ۱۴۴۰ ہجری

(حالت نماز میں تلاوت قرآن میں غلطی ہو تو کیا حکم ہے؟)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مسئلہ:۔کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ ایک امام صاحب ہیں جو نماز میں جب قرأت کرتا ہے تو سورہ قریش میں جو من جوءٍ کو من جوءم پڑھتا ہے اور باالمؤمِنِينَ کو باالمؤمَنِينَ وسَلِّمو کو وسَلَّمو پڑھتا ہے جہاں زیر ہے وہاں زبر پڑھتا ہے اور ایک غیر مسلم کے گھر شادی میں کھڑے ہو کر خانا کھاتا ہے ایسے امام کے پیچھے نماز پڑھنے کا کیا حکم ہے؟ المستفتی:۔محمد احمد رضا اشفاقی رضوی کھٹیکان وارڈ نمبر 4 تارانگر ضلع چورو راجستھان

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوہاب

قرأت میں ایسی غلطی ہوئی جس سے معنی بگڑ جائیں تو نماز فاسد ہو جائے گی ورنہ نہیں، اور وہ جس سے حروف صحیح ادا نہیں ہوتے ہوں اس پر واجب کہ صحیح کرنے میں پوری کوشش کرے لہٰذا برصدق مستفتی اگر واقعی امام مذکور سے ایسی غلطی ہوتی ہے تو وہ خود امامت سے پرہیز کرے۔کوشش کے زمانے میں اسکی اپنی نماز اور اس کے پیچھے اس جیسوں کی نماز ہو جائے گی باقی کی نہیں ہوگی۔ (بہار شریعت بحوالہ قانون شریعت ص ۱۰۵)

نیز سوال میں مذکور کہ وہ امام غیر مسلم کے یہاں شادی میں کھڑے ہو کر کھانا بھی کھاتا ہے۔اولاً غیر مسلم کے یہاں گوشت کے علاوہ عام کھانا، کھانا بھی کراہت سے خالی نہیں ہے اگر گوشت کھایا تو حرام کھایا، توبہ کرے، مزید برآں کھڑے ہو کر کھانا شریعت میں سخت منع اور گناہ کا کام ہے اور شعار کفار پر اسکی مدد بھی جو سخت ممنوع اور قابل مذمت ہے۔

(اسلامی اخلاق وآداب)

قال اللہ تعالی "ولا تعاونو علی الاثم والعدوان"، لہذا امام مذکور کو اپنے اس عمل قبیحہ شنیعہ سے علانیہ توبہ لازم بغیر توبہ اسکی اقتداء میں نماز نہ ہوگی۔ واللہ اعلم بالصواب

کتبہ

محمد عمر علی قادری

۲/ جمادی الآخر ۱۴۴۱ھ بروز منگل

(حالت نماز میں دوران قرأت حرف کی کمی بیشی سے عدم فساد معنی کیوجہ سے نماز فاسد نہیں ہوگی؟)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مسئلہ:۔کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ ایک امام صاحب حالت نماز میں دوران قرأت سورہ (البروج کی آیت نمبر ۵ پہ إِذْهُمْ عَلَيْهَا قُعُوْد : کو عَلَيْهِ قُعُوْد الف کو چھوڑ کر اور آگے آیت نمبر ۷ کو وَمَا نَقَمُوْا مِنْهُمْ إِلَّآ اَنْ يُّؤْمِنُوْ بِاللهِ الْعَزِيْزُ کو اَنْ يُّؤْمِنُ بِاللهِ یہاں واو کو چھوڑ کر پڑھنے سے نماز ہوگی یا نہیں اور جو مقتدی یہ جانتا ہو کہ غلط ہو رہا ہے اور امام صاحب کو خبر نہ کرتا ہو اسکی نماز کا کیا حکم ہوگا آگاہ فرمائیں المستفتی:۔ محمد انور رضا

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوہاب

عدم فساد معنی کیوجہ سے نماز میں کوئی خرابی لازم نہیں آئیگی جیسا کہ صدر الشریعہ بدر الطریقہ ابو العلی امجد علی قدس سرہ تحریر فرماتے ہیں کسی کلمے کو چھوڑ دیا اور معنی فاسد نہ ہوئے تو نماز بھی فاسد نہ ہوگی اگر معنی فاسد ہو گیا تو نماز بھی فاسد ہو جائیگی

(بہار شریعت جلد اول حصہ سوم ص ۲۲۹) واللہ اعلم بالصواب

کتبہ

امجد رضا

۶/ جمادی الاولی ۱۴۴۰ ہجری

(امام کس قدر بلند آواز میں تلاوت کرے؟)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مسئلہ:۔کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ زید نے حالت نماز میں قرآن کی تلاوت اتنی آواز سے کہ ایک صف میں آواز پہنچی تو بکر نے اعتراض کیا کہ آواز سے پڑھو زید نے کہا کہ نماز تو ہو جائے گی بکر نے کہا کوئی حوالہ بتاؤ میری علمائے کرام کی بارگاہ میں التجا ہے کہ قرات کتنی آواز سے پڑھنی چاہیے؟ جلد جواب دے کر شکریہ کا موقع دیں

المستفتی:۔محمد بلال رضا سنبھل

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوہاب

حالت نماز میں قرآن کی تلاوت کا امام اور منفرد کیلئے الگ الگ حکم ہے منفرد کیلئے تلاوت میں اتنی آواز ضروری ہے، کہ خود سن سکے اگر کوئی مانع نہ ہو مثلاً ثقل سماعت، شور وغوغا، نہ ہو تو خود سن سکے اگر اتنی آواز بھی نہیں ہو، تو نماز نہیں ہوگی اسی طرح جن معاملات میں نطق (پڑھنے کا حکم آیا ہے) سب میں اتنی آواز ضروری ہے کہ خود سن سکے مثلاً، جانور ذبح وغیرہم۔

اگر امام جماعت کرا رہے ہیں، اس صورت جہاں جہر کے ساتھ تلاوت کا حکم آیا ہے وہاں جہر کے معنی یہ ہیں، کہ دوسرے لوگ یعنی، صف اول کے مقتدی سن سکیں یہ جہر کا ادنی درجہ ہے اور اعلی کیلئے کوئی حد مقرر نہیں ہے۔اس قدر آہستہ پڑھنا کہ قریب کے دو، تین، مقتدی سنیں یہ جہر نہیں ہے بلکہ آہستہ ہے، ضرورت سے زیادہ بلند آواز میں تلاوت کرنا اپنے یا دوسروں کیلئے باعث آزار ہو تو مکروہ ہے۔(بہار شریعت حصہ سوم ص ۷۲)

اس لئے امام صاحب نے اتنی آواز میں تلاوت کی ہے کہ صف اول کے مقتدی نے سنا ہے تو جہر پالی گئی نماز بلاشبہ درست ہے اس بنا پر زید کا کہنا درست ہے البتہ امام صاحب کو چاہئے کہ جہری نماز میں اتنی آواز سے قرأت کرے دوسری یا تیسری صف کے لوگ بآسانی سن سکیں۔واللہ اعلم بالصواب

کتبہ

محمد رضا امجدی

۱۷ صفر المظفر ۱۴۴۱ھ بروز جمعرات

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمدہٗ ونصلی علی رسولہ الکریم

{فسئلوا اھل الذکر ان کنتم لا تعلمون}

تو اے لوگو! علم والوں سے پوچھو اگر تمہیں علم نہیں (کنزالایمان)

باب الامامت

امامت کا بیان

ناشر

اراکین فخر ازہر واٹس ایپ گروپ

(بلا وجہ شرعی امام کو منصب امامت سے ہٹانا کیسا ہے؟)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مسئلہ:۔کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ مسجد کے ٹرسٹیان نے اپنے امام صاحب سے مسجد میں بیٹھ کر تین سال کا وعدہ کیا امامت کے لیے اب وہ بغیر کسی شرع عذر کے۔وہابیوں دیوبندیوں کا رد کرنے اورحق بات بیان کرنے کی وجہ سے اپنے وعدے سے مکر رہے ہیں گواہ گواہی بھی دے رہے ہیں لیکن ۔نہیں مان رہے تو ایسے ٹرسٹیان کے لیے شریعت کا کیا حکم ہے؟اور اسلام میں وعدہ خلافی کرنا کیسا ہے؟ علماء کرام ومفتیان عظام شریعت کی روشنی میں مع حوالہ جواب عنایت فرمائیں نوازش ہوگی جبکہ امام صاحب پانچ سال پہلے سے وہاں امامت کررہے ہیں۔

المستفتی:۔محمد نعیم الدین سلامی نقشبندی مرادآباد

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوہاب

اگر امام جامع شرائط امامت ہے تو واجب التعظیم ہے بلا وجہ شرعی اس کو منصب امامت سے ہٹا نہیں سکتے حضرت علامہ مولانا مفتی محمد اختر حسین قادری علیمی صاحب قبلہ مدظلہ العالی تحریر فرماتے ہیں کہ امام جامع شرائط امامت واجب التعظیم ہے اور بلا وجہ شرعی اسے مصلی سے ہٹا دینے میں اس کی توہین ظلم وزیادتی اور ایذائے مسلم ہے جو سخت ناجائز وحرام ہے حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں من اذی مسلما فقد آذانی ومن آذانی فقد اذی اللہ (کنز العمال ج16 ص10) اور اعلیٰ حضرت امام احمد رضا حنفی قادری بریلوی قدس سرہ رقمطراز ہیں کسی مسلمان کو بلا وجہ شرعی ایذا دینا حرام ہے۔(فتاویٰ رضویہ جلد3 صفحہ 217)

امام اجل علامہ علاؤالدین حصکفی قدس سرہ تحریر فرماتے ہیں " لا یصح عزل صاحبه وظیفة بلا جنحة اوعدم اهلية "(الدرالمختار مع ردالمحتار جلد3 صفحہ 386)

خاتم المحققین علامہ ابن عابدین شامی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں " قال فی البحر واستفید من عدم صحته عزل الناظر بلا جنحة عدمها لصاحب وظيفة "(ردالمحتار جلد3 صفحہ 386)

اوراسی طرح کے ایک سوال کا جواب دیتے ہوئے سیدی اعلیٰ حضرت امام احمد رضا قدس سرہ فرماتے ہیں اگر واقع میں نہ زید وہابی ہے نہ غیر مقلد نہ دیوبندی نہ کسی قسم کا بدمذہب نہ اس کی طہارت یا قرأت یا اعمال کی وجہ سے کراہت تو بلا وجہ

اس کو معزول کرنا ممنوع ہے حتیٰ کہ حاکم شرع کو اس کا اختیار نہیں دیا گیا ردالمحتار میں ہے " لیس للقاضی عزل صاحب وظیفة بغیر جنحة " (فتاویٰ رضویہ جلد 3 صفحہ 241) (فتاویٰ علیمیہ جلد اول صفحہ 181 امامت کا بیان)

رہا امام کا رد بدمذہباں کرنا تو بدمذہبوں کا رد مدلل ومہذب انداز میں تو کرنا ہی چاہیئے فتاویٰ مرکز تربیت افتاء میں ہے کہ وہابیوں دیوبندیوں کا رد مدلل انداز میں ضروری ہے تا کہ عوام ان کی بدمذہبی سے آگاہ ہوں اور ان سے دور نفور رہیں مگر اس کے لئے فحش الفاظ نہیں استعمال کرنا چاہیئے ۔(فتاویٰ مرکز تربیت افتاء جلد دوم صفحہ 121 کتاب السیر)

صورت مسئولہ میں کمیٹی کے افراد نے جب امام کو تین سال تک کے لئے مقرر کرلیا ہے تو حسب وعدہ اس سے پہلے امام کو ہٹانا حرام ہے اعلیٰ حضرت امام احمد رضا حنفی قادری بریلوی قدس سرہٗ العزیز تحریر فرماتے ہیں کہ الاشباہ والنظائر میں ہے خلف الوعد حرام ترجمہ وعدہ جھوٹا کرنا حرام ہے (الاشباہ والنظائر کتاب الحظر والاباحۃ الفن ثانی 2-/109)

حدیث میں رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں " آیة المنافق ثلاث اذا حدث کذب واذا وعد اخلف واذا ائتمن خان " ترجمہ منافق کی تین نشانیاں ہیں جب بات کرے جھوٹ بولے اور جب وعدہ کرے خلاف کرے اور جب اس کے پاس امانت رکھی جائے خیانت کرے (صحیح البخاری کتاب الایمان علامۃ المنافق ج 1 ص 10) (فتاویٰ رضویہ جلد 17 کتاب المداینات صفحہ 272/273 مطبوعہ امام احمد رضا اکیڈمی بریلی شریف)

الحاصل جب تک امام کے اندر کوئی شرعی عذر نہیں پایا جاتا کمیٹی والوں کا امام کو ہٹانا جائز نہیں اگر بلا وجہ شرعی امام کو ہٹائیں گے سخت گنہگار مستحق عذاب نار ہوں گے ۔واللہ اعلم ورسولہ

کتبہ

محمد مشتاق احمد قادری رضوی مہاراشٹرا

۲۲ ربیع الآخر ۱۴۴۲ھ بروز سوموار

(سیاہ خضاب لگانے والے کو امام بنانا کیسا؟)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مسئلہ: ۔کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ زید خضاب لگاتا ہے اور اسی حالت میں امامت کرتا از روئے شرع خضاب لگانا کیسا ہے اس کی اقتداء میں پڑھی ہوئی نماز کا کیا حکم ہے تفصیل سے بحوالہ کتب معتبرہ جواب عنایت فرمائیں کرم ہوگا

المستفتی: ۔محمد مظفر رضا مقام ہرپور وا باچپٹی سیتامڑھی بہار

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوہاب

سیاہ خضاب حالت جہاد کے علاوہ مطلقا حرام ہے جس کی حرمت پر احادیث صحیحہ معتبرہ ناطق ہیں۔حدیث شریف میں ہے ''غیروا ھذا بشی واجتنبوا السواد رواہ احمد ومسلم وابو داود ونسائی و ابن ماجہ" غیروا الشیب ولا تقربوا السواد رواہ أمام احمد فی المسند عبد اللہ بن عمر رضی اللہ تعالی عنھما سے روایت ھے نھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عن الخضاب با لسواد ابن سعد فی الطبقات محیط میں ھے الخضاب بالسواد قال عامۃ المشائخ انہ مکروہ "ذخیرہ میں ہے"علیہ عامۃ المشائخ "درمختار میں ہے''یکرہ بالسواد وقیل لا''۔ان تینوں عبارتوں کا یہی حاصل ہے کہ عامۂ مشائخ کرام وجمہور آئمہ اعلام کے نزدیک سیاہ خضاب منع ہے علماء جب کراہت مطلق بولتے ہیں اس سے کراہت تحریمی مراد لیتے ہیں جس کا مرتکب گنہگار و مستحق عذاب ہے۔

(بحوالہ فتاوی رضویہ شریف جلد نہم قدیم ص ۱۳۱ قدیم)

سیدی اعلی حضرت رضی اللہ تعالی عنہ ربہ القوی الملفوظ حصہ سوم ص ۱۵ رمیں ارشاد فرماتے ہیں وسمہ سے ہو یا تسمہ سے سیاہ خضاب حرام ہے۔

احکام شریعت حصہ اول ص ۱۲۲ میں فرماتے ہیں سرخ یا زرد خضاب اچھا ہے اور زرد بہتر اور سیاہ خضاب کو حدیث شریف میں فرمایا کافر کا خضاب ہے دوسری حدیث میں اللہ تعالی روز قیامت اس کا منہ کالا کرے گا یہ حرام ہے جواز کا فتوی باطل ومردود ہے۔

فتاوی امجدیہ جلد اول ص ۱۶۰ میں فرماتے ہیں اگر سیاہ خضاب کا عادی ہے تو اس کی امامت مکروہ تحریمی ہے۔

فتاوی علیمیہ جلد اول ص ۱۸۸ میں فرماتے ہیں سیاہ خضاب لگانا ناجائز وحرام ہے اس کو لگانے والا فاسق معلن مرتکب گناہ کبیرہ ہے۔

شارح بخاری مفتی شریف الحق امجدی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کالی مہندی جس کے لگانے سے سفید بال سیاہ نظر آئیں اس کا لگانا حرام وگناہ ہے اور جو شخص لگاتا ہے وہ فاسق معلن ہے۔(بحوالہ ماہنامہ اشرفیہ ص ۳۱ ستمبر ۲۰۰۲)

مذکورہ بالا حوالجات کی روشنی خوب واضح ہوگیا کہ کالی مہندی کا لگانا حرام وگناہ ہے اور ایسا شخص فاسق معلن ہے اور فاسق معلن کی اقتداء درست نہیں واجب الاعادہ ہے اس لئے ایسے شخص کو امام بنانا ناجائز وحرام ہے اس کی اقتداء

میں جتنی نمازیں پڑھیں گئیں سب کا دہرانا واجب ہے۔اور سیاہ رنگ کے علاوہ دیگر رنگ کا خضاب لگانا جائز ہے اور اس کی اقتداء میں پڑھی گئی نماز درست ہے۔واللہ اعلم بالصواب

کتبہ

محمد رضا امجدی

۸ ذی الحجہ ۱۴۴۰ھ بروز سنیچر

(امام کو حالت امامت میں حدث لاحق ہوجائے تو کیا کرے؟)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مسئلہ:۔کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ امام صاحب پر دوسری رکعت میں سجدۂ سہو واجب ہوا (اور امام صاحب کے علاوہ کسی کو معلوم نہیں کہ ان پر سجدۂ سہو واجب ہے جیسے ہی تیسری رکعت کیلئے کھڑے ہوئے کہ ان کا وضو ٹوٹ گیا تب انھوں نے اپنے ایک مقتدی کو آگے بڑھایا اور اس نے نماز پڑھا دی اور سجدۂ سہو نہ کیا تو کیا نماز ہوجائے گی؟ علمائے کرام اس کا جواب حوالہ کے ساتھ عنایت فرمائیں

المستفتی:۔شہنواز

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوہاب

صورت مذکورہ میں ایک حکم بیان کیا جارہا ہے اس سے پورے مسئلہ کی وضاحت ہوجائے گی۔(بہار شریعت حصہ سوم ص نمبر 107 پر ایک مسئلہ ذکر کیا گیا ہے بعینہ وہی نوعیت صورت مذکورہ میں ہے صرف تھوڑا فرق ہے مگر فرق ہے جس میں اس سے مذکورہ مسئلہ میں کوئی فرق نہیں پڑے گا اب نفس مسئلہ سماعت فرمائیں۔مسئلہ مسبوق کو خلیفہ بنا ہی دیا تو جہاں سے امام نے ختم کیا ہے مسبوق وہیں سے شروع کرے رہا یہ کہ مسبوق کو کیا معلوم کہ کیا باقی ہے لہذا امام اسے اشارے سے بتا دے مثلا ایک رکعت باقی ہے تو ایک انگلی سے اشارہ کرے، دو ہوں تو دو سے، رکوع کرنا ہو تو گھٹنے پر ہاتھ رکھ دے سجدہ کیلئے پیشانی پر قرات کیلئے مونھ پر سجدۂ تلاوت کیلئے پیشانی وزبان پر، سجدۂ سہو کیلئے سینہ پر رکھے اور اگر مسبوق کو معلوم ہو تو اشارے کی کوئی حاجت نہیں خیال رہے زبان سے ہرگز ہرگز نہ بولے اور خلیفہ بنانے کے جو شرائط ہیں اسکا لحاظ رکھے اگر اسکا لحاظ نہیں رکھا تو خلیفہ بنانا جائز نہیں ہوگا۔(بحوالہ بہار شریعت وعالم گیری)

الحاصل اگر امام نے خلیفہ بناتے وقت اشارہ سے بتا دیا اور خلیفہ نے نماز پڑھا دی اور سجدۂ سہو نہیں کیا، یا امام نے

اشارہ سے نہیں بتایا ان تمام صورتوں میں نماز واجب الاعادہ ہے پھر سے پڑھی جائے گی۔ واللہ اعلم بالصواب

کتبہ

محمد رضا امجدی

۱۷ رجب المرجب ۱۴۴۰ھ ہجری

(جھوٹ بولنے والے امام کی اقتدا میں نماز کا حکم؟)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مسئلہ:۔ کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ جو امام یا نائب امام ہمیشہ جھوٹ بولنے کے عادی ہوں ان کی اقتداء میں نماز پڑھنا کیسا ہے؟ المستفتی:۔ ممتاز قادری

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوہاب

مسلم شریف کی حدیث ہے حضور ﷺ نے فرمایا کہ " ان الکذب فجور " یعنی جھوٹ بولنا فسق و فجور ہے اور جو شخص علانیہ فسق و فجور کرتا ہو اس کے پیچھے نماز پڑھنا جائز نہیں۔ (فتاویٰ فیض الرسول جلد اول صفحہ 285) واللہ اعلم بالصواب

کتبہ

عبید اللہ رضوی بریلوی

۲۲ ربیع الاول ۱۴۴۱ھ بروز منگل

(والدین کے نافرمان و گستاخ عالم و امام کا حکم؟)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مسئلہ:۔ کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ زید کے والد نے زید کی ماں کو مارا اور زید کو کوسنے لگے زید نے غصے میں اپنے والد کو تھپڑ مارا اور مقتدیوں سے اپنے غصے کا ذکر کرتا ہے تو اب زید پر کیا حکم ہے؟ زید ایک مسجد کا امام ہے اب زید کے پیچھے نماز درست یا نہیں؟ المستفتی:۔ ایم اشرفی

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوہاب

برتقدیر صدق مستفتی ایسے شخص کے پیچھے ہرگز نماز نہ پڑھیں ورنہ نماز مکروہ تحریمی واجب الاعادہ ہوگی قرآن پاک

میں رب تعالی کا ارشاد ہے (فلا تقل لهما افٍ و لا تنهرهما و قل لهما قولًا كريمًا) انہیں اف تک نہ کہو؛ انہیں نہ جھڑکو؛ ان سے نرمی سے بات کرو۔ (پ15 سورہ بنی اسرائیل 23)

اور حدیث شریف میں ہے (من اصبح عاصيا لله في والديه اصبح له بابان مفتوحان من النار ان كان واحدا فواحدا قال رجل وان ظلماه قال وان ظلماه وان ظلماه وان ظلماه) یعنی حضور صلی اللہ تعالی علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جس نے اس حال میں صبح کی کہ والدین کے بارے میں خدائے تعالی کا نافرمان بندہ رہا تو اسکے لئے صبح ہی کو جہنم کے دو دروازے کھل جاتے ہیں اور ایک ہو تو ایک دروازہ کھلتا ہے ایک شخص نے کہا کہ اگر چہ ماں باپ اس پر ظلم کریں۔ حضور نے فرمایا اگر چہ ظلم کریں اگر چہ ظلم کریں اگر چہ ظلم کریں (مشکوۃ شریف ص 421 / بحوالہ فتاوی فقیہ ملت اول ص ۱۱۷)

اور حضور صلی اللہ تعالی علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا (رضا الله في رضا الوالد و سخط الله في سخط الولد) اگر والدین کو راضی کئے بغیر مر گیا تو سخت عذاب کا مستحق ہوگا۔ (بحوالہ فتاوی بحر العلوم جلد پنجم حقوق والدین واولاد کا بیان)

لہذا زید کو چاہئے تھا کہ اپنے والد کے ڈانٹ ڈپٹ پر صبر کرتا اور قرآن وحدیث کے فرمان پر عمل کرتا مگر بجائے صبر کے اپنے والد پر ظلم کر بیٹھا اور خود باپ کو ستانے مارنے کے گناہ میں مبتلا ہو کر بھی اس قدر جرأت مند ہوا کہ خود مقتدیوں سے بھی اس گناہ کا اظہار کرتا پھرتا ہے ہونا تو یہ چاہئے تھا کہ شرم وندامت سے سر جھک جاتا اور رب کی بارگاہ میں توبہ واستغفار کرتا بہر کیف زید سوال میں مذکورہ باتوں کی ارتکاب کیوجہ سے نہایت فاسق وفاجر اور سخت گنہ گار مستحق عذاب ہے۔ لہذا زید کو چاہئے کہ فوراً اس طرز عمل سے توبہ کرے اور اپنے والد سے معافی مانگ کر والد کو راضی کرے اور جب تک والد سے معافی مانگ کر توبہ نہ کر لے اس کے پیچھے ہرگز نماز نہ پڑھیں اگر توبہ نہ کرے معافی نہ مانگے تو امامت سے بھی برطرف کر دیں۔ واللہ اعلم بالصواب

کتبہ

محمد اختر رضا قادری رضوی

۲۰ شعبان المعظم ۱۴۲۰ھ

(جو امام کسی بدمذہب کے جنازہ کی نماز خود پڑھنے کا اعلان کرے اس کے پیچھے نماز پڑھنا کیسا ہے؟)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مسئلہ: ۔ کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ ایک امام صاحب نے اپنی زبان سے کہا ہے کہ کیا حرج ہے اگر ہم کو کوئی پیسہ دے دے۔ اور کہے کہ کسی وہابی دیوبندی کا نماز جنازہ پڑھانا ہے تو میں روپیہ لے کر پڑھا دوں اور آ کر توبہ کر لوں

توبرائے مہربانی اس ناچیز کو بتایا جائے کہ کیا ایسا کہنے پر شریعت کے کیا حکم ہیں اور ان کے اقتداء میں نماز ادا کرنے کا کیا حکم ہے کیا نماز ہوگی یا نہیں برائے مہربانی کتب۔حنفی کے معتبر دلیلوں کے ساتھ تفصیلی جواب عطاء فرمائیں آپ سب کی بڑی مہربانی ہوگی

المستفتی:۔محمد اعجاز احمد خان رضوی شیر گھاٹی ضلع گیا صوبہ بہار

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

اللھم ھدایۃ الحق والصواب

وہابی دیوبندی بمطابق فتاویٰ حسام الحرمین کافر ومرتد ہیں اور علمائے حرمین طیبین نے ان کے بارے میں بالاتفاق فرمایا ہے(من شك فی كفره وعذابه فقد كفر)تو اگر امام مذکور نے زید(یعنی وہابیہ دیابنہ)کو مسلمان سمجھ کر اس کی نماز جنازہ پڑھائی تو کافر ہوگیا اس پر توبہ وتجدید ایمان وتجدید نکاح فرض ہے اور اگر کسی دباؤ میں یا چاپلوسی میں آکر اس(وہابیہ دیابنہ)کے جنازہ کی نماز پڑھائی ہے تو اس پر لازم ہے کہ علانیہ توبہ واستغفار کرے اور آئندہ کسی دیوبندی کی نماز جنازہ نہ پڑھانے کا عہد کرے۔لہذا تاوقتیکہ امام مذکور توبہ وغیرہ نہ کرلے اس کے پیچھے نماز پڑھنا جائز نہیں اگر مسلمان اس حالت میں اسے امام بنائیں گے تو گنہ گار ہوں گے۔

شرح عقائد ص 160 پر ہے(لا كلام فی كراهة الصلاة خلف الفاسق والمبتدع هذا اذالم يود الفسق اوبدعة الى حد الكفر اما اذا ادى اليه فلا كلام فی عدم جواز الصلاة خلفه)اھ۔اور غنیّۃ ص 479 میں ہے(لوقدموا فاسقا یاثمون)اھ(فتاویٰ فقیہ ملت جلد اول صفحہ 261)

اس سے معلوم ہوا کہ وہابیہ دیابنہ بمطابق فتاویٰ حسام الحرمین کافر ومرتد ہیں علمائے حرمین طیبین نے یہاں تک فرمایا کہ جو ان کے متعلق آگاہ ہونے کے باوجود ان کے کفر میں شک کرے وہ خود کافر ہے لہذا امام مذکور اگر ان کے عقائد کے بارے میں آگاہ ہونے کے باوجود ان کے جنازہ کی نماز پڑھنے کا اعلان کرتا ہے تو وہ خود کافر ہے اور اگر کسی کے دباؤ میں یا چاپلوسی میں آکر ایسا کہتا ہے تو سخت گنہ گار اس پر توبہ لازم اور عدم توبہ کی صورت میں اس کے پیچھے نماز پڑھنا ناجائز رہی بات بدمذہبوں کے جنازہ کی نماز پڑھنے کے بعد توبہ کر لینے کی تو یہ بھی شیطانی چکر ہے ایسی صورت میں بھی جب تک وہ سچی توبہ اور آئندہ نہ پڑھنے کا پکا عہد کر نہیں لیتا اس کے پیچھے نماز نہ پڑھیں۔واللہ اعلم ورسولہ

کتبہ

ابوالاحسان محمد مشتاق احمد قادری رضوی

۲۴ ذی القعدہ ۱۴۴۱ھ بروز جمعرات

(بے عذر شرعی روزہ نہ رکھنے والے کی اقتداء درست ہے یا نہیں؟)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مسئلہ:۔کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ جو حافظ جان بوجھ کر روزہ نہ رکھتا ہو تو اس کے پیچھے تراویح کا کیا حکم ہے؟ مع حوالہ جواب عنایت فرمائیں مہربانی ہوگی المستفتی:۔محمد مستقیم رضا

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوہاب

بغیر عذر شرعی روزہ چھوڑنے والا فاسق ہے اور فاسق کی اقتدا مکروہ تحریمی ہے جیسا کہ سرکار اعلی حضرت مجدد دین و ملت امام اہل سنت محقق بریلوی علیہ الرحمہ اپنی کتاب "فتاوی رضویہ شریف جلد 6 صفحہ 406 / 407 مطبوعہ جدید" پر تحریر فرماتے ہیں کہ جو بے عذر شرعی روزہ نہ رکھے فاسق ہے اور فاسق کے پیچھے نماز مکروہ تو اگر دوسرے شخص متقی کے پیچھے نماز مل سکے تو اس کے پیچھے نہ پڑھے یہاں تک کہ جمعہ بھی آگے تحریر فرماتے ہیں (لانہ سبیل من التحول کما افادہ المولی المحقق حیث اطلق فی الفتح) (فتح القدیر جلد 1 صفحہ 304)

کیونکہ ایسی صورت میں دوسری مسجد کی طرف منتقل ہونا جائز ہے جیسا کہ فاضل محقق نے فتح میں بیان کیا ہے

(کثیر من العلماء ان الکراھۃ فیہ تحریمیۃ و ھوالذی حقیقۃ فی الغنیۃ و غیرھما وھو الاظھر کما فی فتاوی) (غنیۃ المستملی شرح منیۃ المصلی صفحہ 513)

کیونکہ اکثر علماء کے نزدیک اس میں کراہت تحریمی ہے جیسا کہ غنیّۃ وغیرہا میں ثابت ہے اور یہی مختار ہے اسے ہم نے اپنے فتاوی میں بڑی تفصیل سے لکھا ہے اس سے معلوم ہوا کوئی بھی نماز فاسق کی اقتداء میں درست نہیں۔

واللہ اعلم بالصواب

کتبہ

محمد جعفر علی صدیقی رضوی

۳ رمضان المبارک ۱۴۴۱ھ بروز سوموار

(امرد کا امامت کرنا کیسا ہے؟)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مسئلہ:۔کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ امرد کا امامت کرنا کیسا ہے؟ اسکے پیچھے نماز کا کیا حکم ہے؟ مع حوالہ بالتفصیل جواب عنایت فرمائیں نوازش ہوگی۔ المستفتی:۔محمد ایوب رضا کلکتہ

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوہاب

حضور اعلیٰ حضرت الشاہ امام احمد رضا خان محدث بریلوی رضی اللہ عنہ ربہ القوی ارشاد فرماتے ہیں کہ"امرد اگر حسین وجمیل خوبصورت ہو کہ فساق کے لئے محل شہوت تو اسکی امامت خلاف اولی ہے ورنہ نہیں درمختار میں ہے (تکرہ خلف امرد) یعنی امرد کے پیچھے نماز مکروہ ہے"اھ اور ردالمحتار میں ہے" قال الرحمتی المراد به الصبیح الوجه لانه محل الفتنة یعنی شیخ رحمتی نے کہا امرد سے مراد خوبصورت چہرے والا لڑکا ہے کیونکہ وہ فتنے کا محل ہے"اھ

(فتاوی رضویہ ج:6 /ص:545 / دعوت اسلامی) واللہ اعلم بالصواب

کتبہ

محمد اسرار احمد نوری بریلوی

۸ محرم الحرام ۱۴۴۱ ہجری بروز اتوار

(ایک مقتدی امام کی اقتداء میں تھا دوسرا آیا تو کیا کرے؟)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مسئلہ:۔کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ امام ایک مقتدی کے ساتھ نماز پڑھ رہا ہو اور دوسرا ابھی آکر سائیڈ میں کھڑا ہو گیا تو نماز ہو جائے گی نیز اس صورت میں کیا کرنا چاہئے؟ اور اگر دوران جماعت کوئی شخص آتا ہے اور وہ امام صاحب کے پیچھے کھڑے ہونے کے بجائے ایک سائیڈ پر کھڑا ہو جاتا ہے اور اس سے پہلے بھی ایک شخص وہاں کھڑا ہو کر جماعت کے ساتھ نماز پڑھ رہا ہے کیا ان دونوں کی نماز ہو جائے گی؟ المستفتی:۔علی رضا کراچی پاکستان

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوہاب

بلاشبہ نماز ہوجائے گی مگر مکروہ تنزیہی ہوگی کیونکہ دو مقتدیوں کو امام کے برابر کھڑا ہونا مکروہ تنزیہی اور دو مقتدیوں سے زائد ہوں تو مکروہ تحریمی ہے لہذا صورت مسئولہ میں کہ کراہت تنزیہی پائی گئی مگر دہرانے کی حاجت نہیں کیونکہ ان یعنی مکروہ تنزیہی والے کاموں کی وجہ سے کسی فرض یا واجب کا ترک نہیں ہوتا؛ اوران کاموں کا کرنا گناہ بھی نہیں البتہ نماز کے ثواب میں کمی ہوتی ہے بہار شریعت میں ہے دو مقتدی ہوں تو پیچھے کھڑے ہوں برابر کھڑا ہونا مکروہ تنزیہی ہے دو سے زائد کا امام کے برابر کھڑا ہونا مکروہ تحریمی ہے۔(درمختار صفحہ 68)

مگر چونکہ یہاں پہلے سے صرف امام اور ایک مقتدی نماز پڑھ رہے تھے دوسرا بعد میں آیا تو امام صاحب کو چاہیے تھا کہ وہ آگے بڑھ جاتے اور بعد میں آنے والا اس مقتدی کے برابر کھڑا ہوجاتا یا وہ مقتدی خود پیچھے ہٹ جاتا یا بعد میں آنے والا اس کو کھینچ لیتا یہ سب صورتیں جائز ہیں۔جیسا کہ اسی صفحہ پر آگے ہے کہ ایک شخص امام کے برابر کھڑا تھا پھر ایک اور آیا تو امام آگے بڑھ جائے اور آنے والا اس مقتدی کی برابر کھڑا ہوجائے یا وہ مقتدی پیچھے ہٹ آئے خود یا آنے والے نے اس کو کھنچا خواہ تکبیر کے بعد یا پہلے یہ سب صورتیں جائز ہیں جو ہو سکے کرے اور سب ممکن ہیں تو اختیار ہے مگر مقتدی جب ایک ہوتو اس کا پیچھے ہٹنا افضل ہے اور دو ہوں تو امام کا آگے بڑھنا اگر مقتدی کے کہنے سے امام آگے بڑھا یا مقتدی پیچھے ہٹا اس نیت سے کہ یہ کہتا ہے اس کی مانوں تو نماز فاسد ہوجائے گی اور حکم شرع بجالانے کے لئے ہوتو کچھ حرج نہیں۔

(درمختار وغیرہ ،جلد اول حصہ سوم؛ ناشر فرید بکڈ پو مٹیا محل جامع مسجد دہلی) واللہ اعلم بالصواب

کتبہ

محمد اختر رضا قادری رضوی

۹؍شعبان المعظم ۱۴۴۱ھ بروز سنیچر

(فلم دیکھنے والے امام کے پیچھے نماز پڑھنا کیسا؟)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مسئلہ:۔کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ فلم دیکھنے والے کے پیچھے نماز پڑھنا جائز ہے کہ نہیں اور نماز ہوگی کہ نہیں مع دلیل جواب عنایت فرمائیں

المستفتی:۔محمد معراج

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوہاب

فلم دیکھنا گناہ ہے اور اگر کوئی علی الاعلان فلم دیکھے تو ایسے فلم دیکھنے والے کے پیچھے نماز پڑھنا جائز نہیں ہے کہ وہ فاسق معلن ہے اور فاسق معلن کے پیچھے نماز مکروہ تحریمی واجب الاعادہ ہے۔

(فتاویٰ فیض الرسول جلد اول صفحہ ۲۹۵) واللہ اعلم بالصواب

کتبہ

محمد مظہر علی رضوی

۱۲/ اکتوبر ۲۰۱۸ء بروز سوموار

(متنفل کے پیچھے فرض پڑھنے والے کی نماز ہوگی یا نہیں؟)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مسئلہ:۔کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ جو شخص فرض نماز پڑھ چکا ہو کیا وہ پھر سے وہ امام بن کر امامت کر سکتا ہے؟

المستفتی:۔محمد عبد الواحد

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوہاب

اگر کسی شخص نے فرض نماز ادا کر لیا ہے اب اس کے ذمہ سے فرض ادا ہو گیا اب اگر امامت کرے تو اس کے پیچھے نماز نہیں ہوگی کیوں کہ جس کے ذمہ سے فرض ساقط ہو گیا اب وہ شخص امامت کرے گا وہ نفل ہوگا اور متنفل کے پیچھے فرض پڑھنے والی کی نماز نہیں ہوگی۔(ماخوذ از فتاوی رضویہ مترجم جلد ۱۰ صفحہ ۷۱۰/ ۷۰۸) واللہ سبحانہ وتعالی اعلم وعلمہ جل مجدہ اتم واحکم

کتبہ

محمد معصوم رضا نوری

۱۶ شعبان المعظم ۱۴۴۱ھ بروز سنیچر

(نابالغ بچے کی امامت کا حکم؟)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مسئلہ:۔کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ کیا تیرا سال کے لڑکے کے پیچھے نماز ہو جائے گی؟

المستفتی:۔عبید اللہ

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوہاب

نابالغ کی امامت بالغ لوگوں کے لئے شرعاً درست نہیں ہے؛ لہٰذا صورتِ مسئولہ میں اگر اس لڑکے کے اندر علامتِ بلوغ (احتلام) نہیں پائی گئی اور نہ ہی چاند کے حساب سے اس کی عمر پندرہ سال مکمل ہوئی تو اس کے پیچھے نماز صحیح نہیں ہوگی، جیسا درمختار مع شامی میں ہے کہ (ولا یصح اقتداء رجل بامرأۃ وخنثی وصبی مطلقاً ولو فی جنازۃ ونفل علی الأصح) (درمختار جلد اول باب الامامۃ صفحہ ۳۰۰) واللہ اعلم بالصواب

کتبہ

محمد مظہر علی رضوی

۱۰ شعبان المعظم ۱۴۴۰ ہجری

(جو امام تعزیہ پر شیرنی رکھ کر فاتحہ کریں اس کے پیچھے نماز ہوگی یا نہیں؟)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مسئلہ:۔کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ جو امام تعزیہ پر شیرنی رکھ کر فاتحہ کریں اس پر کیا حکم ہے اور اس کی اقتدا میں نماز پڑھنا کیسا ہے؟

المستفتی:۔ساجد علی

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوہاب

مروجہ تعزیہ ناجائز و حرام ہے اور ڈھول بجانا بھی حرام ہے۔ایسا ہی سیدنا اعلیٰ حضرت پیشوائے اہل سنت امام احمد رضا محدث بریلوی علیہ الرحمۃ والرضوان نے اپنے فتاویٰ میں تحریر فرمایا ہے لہذا زید جو کہ ڈھول بجاتا ہے اور تعزیہ کے چوک پر

کھانا رکھ کرایک امرنا جائز میں جاہلوں کی حوصلہ افزائی کرتا ہے اور سمجھانے پر بھی نہیں مانتا سخت گنہگار مستحق عذاب نار ہے۔ اس کی اقتدا میں نماز مکروہ تحریمی ہے۔ اسے چاہئے کہ اعلانیہ توبہ و استغفار کرے تاکہ دوسرے لوگ بھی اس سے عبرت حاصل کریں حدیث شریف میں ہے (توبة السر بالسر والعلانية بالعلانيه) یعنی نہاں گناہ کی توبہ نہاں اور عیاں گناہ کی توبہ عیاں ضروری ہے۔ (حوالہ فتاویٰ فقیہ ملت جلد اول باب العقائد صفحہ 53) واللہ ورسولہ اعلم بالصواب

کتبہ

محمد گل رضا قادری رضوی

۱۲ محرم الحرام ۱۴۴۱ھ بروز جمعرات

(مقتدیوں کا پیش امام کے برابر کھڑا ہونا جائز نہیں؟)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مسئلہ: کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ آگے جگہ نہ ہونے کی وجہ سے امام مقتدی کی صف میں کھڑا ہو کر نماز پڑھائے تو اس پر کیا حکم ہے۔ باحوالہ جواب ارسال فرما کر رہنمائی فرمائیں المستفتی: عبدالرزاق

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوہاب

مسجد کی تنگی کی وجہ سے مقتدیوں کا پیش امام کے برابر کھڑا ہونا جائز نہیں بے شک وشبہ کراہت تحریمی ہے ایسی صورت میں نماز واجب الاعادہ ہوگی جیسا کہ فتاویٰ رضویہ شریف جلد ۷ صفحہ ٤٠ ناشر مرکز اہل سنت برکات رضا پوربندر گجرات میں ہے کہ بے شک کراہت تحریمی ہوگی اور ایسے امر کے مرتکب آثم گنہگار کہ امام کا صف پر مقدم ہونا سنت دائمہ ہے جس پر حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ہمیشہ مواظبت فرمائی اور مواظبت ودائمہ دلیل وجوب ہے اور ترک واجب مکروہ تحریمی اور مکروہ تحریمی کا ارتکاب گناہ۔ واللہ اعلم بالصواب

کتبہ

محمد جعفر علی صدیقی رضوی

۹ رجب المرجب ۱۴۴۰ھ

(تارک زکوۃ کی امامت کیسا ہے؟)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مسئلہ:۔کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ زید اک امام ہے اس کے اوپر زکوۃ فرض لیکن زکوۃ ادا نہیں کرتا ہے اس کے پیچھے نماز ہوگی یا نہیں حوالے سے بتائیں المستفتی:۔محمد حسرت علی سنبھلی

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوہاب

اگر واقعی زید ایسا شخص ہے تو اس کو امام بنانا اور اس کے پیچھے نماز پڑھنا شرعاً درست نہیں بلکہ اس کے پیچھے پڑھی گئ تمام نمازوں کا اعادہ کرنا لازم ہے کیونکہ ایسے امام کے پیچھے نماز پڑھنا مکروہ تحریمی ہے، جیسا کہ شہزادہ اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان بریلوی رحمۃ اللہ علیہ، امام الفقہاء مفتی اعظم حضرت علامہ شاہ محمد مصطفیٰ رضا قادری نوری رحمۃ اللہ علیہ ایسے ہی سوال کے جواب میں تحریر فرماتے ہیں جس پر زکوۃ فرض ہے اور وہ زکوۃ نہیں دیتا ہے مبتلائے قہر وقہار مستوجب غضب جبار ہے اسے قرآن مجید سے مژدہ عذاب نار ہے کہ وہ سونا چاندی جن کی اس نے زکوۃ نہ دی جنھیں اس نے کنز ٹھہرایا اٹھانے کی جگہ نہ اٹھایا اللہ تعالیٰ کی راہ میں خرچ نہ کیا وہ جہنم کی آگ سے تپائے جائیں گے پھر ایسوں کی پیشانی اور پہلو اور پیٹھ ان سے چھکنے جائیں گے کہ یہ مواضع بقدر ان کنوز کے وسیع کردیے جائیں گے اور یہ کنوز تپا کر ان کی پیشانیوں اور پہلوؤں پشتوں پر رکھ دیے جائینگے (والعیاذ باللہ تعالیٰ) اور ان سے ارشاد ہوگا یہ ہے وہ جسے تم نے اپنی جانوں کے لیے جمع کیا تھا اللہ تعالیٰ کی راہ میں خرچ نہ کیا زکوۃ میں نہ دیا تھا) تو چکھو اسکا بدلہ قرآن مجید ارشاد فرماتا ہے (الذین یکنزون الزھب والفضة ولا یفیقونہا فی سبیل اللہ فبشر ھم بعذاب الیم یوم یحمی علیہا فی نار جھنم فتکوی بہا جباھھم وجنوبہم وظھورھم ھذا ما کنزتم لانفسکم فزوقو ما کنتم تکنزون)(سورۃ التوبہ، آیت ۳۴)

تفسیر امام جلال الدین سیوطی قدس سرہ میں ہے (لا ینفقونہا فی سبیل اللہ ای لا یؤدون منہا حقہ من الزکوۃ والخیر) (جلالین مع صاوی، جلد دوم، صفحہ نمبر ۲۳۷)

ایسوں کے پیچھے نماز مکروہ تحریمی واجب الاعادہ ہے کہ پڑھنی گناہ اور پھیرنی واجب ”لان فی تقدیم تعظیمہ وقد وجب علیہم اھانتہ شرعا رد المختار، جلد اول، صفحہ نمبر ۴۱۴ در مختار وغیرہ اسفار میں فرمایا: کل صلاۃ ادیت مع کراھۃ التحریم تجب إعادتہا (درمختار مع شامی، جلد اول، صفحہ نمبر ۳۳۷، فتاویٰ مصطفویہ، کتاب الصلاۃ، صفحہ

نمبر ۱۷۵) ھذا ما ظهر لي والله سبحانه وتعالى أعلم بالصواب

کتبہ

محمد امتیاز حسین قادری

۲۷ محرم الحرام ۱۴۳۹ بروز سنیچر

(کرسی پر نماز پڑھنے والا کرسی کہاں رکھے)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مسئلہ:۔ کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ معذور بندہ اگر کرسی پر نماز پڑھتا ہے تو اسکے لئے کیا یہ حکم ہے کہ وہ جماعت میں صف پُر (بھرنا) ہونے یا نہ ہونے پر کرسی دیوار ہی سے چپک کر لگائے گا المستفتی:۔ عبید اللہ بریلوی

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوہاب

معذور بندہ اگر کرسی پر بیٹھ کر نماز پڑھتا ہے تو اس کے لئے یہ ضروری نہیں کہ وہ اپنی کرسی دیوار ہی سے چپکا کر لگائے بلکہ حتی الامکان صف سے متصل کنارے پر لگائے اور اگر کنارے پر لگانا ممکن نہ ہو مثلاً ایک صف بھی پوری نہ ہوئی یا دوسری صف کے بیچ میں کچھ لوگ تھے اسوقت یہ آیا تو اب چونکہ کنارے لگانے پر قطع صف ہوگی اس لئے کنارے پر نہ لگا کر بیچ ہی میں لگائے لیکن کرسی ایسی ہو کہ زیادہ جگہ نہ گھیرے۔ (فتاوی مرکز تربیت افتاء/ ج:1 / ص:125) وتعالی أعلم بالصواب

کتبہ

محمد اسرار احمد نوری بریلوی

۲۴ ذی القعدہ ۱۴۴۰ھ بروز اتوار

(مسبوق نے امام کو قعدہ میں پایا تو تکبیر تحریمہ کس طرح کہے؟)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مسئلہ:۔ کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ اگر نماز ہو رہی ہو تو امام سجدہ کی حالت میں ہو یا قعدہ کی حالت میں بیٹھا ہو تو مقتدی جب نماز شروع کرے تو تکبیر کے بعد ہاتھ باندھ کر کچھ وقت کھڑا ہوگا یا تکبیر کے بعد ہاتھ باندھے بغیر ہی سجدہ رکوع یا قعدہ میں بیٹھ جائے گا کچھ وضاحت فرمادیں۔ المستفتی:۔ غلام حسین

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوہاب

مسبوق جب امام کو قعدہ میں پائے تو سیدھا کھڑا ہو کر پہلے تکبیر کہے جیسا کہ بہار شریعت جلد اول، حصہ سوم، صفحہ ۱۳۶ ر مطبوعہ قدیم، ناشر قادری بک ڈپو بریلی شریف میں ہے کہ: مسبوق نے امام کو قعدہ میں پایا، تو تکبیر تحریمہ سیدھے کھڑے ہونے کی حالت میں کرے، پھر دوسری تکبیر کہتا ہوا قعدہ میں جائے۔ (بحوالہ فتاوی عالمگیری)

رکوع وسجود میں پائے جب بھی یونہی کرے، اگر پہلی تکبیر کہتا ہوا اتنا جھکا کہ حد رکوع تک پہنچ گیا تو سب صورتوں میں نماز نہ ہوگی۔ (حوالہ مذکور صفحہ ۱۳۶) وتعالی أعلم بالصواب

کتبہ

محمد جعفر علی صدیقی رضوی مہاراشٹر

۷ مارچ بروز جمعرات ۲۰۱۹ عیسوی

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمدہٗ ونصلی علی رسولہ الکریم

{فسئلوا اھل الذکر ان کنتم لا تعلمون}

تو اے لوگو! علم والوں سے پوچھو اگر تمہیں علم نہیں (کنز الایمان)

باب الجماعت

جماعت کا بیان

ناشر

اراکین فخر از ہر واٹس ایپ گروپ

(عورتوں کو مسجد جانا اور جماعت سے نماز پڑھنا کیسا ہے؟)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مسئلہ:۔کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ عورتوں کا مسجد میں آنا اور جماعت کے ساتھ نماز پڑھنا کیسا ہے؟ جواب عنایت فرمائیں

المستفتی:۔اکبر علی سیتامڑھی بہار

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوہاب

عورتیں کسی بھی نماز کیلئے مسجد نہیں جاسکتیں یہ کوئی نیا مسئلہ نہیں بلکہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے زمانے سے ہی منع ہے یہی صحیح ہے اور اسی پر فتویٰ ہے جیسا کہ میرے امام اہلسنت فقیہ باکمال امام احمد رضا خان قدس سرہ العزیز تحریر فرماتے ہیں: حیث قال ولقد نہی عمر رضی اللہ تعالیعنہ النساء عن الخروج الی المساجد فشکون الی عائشۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فقالت لو علم البنی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ماعلم عمر ما اذن لکن فی الخروج, وہ فرماتے ہیں: حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عورتوں کو مسجد جانے سے روک دیا، وہ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے پاس شکایت لے کر گئیں، انہوں نے فرمایا: اگر نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم یہ دیکھتے جو حضرت عمر نے دیکھا تو وہ بھی مسجد جانے کی اجازت نہ دیتے۔ پھر فامایا: فاجتمع بہ علماؤناو منعوا الشواب عن الخروج مطلقا امام العجائز فمنہن ابوحنیفۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہ عن الخروج فی الظہروالعصر دون الفجر والمغرب والعشاء والفتوی الیوم علی کراھۃ حضور ھن فی الصلوات کلھا الظھور الفساد اسی سے ہمارے علماء نے استدلال کیا، اور جوان عورتوں کو جانے سے مطلقاً منع فرمایا۔ رہ گئیں بوڑھی عورتیں، ان کے لئے امام ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ظہر وعصر میں جانے سے ممانعت اور فجر، مغرب اور عشاء میں اجازت رکھی، اور آج فتویٰ اس پر ہے کہ تمام نمازوں میں ان کی بھی حاضری منع ہے اس لئے کہ خرابیاں پیدا ہو چکی ہیں۔ (فتاویٰ رضویہ شریف جدید جلد (۹) ص (۵۵۲) مکتبہ دعوت اسلامی)

نیز عورتوں کی جماعت بھی مکروہ تحریمی ہے اگرچہ گھر میں جماعت قائم کریں جیسا کہ ھدایہ شریف میں ہے ویکرہ للنساء وحدھن الجماعۃ (ھدایہ مترجم، جلد، دوم، صفحہ، ۳۰۳) اور در مختار میں ہیکہ یکرہ تحریماً جماعۃ النساء"

واللہ اعلم بالصواب

کتبہ

محمد راشد مکی کٹیہار بہار

۹ ربیع الآخر ۱۴۴۲ھ بروز بدھ

(تہجد گزار تارک جماعت ہے تو کیا حکم ہے؟)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مسئلہ:۔کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ زید عالم دین۔پیر۔متقی پرہیز گار ہے احکام شرع سے واقف ہے کبھی کبھی تہجد کی نماز بھی پڑھتا ہے مگر اکثر نماز پنجگانہ کی جماعت چھوڑ کر تنہا نماز ادا کرتا ہے ایسے شخص پر شریعت کا کیا حکم ہے؟ معتبر کتابوں کے حوالے کے ساتھ جواب عنایت فرمائیں کرم ہوگا۔

المستفتی:۔محمد جنید عالم نیر مدینہ مسجد کشن گڑھ اجمیر شریف

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوہاب

زید اگر بلا عذر شرعی تارک جماعت ہے تو وہ فاسق ہے اگر چہ وہ تہجد گزار ہو کیونکہ مرد کو جماعت سے نماز ادا کرنا واجب ہے اور بلا عذر شرعی تارک وجوب عندالشرع فاسق ہے اور فاسق کو امام بنانا گناہ اور اس کی اقتدا میں نماز مکروہ تحریمی واجب الاعادہ ہے اس کی اقتداء میں نماز پڑھنا جائز ہی نہیں ہے جیسا کہ فقیہ ملت حضرت مفتی جلال الدین علیہ الرحمہ نے فتاوی فیض الرسول جلد اول ص ۲۰۴ پر رقمطراز ہیں بلا عذر شرعی ترک جماعت کا عادی ہے ان کے پیچھے نماز پڑھنا جائز نہیں اگر چہ وہ تہجد گزار ہوں اسلئے شخص مذکور لائق امامت نہیں اور جب نماز جماعت کے ساتھ پڑھنے کا اہتمام نہیں کر رہا ہے تو وہ شخص متقی و پرہیز گار نہیں ہوسکتا ہے اس لئے ایسے لوگوں کو چاہئے کہ پہلے نماز جماعت کے ساتھ ادا کرنے کی عادت ڈالیں اور جہاں تک ممکن ہو ترک جماعت سے احتراز کرنے کا مکمل و پختہ قصد و ارادہ کریں اور اب تک بلا عذر شرعی ترک جماعت کیا اس کیلئے صدق دل سے توبہ کریں۔واللہ اعلم بالصواب

کتبہ

محمد رضا امجدی

۲ محرم الحرام ۱۴۴۱ھ بروز منگل

(کیا بانتظار امام نماز مغرب کی جماعت تاخیر سے ہوسکتی ہے؟)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مسئلہ:۔کیا فرماتے ہیں ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ مغرب کی اذان ہوگئی مگر نماز پڑھانے والا کوئی نہیں کسی نے ایک

عالم کو دس منٹ کے بعد فون کیا کہ نماز پڑھانے والا کوئی نہیں ہے آپ فوراً آئیں اور نماز پڑھادیں دس پندرہ منٹ کے بعد نماز مغرب پڑھائی تو کیا نماز میں کوئی خلل تو نہیں جواب سے نوازیں المستفتی:۔افروز عالم

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوہاب

اذان کے بعد اگر بانتظار امام دس پندرہ منٹ تاخیر سے جماعت کھڑی ہوئی تو کوئی گناہ نہیں نماز ہوگئی مگر یہ یاد رہے کہ امام کو مغرب میں قبل اذان مسجد پہنچ جانا چاہیئے ہاں کسی باعث وقت پر نہ پہنچ سکنے کی صورت میں کسی مایجوز به الصلوۃ شخص کو متعین کر دینا چاہیئے تاکہ نماز میں تاخیر نہ ہو اور لوگوں کے درمیان چہ میگوئیوں کا سبب نہ بنے اب وقت مغرب کی تفصیل ملاحظہ فرمالیں کہ مغرب کا وقت کب سے کب تک رہتا ہے چنانچہ بہار شریعت میں ہے مغرب کی نماز کا وقت غروب آفتاب سے غروب شفق تک ہے:(بہار شریعت)

شفق ہمارے مذہب میں اس سفیدی کا نام ہے جو مغرب کی جانب سرخی ڈوبنے کے بعد جنوباً شمالاً صبحِ صادق کی طرح پھیلی رہتی ہے۔(ہدایہ شرح وقایہ عالمگیری)

مغرب کا وقت سپیدی ڈوبنے تک ہے یعنی چوڑی سفیدی کہ جنوباً شمالاً پھیلی ہوئی اور بعد سرخی غائب ہونے تا دیر باقی رہتی ہے جب وہ سفیدی نہ رہے تب مغرب کا وقت ختم ہوا اور عشاء کا وقت شروع ہوا(فتاویٰ رضویہ جلد دوم صفحہ 226)

مغرب کا وقت کم سے کم ایک گھنٹہ اٹھارہ منٹ رہتا ہے زیادہ سے زیادہ ایک گھنٹہ پینتیس منٹ رہتا ہے۔

(بہار شریعت فتاویٰ رضویہ جلد دوم صفحہ 226)

مغرب کی اذان کے بعد تین چھوٹی آیات یا ایک بڑی آیت پڑھنے کے وقت کی مقدار وقفہ کرکے اقامت دے دینی چاہیئے (عالمگیری) غروب آفتاب کے بعد دو رکعت پڑھنے کے وقت کی مقدار سے زیادہ تاخیر (دیر کرنا) کرنا مکروہ تنزیہی ہے اور اتنی تاخیر کرنا کہ ستارے گتھ گئے تو مکروہ تحریمی ہے لیکن عذر شرعی یا سفر یا مرض کی وجہ سے اتنی تاخیر ہوجائے تو حرج نہیں۔(درمختار بحوالہ مؤمن کی نماز صفحہ نمبر 124 / 125)واللہ تعالیٰ ورسولہ اعلم

کتبہ

ابوالاحسان محمد مشتاق احمد قادری رضوی

۳ رجب المرجب ۱۴۴۱ھ بروز جمعہ

(ہر نماز باجماعت کے بعد مصافحہ کرنا جائز ہے؟)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مسئلہ:۔کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ عصر اور فجر میں امام سے مصافحہ کیوں کرتے ہیں؟اس سوال کا جواب مجھے بہت جلد چاہئے ایک دیوبندی نے پوچھا ہے۔ المستفتی:۔محمد ایوب خان

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوہاب

ہر نماز باجماعت کے بعد مصافحہ کرنا جائز ہے درمختار کتاب الحضر والاباحۃ میں ہے (تجوز المصافحۃ ولو بعد العصر وقولهم انه بدعة ای مباحة حسنة كما افاده نووی فی اذكار) یعنی بعد عصر بھی مصافحہ کرنا جائز ہے اور فقہاء نے جواسے بدعت فرمایا تو وہ بدعت مباحہ حسنہ ہے جیسا کہ امام نووی نے اپنے اذکار میں فرمایا اسی کے تحت ردالمحتار میں ہے (قال اعلم ان المصافحة مستحبة عند كل لقاء واما ما اعتاده الناس من المصافحة بعد صلاة الصبح والعصر فلا اصل له فی الشرع علی هذا الوجه ولكن لا بأس به قال الشيخ ابو الحسن البكری وتقييده بما بعد الصبح والعصر علی عادة كانت فی زمنه والا فعقب الصلوٰة كلها كذالك اه ملخصا) یعنی امام نووی نے فرمایا کہ ہر ملاقات کے وقت مصافحہ کرنا سنت ہے اور فجر وعصر کے بعد جو مصافحہ کا رواج ہے اسکی شریعت میں کوئی اصل نہیں لیکن اس میں کوئی حرج بھی نہیں شیخ ابوالحسن بکری نے ارشاد فرمایا کہ صبح وعصر کی قید فقط لوگوں کی عادت کے بنا پر ہے ورنہ ہر نماز کے بعد مصافحہ کا یہی حکم ہے یعنی جائز ہے۔(شامی جلد پنجم صفحہ ۲۰۵ بحوالہ انوار الحدیث صفحہ ۳۸۰)

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

کتبہ

محمد مظہر علی رضوی

۲۸ محرم الحرام ۱۴۴۰ ہجری

(لا الہ الا انت سبحانک انی کنت من الظلمین اس آیت کریمہ کو بطور دعا پڑھنا کیسا؟)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مسئلہ:۔کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ جب کوئی دعاء کرتا ہے چاہے نماز میں ہو یا محفل میں تو اس آیت کو

بطور دعاء پڑھنا کیسا ہے؟ لا الہ الا انت سبحنك انی كنت من الظلمين المستفتی:۔ شہنواز

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوہاب

لا الہ الا انت سبحنك انی كنت من الظلمين اس آیت کریمہ کو بطور دعا پڑھنا اور مقتدی پیچھے آمین کہے جائز نہیں البتہ کوئی شخص کسی پریشانی میں مبتلا ہو تو اس آیت کو بطور وظیفہ پڑھ کر دعا کرے تو اللہ تعالیٰ دعا قبول فرما لیتا ہے رئیس المفسرین حضرت امام رازی تحریر فرماتے ہیں کہ لا الہ الا انت سبحانك انی كنت من الظلمين ما دعا بها عبد مسلم قط وهو مكروب الا استجاب الله دعائه عن النبی صلی الله عليه وسلم ما من مكروب يدعوا بهذا الدعاء الا استجيب له (تفسیر کبیر جلد ہشتم فتاوی فقیہ ملت جلد اول صفحہ ۱۰۷) واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

کتبہ

محمد مظہر علی رضوی

۱۳/ رجب المرجب ۱۴۴۰ھ

(کیا ظہر عشاء تنہا پڑھنے والا جماعت میں شامل ہوسکتا ہے؟)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مسئلہ:۔ کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ اگر کوئی شخص فرض نماز تنہا پڑھ لے اور اس کے بعد جماعت قائم کی گئی تو کیا وہ دوبارہ فرض جماعت کے ساتھ پڑھ سکتا ہے؟ المستفتی:۔ محمد بلال رضا سنبھل

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

اللھم ہدایۃ الحق والصواب

جس نے اپنی فرض نماز تنہا پڑھ لی ہو اسے مسجد سے چلے جانے کی اجازت کی ممانعت اس وقت ہے کہ اقامت شروع ہوگئی اقامت سے پہلے جا سکتا ہے اور اقامت شروع ہوگئی تو حکم ہے کہ جماعت میں بہ نیت نفل شریک ہوجائے اور مغرب وفجر وعصر میں اسے حکم ہے کہ مسجد سے باہر چلا جائے جب کہ پڑھ لی ہو (درمختار ج اول ص 669/670 بحوالہ بہار شریعت ج اول ح چہارم ص 36 مطبوعہ فاروقیہ بکڈ پو دہلی)

اس سے معلوم ہوا کہ اگر کسی نے فرض نماز تنہا پڑھ لی اور اقامت شروع ہوگئی تو بہ نیت نفل جماعت میں شریک ہوجائے اور فجر وعصر ومیں حکم ہے کہ مسجد سے باہر چلا جائے جب کہ نماز پڑھ لی ہو کیونکہ فجر وعصر کے بعد نفل پڑھنا مکروہ تحریمی ہے۔واللہ تعالیٰ اعلم ورسولہ

کتبہ

ابوالاحسان محمد مشتاق احمد قادری رضوی

۱۰ شوال المکرم ۱۴۴۱ھ بروز بدھ

(دوصف کی جگہ چھوڑ کر صف بندی کرنے پر اقتداء ونماز درست ہے یا نہیں؟)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مسئلہ:۔کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ مسجد بھر گئی تو باہر دوتین صف کی جگہ چھوڑ کر صف لگانا کیسا ہے؟ نماز ہوگی یا نہیں؟ المستفتی:۔محمد کلیم الدین رضوی چھپرہ بہار

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوہاب

اگر اتنی مقدار جگہ چھوڑ کر صف لگائی جس میں کم از کم دوصف آسکتی ہیں تو ایسی صورت میں امام کی اقتداء درست نہیں ہوسکتی جب اقتداء درست نہیں تو نماز نہیں ہوسکتی جیسا کہ مراقی الفلاح شرح نورالایضاح میں ہے (ولا طریق تمر فی العجلۃ) ولیس فیہ صفوف متصلۃ و المانع فی الصلاۃ فاصل یسع فیہ صفین علی المفتی بہ الخ)

(مراقی الفلاح شرح نورالایضاح ص ۲۹۲ المکتبۃ الفیصل)

حضور صدر الشریعہ بدر الطریقہ مفتی امجد علی اعظم علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ امام اور مقتدی کے درمیان اتنا چوڑا راستہ ہو جس میں بیل گاڑی جاسکے تو اقتداء صحیح نہیں۔(بہار شریعت ج اول ح سوم ص ۱۱۱ قادری بکڈپو) واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

کتبہ

محمد مشاہد رضا حشمتی

۲۵ رمضان المبارک ۱۴۴۱ھ بروز منگل

(امام کو سلام کے بعد مقتدیوں کی طرف پیٹھ کر کے بیٹھنا کیسا؟)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مسئلہ:۔کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ سلام پھیرنے کے بعد امام کو مقتدیوں کی طرف پیٹھ کر کے بیٹھنا کیسا ہے جواب عنایت فرمائیں عین نوازش ہوگی

المستفتی:۔حافظ مبشر علی رامپور

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوہاب

سلام کے بعد امام کے لئے سنت یہ ہے کہ داہنے بائیں انحراف کرے اور داہنی طرف افضل ہے اور مقتدیوں کے طرف بھی منہ کر کے بیٹھ سکتا ہے جبکہ کوئی مقتدی اسکے سامنے نماز میں نہ ہو اگر چہ کسی پچھلی صف میں نماز پڑھتا ہو بہار شریعت حصہ سوم صفحہ ۲۲۹/اور حضور اعلیٰ حضرت علیہ الرحمہ والرضوان فتاویٰ رضویہ جلد ۶ صفحہ ۱۹۰/پر تحریر فرماتے ہیں کہ امام کے لئے بعد سلام قبلہ رو رہنا مکروہ ہے داہنے یا بائیں پھر جائے۔واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

کتبہ

محمد مظہر علی رضوی

۱۲ ربیع الآخر ۱۴۴۰ ہجری

(پہلی صف میں کشادگی رہ گئی اسے پر کرنے والے کے لئے مغفرت کی بشارت)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مسئلہ:۔کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ اگر کوئی شخص صف اول میں کھڑا ہے دوسرا کوئی شخص آجائے تو اس کو جگہ دینا کیسا ہے؟ حالانکہ پیچھے صف خالی ہے جواب عنایت فرمائیں

المستفتی:۔محمد معراج

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوہاب

صورت مسئولہ میں تو صف اول میں جگہ ہوتے ہوئے دوسری صف میں کھڑا ہونا ہی مکروہ و منع ہے۔اس لئے صحیح

مسئلہ یہ ہے کہ جماعت شروع ہوگئی اور اس کی پہلی صف میں کچھ کشادگی رہ گئی ہے ایک شخص بعد میں آیا تو اس کو چیر کر جائے اور اس خالی جگہ میں کھڑا ہو، اس لئے کہ حدیث شریف میں ہے کہ جو صف میں خالی جگہ دیکھ کر اسے بند کر دے اس کی مغفرت ہوجائے گی جو بعد میں آیا اور وہ کشادگی کو بھرنا چاہتا ہے تو وہ مقتدیوں پر ہاتھ رکھ کر اشارہ کرے اور مقتدی فوراً دب جائیں اور جگہ دے دیں تاکہ صف بھر جائے کسی صف میں کشادگی رکھنا، اور اگلی صف پوری ہونے سے پہلے دوسری صف لگانا مکروہ تحریمی ہے۔ جب تک اگلی صف پوری نہ ہوجائے دوسری صف ہرگز ہرگز نہ لگائی جائے (انوار نماز صفحہ ۲۸۱ / بحوالہ بہار شریعت جلد ۳ صفحہ ۱۳۲ / فتاویٰ رضویہ شریف جلد ۷ صفحہ ٤٤، اور صفحہ ٤٩ / فتاویٰ امجدیہ جلد ۳ صفحہ ۳۷۷) واللہ تعالی أعلم بالصواب

کتبہ

محمد جعفر علی صدیقی رضوی مہاراشٹر

۱۳ جولائی بروز سنیچر ۲۰۱۹ عیسوی

(کیا جماعت کے لئے اذان شرط ہے؟)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مسئلہ:۔ کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ کیا جماعت کے لئے اذان شرط ہے جواب عنایت فرمائیں

المستفتی:۔ ممتاز رضوی

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوہاب

اذان کسی بھی نماز کے لئے شرط نہیں ہے البتہ نماز پنجگانہ اور جمعہ کے لئے سنت مؤکدہ ہے جبکہ جماعت مستحبہ کے ساتھ مسجد میں وقت پر اداء کئے جائیں اور اسکا حکم مثل واجب کے ہے جیسا کہ حضور صدر الشریعہ بدر الطریقہ علیہ الرحمۃ والرضوان بہار شریعت میں تحریر فرماتے ہیں کہ فرض پنجگانہ کہ انہیں میں جمعہ بھی ہے جب جماعت مستحبہ کے ساتھ مسجد میں وقت پر اداء کئے جائیں تو انکے لئے اذان سنت مؤکدہ ہے اور اسکا حکم مثل واجب ہے کہ اگر اذان نہ کہی گئی تو وہاں کے سب لوگ گنہگار ہونگے یہاں تک کہ امام محمد رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے فرمایا کہ کسی شہر کے سب لوگ اذان ترک کر دیں تو میں ان سے قتال کرونگا اور اگر ایک شخص چھوڑ دے تو اسے مارونگا اور قید کرونگا۔اھ

(ح:3/ص:464/اذان کا بیان/مجلس المدینۃ العلمیۃ دعوت اسلامی)

اور فتاوی ھندیہ میں ہے کہ الاذان سنة لاداء المکتوبات بالجماعة کذا فی فتاوی قاضیخان وقیل انه واجب والصحیح أنه سنة مؤکدة کذا فی الکافی و علیه عامة المشائخ ھکذا فی المحیط "اھ (ج:1/ص:53/الباب الثانی فی الاذان/بیروت)

اور خانیہ مع الھندیہ میں ہے کہ الاذان سنة لاداء المکتوبة بالجماعة عرف ذالك بالسنة و اجماع الامة و أنه شعائر الاسلام حتی لو امتنع أهل مصر أو قریة أو محلة اجبرهم الامام فان لم یفعلوا قاتلهم " اھ (ج:1/ص:69/کتاب الصلاۃ باب الاذان/بیروت)

اور الجوھرة النیرة میں ہے کہ الاذان سنة للصلوات الخمس والجمعة ما سواها (للصلوات الخمس سنة) أی سنة مؤکدة" اھ (ج:1/ص:120/121/باب الاذان/دار الکتب العلمیة)

اور درمختار میں ہے کہ و هو سنة مؤکدة هی کالواجب فی لحوق الاثم للفرائض الخمس فی وقتها ولو قضاء ۔ اور ردالمحتار میں ہے کہ*(هی کالواجب) بل أطلق بعضهم اسم الواجب علیه لقول محمد: لو اجتمع أهل بلدة علی ترکه قاتلتهم علیه ولو ترکه واحد ضربته و حبسته " اھ۔(ج:2/ص:48/49/کتاب الصلاۃ/باب الاذان/دار عالم الکتب) واللہ تعالی أعلم بالصواب

کتبہ

محمد اسرار احمد نوری بریلوی

۱۰ رجب المرجب ۱۴۴۱ھ بروز جمعہ

(جماعت طویل کرنا کیسا ہے)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مسئلہ: ۔کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ جماعت طویل کرنا کیسا ہے جب کی مقتدی کو پریشانی ہو۔واضح مدلل جواب سے نوازیں

المستفتی: ۔عبدالوہاب قادری

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوہاب

جماعت طویل نہ کریں جبکہ مقتدی کو گراں گزرے اور نہ ہی قرات مسنونہ پر زیادہ کریں جبکہ مقتدی پر گراں

گذرے اور اگر شاق نہ ہو تو زیادت قلیلہ میں حرج نہیں۔(بہار شریعت حصہ سوم صفحہ ۲۴۹)

حضر میں جب کہ وقت تنگ نہ ہو تو سنت یہ ہے کہ فجر و ظہر میں طوال مفصل یعنی سورہ حجرات سے سورہ بروج تک پڑھے۔ اور عصر و عشاء میں اوساط مفصل یعنی سورہ بروج سے سورہ لم یکن تک پڑھے اور مغرب میں قصار مفصل یعنی سورہ لم یکن سے اخیر تک پڑھے (بہار شریعت حصہ سوم صفحہ ۲۴۸)

اور یہ بھی جان لیں کہ امام کو کسی آنے والے کے لئے نماز طویل کرنا مکروہ تحریمی ہے اگر اس کو پہچانتا ہو اور اسکی خاطر مدنظر ہو اور اگر نماز پر اسکی اعانت کے لئے بقدر ایک دو تسبیح کے طول دیا تو مکروہ نہیں۔(بہار شریعت حصہ سوم صفحہ ۳۹۶/ھکذا فیوضات رضویہ فی تشریحات ہدایہ جلد دوم ص ۲۰۳)

اور ایک بات یہ جان لیں کہ آج تو مقتدی اور کمیٹی ممبران کا یہ حال ہے کہ اگر نماز تھوڑی لمبی ہو تو تکلیف مختصر پڑھائے تو ناراضگی اسی وجہ سے نہ جانے کتنے امام صاحب کو رخصت کر دیتے ہیں حقیقت تو یہ ہے کہ قرات مسنونہ سے زائد بہت کم ائمہ تلاوت کرتے ہیں - بلکہ فی زمانناصرف جواز کی حد تک تلاوت کرتے ہیں یا کچھ زائد، مگر قرات مسنونہ تو بہت قلیل -پھر بھی سوال کرتے ہیں امام نماز طویل کر دے، تو کیا حکم ہے، تعجب ہے اللہ ایسے لوگوں کو علماء کی قدر کرنے کی توفیق عطاء فرمائے آمین۔ واللہ تعالی أعلم بالصواب

کتبہ

محمد مظہر علی رضوی

۱۷ اکتوبر بروز جمعرات ۲۰۱۹ عیسوی

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم

{فسئلوا اھل الذکر ان کنتم لا تعلمون}

تو اے لوگو! علم والوں سے پوچھو اگر تمہیں علم نہیں (کنزالایمان)

باب مکروهات الصلوة

مکروہات نماز کا بیان

ناشر

اراکین فخر ازہر واٹس ایپ گروپ

(دوران نماز جیب سے تصویر گرجائے تو نماز کا کیا حکم ہے؟)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مسئلہ:۔کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ نماز پڑھتے وقت اگر تصویر جیب سے گرجائے تو کیا حکم ہے؟

المستفتی:۔محمد بلال رضا سنبھل

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوہاب

حکم یہ ہے کہ نمازی، تصویر کو الٹا کردے تاکہ نماز میں کراہت نہ آئے اگر نمازی نے ایسا نہیں کیا تو نماز مکروہ تحریمی واجب الاعادہ ہوگی یعنی ایسی نماز کو دہرانا واجب ہوگا، جیسا کہ فتاویٰ خلیلیہ میں ہے جس مقام پر جاندار کی تصویر ہو خواہ دائیں یا بائیں خواہ آگے یا پیچھے خواہ سر پر وہاں نماز مکروہ تحریمی ہوتی ہے کہ دوبارہ اس کا صحیح طور پر پڑھنا واجب ہے۔

(احسن الفتاویٰ المعروف فتاویٰ خلیلیہ جلد اول صفحہ ۲۶۱ ضیاء القرآن پبلی کیشنز لاہور)

اور ایسا ہی بہار شریعت جلد اول حصہ سوم مکروہات کے بیان میں ہے۔واللہ تعالی أعلم بالصواب

کتبہ

معصوم رضا نوری

۲۵ صفر المظفر ۱۴۴۲ھ بروز بدھ

(بعد تکبیر تحریمہ دانت سے پھنسے ہوئے دانہ نکلنے پر کیا حکم ہے؟)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مسئلہ:۔کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ دانت میں دانہ پھنسا اور مجھے معلوم نہیں اور نماز کے لیئے نیت باندھ لیئے اُس کے بعد دانت میں سے نکلا تو کیا حکم ہے، جواب عنایت فرمائیں

المستفتی:۔محمد مراد علی

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوہاب

وہ دانہ اگر ایک چنے کی مقدار میں ہے تب اس کو ہاتھ سے نکال کر اپنے اوپر لے لے اور اگر کھا لیا تو اس صورت

میں نماز فاسد ہو جائے گی اور اگر چنے سے چھوٹا ہے کھالیا یا نگل دیا تو اس صورت میں نماز کراہتِ تنزیہی کے ساتھ ہو جائے گی۔

نورالایضاح میں "اکل مابین أسنانه وهو قدر الحمصة"۔(نورالایضاح صفحہ ۸۵ باب مایفسد الصلاۃ)

مراقی الفلاح میں ہے"یفسدها اکل مابین اسنانه ان کان کثیرا وهو قدر الحمصة"۔ پھر طحطاوی میں ہے"ما دون ملء الفم لا یفسده۔ اھ(ص ۳۲۴ المکتبۃ الفیصل)

کم ہونے کی صورت میں نماز تو فاسد نہیں ہوگی لیکن یہ مکروہ ضرور ہے"کما فی الجوهرة ان کان دون الحمصة لم تفسد صلاته، لانه تبع لریقته الا انه یکره۔ اھ(ج ۱/ص ۱۷۲ زکریا بک ڈپو)(ھٰکذا فی بہار شریعت حصہ ۳ ص ۶۱۰ ناشر مکتبۃ المدینۃ) واللہ تعالی أعلم بالصواب

کتبہ

عبیداللہ رضوی بریلوی

۲۴ صفر المظفر ۱۴۴۲ھ بروز سوموار

(سنت مؤکدہ ترک کرنے والے پر کیا حکم ہے؟)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مسئلہ:۔کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ سعودی عرب میں سنت مؤکدہ نہیں پڑھتے ان کے بارے میں کیا حکم ہے جواب عنایت فرمائیں

المستفتی:۔محمد عارف رضا سعودی عرب

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوہاب

سنت مؤکدہ کا ایک بار ترک کرنے والا مستحق ملامت ہے اور بار بار ترک کرنے والا فاسق معلن ہے استاذ الفقہا حضور صدر الشریعہ علیہ الرحمہ فرماتے ہیں سنتیں بعض مؤکدہ ہیں کہ شریعت میں اس پر تاکید آئی۔ بلا عذر ایک بار بھی ترک کرے تو مستحق ملامت ہے اور ترک کی عادت کرے تو فاسق، مردود الشہادۃ، مستحق نار ہے۔(یعنی اس کی گواہی قابل قبول نہیں)اور جہنم کا حقدار ہے۔اور بعض ائمہ نے فرمایا: کہ"وہ گمراہ ٹھہرایا جائے گا اور گنہگار ہے، اگرچہ اس کا گناہ واجب کے ترک سے کم ہے۔

تلویح میں ہے، کہ اس کا ترک قریب حرام کے ہے۔ اس کا تارک مستحق ہے کہ معاذ اللہ! شفاعت سے محروم ہوجائے کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: ''جو میری سنت کو ترک کرے گا، اسے میری شفاعت نہ ملے گی'' سنت مؤکدہ کو سنن الہدی بھی کہتے ہیں۔ (بہار شریعت حصہ چہارم سنن ونوافل کا بیان) واللہ تعالی أعلم بالصواب

کتبہ

محمد معصوم رضا نوری

۲۶ شعبان المعظم ۱۴۴۱ھ بروز منگل

(لاؤڈ اسپیکر پر نماز کا کیا حکم ہے؟)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مسئلہ:۔ کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ مائک سے نماز پڑھنا کیسا ہے جواب عنایت فرمائیں۔

المستفتی:۔ محمد حشیم الدین رضا دیوگھر

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب اللھم ہدایت الحق والصواب

بے شک یہ مسئلہ مختلف فیہ ہے کہ لاؤڈ اسپیکر کی آواز پر رکوع وسجود کرنا جائز ہے یا نہیں جو لوگ جواز کے قائل ہیں انکی دلیل یہ ہے کہ لاؤڈ اسپیکر کی آواز چونکہ بعینہ امام کی آواز ہے اس لئے اس کی آواز پر اقتداء جائز ہے اور جو لوگ ناجائز کہتے ہیں ان کی دلیل یہ ہے کہ لاؤڈ اسپیکر کی آواز بعینہ امام کی آواز نہیں اس لئے اس کی آواز پر رکوع وسجود کرنا جائز نہیں ہے یہ خارج سے تلقن ہے جو مفسد نماز ہے یعنی اختلاف کی بنیاد اس بات پر ہے کہ لاؤڈ اسپیکر کی آواز بعینہ امام کی ہے یا نہیں تو لاؤڈ اسپیکر چونکہ آلات جدیدہ ہیں اور ایک سائنسی ایجاد ہے اس کی آواز بعینہ متکلم کی آواز ہوتی ہے یا نہیں اس تحقیق کیلئے سائنسدانوں واسکے انجنیر وں کی جانب رجوع کرنا لازم ضروری ہے اور انکی تحقیق یہ ہے کہ لاؤڈ اسپیکر کی آواز بعینہ متکلم کی آواز نہیں ہے۔ تفصیل کیلئے فتاوی فیض الرسول ۱/ ۳۶۱، فتاوی مفتیٔ اعظم فتاوی بحرالعلوم ۱/ ۳۳۰ وغیرہم کا مطالعہ کریں

فتاوی بحرالعلوم ۱/ ۳۳۱ فرماتے ہیں ایک بڑا طبقہ لاؤڈ اسپیکر پر اقتداء کو ناجائز بتاتا ہے اور مختصر علماء جواز کے قائل ہیں ہمارے نزدیک نماز میں لاؤڈ اسپیکر سے بچنا ہی بہتر ہے مگر اس کیلئے فتنہ وفساد اور جنگ وجدال کو ہم سخت برا سمجھتے ہیں قرآن شریف میں ہے کہ " الفتنۃ اشد من القتل " مسلمان پر اس سلسلہ میں جنگ وجدال حرام الحاصل جو لوگ پڑھنے

کیلئے بضد ہیں انھیں پڑھنے دیا جائے اور جو لاوڈ اسپیکر پر اقتداء کو ناجائز جانتے ہیں نہیں پڑھیں مگر آپس میں جنگ وجدال سخت حرام ہے اس سے پرہیز کریں۔(ماخوذ فتاوی فیض الرسول ا/۳۶۱.۳۶۲)(فتاوی بحر العلوم ا/۳۳۰) واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

کتبہ

محمد رضا امجدی

۲۴ جون بروز اتوار ۲۰۱۹ عیسوی

(حالت نماز میں آگے پیچھے دیکھنا کیسا ہے؟)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مسئلہ:۔کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ اگر آپ فرض نماز میں قیام میں امام کے پیچھے ہے تو کیا آگے پیچھے دیکھ سکتے ہیں علی رضا کراچی المستفتی:۔عبدالرزاق

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوہاب

حالت نماز چاہے فرض ہو یا سنت بلا ضرورت دیکھنا مکروہ تنزیہی بعض صورتوں میں مکروہ تحریمی اور بعض صورتوں میں نماز فاسد ہو جاتی ہے جیسا کہ حضور صدر الشریعہ علیہ الرحمہ اپنی کتاب بہار شریعت جلد 1 حصہ 3 صفحہ 166 / 167 مطبوعہ قدیم میں تحریر فرماتے ہیں کہ ادھر ادھر منھ پھیر کر دیکھنا مکروہ تحریمی ہے-کل چہرہ پھر گیا ہو یا بعض اور اگر منھ نہ پھیرے صرف کنکھیوں سے ادھر ادھر بلا حاجت دیکھے تو کراہت تنزیہی ہے اور اگر نادراً کسی غرض صحیح سے ہو تو اصلا حرج نہیں-نگاہ آسمان کی طرف اٹھانا بھی مکروہ تحریمی ہے۔اور مزید فرماتے ہیں کہ کسی نے قبلہ سے سینہ پھیرا،نماز جاتی رہی۔ واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

کتبہ

محمد جعفر علی صدیقی رضوی

۳ رمضان المبارک ۱۴۴۱ھ بروز سوموار

(چوڑی دار پاجامہ پہننا اور اس میں نماز پڑھنا جائز ہے؟)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مسئلہ:۔کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ چوڑی دار پاجامہ پہن کر نماز پڑھنا کیسا ہے مرد اور عورت دونوں کا

حکم بیان فرمائیں المستفتی:۔شکیل رضا بہرائچ شریف یوپی

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب اللھم ھدایۃ الحق والجواب

چوڑی دار پاجامہ مرد وعورت دونوں کے لیے ممنوع ہے۔جیسا کہ فتاویٰ رضویہ میں ہے: چوڑی دار پاجامہ پہننا منع ہے کہ وضع فاسقوں کی ہے۔شیخ محقق عبد الحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ آداب اللباس میں لکھتے ہیں ”سراویل کہ در عجم متعارف است اگر زیر ستالنگ باشد یا دوشہ چین واقع شود بدعت وگناہ است“سلوار جو عجمی علاقوں میں مشہور ومعروف ہے اگر ٹخنوں سے نیچے ہو یا دو تین انچ (سکن) نیچے ہو تو بدعت وگناہ ہے۔(ص 107 ج 9 نصف اول)

اب اگر وہ کپڑا دبیز ہے جس سے بدن چھپ جاتا ہے جھلکتا نہیں مگر وہ بدن سے اس طرح چمٹا ہوا ہے کہ بدن کا نشیب وفراز ظاہر ہوتا ہے تو ایسے کپڑے میں گو کہ نماز ہو جائیگی مگر ایسا کپڑا لوگوں کے سامنے پہننا عورتوں کو ناجائز وگناہ ہے اور مردوں کو بھی نہ چاہئے۔درمختار میں ہے (اما لو کان غلیظا لا یری منه لون البشرۃ الا انه التعتق بالعضوء وتشکل بشکله فصار شکل الوضوء مرئیا فینبغی ان لا یمنع جواز الصلوۃ لحصول الستر)(ج 2 ص 84 باب شروط الصلوۃ بحوالہ فتاویٰ مرکز تربیت افتاء جلد اول کتاب الصلوۃ صفحہ 132 تا 133) واللہ تعالیٰ ورسوله اعلم

کتبہ

محمد گل رضا قادری رضوی

۲۸ محرم الحرام ۱۴۴۱ھ بروز سنیچر

(ذرا سی تکلیف کی وجہ سے کرسی پر بیٹھ کر نماز پڑھنا کیسا اور نماز ہوگی یا نہیں؟)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مسئلہ:۔کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ ذرا سی تکلیف کی وجہ سے مسجد میں کرسی پر بیٹھ کر نماز پڑھنا کیسا ہے؟ اور کچھ لوگ ضدّی ہوتے ہیں جو کرسی کو صف کے بیچ میں لگاتے ہیں تو کیا اس سے صف میں خرابی پیدا نہیں ہوگی؟ جواب عنایت فرمائیں المستفتی:۔عمران اشرفی

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوہاب

نماز میں قیام فرض ہے اس لئے بلا عذر شرعی اسے ترک کر دینے سے نماز نہیں ہوگی۔ یہاں تک کہ اگر کوئی شخص عصا یا خادم یا دیوار وغیرہ سے ٹیک لگا کر کھڑا ہو سکتا ہے تو اس پر فرض ہے کہ کھڑے ہو کر نماز پڑھے؛ بلکہ اگر کچھ ہی دیر وہ کھڑا ہو سکتا ہے اگر چہ اتنی ہی دیر کہ کھڑا ہو کر "اللہ اکبر" کہہ سکے تو اس پر فرض ہے کہ کھڑے ہو کر اتنا کہہ لے پھر بیٹھ کر نماز پوری کرے۔ کھڑے ہونے میں محض کچھ تکلیف کا ہونا ایسا عذر نہیں کہ قیام ساقط ہو جائے بلکہ قیام اس وقت ساقط ہوگا جبکہ کھڑا نہ ہو سکتا ہو یا سجدہ نہ کر سکتا ہو یا کھڑے ہونے یا سجدہ کرنے میں زخم بہتا ہو یا کھڑے ہونے میں اسے پیشاب کا قطرہ آجاتا ہو یا چوتھائی ستر کھل جاتا ہو یا قرات کرنے سے بالکل مجبور ہو جاتا ہو یوں ہی کھڑا ہو سکتا ہے مگر اس سے مرض میں زیادتی ہوتی ہے یا دیر میں اچھا ہوگا یا ناقابل برداشت تکلیف ہوگی تو اسے بیٹھ کر پڑھنے کی اجازت ہے (ھٰکذا فی بہار شریعت ج3 ص205؛ فرائض نماز کا بیان)

اس سلسلے میں حضور صدر الشریعہ کی یہ تحریر قابل غور ہے؛ فرماتے ہیں "آج کل عموماً یہ بات دیکھی جاتی ہے کہ ذرا بخار آیا یا خفیف سی تکلیف ہوئی بیٹھ کر نماز شروع کر دی حالانکہ وہی لوگ اسی حالت میں دس دس پندرہ پندرہ منٹ بلکہ زیادہ کھڑے ہو کر ادھر ادھر کی باتیں کر لیا کرتے ہیں؛ انکو چاہئے کہ ان مسائل سے متنبہ ہوں اور جتنی نمازیں باوجود قدرتِ قیام بیٹھ کر پڑھی ہوں؛ ان کا اعادہ فرض ہے یوں ہی اگر ویسے کھڑا نہ ہو سکتا تھا مگر عصا یا دیوار یا آدمی کے سہارے کھڑا ہونا ممکن تھا تو وہ نمازیں بھی نہ ہوئیں ان کا پھیرنا فرض ہے" اللہ تعالی توفیق عطا فرمائے۔ (بہار شریعت ج3؛ ص205 فرائض نماز کا بیان)

مذکورہ تفصیل کی روشنی میں صورت مسئولہ میں کرسی پر بیٹھ کر نماز پڑھنے والوں کو غور کرنا چاہیے کہ کیا واقعی وہ لوگ اس قابل نہیں ہیں کہ کھڑے ہو کر نماز پڑھ سکیں اگر وہ کھڑے ہونے کے قابل ہیں تو ان پر فرض ہے کہ وہ کھڑے ہو کر نماز پڑھیں اور اگر واقعی وہ کھڑے ہونے کے لائق نہیں ہیں تو وہ معذور ہیں لہذا بیٹھ کر پڑھ سکتے ہیں مگر بیٹھ کر پڑھنے کے لئے کرسی ہی کا ہونا ضروری نہیں بلکہ زمین پر بھی بیٹھ کر پڑھ سکتے ہیں اور شریعت مطہرہ نے تو ایسے معذوروں کے لئے کسی حالت و ہئیت کو متعین کیا ہی نہیں ہے بلکہ اسے ان کی آسانی پر چھوڑ رکھا ہے کہ وہ دو زانو یا چار زانو یا پالتی مار کر بیٹھ کے یا جس طرح بھی ان کو آسانی ہو اس طرح بیٹھ کر نماز پڑھیں اس سے بھی بڑھ کر اب اور کون سی آسانی چاہئے فتاوی عالمگیری میں ہے (ثم اذا صلی المریض قاعدا کیف یقعد الاصح ان یقعد کیف یتیسر علیہ ھکذا فی السراج الوھاج)

(ج1 ص136؛ الباب الرابع عشر فی صلوۃ المریض من کتاب الصلوۃ)

بیٹھ کر پڑھنے والوں میں عموماً کرسی کی ضرورت اسی شخص کو ہوتی ہے جس کے پیر نہ مڑتے ہوں لہذا جو شخص کمر یا سر کی تکلیف کی وجہ سے معذور ہے وہ زمین پر بیٹھ کر آرام سے نماز پڑھ سکتا ہے لہذا مسجدوں کو عبادت گاہ ہی بنا کر رکھیں ریسٹورنٹ بنانے کی کوشش نہ کریں کہ مسجدیں عبادت کے لئے بنائی گئی ہیں نفس پروری کے لئے نہیں (فان المساجد لم تبن لهذا ؛ و؛ انما بنيت المساجد لما بنيت له) (رواہ مسلم فی صحیحہ جلد 1؛ص 210)

ہاں وہ لوگ جنہیں کرسی کے بغیر چارہ نہیں ہے تو وہ اپنی کرسیاں صفوں کے بجائے کنارے پر لگائیں ورنہ صف ٹیڑھی اور ترچھی ہوگی جب کہ صف برابر اور سیدھی لگانے کا حکم ہے حدیث شریف میں ہے (سووا صفوفكم فان تسوية الصفوف من اقامة الصلوة) (رواہ البخاری فی صحیح ج 1 ص 100 ؍بحوالہ فتاوی رضا دار الیتامی ص 92 تا 93) واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

کتبہ

محمد اختر رضا قادری رضوی

۲ رمضان المبارک ۱۴۴۰ ہجری بروز بدھ

(عورت کو بغیر ڈوپٹے کے نماز پڑھنا کیسا ہے؟)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مسئلہ:۔ کیا فرماتے ہیں ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ اگر عورت کے بال کھلے ہوں تو اس حالت میں نماز ہو جائے گی یا نہیں جواب عنایت فرمائیں المستفتی:۔ عبید اللہ رضوی

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوہاب

صورت مسئولہ میں یہ ہے کہ بال کھلے ہوں یا اس کی سیاہی نظر آئے دونوں صورتوں میں نماز نہیں ہوگی جیسا کہ حدیث شریف ابو داؤد وصاحب ترمذی میں ام المومنین حضرت صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا, بالغ عورت کی نماز بغیر دوپٹے کے اللہ تعالیٰ قبول نہیں فرماتا ترمذی نے حضرت عبداللہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کی فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا عورت، عورت ہے، یعنی چھپانے کی چیز ہے، جب نکلتی ہے تو شیطان اس کی طرف جھانکتا رہتا ہے۔ اتنا باریک کپڑا جس سے بدن چمکتا ہو، ستر کے لئے کافی نہیں, اس سے نماز پڑھی تو نہ ہوئی۔ (عالمگیری)

یونہی اگر چادر میں سے عورت کے بالوں کی سیاہی چمکے نماز نہ ہوگی; بعض لوگ باریک ساڑیاں اور تہبند باندھ کر نماز پڑھتے ہیں کہ ران چمکتی رہتی ہے انکی نمازیں نہیں ہوتیں، اور ایسا کپڑا پہننا, جس سے ستر عورت نہ ہو سکے, نماز کے علاوہ بھی حرام ہے۔(بہار شریعت حصہ سوم ص479 نماز کی شرطوں کا بیان) واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

کتبہ

محمد انور رضا

11 ذالقعدہ 1440 ھجری بروز سوموار

(اوقات مکروہہ میں نماز پڑھنا منع کیوں ہے؟)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مسئلہ:۔کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ غروب آفتاب سے قبل جو مکروہ وقت ہوتا ہے اس میں اسی دن کی نماز عصر پڑھنا کونسی مکروہ ہے؟ نیز یہ بھی بتانے کی زحمت کریں کہ طلوع آفتاب، ضحوۂ کبریٰ اور غروب آفتاب کے وقت سجدہ کرنا آخر کیوں حرام ہے؟؟ قران واحادیث کی روشنی میں مدلل جواب عنایت فرما کر عنداللہ ماجور ہو۔

المستفتی:۔محمد ایوب رضا قادری (کولکاتہ)

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوہاب

صورت مستفسرہ میں تین وقت مطلقا نماز پڑھنا مکروہ ہے سورج نکلتے وقت، بیچ دوپہر یعنی نصف النہار پر، سورج ڈوبتے وقت کہ ان اوقات میں فرض ونفل نماز بلکہ سجدہ ہی حرام ہے البتہ سورج ڈوبتے وقت آج کے عصر کی نماز درست ہے ان وقتوں میں سجدہ ممنوع ہونے کی وجہ یہ ہے کہ حدیث شریف میں ہے کہ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے فرماتے ہیں کہ، فرمایا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے کہ ظہر اس وقت ہے جب سورج ڈھل جائے اور آدمی کا سایہ اس کے قدم کے برابر ہو جائے جب تک کہ عصر نہ آجائے اور عصر کا وقت اس وقت تک ہے جب تک کہ سورج زرد نہ پڑ جائے-اور مغرب کی نماز کا وقت اس وقت تک ہے کہ جب تک شفق غائب نہ ہو جائے اور عشاء کی نماز کا وقت رات کے درمیانی آدھے تک ہے اور نماز صبح کا وقت صبح چمکنے سے اس وقت تک ہے کہ سورج نہ چمکے جب سورج چمک جائے تو نماز سے باز رہو۔کیونکہ سورج شیطان کے سینگوں کے درمیان نکلتا ہے۔(مسلم شریف)

اور حضرت عبد اللہ صنابحی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے حضور اکرم صلی اللہ تعالی علیہ وسلم نے فرمایا کہ آفتاب شیطان کے سینگ کے ساتھ طلوع کرتا ہے جب بلند ہو جاتا ہے تو جدا ہو جاتا ہے۔ پھر جب سر کی سیدھ پر آتا ہے تو شیطان اس سے قریب ہو جاتا ہے جب ڈھل جاتا ہے تو ہٹ جاتا ہے۔ پھر جب غروب ہونا چاہتا ہے شیطان اس سے قریب ہو جاتا ہے جب ڈوب جاتا ہے تو جدا ہو جاتا ہے ان تین وقتوں میں نماز نہ پڑھو۔ (بخاری ومسلم)

ان اوقات میں نماز اس لئے ممنوع ہے کیونکہ ان وقتوں میں مشرکین شیطان کی پوجا ار چنا، سجدہ کرتے ہیں مسلمانوں کو اس وقت سجدہ اس لئے حرام ہوا تا کہ مشرکوں سے مشابہت نہ ہو اور شیطان یہ نہ کہہ سکے کہ مسلمان مجھے سجدہ کرتے ہیں اس لئے اوقات مکروہہ یعنی طلوع، غروب نصف النہار ان تینوں وقتوں میں کوئی نماز جائز نہیں۔ نہ فرض، نہ واجب، نہ نفل، نہ ادا، نہ قضا۔ یونہی سجدہ تلاوت وسجدہ سہو بھی ناجائز ہے۔ البتہ اگر اس روز کی نماز عصر نہ پڑھی تو اگرچہ آفتاب ڈوبتا ہو پڑھ لے۔ مگر اتنی تاخیر کرنا حرام ہے (یعنی نماز میں کوئی خرابی نہیں، مگر دیر کرنے کا گناہ ضرور ہوگا) حدیث شریف میں اس کو منافق کی نماز فرمایا طلوع سے مراد آفتاب کا کنارہ ظاہر ہونے سے اس وقت تک ہے کہ اس پر نگاہ خیرہ ہونے لگے جس کی مقدار کنارہ چمکنے سے ۲۰ منٹ تک ہے اور اس وقت سے کہ آفتاب پر نگاہ ٹھہرنے لگے ڈوبنے تک غروب ہے یہ وقت بھی ۲۰ منٹ ہے۔ نصف النہار سے مراد نصف النہار شرعی سے نصف النہار حقیقی یعنی آفتاب ڈھلکنے تک ہے جس کو ضحوہ کبری کہتے ہیں یعنی طلوع فجر سے غروب آفتاب تک آج جو وقت ہے اس کے برابر برابر دو حصے کریں۔ پہلے حصہ کے ختم پر ابتدائے نصف النہار شرعی ہے اور اس وقت سے آفتاب ڈھلنے تک وقت استوا ہے اور اس وقت میں ہر نماز پڑھنے کی ممانعت ہے۔ (ماخذ المرآت شرح مشکوۃ جلد اول صفحہ ۷۰ / ۳، بہار شریعت جلد اول، حصہ سوم، صفحہ ۱۸، ۲۱ بحوالہ فتاوی عالمگیری، درمختار، ردالمحتار، فتاوی رضویہ شریف) واللہ تعالی اعلم بالصواب

کتبہ

محمد جعفر علی صدیقی رضوی

۲۹ رمضان المبارک ۱۴۴۰ھ مطابق ۴ جون بروز منگل

(ننگے سر نماز پڑھنا کیسا ہے؟)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مسئلہ:۔ کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ کس صورت میں ننگے سر نماز پڑھنا حرام ہے مع حوالہ جواب عنایت کریں

المستفتی:۔ شہر الدین رضوی پیلی بھیت شریف

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوہاب

ننگے سر نماز پڑھنا حرام نہیں البتہ ایک صورت میں جائز ایک صورت میں مکروہ اور ایک صورت میں کفر ضرور ہے

صدر الشریعہ بدر الطریقہ علامہ امجد علی علیہ الرحمہ والرضوان، اپنی مائہ ناز تصنیف ۔ بہار شریعت حصہ سوم ص ۱۲۴ میں رقمطراز ہیں : سستی سے ننگے سر نماز پڑھنا یعنی ٹوپی پہننا بوجھ معلوم ہوتا ہو یا گرمی معلوم ہوتی ہو مکروہ تنزیہی ہے ۔اور اگر تحقیر نماز مقصود ہو، مثلاً نماز کوئی ایسی مہتم بالشان چیز نہیں جس کیلئے ٹوپی، عمامہ پہنا جائے تو یہ کفر ہے، اور خشوع خضوع کیلئے سر برہنہ پڑھی تو مستحب ۔

فقہائے کرام نے ننگے سر نماز پڑھنے کو تین قسم کیا ہے اگر بنیت تواضع و عاجزی ہو تو جائز اور بوجہ کسل ہو تو مکروہ اور معاذ اللہ نماز کو بے قدر اور ہلکا سمجھ کر ہو تو کفر ۔(فتاوی رضویہ، ج ۳، ص ۴۴۹ قدیم) واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

کتبہ

محمد رضا

۱۰ دسمبر بروز منگل ۲۰۱۹ عیسوی

(جہاں لوگ نماز پڑھ رہے ہوں وہاں بلند آواز سے سلام پڑھنا کیسا ہے؟)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مسئلہ: ۔کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ نماز فجر کی جماعت کے بعد اگر کچھ لوگ نماز پڑھ رہے ہوں اور وہاں مسجد میں بلند آواز سے سلام پڑھنا کیسا جلد جواب عطا کریں **المستفتی:** ۔محمد بلال رضا سنبھل

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوہاب

آواز کے ساتھ اوراد وظائف یا قرآن مجید کی ایسی تلاوت سے لوگوں کی نمازوں میں خلل ہو تو اس کے متعلق اعلی حضرت امام احمد رضا محدث بریلوی علیہ الرحمہ تحریر فرماتے ہیں کہ ایسی صورت میں اسے جہر سے منع کرنا فقط جائز نہیں بلکہ واجب ہے ۔(فتاورضویہ جلد سوم ص 596)

لہٰذا لاؤڈ اسپیکر سے یا اس کے بغیر جہر سے صلاۃ وسلام پڑھنے کے سبب اگر لوگوں کی نمازوں میں خلل واقع ہوتا ہو تو لوگوں پر واجب ہے کہ امام کو ایسا کرنے سے روکیں اگر قدرت کے باوجود امام کو ایسا کرنے سے لوگ نہیں منع کریں گے تو گنہگار ہونگے اور امام پر لازم ہے کہ وہ اس طرح صلاۃ وسلام پڑھنے سے باز آجائیں اس کے بجائے ہر شخص الگ الگ آہستہ آہستہ صلاۃ وسلام پڑھیں اور یا تو فجر کی جماعت ایسے وقت میں قائم کریں کہ اس سے فارغ ہو کر صرف دو تین بندے سلام پڑھیں جس میں نئے آنے والے نمازی بھی شریک ہوجائیں پھر اس کے بعد وہ بآسانی سورج نکلنے سے پہلے فجر کی نماز پڑھ سکیں اور اس طرح صلاۃ وسلام پڑھے جانے کا بار بار اعلان کرتے رہیں تاکہ بعد جماعت آنے والے ختم سلام سے پہلے نماز شروع نہ کریں اور بعد نماز جمعہ تاوقتیکہ لوگ نماز سے فارغ نہ ہوجائیں صلاۃ وسلام ہرگز شروع نہ کریں۔(فتاوی برکاتیہ صفحہ 308)

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

کتبہ

محمد اسماعیل خان امجدی

۱۱ جمادی الاخر ۱۴۴۰ ہجری بروز اتوار

(دوران نماز جانب قبلہ ایک صف کی مقدار چلا پھر ایک رکن کے مقدار ٹھہرا پھر چلا تو نماز کا کیا حکم ہے؟)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مسئلہ:۔کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ دوران نماز قبلہ کی طرف ایک صف کی قدر چلنا کیسا، مثلاً عمر نماز ادا کر رہا تھا اور وہ حالت نماز میں قبلہ کی طرف ایک صف کی قدر چلا، پھر ایک رکن کی قدر ٹھہر گیا، پھر چلا پھر ٹھہرا، عمر نے اسی حالت میں متعدد مرتبہ اسی طرح کیا، لیکن مکان نہیں بدلا، تو اب ایسی صورت میں عمر کی نماز کے بارے میں کیا حکم ھے کہ اس کی نماز ہوگی یا نہیں؟ المستفتی:۔محمد فرقان قادری ایٹہ

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوہاب

عمر کی نماز ہوجائے گی بہار شریعت میں بحوالہ درمختار؛ و؛ ردالمحتار ہے کہ قبلہ کی طرف ایک صف کی قدر چلا پھر ایک رکن کی قدر ٹھہر گیا پھر چلا پھر ٹھہرا اگرچہ یہ متعدد بار ہو جب تک مکان نہ بدلے نماز فاسد نہ ہوگی مثلاً مسجد سے باہر ہوجائے یا میدان میں نماز ہو رہی تھی اور یہ شخص صفوف سے متجاوز ہوگیا کہ یہ دونوں صورتیں مکان بدلنے کی ہیں اور ان میں نماز فاسد ہوجائے گی

یوہیں اگر ایک دم دو وصف کی قدر چلا نماز فاسد ہوجائے گی۔(جلد اول حصہ سوم ص ۷۹؛ نماز فاسد کرنے والی چیزوں کا بیان؛ ناشر فرید بکڈ پو مٹیا محل جامع مسجد دہلی) واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

کتبہ

محمد اختر رضا قادری رضوی

۲۵ شوال المکرم ۱۴۴۱ھ بروز جمعہ

(نماز میں ٹخنوں سے نیچے کپڑا لٹکانا کیسا ہے؟)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مسئلہ:۔کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ کیا نماز میں ٹخنوں سے نیچے کپڑا رکھنے میں نماز ہوجاتی ہے؟

المستفتی:۔ساجد رضا مرادابادیوپی

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوہاب

ٹخنوں سے نیچے کپڑے کا رکھنا اگر براہ تکبّر ہے تو حرام اور نماز مکروہ تحریمی اور اگر تکبر کی نیت سے نہیں تو نماز مکروہ تنزیہی ہے جیسا کہ امام اہل سنت قدس سرہ القدسی علیہ الرحمہ نے عالگیری کے حوالہ سے نقل فرمایا "اسبال الرجل ازارہ اسفل من الکعبین ان لم یکن للخیلاء ففیہ کراھۃ تنزیہ کذا فی الغرائب" یعنی آدمی کا اپنے تہبند کو ٹخنوں سے نیچے لٹکانا اگر براہ تکبر نہیں تو کراہت تنزیہی ہے جیسا کہ غرائب میں ہے۔(العطایا النبویہ فی الفتاوی الرضویہ ج سوم ص 448 رضا اکیڈمی ممبئی)

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

کتبہ

محمد مشاہد رضا حشمتی

۱۷ شوال المکرم ۱۴۴۱ھ بروز بدھ

(حالت نماز میں رومال سے داڑھی چھپا کر نماز پڑھنا کیسا؟)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مسئلہ:۔کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ رومال یا مفلر سے داڑھی چھپا کے نماز پڑھنا کیسا ہے حوالہ کے ساتھ

جواب عنایت فرمائیں

المستفتی:۔ممتاز عالم

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوہاب

حالت نماز کان چھپانے میں حرج نہیں مگر داڑھی چھپانا مکروہ ہے کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اس سے منع فرمایا ہے حدیث شریف میں ہے ’’نھی رسول اللہ صلی اللہ تعالی علیہ وسلم عن تغطیۃ الفم واللحیۃ ۔اھ
(فتاوی فقیہ ملت جلد اول ص 173)

اور ایسا ہی بہار شریعت مکروہات کے بیان میں بھی ہے کہ ناک اور منھ چھپانا مکروہ ہے۔واللہ تعالی اعلم بالصواب

کتبہ

محمد اسماعیل خان امجدی

۴ ربیع الاول ۱۴۴۰ ہجری بروز منگل

(چین کی گھڑی پہن کر نماز پڑھنا پڑھانا کیسا؟)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مسئلہ:۔کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ چین کی گھڑی پہننا کیسا ہے،اگر کوئی پہنتا ہو اور نماز کے وقت نکال لیتا ہو تو اسکا کیا حکم ہے؟ برائے کرم حوالہ کے ساتھ جواب عنایت فرمائیں عین نوازش ہوگی

المستفتی:۔محمد نعمت اللہ سراجی..سیوان

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوہاب

چین والی گھڑی پہننا مختلف فیہ مسئلہ ہے احوط یہ ہے کہ نہ استعمال کیا جائے پوری وضاحت فتاوی شارح بخاری ج۱ ص ۳۰ پر ہے اور اگر کوئی پہن کر نماز پڑھے تو نماز مکروہ واجب الاعادہ ہے کیونکہ چین دار گھڑی پہن کر نماز پڑھنا پڑھانا فقہائے کرام نے مکروہ تحریمی فرمایا ہے جیسا کہ سیدی اعلی حضرت امام احمد رضا محدث بریلوی علیہ الرحمۃ والرضوان تحریر فرماتے ہیں گھڑی کی زنجیر سونے چاندی کی مرد کو حرام اور دھاتوں کی ممنوع ہے اور جو چیزیں ممنوع کی گئی ہیں ان کو پہن کر نماز

وامامت مکروہ تحریمی (احکام شریعت، حصہ دوم، صفحہ نمبر ۱۷۰) (حوالہ فتاوی مرکز تربیت افتاء، جلد اول، باب مایکرہ فی الصلاۃ، صفحہ نمبر ۲۲۵) ہٰکذا فی فتاویٰ فقیہ ملت جلد اول)

صورت مسئولہ میں بوقت نماز چین والی گھڑی اتار لیتا ہے تو نماز تو ہو جائے گی لیکن مرد کو چین کی گھڑی استعمال کرنے سے احتراز چاہیئے۔ واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

کتبہ

محمد فداء المصطفیٰ رضوی صمدی انفاسی

۴ / ربیع الثانی ۱۴۴۰ھ بروز بدھ

(صف میں جگہ ہوتے ہوئے تنہا پیچھے کھڑا ہونا مکروہ تحریمی ہے؟)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مسئلہ:۔ کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ اگلی صف میں دیوار کے سائیڈ میں ایک آدمی کی جگہ خالی اس کے پیچھے دو تین لوگ سنتیں پڑھ رہے ہیں ایسی صورت میں جو شخص جماعت میں شامل ہونا چاہتا ہے وہ ان سنت پڑھنے والے کے آگے سے گزر کر اس جگہ کو پر کرے یا صف کے پیچھے اکیلے کھڑا ہو جائے جو بھی صورت ہو جواب عنایت فرمائیں کرم ہو گا

المستفتی:۔ محمد علی نعیمی

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوہاب

اول تو جب کہ جماعت قائم ہو چکی ہے تو آنے والے کو اس وقت نماز سنت پڑھنی ہی نہیں چاہیئے تھی جیسا کہ صحیح مسلم شریف صفحہ ۷۱۰ / پر ہے کہ (اذا اقیمت الصلوٰۃ فلا صلوٰۃ الا مکتوبتہ) یعنی جب فرض نماز کھڑی ہو جائے پھر کوئی نماز نہیں سوائے فرض نماز کے۔ اور عرصہ دراز ہوا حدیث شریف یا فقہ کی کتاب میں پڑھا تھا عبارت یاد ہے مگر کتاب کا نام یاد نہیں کہ (لا صلوٰۃ عند الاقامۃ الا مفروضۃ) یعنی اقامت کے وقت فرض نماز کے سوا کوئی نماز نہیں۔ ہاں! سنت فجر کی اہمیت اور تاکید ضرور حدیث شریف میں ہے، مگر اس طور پر کہ سنت ایسی جگہ پڑھے جہاں سے کسی کے گزرنے کا امکان نہ ہو۔ جیسا کہ جاء الحق جلد دوم صفحہ ۱۳۳ / پر ہے کہ: فقہی مسئلہ یہ ہے کہ اگر کوئی شخص فجر کے وقت مسجد میں داخل ہوا جب کہ جماعت ہو رہی ہے اور ابھی اس نے سنت فجر نہیں پڑھی تو اسے چاہیئے کہ کچھ فاصلہ پر کھڑے ہو کر سنت فجر پڑھ لے اسی پر صحابہ کرام رضی

اللہ تعالی عنہم کا معمول بھی رہا ہے جیسا کہ طحاوی شریف میں ہے کہ (عن ابیہ حین دعاھم سعید ابن العاص دعا اباموسی و حذیفۃ و عبد اللہ ابن مسعود قبل ان یصلی الغداوۃ ثم خرجو من عندہ و قد اقمت الصلوۃ فجلس عبداللہ الی اسطونۃ من المسجد فصلی الرکعتین ثم دخل فی الصلوۃ) یعنی حضرت عبداللہ ابن ابی موسی اشعری رضی اللہ تعالی عنہما سے روایت ہے کہ وہ اپنے والد حضرت حضرت ابوموسی اشعری سے روایت کرتے ہیں کہ جب انھیں سعید بن عاص نے بلایا اس نے حضرت ابوموسی حضرت حذیفہ اور عبد اللہ ابن مسعود کو بلایا نماز فجر پڑھنے سے پہلے پھر یہ حضرات سعید ابن عاص کے پاس سے واپس ہوئے حالانکہ فجر کی تکبیر ہو چکی تھی تو حضرت ابن مسعود مسجد کے ایک ستون (کمبھا) کے پاس بیٹھ گئے پھر وہاں دو رکعتیں پڑھیں پھر نماز میں شامل ہوئے اسی طرح اور بھی روایتیں ہیں کہ صحابہ کرام رضی اللہ تعالی عنہم سنت فجر صف بندی سے دور اوٹ میں ادا کی ہے چونکہ صف میں جگہ ہوتے ہوئے پیچھے اکیلے کھڑا ہونا فقہائے کرام مکروہ تحریمی فرماتے ہیں اس لئے وہ ان کے سامنے سے بھی گزر سکتا ہے کہ انہوں نے خود اپنی نماز کی حرمت زائل کی ہے اور صف میں جگہ بھرنے کے لئے اسے وہاں جانا شرعی حکم ہے۔ واللہ تعالی ورسولہ اعلم بالصواب

کتبہ

محمد جعفر علی صدیقی رضوی

۲۳ ربیع الآخر ۱۴۴۰ھ مطابق ۳۱ دسمبر بروز سوموار ۲۰۱۸ عیسوی

(جس گھر کے چھت میں جاندار کی تصویر بنی ہو وہاں نماز پڑھنا کیسا ہے؟)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مسئلہ:۔ کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ تصویر اگر چھت پر بنی ہو تو نماز کا کیا حکم ہوگا؟

المستفتی:۔ علی رضا کراچی

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب اللھم ہدایۃ الحق والصواب

کپڑے پر جاندار کی تصویر ہو اسے پہن کر نماز پڑھنا مکروہ تحریمی ہے اور نماز کے علاوہ بھی ایسا کپڑا پہننا ناجائز ہے یونہی مصلی کے سر پر یعنی چھت پر ہو یا معلق یعنی آویزاں ہو یا محل سجود ہو یعنی سجدے کی جگہ پر ہو جس پر سجدہ واقع ہو تو نماز مکروہ

تحریمی ہوگی (بہار شریعت حصہ سوم صفحہ 627 مجلس المدینۃ العلمیہ دعوت اسلامی) واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

کتبہ

محمد انور رضا

۱۶ شعبان المعظم ۱۴۴۱ھ بروز سنیچر

(ٹی شرٹ، شرٹ وغیرہ کو ان کرکے نماز پڑھنا کیسا؟)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مسئلہ:۔کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ شرٹ یا ٹی شرٹ کو اِن کر کے اور ہاف آستین شرٹ یا ٹیشرٹ پہن کر نماز پڑھنا کیسا ہے تفصیل میں مسئلے کا جواب عنایت فرمائیں المستفتی:۔محسن اسمٰعیلی کبیر نگر یوپی

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوہاب

حالات حاضرہ میں، ٹی شرٹ، پینٹ، کا استعمال بالکل عام ہو چکا ہے ہر قوم کے لوگ استعمال کرتے ہیں بلکہ بلاد یورپ، اور ترقی یافتہ مما لک میں علمائے کرام بھی پینٹ، شرٹ کا استعمال کرنے لگے ہیں اس لئے یہ کسی قوم کا خاص لباس نہیں رہ گیا لہٰذا اب پینٹ، شرٹ پہن کر نماز پڑھنے میں کوئی قباحت نہیں ہے مگر اب بھی ہمارے اطراف و جوانب میں پینٹ شرٹ علماء کرام یا صلحاء عظام کا لباس تصور نہیں کیا جاتا ہے اس لئے خلاف اولی ضرور رہے گا شرٹ یا ٹی شرٹ کو ان کر کے نماز پڑھنا خلاف ادب ہے ہاف شرٹ یا ٹی شرٹ جس کی آستین کہنی سے اوپر تک رہتی ہے، اسے پہن کر نماز پڑھنا مکروہ تنزیہی ہے اور ہاف آستین ٹی شرٹ، یا شرٹ کے علاوہ کوئی دوسرا کپڑا نہیں ہے، تو بلا کراہت جائز ہے۔فتاوی امجدیہ میں ہے، جس کے پاس کپڑے موجود ہوں اور صرف نیم آستین یا بنیائن پہن کر نماز پڑھتا ہے تو کراہت تنزیہی ہے۔(ج ۱ ص ۱۹۳/فتاوی مرکز تربیت افتاء ج ۱ ص ۲۳۸) واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

کتبہ

محمد رضا امجدی

۱۷ / صفر المظفر ۱۴۴۱ ہجری بروز جمعرات

(کیا کسی صورت میں درود پڑھنے سے نماز فاسد ہو جاتی ہے؟)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مسئلہ:۔کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ وہ کونسی صورت ہے جب درود پاک پڑھیں تو نماز ٹوٹ جائے گی۔رہنمائی فرمادیں جزاک اللہ خیرا کثیرا۔ المستفتی:۔لقمان قادری پاکستان

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوہاب

مصلی (یعنی جو حالت نماز میں ہے) نے کسی آنے جانے والے سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا مبارک نام سنا تو اس کے جواب میں اس نے درود پڑھا تو اس صورت میں نماز ٹوٹ جاتی ہے جیسا کہ فتاویٰ عالمگیری میں ہے (ان سمع اسم النبی ﷺ فقال جوابالہ تفسد صلاتہ) (جلد اول مصری صفحہ 93 بحوالہ عجائب الفقہ صفحہ 125) واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

کتبہ

عبید اللہ رضوی بریلوی

۱۷ اشعبان المعظم ۱۴۴۱ھ بروز اتوار

(اگر کسی رکن میں تین بار کھجایا تو کیا حکم ہے؟)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مسئلہ:۔کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ کیا ایک رکن میں تین مرتبہ اپنا ہاتھ استعمال کرنے سے عمل کثیر پایا جائے گا؟ المستفتی:۔ارشد بشیر پاکستان

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب اللھم ھو الھادی الی الصواب

اگر نمازی دورانِ نماز ایک ہی رکن میں تین مرتبہ ہاتھ ہٹائے تو یہ عمل کثیر ہوگا اور اس کی وجہ سے نماز فاسد ہو جائے گی، پوری نماز میں تین بار ہاتھ ہٹانا مراد نہیں خاتم المحققین علامہ ابن عابدین شامی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں (قال فی الفیض الحک

بید واحدة فی رکن ثلاث مرات یفسد الصلاة. إن رفع یدہ فی کل مرة) اھ
(شامی جلد ص ۳۰۷ باب مایفسد الصلاۃ ومایکرہ فیہا مطبع زکریا)

اور حضور صدر الشریعہ بدر الطریقہ ابو العلی امجد علی قدس سرہ العزیز فرماتے ہیں ایک رُکن میں تین بار کھجانے سے نماز جاتی رہتی ہے، یعنی یوں کہ کھجا کر ہاتھ ہٹالیا پھر کھجایا پھر ہاتھ ہٹالیا وَعَلٰی ھٰذَا اور اگر ایک بار ہاتھ رکھ کر چند مرتبہ حرکت دی تو ایک ہی مرتبہ کھجانا کہا جائے گا۔ (بہار شریعت جلد اول ح سوم ص ٦١٤ مسئلہ نمبر ٦٧ مکتبت المدینہ باب المدینہ کراچی) واللہ اعلم وعلمہ احکم واتم

کتبہ

امجد رضا امجدی

۲ رمضان المبارک ۱۴۴۱ھ مطابق بروز اتوار

(بال میں خضاب لگا کر نماز پڑھنا کیسا؟)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مسئلہ: ۔کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ اگر کوئی شخص وِنگ (نقلی بال) لگا کر مسح کرے تو کیا اسکا مسح ھو جائے گا اور نماز پڑھے گا تو نماز ہوگئی یا نہیں؟ دوسرا مسئلہ اگر کوئی شخص خضاب لگائے کوئی بھی کلر ہو تو اسکی نماز ہوگی یا نہیں؟ جواب عنایت فرمائیں

المستفتی: ۔عبد القادر

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب اللھم ھدایۃ الحق والصواب

مصنوعی بال اگر سر میں اس طرح پیوست ہوں کہ سر سے جدا نہیں ہو سکتے ہوں تو مسح درست ہے اور اگر سر سے آسانی کے ساتھ جدا ہو تو مسح درست نہیں ہے سیاہ خضاب منع وحرام ہے اگر دوسرے رنگ کا ہو تو منع نہیں نیز سیاہ خضاب عادی طور پر استعمال کرنے والے کی نماز مکروہ تحریمی واجب الاعادہ ہے جیسا کہ علامہ حصکفی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں (کل صلوت ادیت مع کراھت التحریم تجب اعادتھا) درمختار جلد دوم ص ۱۳۰/ ایسا ہی فتاوی بحر العلوم جلد اول ص ۳۱۵ اور فتاوی بریلی شریف ص ٦٨ میں ہے۔ واللہ اعلم واحکم واتم

کتبہ

امجد رضا

۸ ربیع الآخر ۱۴۴۰ھ بروز اتوار

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمدہٗ ونصلی علی رسولہ الکریم

{فسئلوا اھل الذکر ان کنتم لا تعلمون}

تو اے لوگو! علم والوں سے پوچھو اگر تمہیں علم نہیں (کنز الایمان)

باب احکام المسجد

مسجد کے احکام کا بیان

ناشر

اراکین فخر ازہر واٹس ایپ گروپ

(تعمیر مسجد کے بعد مسجدیت کے ابطال کا حق نہیں)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مسئلہ:۔کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ ایک شخص نے ایک مسجد بنائی اب وہ اس کے خاندان کے لوگ یہ کہتا ہو کہ یہ مسجد میری ہے تو کیا ایسا کہنا جائز ہے اور یہ کہ جب اس کی مرضی ہو مسجد میں تالا بند کر دے لوگوں کو نماز نہ پڑھنے دے امام کے ساتھ بدسلوکی کرے اور اگر اس پہ کوئی اعتراض کرے تو اس کے ساتھ مسجد میں اور مسجد کے باہر گالی گلوج کریں ایسے شخص کے بارے میں شریعت کا کیا حکم ہے برائے کرم مدلل جواب عنایت فرمائیں۔

المستفتی:۔غلام سرور گجرات انڈیا

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوہاب

مسجد بنائی اور شرط کر دی کہ مجھے اختیار ہے کہ اسے مسجد رکھوں یا نہ رکھوں تو شرط باطل ہے اور وہ مسجد ہو گئی یعنی مسجدیت کے ابطال کا اُسے حق نہیں یوہیں مسجد کو اپنے یا اہل محلہ کے لیے خاص کر دے تو خاص نہ ہو گی دوسرے محلہ کے لوگ بھی اس میں نماز پڑھ سکتے ہیں اسے روکنے کا کچھ اختیار نہیں۔(عالمگیری بہار شریعت احکام مسجد)

یہاں تک مسجد قائم کرنے والوں کے مؤمن ہونے کی گواہی دی ہے(انما یعمر مساجد اللہ من آمن باللہ والیوم لآخر واقام الصلاۃ وآتی الزکاۃ ولم یخش الا اللہ فعسی اولئك أن یکونوا من المھتدین) (التوبۃ:۸۱)

اورقرآن نے ایسے شخص کو ظالم (مشرک) قرار دیا جو لوگوں کو مسجدوں میں ذکر کرنے سے روکے اور ایسوں کیلئے آخرت میں شدید عذاب کا مژدہ سنایا گیا تو اس ایت کریمہ سے پتہ چل گیا مسجد میں نمازیوں کو روکنے والا کیا ہے(ان الذین کفروا ویصدون عن سبیل اللہ والمسجد الحرام الذی جعلناہ للناس سواء ن العاکف فیه والباد ومن یرد فیه بالحاد بظلم نذقه من عذاب الیم) (الحج:۲۵)

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے مسجدوں کے متعلق فرمایا کہ اللہ کو تمام جگہوں میں مسجدیں سب سے زیادہ محبوب ہیں(احب البلاد الی اللہ مساجد) (مسلم:۱۵۶۰)

ایک روایت میں ہے جو شخص مسجد بنائے اور اس کا مقصود اللہ کی رضامندی ہو، اللہ اس کیلئے جنت میں گھر بناتا

ہے(من بنی مسجدا یبتغی به وجه الله بنی الله له مثله فی الجنة)(بخاری:۴۵۰)
آپ نے یہاں تک فرمایا کہ جب تم کسی شخص کو مسجد کی خبر گیری کرتے ہوئے دیکھو تو اس کے ایمان کی گواہی دو(اذا رأیتم الرجل یتعاهد المسجد فاشهدوا له الایمان)(ترمذی:۲۸۲۶)واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

کتبہ

محمد اسماعیل خان امجدی گونڈہ

۲۵ ربیع الاول ۱۴۴۰ھ مطابق ۴ دسمبر ۲۰۱۸ء بروز منگل

(مسجد میں ماچس جلانا کیسا ہے؟)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مسئلہ:۔کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ مسجد میں ماچس جلانا کیسا ہے یہ جواب عنایت فرمائیں۔

المستفتی:۔محمد تعلیم رضا احمد نگر مہاراشٹر ممبئ

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوہاب

صورت مذکورہ میں ہر وہ چیز جس میں ایسی بو ہو جو لوگوں کو نا گوار گذرے اسے مسجد میں لیجانا یا کھا کر اس میں جانا ہرگز جائز نہیں۔حدیث شریف میں حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا(من اکل من هذه الشجرة المنتفة فلا یقربن مسجدنا فان الملائکة تتأذی مما یتأذی منه الانس)یعنی جو اس بدبودار درخت (لہسن یا پیاز) سے کھائے وہ ہماری مسجد کے قریب ہرگز نہ آئے کہ ملائکہ کو تکلیف ہوتی ہے جس سے آدمی کو تکلیف ہوتی ہے۔اھ
(مشکوٰۃ شریف ص:68)

اور اسی حدیث مذکور کے تحت حضور صدر الشریعہ بدر الطریقہ علیہ الرحمۃ والرضوان بہار شریعت ح:3/ص:184 میں تحریر فرماتے ہیں کہ یہی حکم ہر اس چیز کا ہے جس میں بدبو ہو جیسے گندنا، مولی، کچا گوشت، مٹی کا تیل، وہ دیا سلائی جس کے رگڑنے میں بو اڑتی ہے، ریاح خارج کرنا وغیرہ وغیرہ۔اھ (ماخوذ از فتاوی فقیہ ملت ج:1/ص:193/194)واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ

محمد اسرار احمد نوری بریلوی

۲۲ ربیع الاول ۱۴۴۱ ہجری (۲۰ نومبر بروز بدھ ۲۰۱۹ عیسوی

(بدعقیدہ کی بنائی ہوئی مسجد کا کیا حکم ہے؟)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مسئلہ:۔کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ وہابی کی مسجد مسجد ہے یا نہیں؟ المستفتی:۔محمد نوشاد رضا گجرات

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوھاب

بدعقیدہ کی بنائی ہوئی مسجد شرعاً مسجد نہیں وہ عام جگہوں کے حکم میں ہے اس میں تنہا نماز پڑھ سکتے ہیں۔البتہ اس میں نماز پڑھنے سے مسجد میں نماز پڑھنے کا ثواب نہ ملے گا۔اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے(انما یعمر مسجداللہ من اٰمن باللہ والیوم الاخر) یعنی مسجد وہی بناتے ہیں جو اللہ اور قیامت پر ایمان لاتے ہیں۔(القرآن پارہ ۱۰ سورۂ توبہ آیت ۱۸)

اور حضرت صدرالشریعہ علیہ الرحمۃ والرضوان تحریر فرماتے ہیں: وہ گمراہ فرقے جن کی گمراہی حد کفر تک پہنچ چکی ہو جیسے قادیانی، وہابی، روافض ان کی بنائی ہوئی مسجد مسجد نہیں۔(فتاویٰ امجدیہ جلد اول صفحہ ۲۰۶) واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

کتبہ

محمد گل رضا القادری الرضوی اعظم گڑھ

۱۱ جنوری ۲۰۲۰ء مطابق ۱۹ جمادی الاولیٰ ۱۴۴۱ھ بروز بدھ

(کافر کے دیئے ہوئے پیسے کو مسجد میں لگا سکتے ہیں یا نہیں؟)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مسئلہ:۔کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ اگر کسی کافر نے مسجد میں اینٹیں دیں ہوں تو کیا ان کو مسجد کی بونڈری میں استعمال کر سکتے ہیں یا نہیں جواب دے کر شکریہ کا موقع دیں۔ المستفتی:۔محمد بلال رضا سنبھل

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوہاب

کافر کے دیئے ہوئے پیسے کو مسجد میں لگانے کے بارے میں حضور اعلیٰ حضرت علیہ الرحمہ تحریر فرماتے ہیں مسجد میں

لگانے کو روپیہ اگر اس طور پر دیتا ہے کہ مسجد یا مسلمانوں پر احسان رکھتا ہے یا اس کے سبب مسجد میں کوئی مداخلت رہے گی تو لینا جائز نہیں اور اگر نیاز مندانہ طور پر پیش کرتا ہے تو حرج نہیں جب کہ اس کی کوئی چیز کافر کی طرف سے خرید کر مسجد میں نہ لگائے جائیں بلکہ مسلمان بطور خود خرید یں یا راہوں مزدوروں کی اجرت میں دیں اور اس میں بھی اسلم وہی طریقہ ہے کہ کافر مسلمان کو ہبہ کردے مسلمان اپنی طرف سے لگائے۔ (فتاویٰ رضویہ شریف جلد ششم صفحہ نمبر ۴۸۴)

اور اسی جلد کے صفحہ ۳۹۶ پر تحریر فرماتے ہیں اگر اس نے مسجد بنوانے کی صرف نیت سے مسلمان کو روپیہ دیا اب یہ دیتے وقت صراحۃً کہہ بھی دیا کہ اس سے مسجد بنوا دو مسلمان نے ایسا ہی کیا تو وہ ضرور مسجد ہوگی اور اس میں نماز پڑھنی درست ہے (لانه انما يكون اذنا للمسلم بشراء الالات للمسجد بماله) اھ

فتاویٰ فقیہ ملت میں ہے اگر مسجد کے تعمیری کام میں کوئی کافر حصہ لینا چاہتا ہے اور اس کے لئے رقم دے تو اسے مسجد کی تعمیر میں لگا سکتے ہیں لیکن اگر کافر سے چندہ لینے کے سبب اس بات کا اندیشہ ہو کہ مسلمانوں کو بھی مندر کی تعمیر رام لیلا، گنپتی اور ان کے دوسرے مذہبی پروگراموں میں چندہ دینا پڑے گا یا کافر کی تعظیم کرنی پڑے گی تو ایسی صورت میں کسی بھی کام کے لیے ان سے چندہ لینا جائز نہیں لیکن چندہ ان سے بہرحال ہرگز نہ مانگے حکم مذکور اس صورت میں ہے جبکہ وہ خود دے، چنانچہ حدیث شریف میں ہے (انا لا نستعين بمشرك) (فتاویٰ فقیہ ملت جلد دوم صفحہ نمبر ۱۴۶)

ایسا ہی صفحہ نمبر ۱۵۵ میں ہے اور فتاویٰ فیض الرسول میں ہے جائز ہے لیکن آئندہ کسی شرعی قباحت کے پیدا ہونے کا اندیشہ ہو تو احتراز لازم ہے۔ (فتاویٰ فیض الرسول جلد دوم صفحہ نمبر ۵۸۸) واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

کتبہ

محمد مظہر علی رضوی دربھنگہ بہار

۶ فروری ۲۰۱۹ عیسوی بروز بدھ

(مسجد میں دنیاوی باتیں کرنا منع ہے؟)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مسئلہ:۔ کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ ہمارے گاؤں میں غوثیہ مسجد ہے سب لوگ سنی ہیں اور امام بھی سنی ہے نماز فجر کے بعد امام اور چند مقتدی مسجد میں بیٹھتے ہیں اور اپنا دکھ سنتے اور سناتے ہیں کبھی کبھی مسئلے کی بھی بات ہوتی ہے کوئی مقتدی امام صاحب سے مسئلہ وغیرہ پوچھ لیتے ہیں اور انھیں مقتدیوں میں سے ایک آدمی کھینی بھی بنا تا ہے دو چار منٹ گفتگو کے بعد سب لوگ کھینی کھا کر اپنے اپنے گھر چلے جاتے ہیں کیا اس طرح کرنا صحیح ہے مکمل جواب سے نوازیں کرم ہوگا

المستفتی:۔ شیم الدین رضوی

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوہاب

مسجد میں دینی مسائل کی تعلیم و تعلم کی تو اجازت ہے جبکہ اس پر معلم اجرت نہ لیتا ہو اور اگر تعلیم پر اجرت لیتا ہو تو اس کو بھی مسجد میں اس کی اجازت نہیں چنانچہ بہار شریعت سوم ص 154 میں ہے معلم اجیر کو مسجد میں بیٹھ کر تعلیم کی اجازت نہیں اور اجیر نہ ہو تو اجازت ہے مگر اپنا دکھ سکھ سننے سنانے کی قطعا اجازت نہیں علماء فرماتے ہیں کہ مباح باتیں بھی مسجد میں کرنے کی اجازت نہیں۔(بہار شریعت سوم ص 154)

اور کھینی میں ایک قسم کی بد بو ہوتی ہے لھذا اس کی بھی اجازت نہیں کھینی تو کھینی علماء فرماتے ہیں مسجد میں کچا لہسن یا پیاز کھانا یا کھا کر جانا جائز نہیں جب تک بو باقی ہو کہ فرشتوں کو اس سے تکلیف ہوتی ہے حضور اقدس صلی اللہ تعالی علیہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں جو اس بدبودار درخت سے کھائے وہ ہماری مسجد کے قریب نہ آئے کہ ملائکہ کو اس چیز سے ایذا ہوتی ہے جس سے آدمی کو ہوتی ہے۔(بہار شریعت سوم ص 154)

اعلی حضرت فرماتے ہیں مسجد میں دنیا کی بات نیکیوں کو اسطرح کھاتی ہے جیسے چوپایہ گھاس کو غمز العیون میں خزانۃ الفقہ سے ہے (من تکلم فی المساجد بکلام الدنیا احبط اللہ تعالی عنہ عمل اربعین سنۃ) جو مسجد میں دنیا کی بات کرے اللہ تعالی اس کے چالیس برس کے عمل اکارت فرما دے۔(فتاوی رضویہ ششم قدیم ص 403)

نیز اسی میں ہے رسول اللہ صلی اللہ تعالی علیہ وسلم فرماتے ہیں (سیکون فی اخر الزمان قوم یکون حدیثھم فی مساجدھم لیس للہ فیھم حاجۃ) یعنی آخر زمانے میں کچھ لوگ ہوں گے کہ مسجد میں دنیا کی باتیں کریں گے اللہ عزوجل کو ان لوگوں سے کچھ کام نہیں نیز اعلی حضرت فرماتے ہیں اور جو لوگ مسجد میں دنیا کی باتیں کرتے ہیں ان کے منہ سے وہ گندی بدبو نکلتی ہے جس سے فرشتے اللہ عزوجل کے حضور ان کی شکایت کرتے ہیں لھذا مسجد میں دکھ درد سننا سنانا ہرگز جائز نہیں سب کو اس سے باز آنا چاہئے۔ واللہ تعالی اعلم بالصواب

کتبہ

محمد شاکر علی رضوی چھتیس گڈھ

۲۸/ جمادی الاولی ۱۴۴۰ھ ہجری بروز پیر

(زبردستی کسی کی زمین پہ مسجد تعمیر کرنا کیسا ہے؟)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مسئلہ:۔ کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ زید نے ایک عبادت خانہ بنایا اپنی زمین پر مگر تھوڑا حصہ عبادت خانے کا عمر کی زمین بھی پڑ گیا جب بنیاد رکھی جا رہی تھی تو عمر نے منع کیا کہ میری زمین میں مت بناؤ مگر زید نہ مانا اور بنالیا اب جماعت کے ساتھ نماز ہوتی ہے تو کیا ایسی عبادت خانہ میں نماز پڑھنا درست ہے اور زید کیلئے کیا حکم ہے کہ دوسرے کی زمین پہ عبادت خانہ بنایا کیا اس عبادت خانے کو شرعاً توڑ سکتے ہیں جواب عنایت فرمائیں جزاک اللہ تعالی فی الدارین

المستفتی:۔ محمد ایوب خان

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوہاب

زید نے ظلم کیا لہذا وہ ظالم وغاصب قرار پائے گا ایسی مسجد میں نماز پڑھنے اور مسجد کے رد و بدل کرنے کے تعلق سے شہزادہ اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان بریلوی رحمۃ اللہ علیہ حضرت امام الفقہاء مفتیٔ اعظم ہند علامہ شاہ محمد مصطفیٰ رضا قادری نوری رحمۃ اللہ علیہ تحریر فرماتے ہیں غیر کی مملوک زمین کو کوئی دوسرا شخص بغیر مالک کی اجازت کے زبردستی بے معاوضہ اسے مسجد میں داخل کر لینے کا کسی کو حق نہیں خصوصاً ایسی صورت جب کہ مسجد کو اس کی حاجت نہ ہو۔ مسجد کی وسعت کی ضرورت نہ ہو، وہ مسجد وہاں کے لوگوں کو کافی ہو۔ ہاں جب مسجد وسیع کرنے کی ضرورت ہو کہ ناکافی ہو تو معاوضہ دے کر زمین داخل کی جا سکتی ہے یوں اگر وہ شخص راضی نہ ہو اسے جائز طور پر معاوضہ لینے زمین دینے پر مجبور کیا جا سکتا ہے اسعاف وغیرہ میں ہے (لو ضاق المسجد علی الناس بجنبه أرض ملك الرجل لو اخذ منه بألقيمة كرها دفعا لضر العام و بجبر الخاص بأخذ القيمة) جو زمین غصب کر کے مسجد میں داخل کی گئی اتنا حصہ ہرگز مسجد نہیں، جن لوگوں نے ایسا کیا وہ ظالم، غاصب مستحق نار حق اللہ اور حق العباد دونوں میں گرفتار ہیں ان پر توبہ لازم ہے۔ مسجد کو اگر حاجت نہ ہو فوراً اتنی زمین اس سے خارج کر دی جائے اگر مالک راضی نہ ہو اور اگر حاجت ہو تو مالک کو اس کا معاوضہ دیا جائے اگر صورت وہ کہ مسجد کو حاجت نہ ہو اور مالک اپنی زمین ہی لینا چاہتا ہو، معاوضہ لے کر زمین چھوڑ دینے پر راضی نہ تو زمین واپس کی جائے گی اور اس کے داخل اور خارج کرنے میں اور مسجد کی پھر درستی میں جو کچھ صرف ہوگا اس کا ذمہ دار وہی ہوگا جس نے پرائی زمین

میں مسجد کی بنیاد ڈال لی تھی (فتاویٰ مصطفویہ صفحہ نمبر ۲۳۴) هذا ما ظهر لي والله سبحانه وتعالى أعلم بالصواب

کتبہ

محمد امتیاز حسین قادری لکھنؤ

۵ ربیع الاولیٰ ۱۴۴۰ھ مطابق ۱۱ جنوری ۲۰۱۹ء بروز جمعہ

(بینک سے ملی زائد رقم مسجد میں لگانا کیسا ہے؟)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مسئلہ:۔ کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ بینک سے انٹریسٹ ملتا ہے کیا اس رقم کو مسجد کے مد خرچ کر سکتے ہیں واضح ہو کہ یہ اکاؤنٹ سنی رضا جامع مسجد کا ہے اور مسجد کی تعمیر کے لئے رقمیں جمع ہیں اسی میں کچھ روپے منافع آئے ہیں مکمل وضاحت کے ساتھ جواب عنایت فرمائیں بڑی نوازش ہوگی

المستفتی:۔ محمد ساحل جمشید امام سنی رضا جامع مسجد مظفر پور بہار

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوہاب

حکومت ہند کے بینکوں میں روپئے جمع کرنے پر جو زیادہ رقم ملتی ہے وہ بیاز یا سود نہیں ہے بلکہ ایک مال مباح ہے جو مالک کی رضا سے مل رہا ہے۔ حکومت ہند ایک سیکولر حکومت ہے اس کا کوئی مذہب نہیں نہ یہ کسی مذہب کی پابند اور اس کے دستور کے مطابق قرض لے کر زیادہ دینا مناسب عمل ہے اس لیے اس کے مال میں سود کا تحقق نہ ہوگا کہ سود کی حرمت تو اسلام کا قانون ہے اور وہ اسلام کی پابند نہیں۔ لہذا مسجد کے روپے بینک میں جمع کرنے پر جو زائد رقم ملے وہ مسجد کی ملک ہے اور اس کو مسجد میں لگانا جائز و درست ہے۔ (آپ کے مسائل اور ان کا حل، صفحہ ۸۲) واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

کتبہ

محمد فداء المصطفیٰ رضوی صمدی انفاسی بہار

۱۹ اپریل بروز منگل ۲۰۱۹ عیسوی ۳ شعبان المعظم ۱۴۴۰ ہجری

(جدید تعمیر میں بھی محراب کو وسط (بیچ) میں کیا جائے؟)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مسئلہ:۔کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ مسجد کو دائیں یا بائیں سے وسیع کیا جائے تو منبر ومحراب کا شرعاً کیا حکم ہے؟

المستفتی:۔محمد مصلح الدین

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوہاب

محراب حقیقۃً وسط مسجد کا نام ہے لھذا جدید تعمیر میں محراب صوری کو وسط میں کیا جاے کیوں کہ یہ محراب حقیقی کی علامت ہے قدیم مقام پر اسے باقی تو رکھ سکتے ہیں مگر اس کے سامنے امام کا کھڑا ہونا مکروہ اور خلاف سنت ہے کہ حدیث شریف میں امام کو وسط مسجد میں کھڑے ہونے کا حکم ہے جیسا کہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالی عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا (توسطوا الامام) (مشکوۃ شریف ص 99)

اور منبر محراب حقیقی کی بغل میں ہوتا ہے اس لئے اس کو بھی اپنے مقام سے ہٹا کر محراب حقیقی کے قریب کیا جائے اعلی حضرت امام احمد رضا محدث بریلوی رضی اللہ عنہ ربہ القوی تحریر فرماتے ہیں امام کے لئے سنت متوارثہ کہ زمانہ اقدس رسالت سے اب تک معہود ہے وسط مسجد میں قیام ہے کہ صف پوری ہو تو امام وسط صف میں ہو اور یہی جگہ محراب حقیقی ومتوارث ہے محراب صوری کہ طاق نما ایک خلا وسط دیوار قبلہ میں بنانا حادث ہے اسی محراب حقیقی کی علامت ہے یہ علامت اگر غلطی سے غیر وسط میں بنائی جاے اس کا اتباع نہ ہوگا بلکہ مراعات توسط ضروری ہوگی کہ اتباع سنت وانتقاء کراہت وامتثال ارشاد حدیث ہے (توسطوا الامام ھو) (فتاوی رضویہ جلد سوم ص 313 فتاوی فقیہ ملت جلد دوم ص 167) واللہ تعالی اعلم بالصواب

کتبہ

محمد اسماعیل خان امجدی گونڈہ

۱۴ محرم الحرام ۱۴۴۰ ہجری مطابق ۲۷ ستمبر بروز جمعرات ۲۰۱۹

(مسجد میں تمبا کو وغیرہ کھانا کیسا؟)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مسئلہ:۔کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ زید جو کہ امام ہے مگر وہ پڑیا یعنی تمبا کو وغیرہ مسجد میں کھاتے ہیں تو یہ کہاں تک صحیح ہے؟

المستفتی:۔محمد بلال رضا سنبھل

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوہاب

مسجد کے اندر پان بیڑی سگریٹ تمبا کو وغیرہ کھانا پینا جائز نہیں،حضور فقیہ ملت مفتی جلال الدین امجدی علیہ الرحمہ تحریر فرماتے ہیں کہ اگر تمبا کو وغیرہ کھایا ہے تو خوب منہ صاف کرنے کے بعد مسجد میں داخل ہو اس لئے کہ بیڑی اور سگریٹ وغیرہ کی بو جب تک کہ باقی ہو مسجد میں داخل ہونا جائز نہیں۔(فتاوی فیض الرسول جلد 1 صفحہ 535)

لہذا مسجد کے اندر پڑیا یعنی تمبا کو وغیرہ کھانا بدرجہ اولی جائز نہیں یہ مسئلہ امام وعوام سب کے لئے ہے۔

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

کتبہ

محمد معصوم رضا نوری کرناٹکا

۶ ذی الحجہ ۱۴۴۰ھ مطابق ۸ اگست بروز جمعرات ۲۰۱۹ء

(مسجد کی چراغی کا پیسا کسی معذور شخص کو دینا کیسا؟)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مسئلہ:۔کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ مسجد میں جو چراغی وصول کی جاتی ہے بیشک وہ رقم مسجد ہی کے کام میں صرف کی جاسکتی ہے مگر میرے یہاں ایک ایسا شخص ہے جو اپنے جسم سے بالکل معذور ہے بلکہ آنکھ پاؤں سے بھی معذور ہے تو اسکی امداد کیلئے ایک معتبر شخص نے اعلان کیا کہ جتنی چراغی ہے اس معذور کو دے دیا جائے تا کہ اسکے گھریلو معاملات کچھ بہتر ہوسکے اور یہ بھی اعلان کیا کہ مسجد کی جھاڑو یا دیگر جو اخراجات ہے اس کی ذمہ داری میں لیتا ہوں پھر ساری چراغی موصوف کو دی جارہی ہے کیا ایسا کرنا ازروئے شرع جائز ہے مدلل مفصل جواب عنایت فرما کر خلجان دور فرمائیں۔

المستفتی:۔محمد ساحل جمشید مظفر پور بہار

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوہاب

صورت مذکورہ یہ بات ظاہر و باہر ہے کہ وہ رقم جو مسجد کے لئے وصول کی جاتی ہے۔ اگر وصول کرتے وقت دینے والوں یا وصول کرنے والوں کی طرف سے یہ تصریح (مشہور ومعروف اور عرف) ہو کہ فلاں کام کے لئے چندہ ہو رہا ہے تو اس کام میں خرچ کیا جائے۔ ورنہ اس رقم کی مستحق مسجد ہوگی۔ (فتاویٰ بحر العلوم جلد دوم صفحہ ۲۲٤)

مسجد میں کبھی کبھی دوسرے گاؤں کے لوگ موجود ہوتے ہیں اور وہ صرف اس نیت سے چندہ دیتے ہیں کہ یہ رقم مسجد کے کاروبار میں صرف ہوگی اس لئے بہتر ہے جس کسی کو امداد کرنا چاہتے ہوں تو اس بات کا اعلان کردیں کہ آج کا چندہ۔ (چراغی) سے فلاں کی امداد کی جائے گی تو کوئی شرعی قباحت نہیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

کتبہ

محمد جعفر علی صدیقی رضوی سانگلی مہاراشٹر

۷ ربیع الاول ۱۴۴۰ھ بروز جمعہ

(مسجد کا پانی گھر پر لانا کیسا ہے؟)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مسئلہ:۔ کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ مسجد کے فریج کا استعمال نمازی تو کر سکتے ہیں اور کیا پانی بھر کر گھر لے جاسکتے ہیں یا محلے کی عورتیں اپنے بچوں سے پانی منگوا کر اپنے گھر میں استعمال کرسکتی ہیں جیسے رمضان میں افطار کے وقت ٹھنڈے پانی کی سخت ضرورت پڑتی ہے اور یہ فریج محلے والے نے اسی وجہ سے مسجد میں لگایا کہ روزہ دار کو ٹھنڈا پانی مل سکے اس کا مکمل جواب دیں نوازش ہوگی۔ المستفتی:۔ صدام حسین قادری

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوہاب

جو پانی مسجد کے ٹنکی یا حوض میں جمع کیا ہے وہ خاص مسجد کی ہی ملک ہے اور اسے مسجد ہی کے مصارف مثلاً وضو وغیرہ میں ہی استعمال کرنے کی اجازت ہے اور اسے اپنے گھر کے برتن میں بھر کر لے جانا اور اپنے استعمال میں لانا حرام وگناہ

ہے کہ یہ مسجد کی ملک پر بے جا دست درازی اور زیادتی ہے۔فتاوی رضویہ میں ہے (المراد به الماء المسبل بمال الوقف كماء المدارس والمساجد والسقايات التي تملؤ من اوقافها فان هذاء الماء لايملكه احد ولا يجوز صرفه الا الى جهته عينها الواقف وهذا هو حكم الوقف) اھ (فتاوی رضویہ ج1 ص419)

اور مسجد کا موٹرا اپنے لئے چلا کر پانی بھرنا اور اپنے استعمال میں لانا اور زیادہ حرام وگناہ ہے لہذا اگر مکان میں مسجد سے گرم یا ٹھنڈا پانی لے جانا حرام ہے چاہے وضو کے لئے ہی کیوں نہ ہو۔ (فتاوی مرکز تربیت افتاء ج دوم ص190 باب المسجد)

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

کتبہ

محمد انور رضا بہرائچ شریف

۲۶ رجب المرجب ۱۴۴۰ ہجری بروز بدھ

(مسجد میں تعلیم دینا کیسا ہے؟)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مسئلہ:۔ کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ مسجد میں درس وتدریس کا کام کر سکتے ہیں

المستفتی:۔ محمد معروف رضا رامپور

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوہاب

اگر بچے ناسمجھ ہیں تو ان کو مسجد میں تعلیم دینا منع ہے کہ ان کو مسجد میں لے جانے کی اجازت نہیں ہے لیکن اگر۔ مدرس تنخواہ لیکر تعلیم دیتا ہو تو یہ ناجائز ہے خواہ ناسمجھ بچے ہوں یا بڑی عمر والے سمجھدار اس لئے تنخواہ لیکر تعلیم دینا یہ دنیاوی کام ہے اور مسجد دنیاوی کام کے لیے نہیں ہے (الاشباہ والنظائر) میں ہے کہ (تكره الصناعة فيه خياطة و كتابة باجر وتعليم صبيان باجره لابغيره) (الاشباہ والنظائر ص ۳۷۰)

اور سرکار اعلی حضرت علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ مسجد میں ناسمجھ بچوں کو لے کے جانے کی ممانعت ہے حدیث پاک میں ہے (جنبوا احدكم صبيانكم ومجانيئكم) خصوصاً اگر تعلیم دینے والا اجرت لیکر پڑھاتا ہو تو اور بھی زیادہ ناجائز ہے کہ اب کار دنیا ہو گیا اور دنیا کی بات کے لیے مسجد میں جانا حرام ہے نہ طویل کار کے لیے (فتاوی رضویہ شریف جلد ششم ص ٤٤٦ رفتاوی فیض الرسول جلد دوم احکام مسجد کا بیان ص ۳٦۱)

لیکن جن شہروں میں مکاتب کے لئے زمین خریدنے کی استطاعت نہ ہو تو ایسی صورت میں اجرت لیکر بھی مسجد میں تعلیم دینا جائز ہے لھذا اس کے جواب میں مندوبین کا اتفاق ہے کہ جب شرعاً ضرورت متحقق ہو تو مذکورہ صورت میں مسجد میں تعلیم دینا جائز ہے مگر اس کی کوشش ہونی چاہیے کہ جلد وسائل مہیا کرے مسجد سے باہر کسی جگہ مدرسہ بنائی جائے اور مدرسہ بنانے کی وسعت ہو جانے کے بعد مسجد کو باتنخواہ تعلیم کے کام میں استعمال نہ کیا جاے۔(مجلس شرعی کے فیصلے ص ۳۱۹)

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

کتبہ

محمد سلطان رضا شمسی نیپال

۲۰ محرم الحرام ۱۴۴۱ھ مطابق ۲۰ ستمبر بروز جمعہ ۲۰۱۹ء

(مسجد کا پیسہ بنیت قرض مدرسہ میں استعمال کرنا کیسا؟)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مسئلہ:۔کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ مسجد کا پیسہ بطور قرض مدرسہ میں استعمال کر سکتے ہیں؟

المستفتی:۔غلام حسین ابوظہبی

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوہاب

مسجد کی رقم قرض دینا جائز نہیں جس نے قرض دیا ہے وہ توبہ کرے اور مذکورہ رقم مسجد کو ادا کرے۔فتاوی رضویہ جلد ششم صفحہ 509 / پر ہے (ان الاقراض تبرع والتبرع اتلاف فی الحال والناظر للنظر لا للاتلاف)اھ۔

اگر وہ اداء نہ کرے تو سارے مسلمان اسکا بائیکاٹ کریں ۔اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے کہ (و اما ینسینك الشیطان فلا تقعد بعد الذکری مع القوم الظالمین)(پ:7/ع:14/بحوالہ فتاوی فقیہ ملت ج:2/ص:168/باب فی المسجد/شبیر برادرز اردو بازار لاہور) واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

کتبہ

محمد اسرار احمد نوری بریلوی

۱۳ فروری ۲۰۲۰ء مطابق ۱۸ جمادی الآخر ۱۴۴۱ھ بروز جمعرات

(مسجد میں نماز ادا کرنے سے روکنا باعث گناہ ہے؟)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مسئلہ:۔کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ ایک مدرسہ ہے جس میں مسجد ہے اس مدرسے کے مہتمم نے یہ کہا ہے جس محلے میں وہ مدرسہ ہے اس محلے کے لوگوں سے کہ یہ مسجد جو مدرسے میں ہے مدرسے کے بچوں کے لئے ہے کسی اور کے لئے نہیں تو کیا اس مسجد میں اس محلے کے لوگوں کی نماز ہو جائے گی یا نہیں کیا فرماتے ہیں علمائے کرام قرآن وحدیث کی روشنی میں جواب عنایت فرمائیں۔ المستفتی:۔اسلام میاں مراد آباد

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

اللھم بھدایت الحق والصواب

مسجد اللہ تبارک وتعالیٰ کی عبادت کے لیے بنائی جاتی ہے،لہٰذا کسی شخص کو مسجد میں نماز پڑھنے سے روکنا درست نہیں ہے،قرآن کریم میں ہے(وَمَنْ اَظْلَمُ مِمَّنْ مَّنَعَ مَسٰجِدَ اللّٰهِ اَنْ يُّذْكَرَ فِيْهَا اسْمُهٗ)(پارہ ۲ سورۃ البقرہ)

تاہم ایسی مساجد میں نماز پڑھنا جائز ہے اور اس میں نماز پڑھنے سے نماز درست ہو جاتی ہے مدرسہ کا مہتمم لوگوں کو نماز پڑھنے سے روکنے کی وجہ سے گنہگار ہے اسکو چاہئے ایسی حرکتوں سے پرہیز کرے۔واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ

امجد رضا امجدی سیتا مڑھی بہار

۲۴ ذی القعدہ ۱۴۴۰ھ بروز اتوار

(مدرسہ کا پیسہ مسجد میں لگانا کیسا ہے؟)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مسئلہ:۔کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ ایک مسجد بن رہی تھی اور اب اسکا بجٹ ختم ہو گیا ہے تو کیا مسجد کی کمیٹی مدرسے کے پیسے کو مسجد میں لگا سکتے ہیں اور لگائیں تو مدرسے کے پیسے واپس کرنا پڑے گا یا نہیں قرآن واحادیث مبارکہ کی روشنی میں جواب عنایت فرمائیں عین نوازش ہوگی۔ المستفتی:۔محمد مکرم حسین سیتا پور یوپی

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوہاب

صورت مذکورہ میں مسجد کی کمیٹی کا مدرسے کے پیسے کو مسجد میں لگانا حرام وگناہ ہے اور اگر لگا لیا تو تاوان دینا پڑے گا جیسا کہ فتاوی مرکز تربیت افتاء جلد دوم صفحہ 159 ر میں بحوالہ فتاوی خانیہ ہے (رجل جمع مالا من الناس لينفقه في بناء المسجد وانفق من تلك الدراهم في حاجة نفسه ثم رد بدلها في نفقة المسجد قالو نرجو له في الاستحسان ان ينفق مثل ذالك من ماله في المسجد فيجوز و يخرج عن الوبال) اھ (ج:3 /ص:299)

اور ایسا ہی بہار شریعت ح:10 /ص:85 میں ہے چندہ جس خاص مقصد کے لئے کیا جاتا ہے اسے اس مقصد میں استعمال کرنا واجب ہے اور اس کے علاوہ دیگر مقاصد میں صرف کرنا حلال نہیں اور وہ غرض پوری ہو چکی ہو تو جنہوں نے دیا ہے انکو واپس کر دیا جائے یا انکی اجازت سے کسی دوسرے کام میں صرف کیا جائے بغیر انکی اجازت کے دوسرے مصرف میں صرف کرنا جائز نہیں۔ ایسا ہی فتاوی رضویہ ج:6 /ص:357 ر اور فتاوی امجدیہ ج:3 /ص:38 / 39 پر مرقوم ہے۔ اور جو لوگ یہ خیال خام کر بیٹھیں کہ مسجد و مدرسہ دونوں خدا کے گھر ہیں اگر ایک کا مال دوسرے میں صرف ہو گیا تو کیا ہوا شرعا انکا خیال درست نہیں ہے کہ چندہ دینے والوں کی اجازت کے بغیر چندہ کا مال کسی دوسرے امر میں صرف کرنا جائز نہیں ہاں جب چندہ دہندگان کا پتہ نہ چلے تو اب جس مقصد کے لئے چندہ ہوا ہے اسی میں صرف کریں اس کے علاوہ دوسرے مقصد میں خرچ کرنا صحیح نہیں ہے مثلاً مدرسہ کے لئے چندہ ہوا ہے تو مدرسہ ہی میں صرف کریں نہ کہ مسجد میں کہ مسجد میں صرف کرنا درست نہیں ہے ر ایسا ہی فتاوی رضویہ ج:6 /ص:368 / میں ہے۔ (ماخوذ از فتاوی مرکز تربیت افتاء ج:2 /ص:159 / کتاب الوقف) واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

کتبہ

محمد اسرار احمد نوری بریلوی

۲۴ ذی الحجہ ۱۴۴۰ھ مطابق ۲۶ اگست بروز سوموار ۲۰۱۹ء

(گورنمنٹ کی طرف سے دی گئی رقم مسجد و مدرسہ میں صرف کرنا کیسا؟)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مسئلہ:۔ کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ گورمنٹ اگر کسی نیتا یا پردھان کے ذریعہ سے کوئی سامان مسجد یا

مدرسے کودے تو کیسا ہے جبکہ نیتا یا پردھان کافر ہو نیز یہ بھی بتادیں کہ کافر کا پیسہ مسجد یا مدرسے میں لگا سکتے ہیں یا نہیں

المستفتی:۔ محمد بلال رضا سنبھل

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوہاب

اس کے متعلق فتاوی مرکز تربیت افتاء جلد 2 صفحہ 195 پر ہے کہ میونسپلٹی فنڈ یا ایم ایل اے یا ایم پی، یا دیگر اور کسی بھی سرکاری فنڈ کی رقم سے مسجد بنانا، یا مسجد کا وضو خانہ مسجد کی چہار دیواری (باؤنڈری وال) یا مسجد کا بیت الخلاء وغیرہ بنوانا درست ہے، کیونکہ گورنمنٹ کے خزانہ سے جاری رقم ہمیں میونسپلٹی کے ذریعے ملے یا ایم پی، یا ایم ایل اے کے ذریعہ اسے مسجد کی تعمیر ومرمت کے لئے لینا اور مسجد میں صرف کرنا جائز ودرست ہے۔

سرکار اعلی حضرت مجدد دین وملت امام احمد رضا خان بریلوی رضی اللہ عنہ تحریر فرماتے ہیں کہ خزانہ والیٔ ملک کی ذاتی ملک نہیں ہوتا اس کے لینے میں حرج نہیں جب کہ کسی مصلحت شرعیہ کے خلاف نہ ہو۔ (فتاوی رضویہ جلد 6 صفحہ 460)

اور گورنمنٹ کی دی ہوئی رقم اگر ہم اپنے مدرسہ ومسجد میں نہ لگائیں تو وہ اپنے قانون کے مطابق اسے دوسرے غیر اسلامی کاموں کے لئے دے دیں گے تو ہمارا مال ہمارے دینی کاموں میں صرف نہ ہوا اور کسی دین باطل کی تائید میں خرچ ہو گیا۔ کیا کوئی مسلم اسے گوارا کرسکتا ہے۔ (فتاوی رضویہ جلد 9 صفحہ 277 نصف آخر) واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

کتبہ

محمد جعفر علی صدیقی رضوی سانگلی مہاراشٹر

۲۱ جمادی الآخر ۱۴۴۱ھ بروز اتوار

(مسجد کے دروازے پر اپنا یا اپنے مرحوم کا نام لکھنا کیسا ہے؟)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مسئلہ:۔ کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ چند آدمی مسجد میں گیٹ (دروازہ) دیکر اس دروازے میں اپنے مرحومین کا نام لکھنا چاہتے ہیں اب یہ بتائیں اس دروازے پہ نام لکھنا درست ہے کہ نہیں قرآن وحدیث کی روشنی میں حوالہ کے ساتھ جواب عنایت فرما کر شکریہ کا موقع عنایت فرمائیں بڑی مہربانی ہوگی۔

المستفتی:۔ محمد مسعود عالم رحمانی مقام بھیلوا ضلع بانکا بہار الہند

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوہاب

مسجد میں گیٹ یعنی دروازہ دینے والے اس پر اپنا یا اپنے مرحومین کا نام لکھیں تو یہ اگر کسی مصلحت شرعیہ کی وجہ سے ہو مثلاً وقف میں خیانت اور نقصان وغیرہ پہونچنے کا خوف ہو تو لکھنا جائز ہی نہیں بلکہ بہتر و باعث اجر وثواب ہے اور اگر بلا مصلحت ہو تو عبث ہے جیسا کہ فتاوی مرکز تربیت افتاء میں بحوالہ فتاوی رضویہ ہے" بایں ہمہ جبکہ بلا مصلحت شرعیہ ہو عبث ہے اور اگر وقف میں خیانت واضرار کا اندیشہ ہے اور اس پتھر کا نصب کرنا مانع ہوگا یا اسی طرح اور کوئی مصلحت شرعیہ ہے تو نصب میں حرج نہیں بلکہ حاجت ہو تو اجر ہے۔اھ ملخصا (ج:6/ص:474)

حدیث شریف میں ہے (یقول اللہ لھم یوم یجازی العباد باعمالھم اذھبو الی الذین کنتم تراؤن فی الدنیا فانظروا ھل تجدون عندھم جزاء خیرا۔رواہ البیھقی فی شعب الایمان) اھ

(مشکوۃ ص:456/فتاوی مرکز تربیت افتاء ج:2/ص:176/177) واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

کتبہ

محمد اسرار احمد نوری بریلوی

۱۶ ذی الحجہ ۱۴۴۰ھ بروز اتوار

(محراب داخل مسجد ہے یا خارج مسجد؟)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مسئلہ:۔کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ مسجد کا محراب داخل مسجد ہے یا خارج مسجد ہے قرآن واحادیث کی روشنی میں جواب عنایت فرمائیں مہربانی ہوگی

المستفتی:۔محمد مدثر عالم امجدی

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب اللھم ہدایت الحق والصواب

مساجد میں جو محراب بنائے جاتے ہیں وہ شرعاً مسجد کا حصہ ہوتے ہیں، البتہ ان کے بنانے سے غرض یہ ہے کہ قبلہ رخ متعین ہوجائے اور مسجد کے درمیان کا تعین ہوجائے، تاکہ امام صف کے بیچ میں کھڑا ہو، گویا محراب اصل مقصود نہیں ہے،

بلکہ وہ ایک علامت ہے۔لیکن امام کا مکمل محراب کے اندر کھڑا ہونا اس لیے مکروہ ہے کہ محراب اگرچہ مسجد کا حصہ ہے لیکن وہ ایک مستقل جگہ کی طرح ہے اور اس میں امام کے الگ کھڑے ہونے میں اہلِ کتاب سے مشابہت ہے، یا اس سے امام کے دائیں بائیں کھڑے ہوئے افراد پر امام کی حالت مشتبہ ہوجاتی ہے اس لئے اس میں کراہت ہے۔(الدر المختار وحاشیہ ابن عابدین ردالمحتار 1/ 645)

(وقيام الإمام فی المحراب لا سجوده فيه) وقدماه خارجة لأن العبرة للقدم (مطلقاً) وإن لم يتشبه حال الإمام إن علل بالتشبه وإن بالاشتباه ولا اشتباه فلا اشتباه فی نفی الكراهة۔

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

کتبہ

محمد امین قادری رضوی مرادآباد

۲۳ رمضان المبارک ۱۴۴۱ھ بروز اتوار

(مسجد میں مٹی کا تیل رکھنا کیسا؟)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مسئلہ:۔کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ مسجد میں مٹی کا تیل رکھنا کیسا ہے بحوالہ جواب عنایت فرمائیں کرم ہوگا

المستفتی:۔محمد محسن رضا

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوہاب

مسجد کو بودار اشیا سے حفاظت کرنا واجب ہے اور مٹی کے تیل میں بدبو ہوتی ہے اس لئے مسجد میں مٹی کا تیل جلانا یا کھلے برتن میں رکھنا حرام ہے جیسا کہ سرکار اعلی حضرت الشاہ امام احمد رضا خان رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ مسجد کو بو سے بچانا واجب ہے لھذا مسجد میں مٹی کا تیل جلانا حرام ہے۔(فتاوی رضویہ ج،۱۶ ص،۲۳۳ رضا فاؤنڈیشن لاہور)

اور سرکار صدر الشریعہ علیہ الرحمہ تحریر فرماتے ہیں مسجد میں کچا لہسن ، پیاز، کھا کر جانا جائز نہیں جب تک وہ بو باقی ہو کہ فرشتوں کو اس سے تکلیف ہوتی ہے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں جو اس بدبودار درخت سے کھائے وہ ہماری مسجد کے قریب نہ آئے کہ ملائکہ کو اس سے ایذا (تکلیف) ہوتی ہے جس سے آدمی کو تکلیف ہوتی ہے اس حدیث کو بخاری

مسلم نے جابر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا۔ (صحیح مسلم، کتاب المساجد)
یہی حکم ہر اس بودار چیز کا ہے مثلاً مولی، کچا گوشت، مٹی کا تیل، وہ دیا سلائی جس کے رگڑنے میں بو اڑتی ہے وغیرھم
(بہار شریعت حصہ سوم صفحہ 648 دعوت اسلامی)

صورت مسئولہ میں مٹی کا تیل جس برتن میں رکھا ہوا ہے اگر برتن کا منہ کھلا ہوا ہے تو رکھنا حرام ہے کہ اس سے بدبو پھیلتی ہے اور برتن کا منہ بند ہے جس سے بو بالکل نہیں آرہی تو کوئی کراہت نہیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

کتبہ

عبیداللہ رضوی بریلوی

۱۴ شعبان المعظم ۱۴۴۱ھ بروز جمعرات

(وہابیوں دیوبندیوں کو سنی مسجد میں نہ آنے دیا جائے اور نہ ان سے پیسے لئے جائیں اور نہ انکے دئے پیسے مسجد میں لگائے جائیں؟)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مسئلہ:۔ کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ سنی کی مسجد میں وھابی شخص نماز پڑھتا ہے اور پیسے بھی دیتا ہے تو کیا اسکے پیسے لینا بہتر ہے یا نہیں مفصل جواب عنایت فرمائیں مہربانی ہوگی المستفتی:۔ فرحان رضا فیضانی مدھوبنی بہار

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوہاب

پہلی بات تو یہ کہ وہابی شخص کو سنی مسجد میں نماز پڑھنے سے روکا جائے اسے مسجد میں داخل نہ ہونے دیا جائے اس لئے کہ فی زمانہ وہابیہ دیوبندیہ اپنے عقائد کفریہ قطعیہ کی بناء پر کافر و مرتد اسلام سے خارج ہیں۔ حدیث شریف میں ہے کہ (عن ابی ھریرۃ قال قال رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ان مرضوا فلا تعودوھم و ان ماتوا فلا تشھدوھم وان لقیتموھم فلا تسلموا علیھم ولا تجالسوھم ولا تشاربوھم ولا تواکلوھم ولا تناکحوھم ولا تصلوا علیھم ولا تصلوا معھم) یعنی حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا کہ سرکار اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ بدمذہب اگر بیمار پڑیں تو انکی عیادت نہ کرو اگر مر جائیں تو انکے جنازے میں شریک نہ ہو ان سے ملاقات ہو تو انہیں سلام نہ کرو ان کے پاس نہ بیٹھو انکے ساتھ پانی نہ پیو نہ ان کے ساتھ کھانا نہ کھاؤ انکے ساتھ شادی بیاہ

نہ کروا نکے جنازہ کی نماز نہ پڑھو اور نہ انکے ساتھ نماز پڑھو۔ اھ (ماخوذ از انوار الحدیث ص:56/ زاویہ پبلشرز)

اور رہی بات ان سے پیسے لینے کی تو ہرگز نہ ان سے پیسے لئے جائیں اور نہ انکے دئے پیسے مسجد میں لگائے جائیں اس لئے کہ ان سے پیسہ لینا اور انکا دیا پیسہ مسجد میں لگانا برائیوں کا دروازہ کھولنا ہے جیسا کہ حدیث مذکور سے ثابت ہے۔

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

کتبہ

محمد اسرار احمد نوری بریلوی

۲۴ جمادی الآخر ۱۴۴۱ھ بروز بدھ

(مسجد اور قبرستان کی زمین میں تنازع کا حکم؟)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مسئلہ:۔ کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ مسجد کے سامنے تقریبا دس فٹ جگہ ہے چبوترے کی شکل میں اس کے سامنے قبرستان کی باونڈری ہے کچھ لوگوں کا کہنا ہے کہ یہ چبوترہ قبرستان کی زمین کا حصہ ہے باونڈری کے وقت چھوڑ دیا گیا تھا لیکن جب نمازیوں کی کثرت ہوتی ہے تو اس جگہ پر بھی (چبوترہ) نماز لوگ پڑھتے ہیں یہ سب کچھ دیکھتے ہوئے اس جگہ پر چھت ڈال کر اور اس کے نیچے وضو خانہ بنانا اس مقصد سے کہ کوئی نماز نا پڑھیں اس چبوترے پر چھت پر جا کر نماز پڑھا کریں اس صورت میں اس چبوترے پر چھت ڈال سکتے ہیں یا نہیں اور اس پر نماز پڑھ سکتے ہیں یا نہیں مدلل جواب سے نوازیں

المستفتی:۔ اختر رضا واحدی

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

اللھم بھدایت الحق والصواب

مسجد کے سامنے جو زمین تقریبا دس فٹ خالی ہے اس کے دس فٹ کے بعد قبرستان کی باؤنڈری ہے اگر اس دس فٹ زمین میں قبور مسلمین نہیں ہیں جیسا کہ میں حقیر سراپا تقصیر نے بھی مشاہدہ کیا ہے اگر چہ وہ قبرستان کی زمین کا حصہ ہے اس زمین پہ مسجد کی توسیع کرنا اس پہ چھت ڈالنا وضو خانہ بنانا جائز و درست ہے کیونکہ اب وہ زمین دفن کے کام نہیں آسکتی ہے جیسا کہ علامہ بدرالدین عینی علیہ الرحمہ ارشاد فرماتے ہیں (قال الحافظ رحمہ اللہ فان قلت ھل یجوز ان یبنی المساجد علی قبور المسلمین ؟ قلت قال ابن القاسم رحمہ اللہ تعالی لو ان مقبرہ من مقابر المسلمین

عفت فبنی قوم علیہامسجدا لم اری بذالك باساوذالك لان المقابر وقف من اوقاف المسلمین لدفن موتاھم لایجوز لاحدان یملکھا فاذادرست فاستغنی عن الدفن فیھا جازصرفھا صرفھاالی المسجدالخ)(عمدۃ القاری شرح بخاری جلد چہارم ص ۱۷۹ مکتبہ بیروت) واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ

امجد رضا سیتامڑھی بہار

۱۵/ ذی الحجہ/۱۴۳۹/ 27/ اگست/ 2018 سوموار

(مسجد کے اندر اذان دینا کیسا ہے؟)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مسئلہ:۔کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ مسجد کے اندر اذان دینا کیسا ہے؟ المستفتی:۔ساجد علی

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوہاب

مسجد کے اندر اذان دینا مکروہ وممنوع ہے جیسا کہ اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان بریلوی رحمۃ اللہ علیہ نے تحریر فرمایا ہے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے زمانہ اقدس میں یہ اذان مسجد سے باہر دروازے پر ہوتی تھی۔سنن ابی داؤد شریف جلد اول صفحہ ۱۵۵ میں ہے(عن السائب بن یزید رضی اللہ تعالیٰ عنہ قال کان یؤذن بین یدی رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اذاجلس علی المنبر یوم الجمعۃ علی باب المسجد وابی بکر وعمر)
(سنن ابی داؤد، باب وقت الجمعہ، مطبوعہ مجتبائی لاہور پاکستان، ۱/ ۱۵۵)

سائب بن یزید رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے فرمایا جب رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم جمعہ کے دن منبر پر تشریف رکھتے تو حضور کے سامنے مسجد کے دروازے پر اذان ہوتی اور ایسا ہی ابوبکر وعمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے زمانے میں اور کبھی منقول نہیں کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم یا خلفائے راشدین نے مسجد کے اندر اذان دلوائی ہو، اگر اس کی اجازت ہوتی تو بیان جواز کے لئے کبھی ایسا ضرور فرماتے۔(فتاویٰ رضویہ، کتاب الصلوۃ، جلد ۵، صفحہ نمبر ۳۹۸)

نیز فقہائے کرام کا بھی یہی موقف ہے جسے اعلیٰ حضرت علیہ الرحمہ نے دوسرے مقام پر نقل فرمایا ہے(فی الغنیۃ شرح المنیۃ الاذان انما یکون فی المئذنۃ أو خارج المسجد والاقامۃ فی داخلہ)غنیّہ شرح منیہ میں اذان

مئذنہ پر یا خارج مسجد ہو اور اقامت مسجد کے اندر۔(غنیۃ المستملی شرح منیۃ المصلی فصل فی سنن الصلوۃ، سہیل اکیڈمی لاہور، ص ۳۷۷)

(وفی البحر الرائق شرح کنز الدقائق وفی الخلاصة ولا یؤذن فی المسجد) بحر الرائق شرح کنز الدقائق اور خلاصۃ الفتاوی مسجد میں اذان نہ دی جائے۔(البحر الرائق، کتاب الصلوۃ والاذان، ایچ ایم سعید کمپنی کراچی، ۱ / ۲۵۵، بحوالہ فتاویٰ رضویہ، کتاب الشتی، صفحہ نمبر ۱۱۵) هذا ما ظهر لي والله سبحانه وتعالى أعلم بالصواب

کتبہ

محمد امتیاز حسین قادری لکھنؤ

۱۴ ذی الحجہ ۱۴۴۰ھ بروز جمعہ

(مسجد کی چھت پہ امام ومؤذن کا حجرہ بنانا کیسا ہے؟)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مسئلہ:۔کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ مسجد کی چھت پہ امام ومؤذن کا گھر بنا سکتے ہیں کیا؟ مسجد کے اوپر مکمل تفصلیل بحوالہ ارشاد فرمائیں۔ المستفتی:۔علی رضا کراچی

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

اللھم ھو الھادی الی الصواب

اگر مسجد کے ذمہ داران کی طرف سے مسجد کی تعمیر سے پہلے ہی امام صاحب اور دیگر مصالح مسجد کے لیے چھت یا مسجد کے کسی بھی حصے پر رہائش یا ضروریات کے لیے کمرے بنانے کی نیت کرلی گئی ہو تو اس کی اجازت ہے۔اگر پہلے نیت نہ کی گئی ہو تو اب نیت نہیں کی جاسکتی جیسا کہ شیخ الاسلام والمسلمین امام احمد رضا خان رضی اللہ عنہ بحوالہ درمختار فرماتے ہیں

(لوبنی فوقه بیتا للامام لایضر لانه من المصالح اما لو تمت المسجدیة ثم اراده البناء منع ولو قال عنیت ذلك لم یصدق تاتارخانیه فاذا كان هذا فی الواقف فكیف لغیره فیجب هدمه ولو علی جدار المسجد ولایجوز اخذ الاجرة منه ولا ان یجعل شیئا منه مستغلا ولا سكنی بزازیة)

(درمختار جلد اول ص ۳۷۹ مطبع مجتبائی دہلی)

اگر واقف نے مسجد کی چھت پر امام کا حجرہ بنادیا تو جائز ہے کیونکہ یہ مصالح مسجد میں سے ہے مگر تمام مسجدیت کے بعد اگر وہ ایسا کرنا چاہے تو اسے منع کیا جائیگا اگرچہ وہ کہے کہ میں نے شروع سے اس کی نیت کی تھی اس کی تصدیق نہیں کی

جائے گی، تاتارخانیہ، تو جب خود واقف کا حکم یہ ہے تو غیر واقف کو ایسا کرنے کا اختیار کیسے ہوسکتا ہے چنانچہ اس عمارت کو گرانا واجب ہے اگرچہ وہ دیوار مسجد پر بنائی گئی ہو اور اس کی اجرت لینا یا اس میں سے کسی حصہ کو ذریعہ آمدن یا رہائش گاہ بنانا جائز نہیں۔ (فتاوی رضویہ جلد ۱۶ ص ۱۲۰ مکتبہ المدینہ) واللہ اعلم وعلمہ احکم واتم

کتبہ

امجد رضا امجدی

۲۴ ذی القعدہ ۱۴۴۱ھ بروز جمعرات

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمدہٗ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم

{فسئلوا اھل الذکر ان کنتم لا تعلمون}

تو اے لوگو! علم والوں سے پوچھو اگر تمہیں علم نہیں (کنزالایمان)

باب الوتر والنوافل

وتر ونوافل کا بیان

ناشر

اراکین فخر ازہر واٹس ایپ گروپ

(ظہر کی چار سنتیں چھوٹ گئیں تو کب پڑھے؟)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مسئلہ:۔کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ ظہر کی چار سنتیں چھوٹ گئیں جماعت میں شریک ہوگیا تو یہ سنتیں کب پڑھیں۔ المستفتی:۔عبید اللہ

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوہاب

اگر ظہر کی چار رکعت سنت چھوٹ جائے تو ظہر کی فرض نماز ادا کرنے کے بعد دو رکعت سنت ادا کرے پھر چار رکعت سنت ادا کرے جو چھوٹ گئی ہے، جیسا کہ ام المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے (کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم اذافاتۃ الاربع قبل الظھر صلاتھا بعد الرکعتین بعد الظھر) نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی جب ظہر سے قبل کی چار رکعت رہ جاتیں تو انہیں ظہر کی دو رکعت پڑھنے کے بعد ادا فرماتے۔(ابن ماجہ جلد اول ۳۶۶ کتاب قامۃ الصلاۃ والسنۃ فیھا باب من فاتتہ الأربع قبل الظھر) واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ

محمد امجد رضا امجدی

۲۵ صفر المظفر ۱۴۴۰ھ مطابق ۴ نومبر ۲۰۱۸ء بروز اتوار

(وتر کی تیسری رکعت میں ہاتھ اٹھا کر تکبیر کیوں کہتے ہیں؟)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مسئلہ:۔کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ وتر کی نماز میں ہم تیسری رکعت میں جو نیت توڑ کر پھر سے نیت باندھ کر دعائے قنوت پڑھتے ہیں خلاصہ کلام یہ ہے کہ ہم تیسری رکعت میں نیت توڑ کر دوبارہ کیوں باندھتے ہیں جواب عنایت فرمائیں اللہ تعالیٰ آپ کو جزائے خیر دے گا۔ المستفتی:۔محمد راحت پیلی بھیت

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوہاب

صورت مسئولہ میں یہ جاننا ضروری ہے کہ نماز وتر کی تیسری رکعت میں نیت توڑی نہیں جاتی ہے بلکہ اس طرح کر

نے کا حکم حدیث شریف سے ثابت ہے نماز وتر میں تکبیر اس لیے کہی جاتی ہے کیونکہ آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام کا فرمان ہے (لاترفع الایدی الا فی سبع مواطن) کہ ہاتھ نہ اٹھایا جائے مگر سات جگھوں میں۔ (شامی، 506:1)
تکبیر تحریمہ دعائے قنوت تکبیرات عیدین استلام حجر اسود صفا مروہ میں اور عرفات میں شیطان کو کنکریاں مارنے کے وقت یعنی ان سات جگھوں پر ہاتھ اٹھانا سنت ہے۔ بہار شریعت میں ہے وتر کی تیسری رکعت میں قرأت سے فارغ ہوکر رکوع سے پہلے کانوں تک ہاتھ اُٹھا کر اللہ اکبر کہے جیسے تکبیر تحریمہ میں کرتے ہیں پھر ہاتھ باندھ لے اور دعائے قنوت پڑھے، دعائے قنوت کا پڑھنا واجب ہے اور اس میں کسی خاص دعا کا پڑھنا ضروری نہیں، بہتر وہ دعائیں ہیں جو نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے ثابت ہیں اور ان کے علاوہ کوئی اور دعا پڑھے جب بھی حرج نہیں، لیکن سب میں زیادہ مشہور دُعائے قنوت ہے۔ (بہار شریعت حصہ چہارم صفحہ 657 وتر کا بیان) واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

کتبہ

معصوم رضا نوری

۱۷ ربیع الاول ۱۴۴۱ ہجری (۱۵ نومبر بروز جمعہ ۲۰۱۹ عیسوی

(نفل کی جماعت کرنا کیسا)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مسئلہ: ۔ کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ لاک ڈاؤن کی وجہ سے اگر گھر پر دو رکعت نفل نماز پڑھیں گے تو کیا جماعت کے ساتھ پڑھ سکتے ہیں اگر پڑھ سکتے ہیں تو امام صاحب جہری آواز سے قرات کرینگے یا سری میں مدلل ومفصل جواب عنایت فرمائیں کرم ہوگا۔ المستفتی: ۔ محمد اکرم حسین

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوہاب

اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ ارشاد فرماتے ہیں تراویح وکسوف واستسقاء کے سوا جماعتِ نوافل میں ہمارے ائمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم کا مذہب معلوم ومشہور اور عامۂ کتب مذہب میں مذکور ومسطور ہے کہ بلاتداعی مضائقہ نہیں اور تداعی کے ساتھ مکروہ۔ تداعی ایک دوسرے کو بلانا جمع کرنا اور اسے کثرت جماعت لازم عادی ہے بالجملہ دو مقتدیوں میں بالاجماع جائز اور پانچ میں بالاتفاق مکروہ اور تین اور چار میں اختلاف نقل ومشائخ، اور اصح یہ کہ تین میں کراہت نہیں، چار میں ہے، تو

مذہبِ مختار یہ نکلا کہ امام کے سوا چار یا زائد ہوں تو کراہت ہے ورنہ نہیں پھر اظہر یہ ہے کہ یہ کراہت صرف تنزیہی ہے یعنی خلاف اولیٰ لمخالف التوارث، نہ تحریمی کہ گناہ وممنوع ہو۔ (فتاوی رضویہ، ج 7،ص 430 تا 431، مطبوعہ، رضا فاؤنڈیشن، لاھور)

مزید ایک مقام پر فرماتے ہیں نفل غیر تراویح میں امام کے سوا تین آدمیوں تک تو اجازت ہے ہی، چار کی نسبت کتب فقہیہ میں کراہت لکھتے ہیں یعنی کراہت تنزیہہ جس کا حاصل خلاف اولیٰ ہے نہ کہ گناہ وحرام کما بیناہ فی فتاوٰنا (جیسا کہ ہم نے اس کی تفصیل اپنے فتاویٰ میں ذکر کردی ہے) اور بہت اکابر دین سے جماعت نوافل بالتداعی ثابت ہے اور عوام فعل خیر سے منع نہ کیے جائیں گے۔ علمائے امت وحکمائے ملت نے ایسی ممانعت سے منع فرمایا ہے۔

(فتاوی رضویہ، ج 7،ص 465، مطبوعہ، رضا فاؤنڈیشن، لاھور)

دن کے نوافل میں آواز سے قرات کرنا جائز نہیں ہے (یجب الاسرار فی نفل النہار للمواضبة علی ذالك)

(مراقی الفلاح ص ۹۰) واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

کتبہ

امین القادری

۲۳ رشوال المکرم ۱۴۴۰ھ

(رمضان میں جماعت وتر کی حکمت؟)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مسئلہ: کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ رمضان المبارک میں وتر جماعت سے کیوں ہوتی ہے اور کب سے شروع ہوئی ہے؟

المستفتی: محمد مستقیم رضا انجم، گڑھوا

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوہاب

رمضان میں وتر کی نماز باجماعت مسنون ہے، حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے رمضان کی جن راتوں میں تراویح پڑھائی تھی ان میں وتر بھی پڑھائی تھی، اور صحابہ کرام اور تابعین وغیرہم سے بھی رمضان میں وتر باجماعت کا اہتمام ثابت ہے، لیکن غیر رمضان میں وتر باجماعت کا اہتمام ثابت نہیں، اس لیے رمضان میں باجماعت پڑھی جاتی ہے اور غیر رمضان میں جماعت کے بغیر انفرادی طور پر رمضان کے علاوہ وتر کی جماعت مکروہ ہے۔

(الذی یظهر أن جماعة الوتر تبع لجماعة التراویح وإن کان الوتر نفسه أصلاً فی ذاته؛ لأن سنة الجماعة فی الوتر إنما عرفت بالأثر تابعة للتراویح علی أنهم اختلفوا فی أفضلیة صلاتها بالجماعة بعد التراویح کما یأتی (حاشیہ رد المختار علی الدر المختار (2/48)

(وَيُوتِرُ بِجَمَاعَةٍ فِي رَمَضَانَ فَقَطْ عَلَيْهِ إِجْمَاعُ الْمُسْلِمِينَ، كَذَا فِي التَّبْيِينِ الْوِتْرُ فِي رَمَضَانَ بِالْجَمَاعَةِ أَفْضَلُ مِنْ أَدَائِهَا فِي مَنْزِلِهِ وَهُوَ الصَّحِيحُ هٰكَذَا فِي السِّرَاجِ الْوَهَّاجِ) (الفتاوی الهندية (4/21)

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

کتبہ

امین القادری

۲۱ر رمضان المبارک ۱۴۴۱ھ

(کیا نماز تہجد کیلئے سونا شرط ہے؟)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مسئلہ:۔کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ کیا نماز تہجد کیلئے سونا شرط ہے اگر سونا شرط ہے تو بزرگان دین کے تعلق سے یہ آیا ہے کہ عشاء کے وضو سے فجر کی نماز پڑھتے تھے تو کیا وہ تہجد کی نماز ادا نہیں فرماتے تھے تفصیل کے ساتھ جواب عنایت فرمائیں کرم ہوگا۔ **المستفتی:۔** اکبر علی دہلی

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوہاب

ایسے لوگوں کو چاہئے کہ عشاء کی نماز ادا کرنے کے بعد تھوڑی دیر کیلئے سو جائیں، تاکہ پھر بیدار ہوکر تہجد پڑھ سکیں اس لئے کہ بیدار ہونے کے بعد اب جو بھی نفل ادا کریں گے تو وہ نماز تہجد ہوگی، اور جن بزرگوں کے تعلق سے شب بیداری کرنے کے ساتھ ساتھ تہجد پڑھنے کے واقعات کتابوں میں درج ہیں، ان پاک طینت افراد کا یہی حال تھا کہ عشاء کی نماز ادا فرمانے کے بعد تھوڑی دیر سہی مگر سو جایا کرتے تھے پھر بیدار ہوکر نوافل پڑھا کرتے تھے، اور یہی نوافل تہجد کہلاتی تھیں، یہ اور بات ہے کہ ان کا سونا ایسی حالت پر ہوتا تھا کہ جس سے وضو ٹوٹنے کا حکم نہیں لگایا جا سکتا ہے۔

(بحوالہ فتاوی علیمیہ جلد اول ص ۲۴۶) واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

کتبہ

محمد رضا امجدی ۲۱ر جمادالاولیٰ ۱۴۴۱ھ

(وتر کی نماز رمضان کے علاوہ جماعت سے پڑھنا کیسا؟)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مسئلہ:۔کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ آج نماز وتر جماعت کے ساتھ ادا کر سکتے ہیں یا نہیں؟

المستفتی:۔واحد قمر گریڈیہ

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوہاب

رمضان المبارک کے علاوہ اور دنوں میں وتر کی نماز جماعت سے نہیں پڑھنا چاہئے اور اگر تداعی یعنی تین سے زیادہ مقتدیوں کے ساتھ پڑھی تو مکروہ ہوئی،جیسا کہ بہار شریعت میں درمختار کے حوالہ سے ہے کہ رمضان شریف کے علاوہ اور دنوں میں وتر جماعت سے نہ پڑھے اور اگر تداعی کے طور پر ہو تو مکروہ ہے۔(جلد اول حصہ چہارم صفحہ ۷ /وتر کا بیان ناشر فرید بکڈ پو مٹیا محل جامع مسجد دہلی) واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

کتبہ

محمد اختر رضا قادری رضوی

۱۵ شعبان المعظم ۱۴۴۱ھ بروز جمعہ

(نماز حاجت پڑھنے کا طریقہ کیا ہے؟)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مسئلہ:۔کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ نماز حاجت پڑھنے کا طریقہ بتایا جائے کرم ہوگا جلد از جلد طریقہ حاصل ہو جائے تو کرم بالائے کرم

المستفتی:۔ساجد علی

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوہاب

جب کسی کو کوئی حاجت درپیش ہو تو دو یا چار رکعت نفل بعد نماز عشاء پڑھے۔حدیث میں ہے پہلی رکعت میں سورۃ

الفاتحہ اور تین بار آیت الکرسی پڑھے اور باقی تین رکعتوں میں سورۃ الفاتحہ اور قل ھو اللہ احد، قل اعوذ برب الفلق، قل اعوذ برب الناس ایک ایک بار پڑھے تو یہ ایسی ہیں جیسے شب قدر میں چار رکعتیں پڑھیں۔ پھر اپنی حاجت کا سوال کرے۔ ان شاء اللہ تعالیٰ اس کی حاجت روا ہوگی۔ مشائخِ کرام فرماتے ہیں۔ ہم نے یہ نماز پڑھی اور ہماری حاجتیں پوری ہوئیں۔ (بہار شریعت حصہ چہارم صفحہ ۱۰۱ پروگریسو بکس اُردو بازار لاہور) واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

کتبہ

محمد مظہر علی رضوی

۵ شوال المکرم ۱۴۴۱ھ بروز جمعہ

(کیا مسبوق دعاء قنوت امام کے ساتھ پڑھے؟)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مسئلہ:۔ کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ تراویح کے بعد وتر جماعت سے ہورہی تھی اور میری پہلی رکعت چھوٹ گئی تو ایسی صورت میں مجھے دعائے قنوت کب پڑھنا ہے امام کے ساتھ ہی تیسری رکعت میں یا جب رکعت پوری کرنے کے لئے کھڑا ہوں گا تب؟ مع حوالہ جواب عنایت فرمائیں مہربانی ہوگی

المستفتی:۔ محمد مستقیم رضا انجم، گڑھوا جھارکھنڈ

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوہاب

رمضان شریف میں اگر کوئی شخص امام کے ساتھ وتر کی دوسری یا تیسری رکعت میں آکر شریک ہوا تو دعاء قنوت امام کے ساتھ پڑھے اور اگر تیسری رکعت کے رکوع میں ملا تو بعد میں جب چھوٹی ہوئی رکعت پڑھے گا تو اس میں دعاء قنوت پڑھنے کی ضرورت نہیں۔ اور اگر رکوع کے بعد تیسری رکعت میں شریک ہوا تو پھر بعد میں دعاء قنوت پڑھے۔

(بحوالہ مسائل سجدہ سہو ص:110/ 111)

اورحضور صدر الشریعہ بدر الطریقہ علیہ الرحمۃ والرضوان بہار شریعت میں تحریر فرماتے ہیں کہ مسبوق امام کے ساتھ قنوت پڑھے بعد کو نہ پڑھے اور اگر امام کے ساتھ تیسری رکعت کے رکوع میں ملا ہے تو بعد کو جو پڑھے گا اس میں قنوت نہ پڑھے۔ اھ (ح:4/ص:657/ وتر کا بیان/ مجلس المدینۃ العلمیۃ دعوت اسلامی)

اور فتاوی ہندیہ میں ہے کہ (المسبوق يقنت مع الامام ولا يقنت بعده كذا في المنية فاذا قنت مع الامام لا يقنت ثانيا فيما يقضي كذا في محيط السرخسي، في قولهم جميعا كذا في المضمرات، و اذا ادركه في الركعة الثالثة في الركوع لم يقنت معه لم يقنت فيما يقضي كذا في المحيط) اھ۔

(ج:1 /ص:111 / الباب الثامن فی صلاۃ الوتر/ بیروت) واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

کتبہ

محمد اسرار احمد نوری بریلوی

۳ رمضان المبارک ۱۴۴۱ھ بروز سوموار

(اشراق اور چاشت کی نماز کس وقت میں پڑھی جاتی ہے؟)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مسئلہ:۔ کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ اشراق اور چاشت کی نماز کا وقت بتائیں کب سے کب تک ہوتا ہے؟

المستفتی:۔ توحید عالم اشرفی

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوہاب

نماز اشراق کی دو رکعت بھی ہے اور چار بھی بلکہ چھ بھی ہے اس کا وقت سورج کے ایک نیزہ بلند ہونے سے شروع ہوتا ہے اور ایک پہر دن چڑھنے تک ہے، افضل یہ ہے کہ جب فجر کی نماز ہو چکے تو مصلے پر سے نہ اُٹھے وہیں بیٹھا رہے اور درود شریف یا کلمہ شریف یا کسی اور ورد و وظیفہ یعنی ذکر و دعا یا تلاوت یا عِلم دین سیکھنے سکھانے وغیرہ میں مشغول رہے جب سورج نکل آئے اور ایک نیزہ بلند ہو جائے تو دو رکعت یا چار رکعت نماز اشراق پڑھ لے، اس کو ایک پورے حج اور ایک عمرے کا ثواب ملتا ہے اور اگر باہر چلا گیا اور کسی دنیاوی کام میں مشغول ہو گیا پھر سورج ایک نیزہ بلند ہونے کے بعد اشراق کی نماز پڑھی تب بھی درست ہے لیکن ثواب کم ہو جائے گا ، نماز چاشت اس کو نماز ضُحیٰ بھی کہتے ہیں اس کی کم سے کم دو رکعت اور زیادہ سے زیادہ بارہ رکعتیں ہیں اوسط درجہ آٹھ رکعتیں ہیں اور یہی عادت افضل ہے اکثر علماء کے نزدیک افضل اور مختار چار رکعت ہے ان میں کبھی کبھی سورہ والشّمس اور واللیل اور والضّحیٰ اور الم نشرح پڑھنا یا ہر دوگانہ میں سورہ والشّمس اور سورہ الضّحیٰ پڑھنا مستحب ہے لیکن کبھی کبھی اور سورتیں بھی پڑھا کریں اس کا وقت سورج کے ایک نیزہ بلند ہونے سے نصف النہار شرعی

سے پہلے تک ہے مختار اور بہتر وقت یہ ہے چوتھائی دن چڑھے پڑھیں، اکثر کاروباری مصروفیات کے خیال سے اشراق کی کم سے کم دو رکعت اور چاشت کی چار رکعت یعنی کل چھ رکعت اشراق ہی کے وقت میں پڑھ لیتے ہیں بلکہ ایک دوگانہ استخارہ کا بھی ان کے ساتھ ہی پڑھ لیتے ہیں (زبدۃ الفقہ کتاب الصلوت) واللہ تعالی اعلم

کتبہ

محمد امجد رضا امجدی

۲۵/ذی القعدہ ۱۴۴۱ھ بروز جمعہ

(فجر کی سنت ترک ہوجائے تو کب پڑھیں؟)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مسئلہ:۔ کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ نماز فجر کی دو رکعت سنت فرض کے بعد پڑھ سکتے ہیں یا نہیں جواب عنایت فرمائیں نوازش ہوگی مع حوالہ المستفتی:۔ شہنواز

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوہاب

صورت مسؤلہ میں اگر فجر کی فرض پڑھ لئے اور سنتیں رہ گئی تو فرض کے بعد نہیں پڑھ سکتا البتہ امام محمد رحمۃ اللہ تعالی علیہ فرماتے ہیں کہ طلوع آفتاب کے بعد پڑھ لے تو بہتر ہے (غنیّۃ) آفتاب کے طلوع ہونے سے پہلے پڑھنا بالاتفاق ممنوع ہے آج کل اکثر عوام ایسی ہے کہ جماعت فجر ہو رہی ہے بغیر سنت پڑھے جماعت میں شامل ہو گئے اور فرضوں کے بعد فوراً سنتیں پڑھ لیا کرتے ہیں یہ ناجائز ہے اب یہ فجر کی سنتیں آفتاب بلند ہونے کے بعد یعنی آفتاب کے طلوع ہونے کے بیس منٹ کے بعد پڑھیں زوال پہلے۔ (بہار شریعت حصہ 4 صفحہ 664 تا665)

اور ہاں بعد زوال نہیں پڑھ سکتے۔ واللہ تعالی اعلم بالصواب

کتبہ

عبید اللہ رضوی بریلوی

۱۷ جمادی الآخر ۱۴۴۱ھ بروز اتوار

(فجر کی نماز ہوگئی تو زوال سے پہلے پڑھے تو سنت بھی پڑھے؟)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مسئلہ:۔کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ فجر کی نماز قضا ہوگئی ہے تو اسکی ادائیگی فرض مع سنت کب تک ہے اور صرف فرض کس وقت سے مع دلائل واضح فرمائیں

المستفتی:۔محمد ساحل جمشید رضوی دربھنگہ بہار

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوہاب

حضور صدر الشریعہ بدر الطریقہ حکیم ابو العلا محمد امجد علی اعظمی رضوی علیہ الرحمہ اپنی کتاب بہار شریعت جلد اول حصہ چہارم صفحہ 12 مطبوعہ قدیم میں تحریر فرماتے ہیں کہ فجر کی نماز قضا ہوگئی اور زوال سے پہلے پڑھ لی تو سنتیں بھی پڑھے ورنہ نہیں علاوہ فجر اور سنتیں قضا ہوگئیں تو ان کی قضا نہیں۔(بحوالہ ردالمحتار) واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

کتبہ

محمد جعفر علی صدیقی رضوی

۱۵ صفر المظفر ۱۴۴۱ھ مطابق ۱۵اکتوبر بروز منگل ۲۰۱۹ عیسوی

(سنت مؤکدہ وغیر مؤکدہ میں فرق؟)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مسئلہ:۔کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ سنت مؤکدہ وسنت غیر مؤکدہ میں کیا فرق ہے؟

المستفتی:۔محمد علی اکبر رضوی امینی

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوہاب

سنت مؤکدہ وغیر مؤکدہ میں فرق انکی تعریف ہی سے ظاہر ہے جیسا کہ سنت مؤکدہ: وہ فعل ہے کہ جس کا چھوڑنا برا اور کرنا ثواب ہے اور اتفاقاً چھوڑنے پر عتاب اور چھوڑنے کی عادت کر لینے پر مستحق عذاب اور سنت غیر مؤکدہ: وہ فعل ہے

کہ اسکا کرنا ثواب اور نہ کرنا اگر چہ عادتا ہو عتاب نہیں مگر شرعا ناپسند ہے۔(انوار شریعت ص:44)

اور حضور صدر الشریعہ بدر الطریقہ علیہ الرحمۃ والرضوان بہار شریعت میں تحریر فرماتے ہیں سنت مؤکدہ وہ جس کو حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ہمیشہ کیا ہو البتہ بیان جواز کے واسطے کبھی ترک بھی فرمایا ہو یا وہ کہ اس کے کرنے کی تاکید فرمائی ہو مگر جانب ترک بالکل مسدود نہ فرمادی ہو اس ترک اسائت اور کرنا ثواب اور نادرا ترک پر عتاب اور اسکی عادت پر استحقاق عذاب سنت غیر مؤکدہ: وہ کہ نظر شرع میں ایسی مطلوب ہو کہ اس کے ترک کو ناپسند رکھے مگر نہ اس حد تک کہ اس پر وعید عذاب فرمائے عام ازیں کہ حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اس پر مداومت فرمائی یا نہیں اس کا کرنا ثواب اور نہ کرنا اگر چہ عادۃ ہو موجب عتاب نہیں۔(ح:2/ص:283/اصطلاحات/مجلس المدینۃ العلمیۃ دعوت اسلامی) واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

کتبہ

محمد اسرار احمد نوری بریلوی

۱۹ ذی الحجہ ۱۴۴۰ھ مطابق ۲۱ اگست بروز بدھ ۲۰۱۹ء

(نماز وتر میں تکبیر قنوت کہے بغیر دعاء قنوت پڑھ لے تو کیا کرے؟)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مسئلہ:۔کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ وتر کی نماز کے تیسری رکعت میں دعائے قنوت سے پہلے جو تکبیر کہی جاتی ہے اگر کہنا بھول جائے تو کیا حکم ہے؟ المستفتی:۔عبدالقادر

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوہاب

صورت مذکورہ میں تکبیر قنوت قصدا نہیں کہی تو اس نماز کا اعادہ واجب ہے اور اگر سہوا تکبیر قنوت ترک ہوگئی تو سجدۂ سہو واجب ہے سجدۂ سہو نہ کیا تو نماز کا اعادہ واجب ہے۔فتاوی ہندیہ میں ہے (لا یجب السجود فی العمد وانما تجب الاعادۃ جبرا لنقصانہ)(جلد اول الباب الثانی عشر فی سجود السہو، صفحہ ۱۲۶)

بحر الرائق میں ہے (وانما تجب الاعادۃ اذا ترك واجبا عمدا جبرا لنقصان)

(جلد ۲، کتاب الصلاۃ، باب سجود السہو، صفحہ ۱۶۱)

ردالمحتار میں ہے (والعمد لا یجبر سجود السھو بل تلزم فیہ الاعادۃ) (جلد ۲،کتاب الصلاۃ،باب سجود السھو،صفحہ ۵۴۲)

فتاوی ہندیہ میں ہے (ولو ترك التكبيرة التی بعد القرأة قبل القنوت سجد للسھو لانھا بمنزلۃ تکبیرات العید) اگر اس تکبیر کو چھوڑ دیا جو قرأت کے بعد اور دعائے قنوت سے پہلے ہے تو سجدۂ سہو واجب ہوجائیگا کیونکہ تکبیر قنوت تکبیرات عیدین کی منزل میں ہے۔(جلد اول ،الباب الثانی عشر فی سجود السھو،صفحہ ۱۲۸)

بحر الرائق میں ہے (ولو ترك تكبيرة القنوت يجب سجود السھو اعتبارا بتکبیرات العید) اگر تکبیر قنوت ترک کردی تو سجدۂ سہو واجب ہوجائیگا عیدین کی تکبیرات پر قیاس کرتے ہوئے۔

(جلد ۲،کتاب الصلاۃ ،باب سجود السھو ،صفحہ ۱۶۹)

ردالمحتار میں ہے (ولو ترک التکبیرۃ التی بعد القرأۃ قبل القنوت سجد للسھو) (جلد ۲، کتاب الصلاۃ ، باب صفۃ الصلاۃ ،مطلب لا ینبغی أن یعدل عن الدرایۃ اذا وافقتھا روایۃ، صفحہ ۲۳۱)

بہار شریعت میں ہے قصداً واجب ترک کیا تو سجدۂ سہو سے وہ نقصان دفع نہ ہوگا بلکہ اعادہ واجب ہے۔ یوہیں اگر سہواً واجب ترک ہوا اور سجدۂ سہو نہیں کیا جب بھی اعادہ واجب ہے۔(جلد اول ،حصہ ٤ ،سجدہ سہو کا بیان ،صفحہ ۷۰۸)

اسی میں ہے قنوت یا تکبیر قنوت یعنی قرأت کے بعد قنوت کے لئے جو تکبیر کہی جاتی ہے بھول گیا سجدۂ سہو کرے۔

(جلد اول حصہ ٤ ،سجدہ سہو کا بیان ،صفحہ ۷۱٤) واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

کتبہ

فداء المصطفی رضوی صمدی انفاسی

۲٦ ذی الحجہ ۱۴۴۰ھ بروز بدھ

(اگر وتر کی نماز میں دعائے قنوت پڑھنا بھول گیا اور رکوع میں یاد آیا تو اب کیا کرے؟)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مسئلہ:۔کیا فرماتے ہیں ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ وتر میں دعاء قنوت پڑھنا بھول گیا اور رکوع میں یاد آیا تو سجدۂ سہو سے نماز ہوجائے گی یا واپس قیام میں لوٹے اور قنوت پڑھ کر آخر میں سجدۂ سہو کرے؟ **المستفتی:**۔ارشاد احمد برکاتی

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوہاب

صورت مذکورہ میں وتر کی نماز میں اگر کوئی شخص تیسری رکعت میں تکبیر قنوت اور دعاء قنوت بھول کر رکوع میں چلا گیا

پھر یاد آنے پر لوٹ آیا اور تکبیر کہکر دعائے قنوت پڑھی تو بعد میں دوبارہ رکوع نہ کرے پہلا رکوع کافی ہے اور نماز پوری کرے یا پھر بھول سے دوبارہ رکوع کر لیا یا دعائے قنوت کے لئے نہیں لوٹا اور حکم یہی ہے کہ نہ لوٹے جب بھی نماز ہوگئی مگر ان سب صورتوں میں سجدۂ سہو واجب ہے- اور اگر جان بوجھ کر دوبارہ رکوع کیا تو نماز دوبارہ لوٹانی پڑے گی سجدۂ سہو سے کام نہیں چلے گا۔اھ (مسائل سجدہ سہوص:108) واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

کتبہ

محمد اسرار احمد نوری بریلوی

۸ رجب المرجب ۱۴۴۱ھ بروز منگل

(عصر کے بعد قرآن شریف پڑھنا کیا؟)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مسئلہ:۔کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ عصر کی فرض نماز کے بعد قرآن کی تلاوت یا تسبیح پڑھنا منع ہے

المستفتی:۔محفوظ عالم

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوہاب

عصر کی فرض نماز کے بعد تلاوت قرآن کریم اور تسبیح وتہلیل وغیرہ بلا کراہت جائز ومباح ہے ہاں اوقات مکروہۃ وممنوعۃ یعنی طلوع وغروب اور دوپہر کے وقت تلاوت قرآن کریم خلاف اولی ہے یعنی نہ کرے تو بہتر ہے اور ہاں ان اوقات میں ذکر ودرود شریف وغیرہ میں مشغول رہنا بہتر ہے۔جیسا کہ حضور فقیہ الملت والدین مفتی جلال الدین علیہ الرحمۃ والرضوان انوار الحدیث ص:207/ میں تحریر فرماتے ہیں اوقات مکروہ یعنی طلوع وغروب کے وقت اور دوپہر کے وقت قرآن مجید بلا کراہت جائز ہے لیکن نہ کرے تو بہتر ہے۔

بہار شریعت جلد سوم صفحہ 230 میں ہے ان اوقات میں تلاوت قرآن مجید بہتر نہیں۔بہتر یہ ہیکہ ذکر اور درود شریف میں مشغول رہے اور بحر الرائق جلد اول صفحہ 251 مین ہے (البغیہ" کا یہ قول" الصلوۃ علی النبی صلی اللہ علیہ وسلم " فی الاوقات التی تکرہ فیھا الصلوۃ والدعاء والتسبیح افضل من قراۃ القرآن) نقل کرکے لکھتے ہیں (ولعلہ لان القرآن رکن الصلوۃ وھی مکروھۃ فالاولی ترک ما کان رکنا لھا)

اور ردالمحتار جلد اول صفحہ 262 میں صاحب بحر کے قول (فالاولی کے تحت ھے فالاولی ای فالافضل لیوافق کلام البغیة فان مفادہ انہ لا کراھة اصلا لان ترك الفاضل لا کراھة فیه) اھ

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

کتبہ

محمد اسرار احمد نوری

۱۴ اگست بروز اتوار ۲۰۱۹ عیسوی

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمدہٗ ونصلی علی رسولہ الکریم

{فسئلوا اھل الذکر ان کنتم لا تعلمون}

تو اے لوگو! علم والوں سے پوچھو اگر تمہیں علم نہیں (کنزالایمان)

باب التراویح

تراویح کابیان

ناشر

اراکین فخرازہر واٹس ایپ گروپ

(چھ دن یا دس دن کی تراویح پڑھنے کے بعد چھوڑ دینا کیسا)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مسئلہ:۔کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ آج کل یہ رواج ہو گیا ہے کہ رمضان المبارک میں چھ دن دس دن کی تراویح ہوتی ہے اور لوگ چھ دن دس دن کی تراویح پڑھ لیتے ہیں اور سمجھتے ہیں کہ ہماری تراویح ہو گئی جب کہ تراویح پورے مہینے کی سنت ہے تو جو لوگ تراویح چھوڑ دیتے ہیں چھ دن یا دس دن پڑھ کر اس کے لئے شریعت کا کیا حکم ہے؟

المستفتی:۔سلیم شیخ بہرائچ شریف یوپی

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوہاب

یہ گمان غلط ہے کہ چھ دن یا دس دن تراویح کے بعد اب وہ بری الذمہ ہو گیا سب سے پہلے یہ جان لیں کہ پورے مہینہ بیس رکعت تراویح سنت مؤکدہ ہے اور تراویح میں ایک بار قرآن مکمل کرنا سنت مؤکدہ ہے اور دو مرتبہ فضیلت اور تین مرتبہ فضیلت اور اگر ایک مرتبہ مکمل کرنا ہو تو بہتر ہے کہ ستائیسویں شب میں ختم ہو پھر اگر اس رات میں یا اس سے پہلے قرآن کریم مکمل کرلیا تو تراویح آخر رمضان تک پڑھتے رہیں کہ سنت مؤکدہ ہے۔(بہار شریعت حصہ چہارم صفحہ ۱۱۰)

واللہ تعالی أعلم بالصواب

کتبہ

محمد مظہر علی رضوی دربھنگہ بہار

۲۳ اپریل بروز منگل ۲۰۱۹ عیسوی

(تراویح سنت مؤکدہ ہے، ایک سلام سے چار رکعت تراویح پڑھ سکتے ہیں؟)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مسئلہ:۔کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ نماز تراویح سنت مؤکدہ ہے یا فرض ہے یا واجب اگر سنت مؤکدہ ہے تو پھر سنت مؤکدہ کا اطلاق دو رکعت سے پڑھنے پر ہے یا چار رکعت پر، اگر دو رکعت پر اطلاق ہے تو چار رکعت سے پڑھنے والوں کی نماز کا کیا حکم ہے،، اور ساتھ میں اس کی بھی وضاحت طلب ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے تراویح کی نماز کتنی رکعتیں سے پڑھی ہیں، مدلل مفصل جواب عنایت فرمائیں

المستفتی:۔محمد شہنواز اشرفی

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوہاب

نماز تراویح سنت مؤکدہ ہے۔(ہدایہ ۱/۹۹۔شرح نقایہ ۱/۱۰۴۔کبیری،۴۰۰)

اس کے سنت مؤکدہ ہونے کے بارے میں بہت سے اہل علم کے اقوال موجود ہیں۔حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے(**وسننت لکم قیامہ**)(نسائی ۱/۳۰۸۔ابن ماجہ ۹۴۔مسند احمد ۱/۱۹۱)

اور میں اس میں قیام (تراویح) کو سنت قرار دیا ہے۔امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ تراویح سنت ہیں،اس کا ترک کرنا جائز نہیں۔(شرح نقایہ ۱/۱۰۴۔کبیری،۴۰۰)

امام نووی رحمہ اللہ شارح مسلم لکھتے ہیں: خوب جان لو کہ صلاۃ تراویح کے سنت ہونے پر علما کا اتفاق ہے اور وہ بیس ہیں۔(کتاب الاذکار،۸۳)

امام غزالی رحمہ اللہ اپنی شہرہ آفاق اور بے نظیر کتاب احیاء العلوم میں لکھتے ہیں کہ تراویح سنت موکدہ ہے اور وہ بیس رکعت ہیں۔اس کی کیفیت مشہور ہے،اگر چہ اس کا مؤکدہ ہونا عیدین سے کم درجہ کا ہے۔امام ابن قدامہ رحمہ اللہ جو'مغنی' کے مصنف ہیں،لکھتے ہیں کہ تراویح سنت موکدہ ہیں،سب سے پہلے ان کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سنت مقرر کیا ہے۔(مغنی ابن قدامہ،۲/۱۶۶)

امام حاکم رحمہ اللہ نے مستدرک میں ایک حدیث بیان کرنے کے بعد لکھا ہے اس میں واضح دلیل ہے کہ یہ صلاۃ تراویح مسلمانوں کی مساجد میں ادا کرنا سنت مسنونہ (مؤکدہ) ہے اور حضرت علی رضی اللہ عنہ نے حضرت عمر کو اس سنت کے قائم کرنے پر ابھارا تھا یہاں تک کہ حضرت عمر نے اس کو قائم کر دیا۔(مستدرک حاکم ۱/۴۴۰)

تراویح میں ایک بار قرآن کریم کا ترتیب کے ساتھ پڑھنا سنت مؤکدہ ہے۔لوگوں کی سستی اور کاہلی کی وجہ سے اس کو ترک نہ کیا جائے گا۔(ہدایہ ۱/۱۰۰۔شرح نقایہ ۱/۱۰۴)

ایک نیت سے چار رکعت تراویح بھی پڑھ سکتے ہیں جبکہ ہر دو رکعت پر قعدہ کرے لیکن بہتر یہی ہے کہ دو دو رکعت دس سلام کے ساتھ پڑھے امام اہل سنت رقم طراز ہیں تراویح خود ہی دو رکعت بہتر ہے **لانہ ھو المتوارث** تنویر میں ہے(**عشرون رکعۃ بعشر تسلیمات**)سراجیہ میں ہے(**کل ترویحۃ اربع رکعات بتسلیمیین**)یہاں تک کہ اگر چار یا زائد ایک نیت سے پڑھے گا تو بعض ائمہ کے نزدیک دو ہی رکعت کے قائم مقام ہونگی اگر چہ صحیح یہ ہے کہ جتنی پڑھیں

شمار ہوں گی جبکہ دو دو رکعت پر قعدہ کرتا رہا ہو عالمگیری میں ہے (ان قعد فی الثانیة قدر التشھد اختلفوا فیه فعلی قول العامة یجوز عن تسلیمتین وھو الصحیح) (فتاوی رضویہ جلد 7 صفحہ 443) واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

کتبہ

محمد امین قادری رضوی

۶ رمضان المبارک ۱۴۴۱ھ بروز جمعرات

(کیا نابالغ نماز تراویح پڑھا سکتا ہے؟)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مسئلہ:۔کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ کیا نابالغ نماز تراویح پڑھا سکتا ہے؟

المستفتی:۔محمد آصف مصطفائی

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوہاب

نابالغ امام کی اقتدا میں بالغین فراد کی فرض؛ واجب اور سنت کوئی بھی نماز نہیں ہوگی جیسا کہ حضور صدر الشریعہ بدر الطریقہ علیہ الرحمۃ والرضوان بہار شریعت میں تحریر فرماتے ہیں کہ نابالغ کے پیچھے بالغین کی تراویح نہ ہوگی یہی صحیح ہے۔اھ (ح:4/ص:992/ تراویح کا بیان/ مجلس المدینۃ العلمیۃ دعوت اسلامی)

اور فتاوی ھندیہ میں ہے کہ (و امامة الصبی المراھق لصبیان مثله یجوز کذا فی الخلاصة و علی قول ائمة بلغ یصح الاقتداء بالصبیان فی التراویح والسنن المطلقة کذا فی فتاوی قاضیخان المختار أنه لا یجوز فی الصلوات کلھا کذا فی الھدایة و ھو الاصح ھکذا فی المحیط و ھو قول العامة و ھو ظاھر الروایة ھکذا فی البحر الرائق) اھ (ج:1/ص:85/ الفصل الثالث فی بیان من یصلح اماما لغیرہ/ بیروت) واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

کتبہ

محمد اسرار احمد نوری بریلوی

۲۴ شعبان المعظم ۱۴۴۱ھ بروز اتوار

(تراویح میں جب امام رکوع میں ہو تب شامل ہونا کیسا ہے؟)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مسئلہ:۔کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ نماز تراویح میں عام طور پر دیکھا جاتا ہے کہ جب امام صاحب قرأت کررہے ہوتے ہیں تو کچھ مقتدی حضرات ایسے بیٹھے یا کھڑے ہو کر ٹائم پاس کرتے ہیں اور جب امام صاحب رکوع میں جاتے ہیں تو مقتدی لوگ جلدی سے پھر امام کے ساتھ ہو لیتے ہیں۔ ایسے مقتدیوں کا شرعاً کیا حکم ہے۔ جواب عنایت فرمائیں کرم ہوگا۔

المستفتی:۔ محمد توفیق رضا قادری اتر دیناج پور (بنگال)

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوہاب

مقتدیوں کو ایسا کرنا جائز نہیں جیسا کہ حضور صدر الشریعہ علامہ امجد علی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ مقتدی کو یہ جائز نہیں کہ مقتدی بیٹھا رہے جب امام رکوع کرنے کو ہو تو کھڑا ہو جائے کیونکہ یہ منافقین سے مشابہت ہے قرآن شریف میں اللہ تعالی ارشاد فرماتا ہے (اذا قاموا الی الصلوۃ قاموا کسالیٰ) منافق جب نماز کو کھڑے ہوتے ہیں تو تھکے جی سے۔(بہار شریعت حصہ چہارم صفحہ 693 مطبوعہ مکتبۃ المدینہ دعوت اسلامی) واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

کتبہ

عبیداللہ رضوی بریلوی

۱۲ شعبان المعظم ۱۴۴۱ھ بروز منگل

(جس طرح تراویح میں ایک بار ختم قرآن سنت مؤکدہ ہے اسی طرح پورے رمضان تراویح پڑھتے رہنا بھی سنت مؤکدہ ہے)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مسئلہ:۔کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ ختم تراویح کے بعد بچے دنوں میں کیا سورہ تراویح پڑھائی جائے گی یا نہیں اور اگر پڑھائی جائے گی تو کیوں کیا وجہ ہے پڑھنے پڑھانے کی کیا کوئی کتابوں میں سورہ تراویح پڑھانے کے بارے میں تاکید کی گی ہے اور پڑھنے پر مجھے کیا ملے گا۔ مستند کتابوں سے جواب دیکر شکریہ کا موقع عنایت فرمائیں

المستفتی:۔ ساجد علی

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوہاب

جس طرح تراویح کی نماز میں ایک ختم قرآن کرنا سنت مؤکدہ ہے اسی طرح پورے رمضان المبارک تراویح پڑھتے رہنا بھی سنت مؤکدہ ہے۔

بہار شریعت جلد اول کے شروع میں سنت مؤکدہ کی تعریف یوں ہے کہ: سنت مؤکدہ کا چھوڑنا برا اور کرنا ثواب اور نادراترک پر عتاب اور اس کی عادت پر مستحق عذاب حضور رحمت عالم صلی اللہ تعالی علیہ وسلم نے فرمایا کہ:" جو رمضان میں قیام کرے (تراویح پڑھے) ایمان کی وجہ سے اور ثواب طلب کرنے کے لئے اس کے اگلے سب گناہ بخش دیئے جائیں گے، یعنی صغائر۔ (بہار شریعت جلد اول، حصہ چہارم، صفحہ ۳۲ مطبوعہ قدیم بحوالہ صحیح مسلم شریف)

تراویح کی نماز میں صرف ایک بار ختم قرآن پڑھنا سنت مؤکدہ ہے، لہذا اب اس کے بعد اگر چاہے تو پھر ختم قرآن پڑھے مگر یہ پڑھنا سنت مؤکدہ نہیں بلکہ دو بار ختم قرآن پڑھنا فضیلت اور تین بار پڑھنا افضل یا تو الم ترکیف سے آخر تک دو بار پڑھنے میں بیس رکعت ہو جائے گی۔ (ماخذ بہار شریعت جلد اول، حصہ چہارم، صفحہ ۳۳، ۳۷) واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

کتبہ

محمد جعفر علی صدیقی رضوی

۲۹ / رمضان المبارک ۱۴۴۰ھ

(چار رکعت نماز تراویح دو قعدوں کے ساتھ پڑھنا کیسا ہے؟)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مسئلہ:۔ کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ کیا نماز تراویح کو دو (2) قعدوں کے ساتھ چار رکعتیں پڑھنے سے نماز تراویح ادا ہوگی بلا کراہت؟ المستفتی:۔ راشد حسین

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوہاب

چار رکعت نماز تراویح دو (2) قعدوں سے کراہت تنزیہی کے ساتھ ادا ہوگی اور اگر دو رکعت پر قعدہ نہ کیا تو چاروں

دو کے قائم مقام ادا ہونگی۔ جیسا کہ حضور صدر الشریعہ بدر الطریقہ علیہ الرحمۃ والرضوان بہار شریعت میں تحریر فرماتے ہیں کہ تراویح کی بیس (20) رکعتیں دس سلام سے پڑھے یعنی ہر دو رکعت پر سلام پھیرے اور اگر کسی نے بیسوں پڑھ کر آخر میں سلام پھیرا تو اگر ہر دو رکعت پر قعدہ کرتا رہا تو ہو جائے گی مگر کراہت کے ساتھ اور اگر قعدہ نہ کیا تھا تو دو رکعت کے قائم مقام ہوئیں۔ اھ (ج:4/ص:689/تراویح کا بیان/مجلس المدینۃ العلمیۃ دعوت اسلامی)

اور درمختار میں ہے کہ (و ھی عشرون رکعۃ بعشر تسلیمات فلو فعلھا بتسلیمۃ فان قعد لکل شفع صحت بکراھۃ و الا نابت عن شفع واحد بہ یفتی) اھ (ج:2/ص:495/496/کتاب الصلاۃ/باب الوتر والنوافل/دار عالم الکتب) واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

کتبہ

محمد اسرار احمد نوری بریلوی

۲۴ شعبان المعظم ۱۴۴۱ھ بروز اتوار

(نماز تراویح مسجد کے چھت پے پڑھنا کیسا؟)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مسئلہ:۔ کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ نماز تراویح مسجد کی چھت پر ادا کر سکتے ہیں؟ وجہ۔: شدید گرمی لوگوں کو کافی پریشانیوں کا سامنا کرنا پڑتا ہے کیا اس کی اجازت ہے رہنمائی فرمائیں۔ المستفتی:۔ محمد ریاض گریڈیہ جھارکھنڈ

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

اللھم بھدایت الحق والصواب

گرمی کی وجہ سے مسجد کی چھت پر نماز پڑھنا مکروہ ہے البتہ اگر نیچے جماعت ہو اور جگہ کم پڑ جائے تو چھت پر بھی صفیں بنانا جائز ہے (إذا اشتد الحر یکرہ أن یصلوا بالجماعۃ فوقہ إلا إذا ضاق المسجد فحینئذ لا یکرہ الصعود علی سطحہ للضرورۃ. کذا فی الغرائب) (فتاوی ہندیہ جلد خامس کتاب الراہیہ ص ۳۲۲)

لہٰذا صرف گرمی کی وجہ سے نماز تراویح چھت پر پڑھنے کی اجازت نہیں ہاں اگر مسجد میں نیچے جگہ نہ ہو تو حرج نہیں۔ ھذا ما ظھر لی وھو سبحانہ تعالیٰ اعلم واحکم واتم

کتبہ

امجد رضا سیتا مڑھی بہار ۱۰ ر رمضان المبارک ۱۴۴۰

(تراویح کی نماز میں لقمہ پڑا تو کیا حکم ہے؟)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مسئلہ:۔کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ تراویح کی نماز میں امام صاحب کو لقمہ پڑا تو سجدۂ سہو کرنا ہوگا یا نہیں جلد جواب عنایت فرمائیں ئے حوالہ کے ساتھ۔ **المستفتی:**۔عبدالواحد کوٹہ راجستھان

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوہاب

نماز یا قرأت بتانے لقمہ میں دینے لینے سے سجدۂ سہو کی ضرورت نہیں ہوتی جیسا کہ سرکار اعلی حضرت امام احمد رضا خان بریلوی علیہ الرحمہ والرضوان تحریر فرماتے ہیں کہ: امام جب نماز یا قرأت میں غلطی کرے تو اسے بتانا لقمہ دینا مطلقاً جائز ہے خواہ نماز فرض ہو یا واجب یا تراویح یا نفل، اوراس میں سجدۂ سہو کی بھی کچھ حاجت نہیں ہاں! اگر امام بھولا اور تین بار سبحان اللہ کہنے کی دیر چپکے کھڑا رہا، سوچتا رہا تو سجدۂ سہو لازم آئے گا۔(فتاویٰ رضویہ شریف جلد ۷ صفحہ ۲۸۸ مطبوعہ جدید، ناشر مرکز اہل سنت برکات رضا پور بندر گجرات) واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

کتبہ

محمد جعفر علی صدیقی رضوی سانگلی

۵ ربیع الاول ۱۴۴۰ھ بروز بدھ

(نماز تراویح دو رکعت کی بجائے تین پڑھا دیا تو اب کیا کرے؟)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مسئلہ:۔کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ زید نے نماز تراویح میں دو رکعت کے بجائے تین رکعت پڑھا دیا تو اب کیا کرے کیا نماز دہرانی پڑے گی؟ جواب عنایت فرما کر مشکور فرمائیں **المستفتی:**۔مختار احمد برہان نگر

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوہاب

صورت مذکورہ میں اگر نماز تراویح تین رکعت پڑھا کر سلام پھیر دیا تو اگر دوسری رکعت پر بقدر تشہد بیٹھ گیا تھا نماز

ہوگئی دہرانے کی ضرورت نہیں اور اگر دوسری رکعت پر نہ بیٹھا تھا تو نہ ہوئیں انکے بدلے کی دو رکعت پھر سے پڑھے-اور اگر دو رکعت پر بیٹھنا بھول گیا کھڑا ہوگیا تو جب تک تیسری کا سجدہ نہ کیا ہو بیٹھ جائے اور سجدہ کرلیا ہو تو چار پوری کرلے مگر یہ دو شمار کی جائیں گی اور جو دو پر بیٹھ چکا ہے تو چار ہوئیں۔جیسا کہ فتاوی ھندیہ میں ہے کہ (و عن أبي بكر الاسكاف أنه سئل عن رجل قام الى الثالثة فى التراويح ولم يقعد فى الثانية قال ان تذكر فى القيام ينبغي أن يعود و يقعد و يسلم و ان تذكر بعد ما سجد للثالثة فان أضاف اليها ركعة اخرى كانت هذه الأربع عن تسليمة واحدة و ان قعد فى الثانية قدر التشهد اختلفوا فيه فعلى قول العامة يجوز عن تسليمتين و هو الصحيح هكذا فى فتاوى قاضى خان) اھ (ج:1/ص:118/فصل فی التراویح/بیروت)

اور ایسا ہی بہار شریعت ح4/ص:693/694/تراویح کا بیان/مجلس المدینۃ العلمیۃ دعوت اسلامی/میں ہے

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

کتبہ

محمد اسرار احمد نوری بریلوی

۱۷ شعبان المعظم ۱۴۴۱ھ بروز اتوار

(ختم تراویح میں تین بار سورۂ اخلاص پڑھنا کیسا؟)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مسئلہ:۔کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ رمضان شریف میں جب قرآن مجید ختم ہو اس دن تراویح میں سورۂ اخلاص 3 مرتبہ پڑھتے ہیں اس کے پڑھنے کا طریقہ کار کیا ہے بسم اللہ الرحمن الرحیم پڑھنی ہوتی ہے یا نہیں۔اور اسی طرح نوافل میں 3 بار قل شریف کیسے پڑھنی چاہئے؟ المستفتی:۔شہنواز

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوہاب

ختم قران کا طریقہ یہ ہے کہ جب سورۂ اخلاص پر پہنچیں تو اس سورت کو ایک ہی رکعت میں تین مرتبہ پڑھیں کہ پورے قران عظیم کا ثواب ملنے کی امید ہے سرکار اعلیحضرت امام عشق ومحبت سے سوال ہوا کہ سورۂ اخلاص کا تراویح میں تین بار پڑھنا کیسا ہے؟ تو آپ نے جوابا ارشاد فرمایا مستحسن ہے۔(ملفوظات اعلی حضرت ص ۵۲۵ تا ۵۲۵)

صحیح حدیث میں آیا کہ سورۂ اِخلاص ثلث قران ہے تو تین بار پڑھنے میں پورے قرآن عظیم کا ثواب ملنے کی امید ہے (حوالہ سابق) کسی ایک سورت سے قبل باواز بلند بسم اللہ پڑھنا اگر اس سے پہلے کسی سورت کی ابتدا میں بلند آواز سے بسم اللہ شریف نہیں پڑھی تو سورۂ اخلاص یا اس کے بعد والی کسی سورت کی اِبتدا میں ایک بار بلند آواز سے بسم اللہ شریف ضرور پڑھ لیں۔

سرکار اعلی حضرت علیہ الرحمہ فرماتے ہیں ایک بار بآواز تسمیہ ہونا چاہیے خواہ کہیں ہوالم کے اول (یعنی شروع میں) ہو یا سورۂ (قل اَعوذ برب الناس) کے اول ہو یا سورۂ اِخلاص شریف کے اول ہو اور باقی آہستہ ہو (حوالہ سابق) نماز میں بسم اللہ شریف آواز سے پڑھنا منع ہے صرف تراویح میں جب ختم کلامِ مجید کیا جائے سورۂ بقرہ سے سورۂ ناس تک کسی ایک سورہ پر آواز سے پڑھ لی جائے کہ ختم پورا ہو، ہر سورہ کو آواز سے پڑھنا ممنوع ہے اور مذہب حنفی کے خلاف۔

(فتاوی رضویہ جلد ۷ ص ۴۷۴ ر بحوالہ تراویح کے فضائل ومسائل ص ۱۸) واللہ اعلم وعلمہ احکم واتم

کتبہ

امجد رضا امجدی سیتا مڑھی بہار

۲۵ ر رمضان المبارک ۱۴۴۱ھ

(تراویح کی وجہ تسمیہ)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مسئلہ:۔کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ تراویح کو تراویح کیوں کہتے ہیں

المستفتی:۔عبدالرشید مرکزی بہار گنج

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

اللھم ھو الھادی الی الصواب

تراویح ترویحہ کی جمع ہے، اور ترویحہ ایک دفعہ آرام کرنے کو کہتے ہیں جیسے تسلیمۃ ایک دفعہ سلام پھیرنے کو کہتے ہیں تراویح کی نماز کو تراویح کے لفظ کے ساتھ نام رکھنے کی وجہ یہ ہے کہ جب صحابہ کرام رضی اللہ عنہم پہلی مرتبہ اس نماز کو ادا کرنے کے لیے جمع ہوئے، تو ہر چار رکعت کے بعد ترویحہ یعنی آرام اور وقفہ کرتے تھے۔جیسا کہ علامہ ابن حجر علیہ الرحمہ فرماتے ہیں (والتراویح جمع ترویحۃ وھی المرۃ الواحدۃ من الراحۃ کالتسلیمۃ من السلام سمیت الصلوۃ

فی الجماعة فی لیالی رمضان التراویح لانهم اول ما اجتمعوا علیها کانوا یستریحون بین کل تسلیمتین)
(فتح الباري جلد ٤ ص ٢٥٠ دار المعرفة بيروت) والله اعلم وعلمه احکم واتم

کتبہ

امجد رضا امجدی سیتا مڑھی بہار

۳ رمضان المبارک ۱۴۴۱ھ بروز سوموار

(امام تراویح دوسری رکعت کا قعدہ چھوڑ کر قیام کے طرف گئے لقمہ ملتے واپس آ گئے تو کیا حکم ہے؟)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مسئلہ:۔ کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ تراویح میں اگر امام نے دوسری رکعت میں قعدہ نہیں کیا اور کھڑا ہو گیا پھر کسی نے لقمہ دیا تو فورا بیٹھ گیا تو کیا امام سجدۂ سہو کرے گا؟ المستفتی:۔ محمد گلفام احمد

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوہاب

تراویح کی نماز میں دو رکعت پر بیٹھنا بھول گیا اور تیسری رکعت کے لئے سیدھا کھڑا ہو گیا تو یاد آتے ہی قعدہ کے طرف آئے اور التحیات پڑھ کر سجدۂ سہو کرے پھر التحیات سے پورا پڑھ کر سلام پھیرے اور اگر نہیں لوٹا بلکہ تیسری رکعت پڑھ کر قعدہ میں بیٹھا اور التحیات پڑھ کر سجدۂ سہو کیا تو اصح (صحیح ترین) مذہب پر نماز نہ ہوئی, اس نماز کو دوبارہ پڑھے اور جتنا قرآن ان تینوں رکعتوں میں پڑھا ہے اسکو دہرائے۔ (فتاوی رضویہ ج3 ص653)

اگر دو رکعت پڑھ کر نہیں بیٹھا, بلکہ چار رکعت پڑھ کر بیٹھا تو یہ چار رکعتیں دو شمار ہوں گی مگر سجدۂ سہو واجب ہو گا, اور جتنا قرآن ان چار رکعتوں میں پڑھا ہے اسکو دوبارہ لوٹانے کی ضرورت نہیں۔ (شامی ج 1 ص 474 ,فتاوی رضویہ ج 3 ص 653 ,مسائل سجدہ سہو ص100) واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

کتبہ

محمد انور رضا بہرائچ شریف

۲ رمضان ۱۴۴۰ ہجری بروز سنیچر

(تراویح کی تسبیح سے منع کرنا کیسا؟)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مسئلہ:۔کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ جہاں رہتا ہوں وہاں کی ایک مسجد میں ابتلک تراویح میں تسبیح پڑھی جا رہی تھی لیکن آج منع کر دیا گیا اور کہا کہ اسکا کوئی ثبوت نہیں ہے لہذا آپ حضرات رہنمائی فرمائیں نوازش ہوگی اور وہاں کے لوگ میرے پاس آئے تھے ثبوت کے لئے تو میں نے کل کا ٹائم دیا مہربانی کرکے مدلل جواب عنایت فرمائیں

المستفتی:۔طفیل رضا

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوہاب

نماز تراویح میں ہر چار رکعت کے بعد بیٹھنا مستحب ہے اس میں مقتدی کو اختیار ہے چاہے تو تسبیح پڑھیں چاہے تو خاموشی کیساتھ اگلی رکعت کے قیام کا انتظار کریں (یجلس بین کل ترویحتین مقدار ترویحه وذالك مستحب وهم بالخيار فی ذالك الجلوس ان شاء و يسبحون اويهللون او ينتظرون سكوتا جوهره نيره والانتظار بين كل ترويحتين مستحب بقدر ترويحه عند ابی حنيفه) (المحیط البرہانی جلد دوم ص ۱۸۲)

ماقبل کی وضاحت سے معلوم ہو گیا کہ اس دوران کوئی بھی تسبیح پڑھی جا سکتی ہے یا خاموش بیٹھا جا سکتا ہے۔آجکل جو تسبیح کی جاتی ہے وہ بھی پڑھی جا سکتی ہے بشرطیکہ صرف اسی کو ضروری نہ سمجھا جائے۔رہا اس کی فضیلت کا سوال تو کتب احادیث میں اس کے الفاظ کا ثبوت اس صورت میں ملتا ہے؛إن لله بحرا من نور حوله ملائكة من نور على خيل من نور بأيديهم حراب من نور يسبحون حول ذلك البحر سبحان ذى الملك والملكوت سبحان ذى العرش والجبروت سبحان الحى الذى لا يموت سبوح قدوس رب الملائكة والروح فمن قالها فى يوم أو شهر أو سنة مرة أو فى عمره غفر الله له ما تقدم من ذنبه وما تأخر ولو كانت ذنوبه مثل زبد البحر أو مثل رمل عالج أو فر من الزحف ۔(الديلمى عن أنس،الجامع الكبير للسيوطى: رقم الحديث 1587)

امام نووی رحمہ اللہ نے اللهم أجرنا من النار کے انکار کرنے والوں کا خوب رد کرتے ہوئے اسے ثابت بالسنۃ مانا ہے۔(الاذکار للنووی:ص 384) المختصر دعائے ترویحہ پڑھنے سے روکنا درست نہیں کہ ثواب سے روکنا ہے۔واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ

امجد رضا امجدی سیتامڑھی ۲۹؍رمضان المبارک ۱۴۴۰ھ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمدہٗ ونصلی علی رسولہ الکریم

{فسئلوا اھل الذکر ان کنتم لا تعلمون}

تو اے لوگو! علم والوں سے پوچھو اگر تمہیں علم نہیں (کنز الایمان)

باب قضاء الفوائت

قضا نمازوں کا بیان

ناشر

اراکین فخر ازہر واٹس ایپ گروپ

(وقت فجر میں نماز فجر ادا نہ کرسکا تو اب کیا حکم ہے؟)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مسئلہ:۔کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ زید کی نیند تاخیر سے کھلی جس کی بناء پر فجر کی نماز ادا نہ کرسکا مقامی امام سے طلوع آفتاب کا وقت معلوم کیا تو یہاں 12,6, پر ہے تو کیا اب زید فجر کی نماز ادا کرسکتا ہے؟

المستفتی:۔نظام الدین قادری بنگلور، کرناٹک

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوہاب

وقت فجر میں نماز فجر ادا نہ کرسکا تو طلوعِ آفتاب کے بیس منٹ بعد ادا کرے تو فرض کے کے ساتھ با نیت قضا سنت بھی ادا کرے کہ قانون شرع یہی ہے کہ زوال سے قبل اگر فجر کی قضا ادا کرنی ہے تو ساتھ میں سنت کی بھی قضا کرے اگر بعد زوال قضا ادا کرے تو فقط فرض ادا کرے جیسا کہ سرکار علیہ الصلاۃ والسلام سے ایسا ثابت ہے۔فوت شدہ نماز فجر کی قضا اسی دن زوال سے پہلے پڑھی جائے تو بھی قضا کی نیت کی جائے گی اور ادا کی نیت کرلی پھر بھی قضا ہی ہوگی نہ کہ ادا۔

ردالمحتار میں ہے" یصح القضاء بنیۃ الاداء (جلد اول، مطلب یصح القضاء بنیۃ الاداء، صفحہ ۳۲۲)(فتاوی مرکز تربیت افتاء، جلد اول، باب اوقات الصلاۃ، صفحہ ۱۵۴) واللہ تعالی أعلم بالصواب

کتبہ

فداء المصطفی صمدی انفاسی

۲۲ ربیع الاول ۱۴۴۱ھ بروز سوموار

(قضائے عمری پڑھنے کا آسان طریقہ؟)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مسئلہ:۔کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ قضاء نماز پڑھنے کا طریقہ آسان کیا ہے جواب عنایت فرمائیں

المستفتی:۔شمشاد

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوہاب

صورت مسئولہ کے متعلق حضور اعلیٰ حضرت علیہ الرحمۃ والرضوان تحریر فرماتے ہیں کہ قضاء نماز ہر روز کی بیس رکعت ہوتی ہے دو فجر چار ظہر چار عصر تین مغرب چار عشاء تین وتر نیت اس طرح کریں مثلاً سب سے پہلے فجر جو قضاء ہوئی ہے اسکو پڑھتا ہوں ہر نماز میں اسی طرح نیت کریں جس پر بکثرت نمازیں قضاء ہوں اگر آسانی کے لئے یوں بھی ادا کریں تو جائز ہے کہ ہر رکوع اور سجدے میں تین تین بار سبحان ربی العظیم اور سبحان ربی الاعلی کی جگہ صرف ایک بار کہے لیکن احتیاط کریں کہ رکوع میں مکمل جانے کے بعد کہے دوسری تخفیف یہ ہے کہ فرضوں کے تیسری اور چوتھی رکعت میں الحمد کی جگہ تین بار سبحان اللہ کہکر رکوع کر لیں مگر وتر کی تینوں رکعت میں الحمد کے ساتھ سورہ ضرور پڑھیں تیسری تخفیف یہ ہے کہ قعدۂ اخیرہ میں تشہد کے بعد دونوں درودوں اور دعا کی جگہ صرف اللھم صل علی محمد والہ کہکر سلام پھیر دے چوتھی تخفیف یہ ہے کہ وتر میں دعائے قنوت کی جگہ اللہ اکبر کہکر ایک بار یا تین بار رب اغفرلی کہے۔(فتاویٰ رضویہ جلد ۸ صفحہ ۱۵۷)

یاد رکھیں تخفیف کی یہ عادت ہرگز نہ بنائیں معمول کی نمازیں سنت کے مطابق ہی پڑھیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

کتبہ

محمد مظہر علی رضوی

۱۶ اپریل بروز سنیچر ۲۰۱۹ عیسوی

(قضا نماز کے متعلق ایک موضوع روایت کی تردید؟)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مسئلہ:۔کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ جس شخص کی نمازیں قضا ہوئی ہوں اور اسکی تعداد نہ معلوم ہو تو رمضان المبارک کے آخری جمعہ کے دن چار نفل ایک سلام کے ساتھ پڑھنے سے ہر نماز میں سورۂ فاتحہ کے بعد ۷ ر مرتبہ آیت الکرسی اور ۱۵ ر مرتبہ سورہ کوثر پڑھے تو اگر ۷۰۰ ر سال کی نمازیں قضا ہوئی ہوں تو اسکے کفارے کیلئے یہ نماز کافی ہوگی

المستفتی:۔شہنواز

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوہاب

یہ بے بنیاد محض باطل موضوع روایت پر مشتمل ہے نہ اس کی کوئی حقیقت ہے نہ کوئی سچائی بلکہ منگھڑت ہے اور اس پر عمل وعقیدہ گمراہ کن ہے جو اس کو حدیث کی جانب منسوب کرے وہ کذاب ابن کذاب باعث لعنت وملامت ہے اس موضوع روایت کے متعلق ہمارے اکابرین کرام نے اپنی اپنی عمدہ تحقیق پیش فرمائی ہیں ملاحظہ فرمائیں، اعلی حضرت عظیم البرکت مجدد اعظم سیدی مرشدی سرکار الشاہ امام احمد رضا خان علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ فوت شدہ نمازوں کے کفارے کے طور پر جو طریقہ قضائے عمری ایجاد کرلیا گیا ہے وہ بدترین بدعت ہے اس کے بارے میں جو روایت ہے وہ موضوع گڑھی ہوئی ہے یہ عمل سخت ممنوع ہے ایسی نیت واعتقاد باطل ومردود اس جہالت قبیحہ اور واضح گمراہی کے بطلان پر تمام مسلمانوں کا اتفاق ہیکہ حضور پرنور سرکار مصطفی ﷺ کا ارشاد گرامی ہے جو شخص نماز بھول گیا تو جب اسے یاد آئے اسے ادا کرلے اس کا کفارہ سوائے اس کی ادائے گی کے کچھ نہیں اس حدیث کو امام احمد امام بخاری امام مسلم امام ترمذی امام نسائی رضی اللہ عنہم اور دیگر محدثین کرام نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔ (فتاوی رضویہ جلد ہشتم رضا فاؤنڈیشن، لاہور ص ۱۰۰)

علامہ ملا علی قاری رحمتہ الباری موضوعات کبیر میں تحریر فرماتے ہیں کہ حدیث جس نے رمضان کے آخری جمعہ میں ایک فرض ادا کرلی اس سے اس کی ستر سال کی فوت شدہ نمازوں کا ازالہ ہوجاتا ہے تحقیق یہ قطعی طور پر باطل ہے کیونکہ یہ اجماع کے قطعی طور پر منافی ہے کیونکہ عبادات میں سے کوئی شیِ سابقہ سالوں کی فوت شدہ عبادات کے قائم مقام نہیں ہوسکتی۔

(موضوعات کبیر اردو ص ۳۲۳)

اور صدر الشریعہ مفتی امجد علی اعظمی رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ قضائے عمری کہ شب قدر یا اخیر جمعہ رمضان میں جماعت سے پڑھتے ہیں اور یہ سمجھتے ہیں کہ عمر بھر کی قضائیں اسی ایک نماز سے ادا ہوگئیں یہ باطل محض ہے۔ (بہار شریعت، جلد اول، حصہ چہارم ص ٤٤، قضا نماز کا بیان، فاروقیہ بکڈپو، دہلی) واللہ تعالیٰ اعلم ورسولہ

کتبہ

محمد جابر القادری رضوی

۱۲ رمضان المبارک ۱۴۴۱ھ

(سنت فجر کے علاوہ دیگر سنتوں کی قضا پڑھی جائے گی یا نہیں؟)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مسئلہ:۔کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ اگر کسی شخص کی نماز فجر قضا ہوگئی ہے اور وہ قضا پڑھے تو کیا اس صورت میں فجر کی جو دو رکعت سنت مؤکدہ ہے وہ بھی قضا پڑھی جائیگی ؟ برائے مہربانی جواب عنایت فرمائیں

المستفتی:۔محمد ساجد رضا رضوی گونڈہ

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوہاب

فجر کی نماز قضا ہوگئی اور زوال سے پہلے قضا پڑھی تو اس کی سنت کی بھی قضا پڑھے ورنہ نہیں علاوہ فجر کے اور سنتیں قضا ہوگئیں تو ان کی قضا نہیں البتہ اگر فجر کی سنت قضا ہوگئ اور فرض پڑھ لی تو اب (اس صورت میں) سنتوں کی قضا نہیں البتہ امام محمد رحمت اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ طلوع آفتاب (یعنی طلوع آفتاب کے بیس منٹ بعد) پڑھ لے تو بہتر ہے اور طلوع سے پیشتر باالاتفاق ممنوع ہے آج کل اکثر عوام بعد فرض فوراً پڑھ لیا کرتے ہیں یہ ناجائز ہے پڑھنا ہو تو آفتاب بلند یعنی بیس منٹ کے بعد زوال سے پہلے پڑھیں۔لہٰذا زوال کے بعد سنت کی قضا نہیں ۔(بہار شریعت جلد 1 حصہ 4 صفحہ 664 سنن ونوافل کا بیان مکتبہ دعوت اسلامی) واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

کتبہ

محمد ریحان رضا رضوی

۸ شعبان المعظم ۱۴۴۱ھ بروز جمعہ

(صاحب ترتیب کسے کہتے ہیں نیز صاحب ترتیب پہلے قضا پڑھے یا ادا؟)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مسئلہ:۔کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ صاحب ترتیب کسے کہتے ہیں اور اگر صاحب ترتیب کی فجر کی نماز قضا ہوگئی اور ظہر کے وقت پہنچا جماعت کھڑی ہوگئی تو صاحب ترتیب جماعت میں شامل ہوگا کی پہلے فجر کی قضا پڑھے گا مہربانی فرما کر جواب عنایت فرمائیں کرم ہوگا۔

المستفتی:۔محمد علی

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوہاب

عدم بلوغ جس کی پانچ وقت یا اس سے کم کی نمازیں قضا ہوئی ہوں وہ صاحب ترتیب ہے اگر صاحب ترتیب نے ان میں سے کل یا بعض کی قضا نہیں پڑھی ہے تو قضا پڑھنے سے پہلے نہ جماعت میں شریک ہوسکتا ہے نہ تنہا وقتی نماز پڑھ سکتا ہے بشرطیکہ قضا ہونا یاد ہو اور اس وقت میں گنجائش ہو؛ لہٰذا صورت مسئولہ میں صاحب ترتیب پہلے فجر پڑھ کر پھر ظہر کی جماعت میں شریک ہوا گرچہ چند یا کل رکعتیں چھوٹ جانے کا خدشہ ہو پھر بھی وہ پہلے فجر پڑھے پھر ظہر میں شریک ہوسکتا ہے کہ اب وقت کی تنگی کے سبب ترتیب ساقط ہوگئی مگر یاد رہے کی وقت کی تنگی سے ترتیب ساقط ہونا اس وقت ہے کہ شروع کرتے وقت وقت تنگ ہو۔ (ماخذ بہار شریعت جلد اول حصہ چہارم قضا نماز کا بیان/فتاوی فیض الرسول جلد اول قضا نماز کا بیان)

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

کتبہ

محمد اختر رضا رضوی

۲ شعبان المعظم ۱۴۴۱ھ بروز سنیچر

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم

{فسئلوا اھل الذکر ان کنتم لا تعلمون}

تو اے لوگو! علم والوں سے پوچھو اگر تمہیں علم نہیں (کنزالایمان)

باب سجود السھو

سجدۂ سہو کا بیان

ناشر

اراکین فخر ازہر واٹس ایپ گروپ

(سورۃ الفاتحہ کی اگر کوئی آیت ترک ہو جائے تو سجدۂ سہو واجب ہے؟)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مسئلہ:۔کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ اگر فرض کی پہلی رکعت میں سورۃ الفاتحہ کا کوئی لفظ چھوٹ جائے تو کیا سجدۂ سہو واجب ہو جاتا ہے؟ اور اگر امام صاحب کو اس وقت اس چیز کا پتہ نہ لگے اور مقتدی لقمہ بھی نہ دیں لیکن جب سارے نمازی چلیں جائیں اس وقت ایک نمازی اٹھ کر بتائے تو پھر کیا حکم ہوگا؟ مع حوالہ رہنمائی فرمائیں۔

المستفتی:۔محمد معراج

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوہاب

سورۃ الفاتحہ کی ہر آیت واجب ہے اور ترک واجب اگر سہواً ہو تو سجدۂ سہو واجب (كذا في حاشية الطحطاوي "في المجتبىٰ يسجد بترك آية منها وهو اولىٰ قال في الدر ، وعليه فكل آية واجب الخ)
(طحطاوی علی مراقی ص ۲۴۸ مکتبہ الفیصل)

بہار شریعت میں ہے الحمد پڑھنا یعنی اسکی ساتوں آیتیں کہ ہر آیت مستقل واجب ہے ان میں ایک آیت بلکہ ایک لفظ کا ترک بھی ترک واجب ہے الخ اور ترک واجب پر سجدۂ سہو واجب (بہار شریعت ج ۱ ح سوم ص ۷۴ قادری بکڈپو)
اب جس پر سجدہ سہو واجب تھا لیکن نہ کیا اور سلام پھیر دیا تو اگر مانع صلاۃ نہیں پائے جائے تو سجدہ کرسکتا ہے ورنہ اعادہ نماز واجب المرجع السابقاب

صورت مسئلہ میں سارے لوگ جبکہ متفرق ہوگئی اور مسجد کے باہر جا چکے تو ضرور مانع صلاۃ ہوا اس لئے نماز کا پھر سے اعادہ کیا جائے گا امام صاحب کو مسئلے کا علم نہیں لیکن اب جب کہ علم ہو چکا کہ سجدۂ سہو نہ کرنے کی بنیاد پر نماز واجب الاعادہ ہے۔لہذا مصلیوں کو واقف کرائے کہ فلاں وقت کی نماز کا اعادہ واجب ہے اپنی اپنی نماز کا اعادہ کریں اور مسئلہ کو بھی بیان کرے۔واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

کتبہ

محمد مشاہد رضا حشمتی

۱۶ شوال المکرم ۱۴۴۱ھ مطابق ۹ جون ۲۰۲۰ء بروز منگل

(مقتدی کو سہو ہونے پر سجدۂ سہو واجب ہے یا نہیں؟)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مسئلہ:۔کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ مقتدی زید کا امام کے پیچھے مسبوق ہونے کی صورت میں یعنی امام کی چوتھی رکعت ہے اور مقتدی کی تیسری رکعت اب مقتدی سے تیسری رکعت میں التحیات پورا ہونے کے بعد بھول کر اللھم صل علی محمد تک کے الفاظ نکل گئے اب اس صورت میں مقتدی آخر میں سجدۂ سہو کرے گا یا نہیں مع حوالہ رہنمائی فرمائیں بہت کرم ہوگا خصوصی عنایت ہوگی۔ المستفتی:۔اعجاز احمد ممبئی

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوہاب

مقتدی سے سہو ہونے پر حدیث وعلماء کے اقوال سے ظاہر ہوتا ہے کہ اس مقتدی پر سجدۂ سہو لازم نہیں، ہاں ترک وضو وغسل سے اعادہ لازم ہوتا ہے، جیسا کہ میرے امام اہلسنت فقیہ باکمال امام احمد رضا خان قدس سرہ العزیز ایک حدیث مبارکہ کی روشنی میں تحریر فرماتے ہیں: حضرت قطب شعرانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کشف الغمہ میں بہ صفحہ ع وع فرماتے ہیں (وکانوا لا یسجدون لسھو ھم خلف الامام ویقولون الامام یحمل اوھام من خلفه من المامومین وکذلك كان یقول صلی اللہ تعالیٰ علیه وسلم من سها خلف الامام فلیس علیه سهو و امامه كافیه فان سها الامام فعلیه وعلی من خلفه السهو، انتھی) صحابہ اپنے سہو کی وجہ سے امام کے پیچھے سجدہ نہیں کرتے تھے اور یہ کہتے کہ امام اپنے مقتدیوں کے وہموں کو اٹھا لیتا ہے، اور اسی طرح رسالت مآب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا جو امام کے پیچھے بھول گیا اس پر (سجدۂ) سہو نہیں اور اس کا امام کافی ہے اور اگر امام بھول گیا تو امام اور اس کے مقتدی دونوں پر سجدہ سہو لازم ہوگا انتہی۔ (فتاوی رضویہ شریف جدید جلد ۸ ص ۱۹۹ مکتبہ دعوت اسلامی)

نیز فتاوی قاضی کی روایت مندرجہ ذیل سے مدعا ثابت ہے اور وہ یہ ہے (اذا سها المقتدی لا یلزمه سجود السهو انما یجب بالسهو و السبب انما یعمل عمله اذا امکن اعتباره فی حق الحکم فاما اذا لم یمکن اعتباره فی حق الحکم کان ملحقا بالعدم کما قال ابو حنیفة وابویوسف فی تلاوة المقتدی و کما فی بیع المحجور وشرائه وههنا لا یمکن اعتبار سهو المقتدی فی حق الحکم و هو وجوب سجدة السهو، انتھی) جب کوئی مقتدی بھول جائے تو اس پر سجدۂ سہو لازم نہیں ہوتا کہ سجدۂ سہو اس وقت لازم ہوتا ہے جب حقِ حکم میں

نمازی کا اعتبار ممکن ہو اور جب حق حکم میں نمازی کا اعتبار ممکن نہ ہو تو سجدۂ سہو کا لعدم تصور ہوتا ہے جیسا کہ امام ابوحنیفہ اور امام ابو یوسف نے مقتدی کی تلاوت کے بارے میں فرمایا، اور مجور کی بیع و شراء میں ہے اور یہاں حق حکم یعنی وجوب سہو میں مقتدی کی سہو کا اعتبار ممکن ہی نہیں انتہی۔

علامہ شامی صفحہ ٤٩٦ میں فرماتے ہیں اس مسئلہ کے متعلق کہ جہاں سجود ساقط ہو جائے اعادہ لازم ہوتا ہے یا نہیں (والذی ینبغی انه ان سقط بصنعه کحدث عمد مثلا یلزم و الا فلا تامل,انتهی) اور وہ صورت جس میں نماز سے خروج بالارادہ ہو مثلاً عمداً وضو توڑ دیا تو اب سجدۂ سہو ساقط مگر اعادہ نماز لازم، اور اگر ایسی صورت نہیں تو اعادہ لازم نہ ہوگا، غور کیجئے انتہی (فتاویٰ رضویہ شریف جدید جلد۸ص۱۲۰/ ۲۰۲ مکتبہ دعوت اسلامی) واللہ سبحانہ و تعالیٰ اعلم و علمہ جل مجدۃ أتم و أحکم

کتبہ

محمد راشد مکی

۲ محرم الحرام ۱۴۴۲ھ بروز سنیچر

(مقتدی قصداً تشہد نا پڑھے تو نماز ہوگی یا نہیں؟)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مسئلہ:۔کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ نماز باجماعت میں مقتدی اگر تکبیرات انتقال اور التحیات درود شریف وغیرہ نہ پڑھے یعنی شروع سے آخر تک خاموش کھڑا رہے اور امام کے ساتھ سلام پھیر دے تو اس مقتدی کی نماز ہو جائے گی؟ جواب عنایت فرمائیں مہربانی ہوگی۔ المستفتی:۔محمد احمد بہرائچ شریف

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوہاب

تکبیرات انتقال درود شریف دعائے ماثورہ رکوع وسجود کی تسبیح مقتدی پر واجب نہیں اگر قصداً بھی نہ کہے چپ رہ کر امام کی متابعت کرتا جائے تو بھی نماز ہو جائے گی۔لیکن جان بوجھ کر تشہد ہی نہ پڑھے تو اس صورت میں مقتدی کی نماز مکمل نہیں بلکہ مکروہ تحریمی قرار دی جائے گی جس کا اعادہ واجب ہے، جیسا کہ میرے امام اہلسنت فقیہ باکمال امام احمد رضا خان قدس سرہ العزیز کسی سوال کے جواب میں تحریر فرماتے ہیں: ردالمحتار میں ہے (قال فی شرح المنیة متابعة الامام

من غیرتاخیر واجبة فان عارضها واجب یأتی به ثم یتابع کمالوقام الامام قبل ان یتم المقتدی التشهد فانه یتمه ثم یقوم ه ملخصا)

المنہیہ میں فرمایا ہے متابعت امام بغیر کسی تاخیر کے واجب ہے اگر کسی واجب کا متابعت کے ساتھ تعارض ہوجائے تو اسے بجالائے پھر متابعت کرے مثلاً مقتدی کے تشہد مکمل کرنے سے پہلے امام نے قیام کرلیا تو مقتدی تشہد مکمل کر کے قیام کرے اھ۔مخلصا۔

درمختار میں ہے (لورفع الامام رأسه من الرکوع او السجود قبل ان یتم المأموم التسبیحات الثلث وجب متابعته بخلاف سلامه او قیامه لثالثة قبل تمام الموتم التشهد فانه لایتابعه بل یتمه لوجوبه) اگر امام نے رکوع یا سجود سے سر اٹھالیا حالانکہ مقتدی نے تین تین تسبیحات نہیں کہی تھیں تو مقتدی پر امام کی متابعت لازم ہے بخلاف مقتدی کے تشہد مکمل نہ کرنے کی صورت میں جب امام سلام پھیرے یا تیسری رکعت کی طرف کھڑا ہوجائے تو اب مقتدی متابعت نہ کرے کیونکہ تشہد واجب ہے۔(فتاوی رضویہ شریف جدید جلد ۷ ص ۲۷۷ مکتبہ دعوت اسلامی)

اخیر کا التحیات اکثر کے نزدیک فرض اور بعض کے نزدیک سنت ہے مذہب حنفی میں یہ دونوں باتیں باطل ہیں، نہ فرض ہے نہ سنت، بلکہ واجب، درمختار باب واجب الصلوۃ میں ہے،والتشهدان اور دونوں قعدوں میں تشہد پڑھنا واجب ہے۔(فتاوی رضویہ شریف جدید جلد ۷ ص ۶۱۱ مکتبہ دعوت اسلامی) واللہ سبحانہ و تعالیٰ اعلم و علمہ جل مجدۃ أتم و أحکم

کتبہ

محمد راشد مکی

۳ محرم الحرام ۱۴۴۲ھ بروز اتوار

(وتر کی تیسری رکعت میں سورہ ملانا اور دعائے قنوت پڑھنا بھول گیا تو کیا حکم ہے؟)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مسئلہ:۔کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ زید کہتا ہے کہ وتر کی تیسری رکعت میں سورہ اور قنوت ملانا بھول گیا قعدہ بھی کرلیا اب پھر چوتھی رکعت کے لئے کھڑا ہوگیا اب سورہ اور دعا قنوت پڑھ کر نماز پوری کی تو کیا زید کی نماز مکمل ہوئی یا نہیں؟

المستفتی:۔محمد شہباز

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوہاب

صورت مسئولہ میں نماز مکمل نہیں ہوئی نماز کا اعادہ واجب ہے وتر کی تیسری رکعت میں سورہ فاتحہ کے بعد سورہ ملانا

اور دعائے قنوت پڑھنا واجب ہے اگر قعدۂ اخیرہ کر کے کھڑا ہو گیا تھا تو جب تک اس رکعت کا سجدۂ نہیں کیا تھا واپس آ جاتا جب تو سجدۂ سہو سے نماز ہو جاتی۔ لہذا بے محل سورہ ملانے اور دعائے قنوت پڑھنے سے وتر کی چاروں رکعتیں اب نفل میں شمار ہوں گی اور دوبارہ نماز وتر پڑھنا واجب ہے۔ (ماخوذ بہار شریعت حصہ چہارم وتر وسجدہ سہو کا بیان) هذا ما ظهر لی وهو سبحانه و تعالیٰ واحکم والله اعلم بالصواب

کتبہ

محمد معصوم رضا نوری

۲۹ ذی القعدہ ۱۴۴۱ھ بروز منگل

(نمازوں کے سری وجہری ہونے میں حکمت کیا ہے؟)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مسئلہ:۔ کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ فرض نماز میں امام پہلی دو رکعت میں قرأت زور سے کرتا ہے تو آخری کی ایک رکعت یا دو رکعت میں کیوں خاموشی سے پڑھتا ہے؟ جواب عنایت فرمائیں مہربانی ہوگی۔

المستفتی:۔ محمد یونس

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوہاب

صورت مسؤلہ میں یہ ہے کہ شروع زمانۂ اسلام میں کفار کا غلبہ تھا وہ قرآن شریف سن کر اللہ تعالیٰ قرآن مقدس جبریل علیہ السلام اور حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو گالیاں دیتے تھے۔ چونکہ ظہر وعصر میں وہ آوارہ گھومتے تھے اس لئے ان دونوں نمازوں میں آہستہ قرأت کا حکم ہوا اس کے برخلاف مغرب میں کھانے میں مشغول ہوتے عشاء میں سوجاتے اور فجر میں جاگتے نہ تھے اس لئے ان نمازوں میں جہری قرأت کا حکم ہوا اللہ تبارک وتعالیٰ نے فرمایا (وَلَا تَجْهَرْ بِصَلَاتِكَ وَلَا تُخَافِتْ بِهَا وَابْتَغِ بَيْنَ ذَٰلِكَ سَبِيلًا) اور اپنی نماز نہ بہت آواز سے پڑھو اور نہ بالکل آہستہ اور ان دونوں کے درمیان راستہ چاہو۔ (سورہ اسراء 17 آیت 110)

اب اگرچہ وہ حالت نہ رہی مگر حکم وہی رہا کہ مسلمان اس مغلوبیت کو یاد کر کے اب غلبۂ اسلام پر خدا کا شکر کریں (الدر المنثور فی التفسیر الماثور میں ھے عن ابن عباس رضی الله تعالیٰ عنه فی قوله ولا تجهر

بصلوتك .الخ قال نزلت ورسول الله صلى الله عليه وسلم بمكة متوار فكان اذا صلى باصحابه رفع صوته بالقرآن فاذاسمع ذالك المشركون سبو القرآن ومن انزله ومن جاء به فقال الله لنبيه صلى الله عليه وسلم ولا تجهر بصلوتك-اى لقرأتك فيسمع المشركون فيسبوالقرآن ولا تخافت بها عن اصحابك -فلا تسمعهم القرآن حتى ياخذوه عنك وابتغ بين ذالك سبيلا يقول بين الجهر والمخافة (ص373,ج4)اور تفسیر کبیر میں ہے معناه بان تجهر بصلاة الليل و تخافت بصلاة النهار)

(ص419,ج7/حوالہ فتاوی مرکز تربیت افتاء جلد اول کتاب الصلاۃ صفحہ 124 فقیہ ملت اکیڈمی اوجھا گنج بستی) واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

کتبہ

محمد انور رضا

۳۱/مئی بروز جمعہ ۲۰۱۹ عیسوی

(چار رکعت والی نماز میں پانچویں رکعت کیلئے کھڑا ہو گیا تو کیا حکم ہے؟)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مسئلہ:۔کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ زید نے نماز ظہر کے چار رکعت نماز کی نیت کی چوتھی کے بعد بھول سے پانچویں رکعت کے لئے کھڑا ہوا پھر یاد آیا تو کیا کرے۔ المستفتی:۔محمد بلال رضا سنبھل

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوہاب

جب تک پانچویں رکعت کا سجدہ نہ کیا ہو لوٹ آئے اور سجدۂ سہو کر کے نماز پوری کر لے اور اگر سجدہ کر لیا تو سجدہ سے سر اٹھاتے ہی وہ فرض نفل ہو گیا لہذا اگر چاہے تو مغرب کے علاوہ اور نمازوں میں ایک رکعت اور ملا لے کہ شفع پورا ہو جائے اور طاق رکعت نہ رہے اگر چہ وہ نماز فجر عصر ہو مغرب میں اور نہ ملائے کہ چار پوری ہو گئیں۔اھ

(بہار شریعت ج:1 / ح:4 /ص:712) واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

کتبہ

محمد اسرار احمد نوری بریلوی

۲۲ ذی القعدہ ۱۴۴۰ھ مطابق ۲۶ جولائی بروز جمعہ ۲۰۱۹ء

(نماز عشاء کی چوتھی رکعت میں امام نے سورۂ فاتحہ کی ایک آیت بلند آواز سے پڑھی باقی آہستہ پڑھی تو سجدۂ سہو واجب ہوگا یا نہیں؟)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مسئلہ:۔کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ عشاء کی نماز فرض میں چوتھی رکعت میں بلند آواز سے الحمد شریف پڑھی ابھی صرف ایک آیت پڑھے ہی تھے کی اللہ اکبر کا لقمہ مل گیا اب کیا امام سجدۂ سہو کرے ذرا تفصیل بیان کردیں

المستفتی:۔غلام مصطفی

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوہاب

صورت مذکورہ میں امام کے لئے سجدۂ سہو کرنا واجب ہے اگر سجدۂ سہو نہ کیا تو نماز دوبارہ پڑھنا واجب ہوگی-
جیسا کہ حضور صدر الشریعہ بدر الطریقہ علیہ الرحمۃ والرضوان بہار شریعت میں تحریر فرماتے ہیں کہ"امام نے جہری نماز میں بقدر جواز یعنی ایک آیت آہستہ پڑھی یا سری میں جہر سے تو سجدۂ سہو واجب اور ایک کلمہ آہستہ یا جہر سے پڑھا تو معاف ہے"اھ (ج:4/ص:714)

اور فتاوی ھندیہ میں ہے(حتی لو جھر فیما یخافت او خافت فیما یجھر وجب علیہ سجود السھو واختلفوا فی مقدار ما یجب بہ السھو منھما قیل یعتبر فی الفصلین بقدر ما تجوز بہ الصلاۃ و ھو الاصح ولا فرق بین الفاتحۃ و غیرھا)اھ (ج:1/ص:138) واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

کتبہ

محمد اسرار احمد نوری بریلوی

۱۴ صفر المظفر ۱۴۴۱ ہجری ( ) ۱۴ اکتوبر بروز سوموار ۲۰۱۹ عیسوی

(قعدۂ اخیرہ میں درود و دعائے ماثورہ نہیں پڑھی تو کیا حکم ہے؟)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مسئلہ:۔کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ زید نے فرض نماز میں بھول کر قعدۂ آخر میں التحیات پڑھ کر سلام پھیر

دیا تو کیا ایسی صورت میں نماز درست ہوگی یا نہیں؟ المستفتی:۔محمد بلال رضا سنبھل

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوہاب

اگر کسی نے قعدۂ اخیرہ میں تشہد کے بعد درود ابراہیم اور دعائے ماثورہ یا دونوں میں سے ایک بھول کر یا قصداً نہیں پڑھا تو اس پر سجدۂ سہو واجب نہیں، کیونکہ ان دونوں کا التحیات کے بعد قعدۂ اخیرہ میں پڑھنا سنت ہے واجب نہیں؛البتہ قصداً چھوڑنا سنت کے خلاف ہے اور درود شریف کا ترک کرنا سخت محرومی ہے لہذا زید کی نماز ہوگئی۔

(مسائل سجدہ سہو ص۱۰۶) واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

کتبہ

محمد انور رضا

۲۷ ذی الحجہ ۱۴۴۰ھ مطابق ۲۹ اگست بروز جمعہ ۲۰۱۹ء

(فرض نماز کی تیسری اور چوتھی رکعت میں خاموش رہنے سے نماز ہوگی یا نہیں؟)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مسئلہ:۔کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ فرض نماز کی تیسری اور چوتھی رکعت میں قرت نہ کی صرف سکتہ کیا یعنی کچھ دیر ٹھہرا رہا تو نماز ہوگی یا نہیں؟ حوالہ کے ساتھ عنایت فرمائیں المستفتی:۔صادق علی رضوی

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوہاب

نماز ہوجائے گی کیونکہ فرض کی پچھلی دو رکعتوں میں قرأت نہ فرض ہے نہ واجب بلک افضل ہے۔

(انوار نماز بحوالہ/منیہ مع صغیری صفحہ ۱۱۸)

افضل کے چھوٹ جانے سے نماز کے اندر کوئی خرابی نہیں آتی جیسا کہ بہار شریعت جلد اول, چہارم صفحہ ۵۱/ناشر قادری بکڈ پو اسلامیہ مارکیٹ بریلی شریف میں ہے کہ فرض کی پچھلی رکعتوں میں الحمد نہ پڑھی جب بھی سجدۂ سہو نہیں۔

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

کتبہ

محمد جعفر علی صدیقی رضوی ۲۷ ربیع الاول ۱۴۴۸ بروز بدھ

(اگر نماز میں سہوا رکوع سے پہلے سجدہ کرلیا اور سجدہ میں پہونچ کر یاد آیا کہ رکوع نہیں کیا ہے تو اب کیا کرے؟)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مسئلہ:۔کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ اگر کسی نمازی نے نماز میں سہوا رکوع سے پہلے سجدہ کرلیا اور جب سجدہ میں پہونچ گیا تو یاد آیا کہ رکوع نہیں کیا تھا تو اب کیا کرے کہ جس سے اسکی نماز درست ہوجائے گی۔

المستفتی:۔محمد معروف مہاراشٹر

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوہاب

سجدہ پورا کرنے کے بعد رکوع کرلے اور آخر میں سجدۂ سہو کرلے نماز ہوجائے گی۔جیسا کہ حضور صدر الشریعہ بدر الطریقہ علیہ الرحمۃ والرضوان بہار شریعت میں تحریر فرماتے ہیں کہ رکوع کی جگہ سجدہ کیا یا سجدہ کی جگہ رکوع کیا یا کسی ایسے رکن کو دوبارہ کیا جو نماز میں مکرر مشروع نہ تھا یا کسی رکن کو مقدم یا مؤخر کیا تو ان سب صورتوں میں سجدۂ سہو واجب ہے۔اھ(ج:4/ص:714/سجدہ سہو کا بیان/مجلس المدینۃ العلمیۃ دعوت اسلامی)

اور فتاوی ھندیہ میں ہے کہ(و کذا اذا سجد فی موضع الرکوع أو رکع فی موضع السجود أو کرر رکنا أو تقدم الرکن أو اخر ففی ھذہ الفصول کلھا یجب سجود السھو)اھ(ج:1/ص:127/الباب الثانی عشر فی سجود السھو/بیروت)واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

کتبہ

محمد اسرار احمد نوری بریلوی

۱۰ شعبان المعظم ۱۴۳۹ھ بروز اتوار

(تعداد رکعت میں شک ہوجائے تو کیا کیا جائے؟)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مسئلہ:۔کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ ظہر کی نماز پڑھتے پڑھتے تیسری یا چوتھی رکعت کی تعداد میں بھول ہو

جائے شک ہونے لگے کہ تیسری ہوئی یا چوتھی تو اس صورت میں کیا مسئلہ ہے اس کا جواب دیجئے مہربانی ہوگی۔

المستفتی:۔ حشیم الدین

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوہاب

اگر نماز کی رکعات میں شک واقع ہوگئی ہے تو جس جانب گمان غالب ہو اس پر عمل کریں جیسا کہ (حدثنا ابو یوسف الرقی محمد بن احمد الصيدلاني، حدثنا محمد بن سلمة، عن محمد بن إسحاق، عن مكحول، عن كريب، عن ابن عباس، عن عبد الرحمن بن عوف، قال: سمعت رسول الله صلى الله عليه وسلم يقول: إذا شك احدكم في الثنتين والواحدة فليجعلها واحدة، وإذا شك في الثنتين والثلاث فليجعلها ثنتين، وإذا شك في الثلاث والاربع فليجعلها ثلاثا، ثم ليتم ما بقي من صلاته حتى يكون الوهم في الزيادة، ثم يسجد سجدتين) عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سنا: "جب کوئی شخص شک کرے کہ دو رکعت پڑھی ہے یا ایک، تو ایک کو اختیار کرے، (کیونکہ وہ یقینی ہے) اور جب دو اور تین رکعت میں شک کرے تو دو کو اختیار کرے، اور جب تین یا چار میں شک کرے تو تین کو اختیار کرے، پھر باقی نماز پوری کرے اور آخر میں سہو کے دو سجدے کرے۔ (سنن ترمذی جلد اول کتاب الصلاۃ ص ۱۷۵)

ایسا ہی مسلم شریف جلد اول کتاب المساجد ومواضع الصلات میں ہے نیز حضور صدر الشریعہ بدر الطریقہ ابو العلی امجد علی قدس سرہ العزیز تحریر فرماتے ہیں جس کو شمار رکعت میں شک ہو مثلا تین ہوئیں یا چار اور بلوغ کے بعد یہ پہلا واقعہ ہے تو سلام پھیر کر یا کوئی عمل منافی نماز کرکے توڑ دے یا غالب گمان کے بموجب پڑھ لے مگر بہر صورت اس نماز کو سرے سے پڑھے محض توڑ دینے کی نیت کافی نہیں اور اگر یہ شک پہلی بار نہیں بلکہ پیشتر بھی ہو چکا ہے تو اگر غالب گمان کسی طرف ہو تو اس پر عمل کرے ورنہ کم کی جانب کو اختیار کرے یعنی تین اور چار میں شک ہو تو تین قرار دے دو اور تین میں شک ہو تو دو وعلی ھذا القیاس اور تیسری چوتھی دونوں میں قعدہ کرے کہ تیسری رکعت کا چوتھی ہونا مستعمل ہے اور چوتھی میں قعدہ کے بعد سجدۂ سہو کرکے سلام پھیر دے غالب گمان کی صورت میں سجدۂ سہو نہیں مگر جبکہ سوچنے کے بقدر ایک رکن کے وقفہ کیا ہو تو سجدہ واجب ہو گیا۔ (بہار شریعت جلد اول ح ۴ ص ۳۱۸) ھذا ما ظھر لی وھو سبحانہ وتعالی اعلم وعلمہ احکم واتم۔

کتبہ

امجد رضا

۱ر جمادی الآخر ۱۴۴۰ھ بروز سنیچر

(اگر کسی نے سنت میں قعدہ اولیٰ میں تشہد کے بعد درود ابراہیمی پڑھ لیا تو کیا حکم ہے؟)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مسئلہ:۔کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ زید نے ظہر کی چار رکعت سنت کے قعدۂ اولی میں تشہد کے بعد درود ابراہیم ودعائے ماثورہ پڑھ لیا تو کیا سجدۂ سہو کرنا ہوگا یا نہیں؟ المستفتی:۔شکیل احمد رائے پور

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوہاب

اگر فرض، وتر، سنن مؤکدہ کے قعدہ اولیٰ میں تشہد کے ساتھ درود شریف خواہ مکمل پڑھ لیا یا صرف اتنا کہہ لیا (اللھم صل علی محمد) یا (اللھم صل علی سیدنا) تو سجدۂ سہو کرے۔اور اگر قصدا (جان بوجھ کر) ایسا کیا تو نماز دوبارہ پڑھے۔(بہار شریعت جلد اول صفحہ ۷٦ مطبوعہ قدیم، ناشر قادری بکڈپو اسلامیہ مارکیٹ بریلی بحوالہ درمختار، ردالمحتار) واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

کتبہ

محمد جعفر علی صدیقی رضوی

۲۵ ربیع الاول ۱۴۴۰ھ مطابق ۴ دسمبر ۲۰۱۸ء بروز منگل

(چار رکعت والی فرض نماز میں تیسری رکعت میں بھول سے سورۃ ملادی تو شرعاً کیا حکم ہے؟)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مسئلہ:۔کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ امام نے چار رکعت والی فرض نماز میں تیسری رکعت میں سورۂ فاتحہ کے بعد بھول سے کوئی سورۃ ملادی تو کیا امام پر سجدۂ سہو واجب ہے۔قرآن وحدیث کی روشنی میں جواب فرمائیں نوازش ہوگی۔ المستفتی:۔شکیل احمد اشرفی جامعی

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوہاب

صورت مستفسرہ میں امام پر سجدۂ سہو واجب نہیں ہوگا کیونکہ سجدۂ سہو واجبات صلوۃ میں سے کچھ سہواً رہ جائے یا کسی مکروہ کا ارتکاب باقی ہو اس صورت میں سجدۂ سہو کا وجوب شرع شریف میں ثابت ہے اور فرض کی تیسری رکعت میں سورہ ملانا نہ واجب ہے اور اگر کوئی غلطی سے ملا دے تو جائز ہے۔ جیسا کہ ردالمحتار میں ہے (الا قتصاد علی الفاتحة مسنون لاوا جب فکان الضم خلاف الأولی وذلك لاینافی المشروعية والاباحة بمعنی عدم الاثم فی الفعل والترك) نماز فرض کی تیسری چوتھی رکعتوں میں سورۂ فاتحہ پر اکتفا کرنا صرف مسنون ہے، واجب نہیں، تو ان رکعتوں میں سورہ ملانا خلاف اولٰی ہوگا اور یہ اس کے جائز و مباح ہونے کے منافی نہیں، اباحت بایں معنٰی کہ کرنے نہ کرنے دونوں میں کوئی گناہ نہیں۔ (ردالمحتار، مطلب کل صلوٰۃ مکروھۃ تجب اعادتہا، مطبوعہ ایچ ایم سعید کمپنی کراچی، ۱/۴۵۹) واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ

امتیاز حسین قادری

۲/ جمادی الاخر ۱۴۴۰ ہجری بروز بدھ

(کیا سجدہ سہو کے بعد بھی التحیات کا پڑھنا واجب ہے؟)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مسئلہ: ۔کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ نماز میں سجدۂ سہو کرنے کے بعد کوئی واجب مثلاً تشہد پڑھنا بھول گیا اور درود شریف پڑھنے کے بعد یاد آیا تو کیا کرے۔؟ آیا دوبارہ سجدۂ سہو کرے یا نہیں۔؟ مع حوالہ جواب دیکر عنداللہ ماجور ہوں۔

المستفتی: ۔عبدالعزیز کلیمی مالدہ بنگال

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوہاب

مصلی کو سجدۂ سہو کرنے کے بعد بھی دوسرے قعدہ میں تشہد کا پڑھنا واجب ہے اگر سجدۂ سہو کرنے کے بعد بغیر

التحیات پڑھے سلام پھیر دیا تو فرض ادا ہو گیا مگر واجب چھوڑ دینے سے گنہگار ہوا، ایسی صورت میں نماز کو لوٹانا واجب ہے لیکن اگر التحیات نہیں پڑھا بھول کر درود شریف پڑھ لیا تو التحیات پڑھنے میں جو تاخیر ہوئی اس بنا پر دوبارہ سجدۂ سہو واجب نہیں کہ اب بھی التحیات پڑھنے کا محل باقی ہے یعنی التحیات پڑھ کر سلام پھیر دے نماز ہو جائے گی۔

(ماخوذ از مسائل سجدہ سہو صفحہ 115)

حضور صدر الشریعہ علیہ الرحمہ بہار شریعت حصہ سوم میں واجبات نماز کے تعلق سے فرماتے ہیں کہ دونوں قعدوں میں پورا تشہد پڑھنا، یوہیں جتنے قعدے کرنے پڑیں سب میں پورا تشہد واجب ہے ایک لفظ بھی اگر چھوڑے گا، ترک واجب ہوگا۔ اور بہار شریعت حصہ چہارم میں عالمگیری کے حوالے سے ہے سجدۂ سہو کے بعد بھی التحیات پڑھنا واجب ہے التحیات پڑھ کر سلام پھیرے اور بہتر یہ ہے کہ دونوں قعدوں میں درود شریف بھی پڑھے۔ اور یہ بھی اختیار ہے کہ پہلے قعدہ میں التحیات و درود پڑھے اور دوسرے میں صرف التحیات۔ (سجدہ سہو کا بیان مسئلہ 11) واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

کتبہ

معصوم رضا نوری

۳۰/شعبان ۱۴۴۱ھ

(اگر کسی شخص نے نماز میں ثناء تعوذ اور تسمیہ کو بلند آواز سے پڑھ دیا تو کیا حکم ہے؟)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مسئلہ:۔ کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ اگر کوئی آدمی تعوذ اور تسمیہ نماز میں بلند آواز سے پڑھ لیا تو اس کا کیا حکم ہے؟ اسکی وضاحت فرمائیں۔ المستفتی:۔ سید مدثر حسین شاہ

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوہاب

ثناء یعنی سبحانك اللھم وبحمدك آخر تک تعوذ یعنی اعوذ باللہ من الشیطان الرجیم، تسمیہ یعنی بسم اللہ الرحمن الرحیم کو تکبیر تحریمہ کے بعد ہاتھ باندھکر یکے بعد دیگرے آہستہ پڑھنا سنت ہے جبکہ امام ہو یا تنہا نماز پڑھ رہا ہو اور اگر امام کے پیچھے نماز پڑھے تو صرف ثناء پڑھکر خاموش ہو جائے اعوذ باللہ اور بسم اللہ نہ پڑھے۔

(بحوالہ مسائل سجدہ سہو ص:54/55)

اور جیسا کہ حضور صدر الشریعہ بدر الطریقہ علیہ الرحمۃ والرضوان بہار شریعت میں سنن نماز شمار کراتے ہوئے ارشاد فرماتے ہیں کہ ثناء وتعوذ وتسمیہ آمین کہنا اوران سب کا آہستہ ہونا پہلے ثناء پڑھے پھر تعوذ پھر تسمیہ اور ہر ایک کے بعد دوسرے کوفوراپڑھے وقفہ نہ کرے۔اھ (ج:3/ص:522/523/نماز پڑھنے کا طریقہ/مجلس المدینۃ العلمیۃ دعوت اسلامی)

اب اگر کسی شخص نے نماز میں اعوذ باللہ اور بسم اللہ بھول کر بلند آواز سے پڑھ لیا تو سجدۂ سہو واجب نہ ہوگا مگر خلاف سنت ہوگا چنانچہ حضور صدر الشریعہ بدر الطریقہ علیہ الرحمۃ والرضوان بہار شریعت میں تحریر فرماتے ہیں کہ ثناء ودعاء وتشہد آواز سے پڑھا تو خلاف سنت ہوا مگر سجدۂ سہو واجب نہیں۔اھ (ج:4/ص:715/سجدۂ سہو کا بیان/مجلس المدینۃ العلمیۃ دعوت اسلامی)

اور خاتم المحققین علامہ ابن عابدین شامی قدس سرہ السامی ردالمحتار میں تحریر فرماتے ہیں کہ (قد صرحوا بأنه اذا جهر سهوا بشئ من الأدعية والأثنية ولو تشهدا فانه لا يجب عليه السجود) اھ

(ج:2/ص:546/کتاب الصلاۃ/باب سجود السھو/دار عالم الکتب) واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

کتبہ

اسرار احمد نوری بریلوی

۱۰ ر شوال ۱۴۴۱ھ

(دوسری رکعت میں الحمدللہ کے بجائے سورت شروع کردے تو کیا حکم ہے؟)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مسئلہ:۔کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ امام صاحب تراویح کی نماز میں پہلی رکعت میں سورۂ فاتحہ پڑھا اور سورہ بھی پڑھا مگر دوسری رکعت میں سورۂ فاتحہ چھوڑ کر سورہ پڑھ دیا اور سورۂ فاتحہ نہیں پڑھا اور مقتدی نے لقمہ بھی دے دیا تو اس صورت میں سجدۂ سہو واجب ہے یا نہیں؟ المستفتی:۔موصوف صاحب

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوہاب

سجدۂ سہو کرنا واجب ہوگا بغیر سجدۂ سہو کے نماز مکروہ تحریمی واجب الاعادہ ہوگی اس لئے کہ اگر کسی نے فرض کی پہلی یا دوسری رکعت میں اور نفل سنت وتر کی نماز میں الحمد پڑھنا بھول گیا اور سورت شروع کردی اور بقدر ایک آیت کے پڑھ لی اب یاد آیا تو الحمد پڑھ کر سورت پڑھے اور سجدہ سہو کرے، یونہی اگر سورت کے پڑھنے کے بعد یا رکوع میں یا رکوع سے

کھڑے ہونے کے بعد یاد آیا تو پھر الحمد پڑھ کر سورت پڑھے اور رکوع کا اعادہ کرے اور سجدۂ سہو کرے (بہار شریعت حصہ چہارم ص 711,)

اور فتاوی ہندیہ میں ہے کہ (و من سھا عن فاتحۃ الکتاب فی الاولی أو فی الثانیۃ و تذکر بعد ما قرأ بعض السورۃ یعود فیقرأ بالفاتحۃ ثم بالسورۃ قال الفقیہ أبو اللیث یلزمہ سجود السھو و ان کان قرأ حرفا من السورۃ و کذالك اذا تذکر بعد الفراغ من السورۃ أو فی الرکوع أو بعد ما رفع رأسہ من الرکوع فانہ یاتی بالفاتحۃ ثم یعید السورۃ ثم یسجد للسھو و فی الخلاصۃ اذا رکع ولم یقرأ السورۃ ترفع رأسہ و قرأ السورۃ أعاد الرکوع و علیہ السھو ھو الصحیح کذا فی التتار خانیہ) اھ (ج:1/ص:126/الباب الثانی عشر فی سجود السھو/بیروت) واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

کتبہ

انور رضا

۲۰/رمضان ۱۴۴۰ھ

(قعدہ اولی بھول کر قیام کی طرف چلے جائیں تو کیا حکم ہے؟)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مسئلہ:۔ کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ امام صاحب چار رکعت نماز پڑھا رہے تھے دو رکعت میں بیٹھنے کے بجائے کھڑے ہونے والے تھے قیام کے قریب نہیں پہنچے فوراً ایک مقتدی نے لقمہ دیا اور امام نے لقمہ لے لیا تو کیا بغیر سجدۂ سہو کے نماز ہو جائے گی ایک عالم صاحب کا کہنا ہے کہ سجدہ سہو کے بغیر نماز نہیں امام صاحب کہنا ہے کہ سجدۂ سہو کی ضرورت نہیں کیونکہ قیام کے قریب نہیں جلدی حوالہ کے ساتھ کرم فرمائیں۔ المستفتی:۔ اکبر علی نعیمی

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوہاب

امام قعدۂ اولی بھول گیا اور کھڑا ہونے لگا ابھی پورا کھڑا نہ ہوا تھا بلکہ بیٹھنے کی حالت کے قریب تھا یعنی بدن کے نیچے کا حصہ سیدھا نہ ہونے پایا تھا کہ کسی مقتدی نے لقمہ دیا یا امام کو خود یاد آ گیا اور بیٹھ گیا تو اس صورت میں اس پر سجدۂ سہو واجب نہیں امام اور مقتدی سب کی نماز ہو گئی۔ اور اگر پورا کھڑا نہ ہوا تھا بلکہ سیدھا کھڑا ہونے کے قریب تھا یعنی بدن کا آدھا نچلا

حصہ سیدھا ہو گیا تھا مگر پیٹھ میں ابھی خم (ٹیڑھا پن) باقی تھا کہ اس حالت میں مقتدی نے لقمہ دیا یا از خود پلٹ آیا تو اس پر سجدۂ سہو واجب ہے آخر میں سجدۂ سہو کرے نماز ہو گئی اور لقمہ دینے والے کی بھی نماز ہو گئی۔ (حوالہ شامی ج 1 ص 701, بہار شریعت ج3 ص 51 / مسائل سجدہ سہو ص 95) واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

کتبہ

انور رضا

۶ / شوال ۱۴۴۰ھ

(جہری نماز میں ایک یا دو آیت آہستہ سے پڑھ دے تو کیا حکم ہے؟)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مسئلہ:۔ کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ اگر کسی امام نے بھول کر جہری نماز میں سورۂ فاتحہ کی ایک یا دو آیت آہستہ سے پڑھے اپھر اسے یاد آیا تو اب کیا وہ دوسری یا تیسری ہی آیت سے بالجہر پڑھنا شروع کرے یا وہ سورۂ فاتحہ کو شروع سے پڑھے اور آخر میں سجدۂ سہو کرے؟ المستفتی:۔ راشد الرحمن رضوی جھارکھنڈ

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوہاب

جہری نماز میں امام نے بھول کر آہستہ ایک آیت کے مقدار جس سے قرأت کا فرض ادا ہو جائے پڑھائے یا سری نماز میں بلند آواز سے پڑھ دیا تو سجدۂ سہو واجب ہے, اور اگر ایک آدھ کلمہ آہستہ یا زور سے پڑھ دیا تو سجدہ سہو واجب نہیں۔ (فتاوی عالمگیری ج 1 ص 65 / درمختار شامی)

جیسے الحمد یا الحمد سری میں آواز سے پڑھ دیا اور جہری میں آہستہ تو سجدۂ سہو نہیں, اور اگر الحمد للہ پڑھ دیا تو سجدہ سہو واجب ہے یونہی قل پڑھا تو سجدۂ سہو واجب نہیں مگر قل ھو اللہ پڑھا تو سجدۂ سہو واجب ہے۔ لہذا جب امام نے ایک یا دو آیت جہری میں سری پڑھ دیا تو شروع سے پڑھے اور آخر میں سجدہ سہو کرے (مسائل سجدہ سہو ص 70) واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

کتبہ

انور رضا

۱۲ / رمضان ۱۴۴۰ھ

(بغیر سجدہ سہو واجب کے اگر کسی نے سجدۂ سہو کیا تو کیا حکم ہے؟)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مسئلہ:۔کیا فرماتے ہیں ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ نماز میں ایسی غلطی ہوئی کہ سجدۂ سہو واجب نہ تھا پھر بھی سجدۂ سہو کیا تو نماز ہوگی یا نہیں؟ باحوالہ جواب عنایت فرمائیں کرم ہوگا۔ المستفتی:۔رضوان قادری

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوہاب

اگر کوئی ایسی غلطی ہوئی کہ سجدۂ سہو واجب نہیں تھا پھر بھی کیا تو منفرد وامام اور وہ مقتدی جو مدرک ہیں یعنی پہلی رکعت سے لیکر آخری تک امام کے ساتھ پڑھے ہیں ان سب کی نماز ہوگئی لیکن جو لوگ امام کے سجدہ سہو کرنے کے لئے سلام پھیرنے کے بعد جماعت میں شریک ہوئے ان کی نماز نہ ہوئی کہ بے سبب سجدہ سہو کرنے سے امام سلام پھیرتے ہی نماز سے الگ ہوگیا تو اب مابعد کے مقتدیوں کو نماز کے کسی جز میں امام کی شرکت نہ ملی۔

درمختار مع شامی جلد اول صفحہ ۵۰۳ میں ہے کہ (سلام من علیہ سجود سھو یخرجہ من الصلوٰۃ خروجا موقوفا ان سجد عاد الیھا والا لا)

اور ردالمحتار جلد اول صفحہ ۵۰۴ میں ہے (انہ اذا سجد وقع لغوا فکانہ لم یسجد فلم یعد الی حرمۃ الصلوٰۃ) اور وہ مقتدی جو مسبوق ہیں یعنی جن لوگوں کی کچھ رکعتیں چھوٹ گئی ہیں اگر وہ لوگ سجدہ کرنے میں امام کی اتباع کئے بعد کو معلوم ہوا کہ سجدۂ سہو واجب نہیں تھا تو ایسے مقتدیوں کی نماز فاسد ہوگئی اسلئے کہ وہ محل انفراد میں اقتداء کیا۔

طحطاوی علی مراقی صفحہ ۲۵۳ میں ہے (ولو تابعہ المسبوق ثم تبین ان لا سھو علیہ ان علم ان لا سھو علی امامہ فسدت وان لم یعلم انہ لم یکن علیہ فلا تفسد وھو المختار کذا فی المحیط)

(فتاوی فیض الرسول جلد اول صفحہ ۳۸۸) واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

کتبہ

مظہر علی رضوی

۲۰؍رمضان ۱۴۴۱ھ

(مقتدی امام سے پہلے رکوع سجدہ کرلے یا سلام پھیر دے تو کیا حکم ہے؟)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مسئلہ:۔کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ اگر مقتدی کوئی رکن مثلاً رکوع سجدہ امام سے پہلے کرلیں تو کیا حکم ہے؟ اگر مقتدی قصداً بغیر عذر کے امام سے پہلے سلام پھیر لے تو پھر اس مقتدی کی نماز کا کیا حکم ہے؟ مع حوالہ جواب عنایت فرمائیں بڑی مہربانی ہوگی۔ المستفتی:۔محمد شاداب عالم گجرات

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوہاب

صورت مسئولہ کے متعلق حضور اعلیٰ حضرت علیہ الرحمۃ والرضوان اپنی کتاب میں تحریر فرماتے ہیں کہ متابعت امام جو مقتدی پر فرض میں فرض ہے تین صورتوں کو شامل ہے اس کا ہر فعل امام کے فعل کے ساتھ کمال مقارنت پر بلا فصل واقع ہوتا رہے،،، یہ عین طریقہ مسنونہ ہے اور امام اعظم ابوحنیفہ کے نزدیک مقتدی کو اسی کا حکم ہے:: دوسرے یہ کہ اسکا فعل امام کے فعل کے بعد بدیر واقع ہوا اگرچہ بعد فراغ امام یہ فعل یوں بھی ادا ہوجائے گا! پھر یہ فعل بضرورت ہو تو کوئی حرج نہیں، ضرورت کی یہ صورت کہ مثلاً مقتدی قعدۂ اولیٰ میں آکر ملا شریک ہوتے ہی امام کھڑا ہوگیا اب اسے چاہئے کہ مکمل تشہد پڑھ کر کھڑا اور کوشش کرے کہ جلدی جا ملے،، اگر بلا ضرورت فصل کیا تو فصل قلیل میں جسکے سبب امام سے ملنا فوت نہ ہو ترک سنت ہے،،، اور کثیر فصل میں جس میں کہ فعل امام کے بعد وہ فعل کیا ترک واجب ہے جسکا حکم یہ ہے کہ نماز مکمل کرکے اعادہ کرے،، تیسرا یہ کہ اسکا فعل امام سے پہلے ہو تو اگر امام اسی فعل میں اس سے آملے مثلاً اس نے امام سے پہلے رکوع کیا لیکن ابھی وہ رکوع ہی میں تھا کہ امام رکوع میں آگیا اب یہ شریک رہا یہ صورت اگرچہ ناجائز وممنوع ہے اور حدیث میں اس پر شدید وعید وارد ہے مگر نماز یوں بھی صحیح ہوجائے گی شرط یہ ہے کہ امام سے مشارکت ہولے اور اگر ابھی امام رکوع یا سجود میں نہیں آنے پایا کہ اس نے یعنی مقتدی نے سر اٹھالیا پھر امام کے بعد اس فعل یعنی رکوع وغیرہ کا اعادہ نہیں کیا تو نماز اصلا نہیں ہوگی،، اب فرض متابعت کی کوئی ضرورت نہیں پائی گئی تو فرض ترک ہوا اور نماز باطل۔(فتاویٰ رضویہ جلد ۷ صفحہ ۲۷۵)

مزید تفصیل کے لئے مذکورہ بالا کتاب مطالعہ کریں۔اور اسی طرح ردالمحتار جلد اول صفحہ ۳۴۸ پر ہے۔اور اسی کے مثل حضور صدر الشریعہ نے بہار شریعت میں تحریر فرمایا ہے۔(بہار شریعت حصہ سوم صفحہ ۱۹۴)

اگر کسی مقتدی نے امام سے پہلے سلام پھیر دیا، اس کے بعد امام نے سلام پھیرا تو مقتدی کی نماز تو ہوگئی البتہ مقتدی

کے لئے ایسا کرنا مکروہ ہے، البتہ نماز کا اعادہ واجب نہیں ہے، ہاں اگر سہواً یا کسی عذر کی وجہ سے یا وضو ٹوٹ جانے کا خوف ہو یا سخت مجبوری کی وجہ سے سلام پھیرا تو نماز مکروہ نہیں ہوگی۔ ولو أتمه قبل إمامه فتكلم جاز و كره

(الدر المختار وحاشیہ ابن عابدین رر د المحتار ر/ 525) واللہ اعلم بالصواب

کتبہ

مظہر علی رضوی

۳۰ رمحرم ۱۴۴۱ھ

(امام کو متوجہ کرنے کے لئے سبحان اللہ سے لقمہ دیا جائے یا پھر اللہ اکبر سے کیا صحیح ہے؟)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مسئلہ:۔ کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ جب امام کو لقمہ دیا جائے تو لقمہ دینے والا شخص کن الفاظ کو کہے بعض لوگ کہتے ہیں کہ صرف سبحان اللہ کہنا چاہئے اللہ اکبر نہیں مکمل مسئلہ بیان کریں مع حوالہ۔

المستفتی:۔ عطاء اللہ خان حشمتی

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوہاب

امام کو متوجہ کرنے کے لئے سبحان اللہ یا اللہ اکبر دونوں کلموں میں سے کسی بھی کلمہ سے لقمہ دیا جا سکتا ہے کوئی حرج نہیں۔ جیسا کہ حضور صدر الشریعہ بدر الطریقہ علیہ الرحمۃ والرضوان سے سوال ہوا کہ امام کو کسی غلطی پر سبحان اللہ کے بجائے اللہ اکبر کہکر آگاہ کیا تو مقتدی کا یہ فعل کیسا ہے مقتدی کی نماز میں کوئی قصور تو نہیں واقع ہوتا اسکے جواب میں تحریر فرماتے ہیں کہ کوئی حرج نہیں۔ اھ (فتاوی امجدیہ ج:1 / ص:199 / باب مفسدات الصلوٰۃ)

اور اسی میں ایک اور مقام پر تحریر فرماتے ہیں کہ مقتدی کو ایسے موقع پر جبکہ امام کو متوجہ کرنا ہو تو سبحان اللہ یا الحمد للہ کہنا جائز ہے جس سے امام کو خیال ہو جائے اور نماز درست کرلے۔ صحیح بخاری شریف وغیرہ کی حدیث ہے کہ (ا لی رائتکم ا کثر تم التصفیق من نابه شئ فی صلاته فلیسبح فانه اذا سبح التفت الیه و انما التصفیق

للنساء) اس صورت میں نماز فاسد ہونا درکنار مکروہ بھی نہیں، (ج:1 /ص:187 / باب مفسدات الصلوٰۃ) واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

کتبہ

اسرار احمد نوری بریلوی

۲۸ محرم الحرام ۱۴۴۰ھ

(قعدۂ اخیرہ میں نہیں بیٹھا کھڑا ہوگیا تو کیا کرے؟)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مسئلہ:۔کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ امام اگر مغرب کی نماز میں تیسری رکعت میں بیٹھنے کی بجائے کھڑے ہوجائے اور لقمہ دینے پر بیٹھ جائے تو سجدۂ سہو سے نماز ہوگی یا نہیں یا نماز کو پھر سے دوہرانہ ہوگا اس لئے کہ امام صاحب نے قعدہ آخرہ نہیں کیا ہے اور وہ بھول سے کھڑے ہوگئے ہیں اور لقمہ دینے پر بیٹھ گئے ہیں رہنمائی فرمائیں

المستفتی:۔شہنواز

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوہاب

قعدۂ اخیرہ میں نہیں بیٹھا بھول کر کھڑا ہوگیا تو جب تک اس رکعت کا سجدہ نہیں کیا ہے یاد آتے ہی قعدہ میں لوٹ آئے اور التحیات پڑھ کر سجدۂ سہو کرے پھر تشہد وغیرہ پڑھ کر سلام پھیرے اور اگر سجدۂ سہو نہیں کیا تو نماز لوٹائے۔

(بہار شریعت ج ۳ ص ۷۱۴/ بحوالہ مسائل سجدۂ سہو ص ۱۰۳) واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

کتبہ

معصوم رضا نوری

۱۹/ جمادی الاولیٰ ۱۴۴۰ھ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمدہٗ ونصلی علی رسولہ الکریم

{فسئلوا اھل الذکر ان کنتم لا تعلمون}

تو اے لوگو! علم والوں سے پوچھو اگر تمہیں علم نہیں (کنزالایمان)

باب سجود التلاوت

سجدۂ تلاوت کا بیان

ناشر

اراکین فخر ازہر واٹس ایپ گروپ

(نماز میں آیت سجدہ کا کیا حکم؟)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مسئلہ:۔کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ دوران نماز آیت سجدہ پڑھی اور رکوع کیا پھر سجدہ کیا تو آیت سجدہ کے لئے یہ سجدہ کافی ہوگا یا نہیں؟ عین نوازش ہوگی المستفتی:۔محمد وارث رضا القادري کوٹہ راجستھان

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوہاب

نماز میں آیت سجدہ پڑھنے کے فورا بعد سجدہ کرنا واجب ہے اگر تین آیات سے زائد تاخیر کی تو گنہگار ہوگا۔آیت سجدہ کے فورا بعد یا چار آیات سے کم پڑھنے کے بعد نماز کا سجدہ کیا تو اسی سجدہ نماز سے سجدہ تلاوت ادا ہوجائے گا الگ سے سجدۂ تلاوت کرنے کی ضرورت نہیں خواہ نیت سجدۂ تلاوت کی ہو یا نہ کی ہو۔در مختار میں ہے (و) تؤدى (بسجودها كذالك) أي على الفور (و ان لم ينو) بالاجماع "اھ(ج:2/ص:587/کتاب الصلاۃ/باب سجود التلاوۃ/دار عالم الکتب)

فتاوی ھندیہ میں ہے و قال شمس الأئمة الحلوانى لا ينقطع مالم يقرأ أكثر من ثلاث آيات كذا فى فتاوى قاضيخان اجمعوا على ان سجدة التلاوة تتأدى بسجدة الصلاة و ان لم ينو لتلاوة كذا فى الخلاصة "اھ(ج:1/ص:133/134/الباب الثالث عشر فی سجود التلاوۃ/بیروت)

اور اگر رکوع کے ذریعہ سجدۂ تلاوت ادا کرے تو آیت سجدہ پڑھنے کے فورا بعد رکوع کرنا لازم ہے تاخیر کرنے سے رکوع کے ذریعہ سجدۂ تلاوت ادا نہ ہوگا اب اگر یہ رکوع نماز ہے تو رکوع میں جاتے وقت سجدۂ تلاوت کی نیت بھی ضروری ہے رکوع میں پہنچ کر نیت کی یا بعدہ تو کافی نہیں اور اگر خاص سجدہ کیلئے رکوع ہے تو نیت ضروری نہیں بہار شریعت میں ہندیہ وغیرہ سے ہے"نماز کا سجدۂ تلاوت سجدہ سے بھی ادا ہوجاتا ہے اور رکوع سے بھی مگر رکوع سے جب ادا ہوگا کہ فوراً کرے فوراً نہ کیا تو سجدہ کرنا ضروری ہے اور جس رکوع سے سجدۂ تلاوت ادا کیا خواہ وہ رکوع رکوعِ نماز ہو یا اس کے علاوہ اگر رکوعِ نماز ہے تو اس میں ادائے سجدہ کی نیت کرلے اور اگر خاص سجدہ ہی کے لیے یہ رکوع کیا تو اس رکوع سے اٹھنے کے بعد مستحب یہ ہے کہ دو تین آیتیں یا زیادہ پڑھ کر رکوعِ نماز کرے فوراً نہ کرے"(ح4،ص734)

اور اگر تین آیات سے زائد پڑھنے کے بعد سجدۂ تلاوت کرے تو نیت کافی نہیں بلکہ سجدہ کرنا ضروری ہوگا۔اسی میں ہے"آیت سجدہ بیچ سورت میں ہے تو افضل یہ ہے کہ اسے پڑھ کر سجدہ کرے پھر کچھ اور آیتیں پڑھ کر رکوع کرے اور اگر

سجدہ نہ کیا اور رکوع کرلیا اور اس رکوع میں ادائے سجدہ کی بھی نیت کرلی تو کافی ہے اور اگر نہ سجدہ کیا نہ رکوع کیا بلکہ سورت ختم کر کے رکوع کیا تو اگرچہ نیت کرے ناکافی ہے اور جب تک نماز میں ہے سجدہ کی قضا کر سکتا ہے۔ملتقطا (المرجع السابق)

احتیاطاجہری نماز میں امام کو رکوع والی صورت اختیار نہ کرنی چاہئے کہ مقتدیوں کی نماز فاسد ہوجانے کا اندیشہ پیدا ہوسکتا ہے بہار شریعت میں ہندیہ وغیرہ سے ہے"تلاوت کے بعد امام رکوع میں گیا اور نیت سجدہ کرلی مگر مقتدیوں نے نہ کی تو ان کا سجدہ ادا نہ ہوا لہٰذا امام جب سلام پھیرے تو مقتدی سجدہ کر کے قعدہ کریں اور سلام پھیریں اور اس قعدہ میں تشہد واجب ہے اگر قعدہ نہ کیا تو نماز فاسد ہوگئی کہ قعدہ جاتا رہا یہ حکم جہری نماز کا ہے سری میں چونکہ مقتدی کو علم نہیں لہٰذا معذور ہے۔(ح4،ص734)واللہ تعالی أعلم بالصواب

کتبہ

اسرار احمد نوری بریلوی

۲۵/اکتوبر ۲۰۲۰ء بروز اتوار

(قرآن میں سجدہ کی وجہ؟)

السلام علیکم ورحمۃاللہ وبرکاتہ

مسئلہ:۔کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ قرآن مجید میں 14 سجدہ ہے کیوں ہیں اور اس کی وجہ کیا ہے؟

المستفتی:۔محمد کامران مھلیج گجرات

وعلیکم السلام ورحمۃاللہ وبرکاتہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

اللھم ھوالھادی الی الصواب

جن آیات میں سجدہ کرنے کا حکم دیا گیا ہے یہ حکم بعض مقامات پر تو اس لئے دیا گیا ہے کہ جب اللہ رب العزت نے کفار کو سجدہ کرنے کا حکم دیا لیکن انہوں نے انکار کردیا تو اللہ رب العزت نے مؤمنین کو حکم دیا کہ کفار کی مخالفت میں اور ان کو ذلیل کرنے کے لئے وہ اس مقام پر سجدہ کریں جیسا کہ سورۂ فرقان (آیت نمبر:۶۰) میں ہے وَاِذَا قِیْلَ لَھُمُ اسْجُدُوْا لِلرَّحْمٰنِ۔ اور بعض مقاماتِ سجدہ وہ ہیں کہ جن میں انبیاء کرام یا ملائکہ کے سجدہ کرنے کی حکایت نقل کی گئی ہے اور ان کی اقتداء میں عام مؤمنین کو بھی حکم دیا گیا کہ وہ بھی سجدہ کریں،جیسا کہ سورہ ص (آیت نمبر ۲۴) میں ہے وَاسْتَغْفَرَ رَبَّهٗ وَخَرَّ رَاكِعاً وَّاَنَابَ مفسرین نے اس سلسلے میں جو کچھ تحریر فرمایا ہے اس سے یہی خلاصہ نکلتا ہے"وقد جاء الأمر

بالسجدة لآية أمر فيها بالسجود امتثالاً للأمر، أو حكىٰ فيها استنكاف الكفرة عنه مخالفة لهم، أو حكى فيها سجود نحو الأنبياء عليهم الصلاة والسلام تأسياً بهم "(روح المعاني جلد ۱۰ ص ۱۵۵ مطبع دار إحياء التراث، بيروت لبنان)

" وقد دل استقراء المواقع (مواقع سجود القرآن) أنها لاتعدو أن تكون إغاظة للمشركين أو اقتداء بالأنبياء أو المرسلين كما قال ابن عباس- رضى الله عنهما- فى سجدة (فَاسْتَغْفَرَ رَبَّهُ وَخَرَّ رَاكِعاً وَّأَنَابَ) أن الله تعالى قال (فَبِهُدَاهُمُ اقْتَدِهْ) فداود ممن أمر محمد - صلى الله عليه وسلم- بأن يقتدى به"(التحرير والتنوير لابن عاشور جلد۹ ص ۲۴۴ آخر سورة الأعراف مطبع الدار التونسية للنشر)

والله اعلم وعلمه احكم واتم

کتبہ

امجد رضا امجدی سیتا مڑھی بہار

۲۱ شعبان المعظم ۱۴۴۱ھ بروز جمعرات

(کیسیٹ موبائل اور جانور سے آیت سجدہ سننے سے سجدۂ تلاوت واجب نہیں)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مسئلہ:۔کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ کیسٹ یا کسی جانور کے ذریعے آیت سجدہ سنی تو کیا اس پر سجدہ کرنا واجب ہوگا؟ جانور جیسے طوطے کو آیت سجدہ رٹا دیا گیا ہے

المستفتی:۔محمد آصف مصطفائی مکرانہ

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوہاب

صورت مسئولہ میں کیسیٹ یا موبائل یا جانور سے سنی گئی آیت سجدہ سے،سجدۂ تلاوت واجب نہیں اس کی نظیر فقہ کا یہ جزئیہ ہے: ولا يجب اذا سمعها من الطير هو المختار۔(فتاویٰ عالمگیری جلد اول صفحہ ۱۳۲)

یعنی" مذہب مختار کے مطابق جب پرندے (کی زبان) سے آیت سجدہ سنی جائے تو سجدۂ تلاوت واجب نہ ہوگا موبائل اور کیسیٹ بھی ایک" برقی اور مصنوئی پرندہ" ہے لہذا اگر موبائل یا کیسیٹ سے آیت سجدہ سنی جائے تو اس سے بھی سجدۂ تلاوت واجب نہیں ہوگا۔سجدۂ تلاوت واجب ہونے کے لئے ایک شرط یہ بھی ہے کہ قاری یعنی قرآن کی تلاوت

کرنے والا تلاوتِ کا اہل اور مکلف ہو- موبائل، کیسیٹ نہ قرآن کی تلاوت کا اہل ہے اور نہ احکام شرع کا مکلف لہذا جس طرح خود موبائل اور کیسیٹ پر تلاوت واجب نہیں، اسی طرح موبائل و کیسیٹ کے ذریعہ آیت سجدہ سننے والوں پر بھی سجدۂ تلاوت واجب نہ ہوگا علامہ ابن نجیم حنفی مصری الاشباہ والنظائر" میں لکھتے ہیں کہ : ولو سمع آیة السجدة من حیوان صرحوا بعدم وجوبها علی المختار لعدم أهلیة القاری (الاشباہ والنظائر جلد اول صفحہ ٥٤)

یعنی اگر آیت سجدہ کسی حیوان سے سنی تو فقہائے کرام فرماتے ہیں کہ مذہب مختار کے مطابق سجدۂ تلاوت واجب نہ ہوگا، کیونکہ قاری (حیوان) تلاوت کا اہل اور مکلف نہیں ہے لہذا موبائل و کیسیٹ کے ذریعہ آیت سجدہ سننے سے، سامنے موجود سامعین پر سجدۂ تلاوت واجب نہ ہوگا کیونکہ جس طرح پرندہ شرعی احکام کا مکلف نہیں ہے، اسی طرح موبائل و کیسیٹ بھی مکلف نہیں ہے- اور وجوب سجدہ کے لئے قاری (قرآن مجید کی تلاوت کرنے والے) کا مکلف ہونا ضروری ہے ہمارے مؤقف کی تائید مندرجہ ذیل عبارت سے بھی ہوتی ہے۔

حضور صدر الشریعہ بدر الطریقہ خلیفۂ اعلی حضرت امجد علی اعظمی علیہ الرحمہ تحریر فرماتے ہیں کہ یوں ہی پرندے کی آواز سنی یا جنگل اور پہاڑ وغیرہ کی آواز سے آواز گونجی اور بجنسہ آیت کی آواز کان میں آئی تو سجدہ واجب نہیں۔

(بہار شریعت جلد اول حصہ ٤ صفحہ ٧٣٠ / ماخوذ: موبائل فون کے ضروری مسائل) واللہ تعالی أعلم بالصواب

کتبہ

محمد جعفر علی صدیقی رضوی مہاراشٹرا

۱/ ذا القعدہ ۱۴۴۱ھ بروز منگل

(دونوں رکعت میں ایک ہی آیت سجدہ پڑھی تو کیا حکم؟)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مسئلہ:۔ کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ میں نے پہلی رکعت میں آیت سجدہ پڑھا تو میں ایک سجدہ کر لیا جب دوسری رکعت کے لئے کھڑا ہوا تو میں پھر آیت سجدہ پڑھ دیا تو کیا مجھے دوسری بار بھی سجدہ کرنا پڑے گا؟

المستفتی:۔ محمد معراج

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوہاب

صورت مسؤلہ میں یہ ہے کہ کسی نماز کی ایک ہی رکعت میں ایک ہی آیت سجدہ کو بار بار پڑھ کر یا ایک بار پڑھ کر سجدۂ

تلاوت کیا پھر سجدہ سے سر اٹھا کر اسی رکعت میں اسی آیت کو پھر دوبارہ اور سہ بارہ پڑھا تو ان سب صورتوں میں وہی ایک سجدہ اس کے لئے کافی ہے یونہی نماز کی سب رکعتوں میں یا دو تین میں وہی ایک آیت پڑھی تو سب کے لئے ایک ہی سجدہ کافی ہے اور ان تمام صورتوں میں اس پر سجدہ سہو نہیں، بشرطیکہ پہلی رکعت میں اس نے فوراً سجدۂ تلاوت بلا تاخیر کرلیا ہو، اور اگر اس نے پہلی رکعت میں فورا سجدہ نہیں کیا، تاخیر سے کیا یا آخر رکعت میں کیا، تو ان صورتوں میں اس پر سجدۂ سہو واجب ہے

(عالمگیری ج،1ص 77 / مسائل سجدۂ سہو ص75) واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

کتبہ

محمد انور رضا

۱۰ / رمضان، ۱۴۴۴ ہجری بروز جمعرات

(امام آیت سجدہ تلاوت کرنے کے بعد سجدہ کرنا بھول گیا تو کیا حکم؟)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مسئلہ:۔ کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ سجدۂ تلاوت بھول جانے پر کیا حکم ہے؟ اگر نماز سے پہلے سجدہ بتانا بھول جائے تو کیا حکم ہے؟ مدلل جواب عنایت فرمائیں نوازش ہوگی۔ المستفتی:۔ محمد توصیف رضا مدھوبنی بہار

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوہاب

صورت مذکورہ میں یہ بات جان لیں کہ حالت نماز میں آیت سجدہ تلاوت کرنے کے بعد نماز میں ہی ادا کرنا واجب ہے بیرون نماز نہیں ادا کرسکتا، اگر جان بوجھ کر سجدۂ تلاوت نہیں کیا تو گنہگار ہوا توبہ کرے، مگر آیت سجدہ کی تلاوت کے فورا بعد رکوع وسجدہ نہ کیا ہو، اگر کرلیا تو ادا ہوگیا، اگر آیت سجدہ کی تلاوت کے بعد تین آیت سے زیادہ نہیں پڑھا اور رکوع کر کے سجدہ کرلیا اگرچہ سجدۂ تلاوت کی نیت نہیں ہے جب بھی ادا ہوجائے گا، جیسا کہ صاحب بہار شریعت بحوالہ درمختار ارشاد فرماتے ہیں نماز میں آیت سجدۂ پڑھی تو اس کا سجدہ نماز ہی میں واجب ہے بیرون نماز نہیں ہوسکتا۔ اور قصدا نہیں کیا تو گنہگار ہوا توبہ لازم ہے۔ بشرط آیت سجدہ کے فورا بعد رکوع وسجود نہ کیا ہو۔ نماز میں آیت سجدہ پڑھی اور سجدہ نہیں کیا پھر وہ نماز فاسد ہوگئی یا قصدا فاسد کی تو بیرون نماز سجدہ کرے اور سجدہ کرلیا تو حاجت نہیں۔ (بہار شریعت حصہ چہارم سجدۂ تلاوت کا بیان)

اگر امام نے مقتدیوں کو نماز سے قبل سجدۂ تلاوت کے متعلق نہیں بتایا اور سجدۂ تلاوت ادا کرلیا تو سجدہ ادا ہوگیا بتانا

کوئی ضروری نہیں ہے اگر اطلاع کر دے تو بہتر ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

کتبہ

محمد رضا امجدی

۱۱ رمضان المبارک سنہ ۱۴۴۱ھ بروز منگل

(عصر کی نماز کے بعد سجدۂ تلاوت کرنا کیسا ہے؟)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مسئلہ: کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ عصر کی نماز کے بعد سجدۂ تلاوت کرنا کیسا ہے بعد نماز عصر سجدۂ تلاوت ادا کرنے کے متعلق شریعت کا کیا حکم ہے بیان فرمادیں کرم ہوگا۔ المستفتی: محمد راشد الرحمن رضوی گڈا جھارکھنڈ

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوہاب

عصر کی نماز کے بعد سجدۂ تلاوت کر سکتے ہیں از روئے شرع کوئی ممانعت نہیں مگر اوقات مکروھہ وممنوعہ یعنی طلوع وغروب اور نصف النہار ان تین وقتوں میں کوئی نماز جائز نہیں نہ فرض واجب نہ نفل نہ ادا نہ قضاء نہ سجدۂ تلاوت نہ سجدۂ سہو البتہ اس روز عصر کی نماز اگر نہیں پڑھی تو اگر چہ آفتاب ڈوبتا ہو پڑھ لے مگر اتنی دیر کرنا حرام ہے۔ جیسا کہ فتاوی ہندیہ میں ہے (ثلاث ساعات لا تجوز فیھا المکتوبۃ ولا صلاۃ الجنازۃ ولا سجدۃ التلاوۃ اذا طلعت الشمس حتی ترتفع و عند الانتصاف الی ان تزول و عند احمرارھا الی ان تغیب الا عصر یومہ ذالک فانہ یجوز اداؤہ عند الغروب ھکذا فی فتاویٰ قاضی خان) اھ۔ (ج:1 /ص:52 / الفصل الثالث فی بیان الاوقات التی لا تجوز فیھا الصلاۃ و تکرہ فیھا) واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

کتبہ

محمد اسرار احمد نوری بریلوی

۶ محرم الحرام ۱۴۴۱ھ مطابق ۶ ستمبر بروز جمعہ

(کیا موبائل فون سے آیت سجدہ سننے پر سجدۂ تلاوت واجب ہے؟)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مسئلہ:۔ کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ اگر کوئی شخص اپنے موبائل میں قرأت سن رہا ہو اور آیت سجدہ آ گیا تو ایسی صورت میں سجدۂ تلاوت واجب ہے کہ نہیں؟ جواب عنایت فرمائیں کرم ہوگا۔

المستفتی:۔ محمد توفیق رضا قادری اتر دیناج پور (بنگال)

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوھاب اللّٰھم ہدایۃ الحق والصواب

موبائل سے سنی گئی آیت سجدہ سے سجدۂ تلاوت واجب نہ ہوگا اس کی نظیر فقہ کا یہ جزیہ ہے (ولا تجب اذا سمعها من الطير هو المختار) مذہب مختار کے مطابق جب پرندے (کی زبان) سے آیت سجدہ سنی جائے تو سجدۂ تلاوت واجب نہ ہوگا۔ (فتاویٰ عالمگیری جلد اول صفحہ 132 مطبوعہ زکریا بکڈپو دیوبند)

موبائل بھی ایک برقی اور مصنوعی پرندہ ہے لہذا اگر موبائل سے آیت سجدہ سنی جائے تو اس سے سجدۂ تلاوت واجب نہیں ہوگا سجدۂ تلاوت واجب ہونے کے لئے ایک شرط یہ بھی ہے کہ قاری یعنی قرآن مجید کی تلاوت کرنے والا تلاوت کا اہل اور مکلف ہو موبائل نہ قرآن کی تلاوت کا اہل ہے اور نہ احکام شرع کا مکلف۔ لہذا جس طرح خود موبائل پر سجدۂ تلاوت واجب نہیں اسی طرح موبائل کے ذریعہ آیت سجدہ سننے والوں پر سجدۂ تلاوت واجب نہ ہوگا۔

(موبائل فون کے ضروری مسائل صفحہ نمبر 136 / 137)

اس سے بخوبی واضح ہوگیا کہ موبائل فون سے آیت سجدہ سننے والوں پر سجدۂ تلاوت واجب نہیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

کتبہ

ابوالاحسان محمد مشتاق احمد قادری رضوی

۹ شعبان المعظم ۱۴۴۱ھ بروز سنیچر

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمدہٗ ونصلی علی رسولہ الکریم

{فسئلوا اھل الذکر ان کنتم لا تعلمون}

تو اے لوگو! علم والوں سے پوچھو اگر تمہیں علم نہیں (کنزالایمان)

باب صلوۃ المسافر

نماز مسافر کا بیان

ناشر

اراکین فخر ازہر واٹس ایپ گروپ

(وہ کون لوگ ہیں جو کسی جگہ پندرہ دن قیام کے بعد بھی قصر کا حکم ہے؟)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مسئلہ:۔کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ وہ کون لوگ ہیں جنہوں نے پندرہ دن قیام کی نیت کی مگر مسافر نہیں ہوئے یعنی چار رکعت والی نماز دو ہی رکعت پڑھنا پڑے گا؟ مع حوالہ جواب عنایت فرمائیں مہربانی ہوگی۔

المستفتی:۔محمد مستقیم رضا گڑھوا جھارکھنڈ

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوہاب

اسلامی لشکر کسی جنگل میں پڑاؤ ڈال کر باغیوں کا محاصرہ کرے تو پندرہ دن قیام کی نیت کے باوجود اس کو چار رکعت والی فرض نماز ان کو دو ہی رکعت پڑھنا ہے۔درمختار مع شامی جلد اول صفحہ ۵۲۹ میں ہے (یصلی رکعتین عسکر حاصر اهل البغی فی دارنا فی غیر مصر مع نیة الاقامة مدتها) (فقہی پہیلیاں صفحہ ۱۴۶) واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

کتبہ

محمد مظہر علی رضوی

۲۹ شعبان المعظم ۱۴۴۱ھ مطابق ۲۴ اپریل ۲۰۲۰ء بروز جمعہ

(مسافر کی نماز کا شرعی حکم؟)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مسئلہ:۔کیا فرماتے ہیں ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ زید شہر سے ایک سو پچیس کیلومیٹر کاروبار کے سلسلے میں تین ماہ کی متعینہ مدت کے لئے باہر ہے لیکن ہر آٹھ سے دس دن کے اندر شہر آنا جانا ہے جس میں ایک سے دو دن کا قیام بھی ہے آیا زید نماز میں قصر کریگا یا نہیں مفصل جواب سے نوازیں کرم نوازی ہوگی

المستفتی:۔محمد شفیع احمد اورنگ آباد مہاراشٹر

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوہاب

صورت مستفسرہ میں عرض یہ ہے کہ بارادہ سفر اپنی آبادی سے نکلنے کے بعد سے جب تک وطن واپس نہ آجائے یا کہیں پندرہ دن یا اس سے زیادہ رہنے کی نیت نہ کرلے مسافر ہی رہتا ہے جیسا کہ فتاوی رضویہ شریف جلد ۸ صفحہ ۲۵۸ پر ہے کہ جب وہاں (جہاں تجارت، یا نوکری وغیرہ کے لئے گیا ہے) سے بقصد وطن چلے اور وہاں کی آبادی سے باہر نکل آئے تو اس وقت سے جب تک اپنے شہر کی آبادی میں داخل نہ ہو قصر کرے گا۔ جب اپنے وطن کی آبادی میں آگیا قصر جاتا رہا۔ جب تک یہاں رہے گا اگر چہ ایک ہی ساعت، قصر نہ کرے گا کہ وطن میں کچھ پندرہ روز ٹھہرنے کی نیت ضروری نہیں۔ پھر جب وطن سے اس شہر کے قصد پر چلا اور وطن کی آبادی سے باہر نکل گیا اس وقت سے قصر واجب ہوگا۔ راستے بھر تو قصر کرے گا ہی، اور اگر اس شہر میں پہنچ کر اس بار پندرہ دن یا اس سے زیادہ قیام کا ارادہ نہیں، بلکہ پندرہ دن سے کم میں واپس آنے یا وہاں سے اور کہیں جانے کا قصد ہے تو وہاں جب تک ٹھہرے گا اس قیام میں بھی قصر ہی کرے گا۔ اور اگر وہاں (پندرہ دن) اقامت کا ارادہ ہے تو صرف راستہ بھر قصر کرے۔ جب اس شہر کی آبادی میں داخل ہوگا قصر جاتا رہے۔گا اس سے معلوم ہوا کہ زید اگر چہ تین مہینے کے لئے باہر سفر کے لئے نکلا ہے مگر جہاں جانے کا ارادہ ہے وہاں پندرہ یا اس سے زیادہ وہاں ٹھرنے کا مکمل ارادہ نہیں آٹھ دس دن میں واپس وطن آجاتا ہے تو اس پر اس شہر اور راستے بھر آنے جانے میں قصر ہی کرے گا۔ اور جب وطن کی آبادی میں داخل ہوگا تو قصر ختم اور مقیم ہوجائے گا۔ اور نماز پوری پڑھے گا۔

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

کتبہ

محمد جعفر علی صدیقی رضوی

۶ شعبان المعظم ۱۴۴۰ھ مطابق ۱۰ اپریل بروز بدھ ۲۰۱۹ عیسوی

(مسافر امام نماز جمعہ پڑھا سکتا یا نہیں؟)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مسئلہ:۔کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ مسافر امام جمعہ کی نماز پڑھا سکتا ہے جواب سے نوازدیں

المستفتی:۔محمد حشم الدین رضا

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوہاب

مسافر امام جمعہ کی نماز بلکہ ہر نماز میں مقیم کی امامت کرسکتا ہے۔ جیسا کہ فتاوی فقیہ ملت میں بحوالہ بہار شریعت ہے

جمعہ کی امامت ہر مرد کرسکتا ہے جو اور نمازوں میں امام ہوسکتا ہو اگر چہ اس پر فرض نہ ہو جیسے مریض مسافر غلام۔اھ
اور اسی میں بحوالہ درمختار مع شامی جلد دوم صفحہ 155 پر ہے (یصح للامامة فیها من صلح لغیرها فجازت لمسافر و عبد و مریض) اھ (ج:1/ص:225) واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

کتبہ

محمد اسرار احمد نوری بریلوی

۸ محرم الحرام ۱۴۴۱ھ مطابق ۸ ستمبر بروز سوموار ۲۰۱۹ء

(۹۲ رکلومیٹر مسافت سسرال میں نماز کا شرعی حکم؟)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مسئلہ:۔کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ اگر کوئی شخص اپنے سسرال جائے اس کا سسرال 92 کلومیٹر سے دور ہو اور 15 دن سے کم رہنے کا ارادہ ہو تو ایسی صورت میں وہ مسافر ہو جائے گا کہ نہیں؟ از روئے شرع رہنمائی فرمائیں۔

المستفتی:۔محمد ایوب رضا قادری (کولکاتہ)

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوہاب

صورت مسؤلہ میں اگر سسرال میں اس کے بال بچے وہاں عارضی طور پر رہتے ہیں تو جب تک پندرہ دن یا اس سے زیادہ اقامت کی نیت نہ کرے تو نماز میں قصر کرے گا اور اگر وہاں پر اس کے بال بچے مستقل طور پر سکونت اختیار کر لئے ہیں تو وہاں پر پہنچتے ہی مقیم ہو جائے گا پندرہ دن یا اس سے زیادہ نیت اقامت کی حاجت نہیں جیسا کہ فتاوی رضویہ شریف جلد 9 صفحہ 270 مطبوعہ جدید میں ہے کہ جب کہ مسکن زید کا دوسری جگہ ہے اور بال بچوں کا یہاں رکھنا عارضی ہے تو جب یہاں آئے گا اور پندرہ دن سے کم ٹھہرنے کی نیت کرے گا قصر کرے گا اور پندرہ دن یا اس سے زیادہ کی نیت سے مقیم ہو جائے گا پوری پڑھے گا اس سے یہ مسئلہ واضح طور پر معلوم ہوا کہ بال بچے وہاں نہ رہتے ہوں یا رہتے ہوں تو عارضی طور پر۔اگر عورت سسرال (اپنے میکے) میں مستقل طور پر رہتی ہے اور سسرال (شوہر کے گھر کو ہمیشہ ہمیش کے لئے چھوڑ دیا ہے) وہ وہاں پہنچنے پر آدمی مقیم ہو جائے گا۔واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

کتبہ

محمد جعفر علی صدیقی رضوی ۲۵ ربیع الاخر ۱۴۴۱ ہجری بروز سنیچر

(سسرال میں نماز قصر پڑھے گا یا نہیں؟)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مسئلہ:۔ کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ زید کا سسرال سو کیلومیٹر کی دوری پر ہے زید اپنے سسرال گیا تو سسرال میں نماز قصر پڑھے گا یا مکمل پڑھے گا۔ حوالے کے ساتھ جواب عنایت فرمائیں المستفتی:۔ اکبر نعیمی

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوہاب

صورت مسئولہ میں پہلے یہ سمجھیں کہ وطن کی دو قسمیں ہیں وطن اصلی اور وطن اقامت وطن اصلی وہ ہے جہاں اسکی پیدائش ہوئی ہے یا اسکے گھر کے لوگ رہتے ہیں یا وہاں سکونت اختیار کر لی اور ارادہ ہے کہ یہاں سے نہیں جائے گا وطن اقامت وہ جگہ ہے کہ مسافر نے پندرہ دن یا اس سے زیادہ ٹھہرنے کا وہاں ارادہ کیا ہو۔ (بہار شریعت حصہ چہارم مسافر کا بیان)

اب صورت مسئولہ میں میں چونکہ انکا یہ وطن اصلی نہیں ہے لہذا وہ قصر کرے گا اسی طرح کے جواب میں حضور اعلی حضرت علیہ الرحمۃ والرضوان تحریر فرماتے ہیں کہ جسکا خلاصہ یہ ہے کہ چونکہ زید کا وہ یعنی سسرال مسکن نہیں ہے تو جب یہاں آئے گا تو قصر کرے گا جبکہ پندرہ دن سے کم ٹھرنے کا ارادہ ہو اور اگر پندرہ دن سے زیادہ ٹھرنے کا ارادہ ہے تو مقیم ہو جائے گا۔ (فتاویٰ رضویہ جلد ۸ صفحہ ۲۷۰) واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

کتبہ

محمد مظہر علی رضوی

۲۹ صفر المظفر ۱۴۴۰ ہجری بروز جمعرات

(مقیم نے مسافر کے ساتھ نماز پڑھ لی تو کیا حکم ہے؟)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مسئلہ:۔ کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ مقیم نے مسافر کے ساتھ دو رکعت پڑھ لی لیکن تیسری اور چوتھی رکعت میں قرأت کرنے کا حکم نہیں ہے اگر مقیم نے سورۂ فاتحہ پڑھ لی یا تین بار سبحان اللہ پڑھنے تک چپ کھڑا رہا تو کیا حکم ہے اس پر بھی نظر کرم فرمادیں۔ المستفتی:۔ غلام تاج الشریعہ

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوہاب

مسافر امام کی اقتدار کی تفصیل بیان کرتے ہوئے صدر الشریعہ فرماتے ہیں کہ ادا وقضا دونوں میں مقیم مسافر کی اقتداء کرسکتا ہے (یعنی مسافر کے پیچھے مقیم نماز پڑھ سکتا ہے) مسافر امام کے سلام کے بعد مقیم مقتدی اپنی باقی دورکعتیں پڑھ لے مگران دورکعتوں میں قرأت بالکل نہ کرے بلکہ بقدر سورۂ فاتحہ چپ چاپ کھڑا رہے۔ (بحوالہ درمختار، وغیرہ)

یعنی قرآن کے سوا سب پڑھے گا کیونکہ اگرچہ مسافر امام نے سلام پھیر کر نماز سے فارغ ہوگیا ہے مگر مقتدی مقیم اب بھی شرعاً اس کی اقتداء کے حکم میں ہے۔ جس طرح مقیم مقتدی کو مقیم امام کے پیچھے کسی بھی رکعت میں قرآن پڑھنے کی اجازت نہیں بلکہ چپ چاپ کھڑے رہنے کا حکم ہے اسی طرح مسافر امام کے پیچھے کا بھی حکم ہے اگرچہ اس کے سلام پھیرنے کے بعد اپنی نماز پوری کررہا ہو۔ واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

کتبہ

محمد جعفر علی صدیقی رضوی فیضی

۱۳/ جمادی الاول ۱۴۴۰ھ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمدہٗ ونصلی علی رسولہ الکریم

{فسئلوا اھل الذکر ان کنتم لا تعلمون}

تو اے لوگو! علم والوں سے پوچھو اگر تمہیں علم نہیں (کنز الایمان)

باب صلوٰۃ الجمعہ

نماز جمعہ کا بیان

ناشر

اراکین فخر ازہر واٹس ایپ گروپ

(عمداً جمعہ ترک کرنا کیسا ہے؟)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مسئلہ:۔کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ اگر کوئی شخص بلا عذر کے نماز جمعہ چھوڑ کر نماز ظہر ادا کرے جمعہ کے دن تو کیا اس کی نماز ہوجائے گی جبکہ اس نے جمعہ کی نماز چھوڑ دی ہے بلا کسی عذر کے۔

المستفتی:۔محمد سمیر رضا برکاتی کوٹہ راجستھان

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوہاب

جی ہاں ہوجائے گی لیکن ایک بات کا لحاظ ضروری ہے کہ مذکورہ شخص مصر یا فنائے مصر میں قیام کی حالت میں اگر قصداً جمعہ کی نماز کا تارک ہے تو سخت گنہگار مستحق عذاب قہار ہے، ہاں اگر گاؤں دیہات میں رہ کر ایسا کیا تو نماز جمعہ ترک کرنے پر شرعاً کوئی عتاب نہیں کہ گاؤں دیہات میں جمعہ فرض نہیں، لیکن دونوں صورتوں میں نماز ظہر ادا کرے اور ظہر کی نماز ہوجائے گی، البتہ گاؤں دیہات میں ہونے جمعہ ترک ہونے کے باعث نماز ظہر باجماعت ادا کرنے کا حکم ہے اور شہر یا فنائے شہر میں مقیم ہونے پر تنہا تنہا ظہر پڑھنے کا حکم ہے، جیسا کہ میرے امام اہلسنت فقیہ باکمال امام احمد رضا خان قدس سرہ العزیز تحریر فرماتے ہیں: ہندوستان اور بنگالہ بلاشبہ دارالاسلام ہیں ان میں جمعہ فرض ہے اس کا ترک سخت گناہ اور اس کا انکار شدید گمراہی ہے۔(فتاوی رضویہ شریف جدید جلد ۸ ص ۳۱۴ مکتبہ دعوت اسلامی) واللہ سبحانہ و تعالیٰ اعلم و علمہ جل مجدہٗ أتم و أحکم

کتبہ

راشد مکی کٹیہار بہار

۱۵ صفر المظفر ۱۴۴۲ھ بروز سنیچر

(جمعہ میں خطبۂ اولی وثانی پڑھنے کے بجائے ایک ہی خطبہ دونوں خطبوں میں پڑھے تو کیا حکم ہے؟)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مسئلہ:۔کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ کیا جمعہ کے خطبۂ اولی اور خطبۂ ثانیہ دونوں میں ایک ہی خطبہ یا دونوں

میں خطبۂ اولی ہی پڑھ دے تو کیا کوئی حرج ہے؟ آگر ہے تو کوئی پڑھ دے تو کیا حکم ہے اس کا؟ جواب ارسال کر کے شکریہ کا موقع فراہم کریں مدلل جواب ارسال کریں۔ المستفتی:۔امیر صدیقی کشی نگر

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب اللھم ہدایت الحق والصواب

دونوں خطبے میں خطبۂ اولی یا خطبۂ ثانیہ پڑھنے سے خطبہ تو ادا ہو جائے گا لیکن خلاف سنت کیوں کہ دونوں خطبے پڑھنا سنت ہے فلہٰذا صرف الحمد للہ، سبحان اللہ، لا الہ الا اللہ کہا فرض ادا ہو گیا، جیسا کہ حضرت علامہ مفتی محمد امجد علی قدس سرہ العزیز تحریر فرماتے ہیں خطبہ ذکر الٰہی کا نام ہے اگر چہ صرف ایک بار اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ یا سُبْحٰنَ اللّٰہِ یا لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ کہا اسی قدر سے فرض ادا ہو گیا مگر اتنے ہی پر اکتفا کرنا مکروہ ہے۔(درمختار وغیرہ) سنت یہ ہے کہ دو خطبے پڑھے جائیں اور بڑے بڑے نہ ہوں اگر دونوں مل کر طوال مفصل سے بڑھ جائیں تو مکروہ ہے خصوصاً جاڑوں میں۔(بہار شریعت جلد اول حصہ چہارم ص ۷۷۰ مکتبہ دعوت اسلامی) واللہ سبحانہ و تعالیٰ اعلم و علمہ جل مجدۃ أتم و أحکم

کتبہ

محمد راشد مکی کٹیہار بہار

۹ رصفر المظفر ۱۴۴۲ھ بروز اتوار

(دو خطبوں کے درمیان دعا مانگنا کیسا؟)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مسئلہ:۔کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ امام صاحب خطبہ دے کر بیٹھتے ہیں اور کچھ لوگ اس میں دعا وغیرہ بھی کرتے ہیں تو یہ دعا کرنا مقتدی کے لئے درست ہیں؟ جواب عنایت فرمائیں المستفتی:۔قاری محمد عمر قادری

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوہاب

صورت مسئولہ کے متعلق ایک حدیث پاک جو کہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ان فی الجمعۃ لساعۃ لا یوافقھا عبد مسلم یسأل اللہ فیھا خیرا الا اعطاہ ایاہ

:متفق علیہ اس سے یہ بات سمجھ میں آتی ہے کہ جمعہ کے دن ایک گھڑی ہے جس میں دعا قبول ہوتی ہے اس میں سے ایک گھڑی دو خطبوں کے درمیان بھی ہے یا مغرب سے کچھ پہلے :اور ایک حدیث پاک کی شرح میں حکیم الامت مفتی احمد یار خان نعیمی علیہ الرحمۃ والرضوان تحریر فرماتے ہیں کہ بہتر یہ ہے کہ دو خطبوں کے درمیان بھی دعا مانگ لے لیکن زبان سے نہیں بلکہ دل میں ہی مانگ لیں۔(مراۃ المناجیح جلد دوم صفحہ ۳۱۱) واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

کتبہ

محمد مظہر علی رضوی

۱۶ جمادی الاولیٰ ۱۴۴۰ھ مطابق ۲۵ جنوری بروز جمعہ ۲۰۱۹ء

(خطبہ دیکھ کر پڑھنا افضل ہے یا زبانی)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مسئلہ:۔کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ خطبہ جمعہ دیکھ کر پڑھنا افضل ہے یا زبانی جواب عنایت فرمائیں حوالہ کے ساتھ جواب عنایت فرمائیں

المستفتی:۔حافظ محمد امتیاز عالم پورنیہ بہار

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوہاب

دونوں طرح یعنی دیکھ کر یا زبانی دونوں طرح پڑھنا درست ہے مگر زبانی پڑھنا افضل ہے جیسا کہ حضور اعلیٰ حضرت علیہ الرحمۃ والرضوان تحریر فرماتے ہیں کہ دیکھ کر اور زبانی نفس ادائے حکم میں یکساں ہیں مگر زبانی اوفق بالسنۃ ہے۔(فتاویٰ رضویہ جلد ہشتم صفحہ ۱۴۳۸) واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

کتبہ

محمد مظہر علی رضوی دربھنگہ بہار

۱۳ دسمبر بروز جمعرات ۲۰۱۸ (۵ ربیع الآخر ۱۴۴۰ ہجری

(ایک مسجد میں دو جمعہ قائم کرنا کیسا؟)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مسئلہ:۔کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ ایک مسجد میں دو جمعہ قائم کرنا از روئے شرع کیسا ہے حوالے کے

ساتھ جواب عنایت فرمائیں عین نوازش ہوگی المستفتی:۔محمد منظور عالم

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوہاب

ایک مسجد میں دومرتبہ جمعہ کی نماز پڑھنا نا جائز ہے اس لئے کہ نماز جمعہ کے لئے ضروری ہے کہ امام خود سلطان اسلام ہو یا اس کا مقرر کردہ ماذون ہو اور یہ نہ ہو تو بضرورت وہاں کے مسلمانوں نے جسے امامت جمعہ کے لئے معین ومقرر کیا ہو اور مسجد واحد کے لئے دو امام کی ضرورت نہیں کہ عوام از خود مقرر کرلیں ہاں اگر مسجد تنگ ہو اور وہاں کوئی سنی مسجد بھی نہ ہو تو اراکین مسجد سنی قاضی کے یہاں اس کی درخواست پیش کریں اگر قاضی ضرورت سمجھے ایک اور لائق امام شخص کو امامت جمعہ کی حیثیت سے مقرر کردے اب بوجہ ضرورت باری باری دونوں کی اقتداء میں نماز درست ہوگی لیکن ایک امام کی اقتداء میں دو جماعت ہرگز جائز نہیں تنویر الابصار اور درمختار میں ہے "ویشترط لصحتها السلطان اومامورة باقامتها لوصلی احد بغیر اذن الخطیب لایجوز الااذا اقتدی به من له ولاية الجمعة وقالوا یقیمها امیر البلد ثم الشرط ثم القاضی ثم من ولاہ قاضی القضاة ونصب العامة غیر معتبر مع وجود من ذکر امامع عدمهم فیجوز للضرورة مخلصا"۔(باب الجمعہ جلد نمبر 2 صفحہ 137 تا 143 حوالہ فتاوی مرکز تربیت افتاء جلد اول صفحہ 318)

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

کتبہ

غیاث الدین قادری

۲۵ ربیع الاول ۱۴۴۰ ہجری بروز منگل

(دیہات میں جمعہ ہوگا یا نہیں نیز بنام جمعہ دو رکعت فرض کے بعد جو چار رکعت ہے دیہات میں اسکو کیا پڑھیں؟)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مسئلہ:۔کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ دیہات میں جمعہ ہوگا یا نہیں اور دو رکعت فرض کے جو چار رکعت ہے دیہات میں اسکو کیا پڑھیں گے حضرت جلد جواب عنایت فرمادیں المستفتی:۔محمد معراج سیتاپور

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوہاب

گاؤں میں جمعہ کی نماز درست نہیں لیکن عوام اگر پڑھتے ہوں تو انہیں منع نہ کیا جائے کہ وہ جس طرح بھی اللہ ورسول کا نام لیں غنیمت ہے۔ایسا ہی فتاوی رضویہ جلد سوم صفحہ 714 / میں ہے گاؤں میں اگر جمعہ کے نام پر نماز پڑھی گئی تو اس سے ظہر کی نماز ساقط نہیں ہوگی لہذا گاؤں میں جمعہ کے دن بھی ظہر کی نماز پڑھنا فرض ہے اور جماعت کے ساتھ پڑھنا واجب ہے اسکے لئے تکبیر بھی کہی جائے گی۔حضرت صدر الشریعہ علیہ الرحمۃ والرضوان تحریر فرماتے ہیں کہ"گاؤں میں جمعہ کے دن بھی ظہر کی نماز اذان واقامت کے ساتھ پڑھیں"اھ (بہار شریعت حصہ چہارم صفحہ 102)

گاؤں میں بنام جمعہ دو رکعت پڑھنے کے لئے چاہے فرض کی نیت کریں یا نفل کی بہر حال وہ نماز نفل ہی ہوگی چار رکعت سنت ظہر اور فرض نماز ظہر با جماعت کے درمیان دو رکعت بنام جمعہ کے سبب وقفہ سے شرعا کوئی خرابی نہیں۔گاؤں میں اگر چہ جمعہ نہیں صرف ظہر فرض ہے لیکن جس گاؤں میں جمعہ قائم ہے اسے بند نہ کیا جائے گا کہ عام طور پر لوگ جو پنجوقتی نماز نہیں پڑھتے وہ جمعہ کے نام سے آٹھ دن پر مسجد میں حاضر ہو جاتے ہیں اور اللہ ورسول کا نام لے لیتے ہیں۔ پورے یوپی میں ہمیشہ ساڑھے بارہ بجے ظہر کا وقت یقیناً ہو جاتا ہے لہٰذا اس گاؤں میں بنام جمعہ جو اذان ہوتی ہے اسی اذان سے ظہر کی نماز پڑھی جائے گی اسکے لئے الگ سے اذان کی ضرورت نہیں۔اھ (ماخوذ از فتاوی فقیہ ملت ج:1 /ص:242 / جمعہ کا بیان/شبیر برادرز اردو بازار لاہور) واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

کتبہ

محمد اسرار احمد نوری بریلوی

۹ شعبان المعظم ۱۴۴۱ھ بروز سنیچر

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمدہٗ ونصلی علی رسولہ الکریم

{فسئلوا اھل الذکر ان کنتم لا تعلمون}

تو اے لوگو! علم والوں سے پوچھو اگر تمہیں علم نہیں (کنزالایمان)

باب العیدین

عیدین کابیان

ناشر

اراکین فخر ازہر واٹس ایپ گروپ

(عیدگاہ میں نماز جمعہ کا کیا حکم؟)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مسئلہ:۔کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ مسجد میں زیادہ جگہ نہیں ہونے کے وجہ سے جمعہ کی نماز عیدگاہ میں پڑھ سکتے ہیں یا نہیں؟ بحوالہ کے جواب عنایت فرمائیں مہربانی ہوگی۔

المستفتی:۔عابد حسین

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوہاب

جی ہاں پڑھ سکتے ہیں جیسا کہ مجدد اعظم سیدی سرکار اعلیٰ حضرت الشاہ امام احمد رضا خان محدث بریلوی رضی اللہ عنہ فتاوی رضویہ شریف میں اسی طرح کے سوال کے جواب میں ارشاد فرماتے ہیں جائز ہے کچھ نقصان نہیں نہ کوئی مواخذہ

(ج:8/ص:354/باب الجمعۃ/مکتبہ دعوت اسلامی)

لہٰذا اگر اس جگہ شرائط جمعہ پائے جاتے ہیں تو کوئی حرج نہیں کہ مسجد ہونا شرط جمعہ نہیں۔وتعالی أعلم بالصواب

کتبہ

محمد اسرار احمد نوری بریلوی

۲۱ صفر المظفر ۱۴۴۲ھ بروز جمعہ

(عورتوں کے لئے عیدین کی نماز جائز ہے یا نہیں اگر نہیں تو اسکی خاص وجہ کیا ہے)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مسئلہ:۔کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ عورت پر عیدین کی نماز ہے یا نہیں؟ جواب عنایت فرمائیں بہت مہربانی ہوگی اشد ضرورت ہے اور اگر نہیں تو کیوں؟ اس کی کوئی خاص وجہ ہو تو وہ بھی بیان کریں

المستفتی:۔شاہین قمر بلاری

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوہاب

عورتوں کے لئے عیدین کی نماز جائز نہیں اس لئے کہ عیدگاہ میں مردوں کے ساتھ اختلاط ہوگا اور اسی لئے اب

عورتوں کو کسی نماز میں جماعت کی حاضری جائز نہیں دن کی نماز ہو یا رات کی ؛ جمعہ ہو یا عیدین خواہ وہ جوان ہوں یا بڑھیا جیسا کہ تنویر الابصار و درمختار باب الامامۃ ؛ میں ہے "یکرہ حضورھن الجماعۃ و لو لجمعۃ و عید و وعظ مطلقا و لو عجوزا لیلا علی المذھب المفتی بہ لفساد الزمان" اور اگر صرف عورتیں جماعت کریں تو یہ بھی ناجائز ہے اس لئے کہ صرف عورتوں کی جماعت ناجائز و مکروہ تحریمی ہے جیسا کہ فتاوی عالمگیری جلد اول ؛ فصل فی الامامۃ مصری صفحہ 80 میں ہے "یکرہ امامۃ المرأۃ للنساء فی الصلوات کلھا من الفرائض و النوافل الا فی صلاۃ الجنازۃ ھکذا فی النھایۃ"

اور جیسا کہ درمختار باب الامامۃ میں ہے ؛ و یکرہ تحریما جماعۃ النساء و لو فی التراویح فی غیر صلاۃ جنازۃ ؛ اور اگر فرداً فرداً پڑھیں تو بھی نماز جائز نہ ہوگی ۔ اس لئے کہ عیدین کی نماز کے لئے جماعت شرط ہے ۔ و اذا فات الشرط فات المشروط "ہاں عورتیں اس دن اپنے اپنے گھروں میں فرداً فرداً نفل نماز پڑھیں تو باعث ثواب و برکت اور سبب ازدیاد نعمت ہے ۔ (انوار الحدیث صفحہ ۱۷۳/۱۷۴) واللہ تعالی أعلم بالصواب

کتبہ

محمد اختر رضا قادری رضوی نیپال

۱۱ مئی بروز سنیچر ۲۰۱۹ عیسوی

(عید الفطر اور عید الاضحی کی نماز پڑھنے کا طریقہ کیا ہے؟)

السلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہ

مسئلہ :۔ کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ عید کے نماز کا مکمل طریقہ بھیج دیں بہت مہربانی ہوگی

المستفتی :۔ حیدر علی نوری سیتامڑھی

وعلیکم السلام و رحمۃ اللہ و برکاتہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوہاب

نماز عید پڑھنے کا طریقہ یہ ہے کہ پہلے اس طرح نیت کرے "نیت کی میں نے دو رکعت نماز واجب عید الفطر یا عید الاضحی کی چھ تکبیروں کے ساتھ اللہ تعالیٰ کے لئے (مقتدی اتنا اور کہے پیچھے اس امام کے) موںھ میرا طرف کعبہ شریف کے پھر کانوں تک ہاتھ اٹھائے اور اللہ اکبر کہکر ہاتھ ناف کے نیچے لاکر باندھ لے پھر ثناء پڑھے پھر کانوں تک ہاتھ اٹھائے اور اللہ

اکبر کہتا ہوا ہاتھ چھوڑ دے پھر ہاتھ اٹھائے اور اللہ اکبر کہتا ہوا ہاتھ چھوڑ دے چوتھی بار پھر ہاتھ اٹھائے اور اللہ اکبر کہکر ہاتھ ناف کے نیچے لاکر باندھ لے اسکے بعد امام آہستہ اعوذ باللہ اور بسم اللہ پڑھ کر بلند آواز کے ساتھ سورۂ فاتحہ اور کوئی سورت پڑھے پھر رکوع اور سجدے سے فارغ ہوکر دوسری رکعت میں پہلے الحمد کے ساتھ کوئی سورت پڑھے پھر تین بار کانوں تک ہاتھ لے جائے اور ہر بار اللہ اکبر کہے اور کسی مرتبہ ہاتھ نہ باندھے اور چوتھی بار بغیر ہاتھ اٹھائے اللہ اکبر کہتا ہوا رکوع میں جائے اور باقی نماز دوسری نمازوں کی طرح پوری کرے سلام پھیرنے کے بعد امام دو خطبے پڑھے پھر دعاء مانگے" اھ

(حوالہ انوار شریعت ص:84 / 85 / عید و بقر عید کا بیان مکتبہ جمال کرم لاہور)

اور ایسا ہی بہار شریعت ح:4 / ص:781 / 782 / عیدین کا بیان / مجلس المدینۃ العلمیۃ دعوت اسلامی میں ہے

نوٹ: عوام میں جو یہ رائج ہے کہ تکبیرات عیدین کہتے وقت سر کو اوپر اٹھاتے ہیں یہ بالکل غلط اور خلاف شرع ہے بلکہ نماز میں آسمان کی طرف مونھ اٹھانا مکروہ تحریمی ہے جیسا کہ حضور صدر الشریعہ بدر الطریقہ علیہ الرحمۃ والرضوان بہار شریعت میں تحریر فرماتے ہیں کہ نگاہ آسمان کی طرف اٹھانا بھی مکروہ تحریمی ہے" اھ (ح:3 / ص:626 / مکروہات کا بیان / مجلس المدینۃ العلمیۃ دعوت اسلامی) واللہ تعالیٰ أعلم بالصواب

کتبہ

محمد اسرار احمد نوری بریلوی

۲۷ رمضان المبارک ۱۴۴۱ھ بروز جمعرات

(کیا لاک ڈاؤن میں عید کی نماز چند جگہ میدان میں ہو سکتی ہے؟)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مسئلہ:۔ کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ اگر لاک ڈاؤن میں قاضی شہر یا اعلم علمائے بلد نے چند علمائے کرام کو اپنا نائب و ماذون بنا کر اذن عام کی شرط برقرار رکھتے ہوئے دیگر شرائط کی پابندی کے ساتھ چند جگہ میدان میں نماز جمعہ و عیدین پڑھنے کی اجازت دے دیں تو یہ عند الشرع کیسا ہے؟ جو لوگ اس طرح نماز پڑھیں گے ان کی نماز ہوگی یا نہیں؟ کیا یہ فعل لاک ڈاؤن میں بھی شوکت اسلامی کے خلاف مانا جائے گا؟ کیا جمعہ یا عیدین کی نماز مسجد یا عیدگاہ میں پڑھنا ضروری ہے؟ حضور والا سے دست بستہ عرض ہے کہ جواب باصواب سے نواز کر شکریہ کا موقع عنایت فرمائیں۔

المستفتی:۔ محمد اشرف خان مقام: امجدی منزل مولانا نگر کھٹونہ ملنگوا نگر پالیکا 6، ضلع سرلاہی (نیپال)

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بتوفیق الھادی الی الصواب

جب تمام شرائط قیام جمعہ پائی جائیں تو عید الفطر کی نماز میدان میں پڑھ سکتے ہیں۔اس لئے کہ نماز جمعہ وعیدین مسجد یا عیدگاہ میں پڑھنا شرط نہیں،سنت ہے۔مگر لاک ڈاؤن میں نہ پڑھنا بہتر کہ اس کی ضرورت نہیں۔بہار شریعت جدید، ج1،ح4،ص764، پر ہے"شہر میں متعدد جگہ جمعہ ہوسکتا ہے،خواہ وہ شہر چھوٹا ہو یا بڑا اور جمعہ دو مسجدوں میں ہو یا زیادہ۔مگر بلاضرورت بہت سی جگہ جمعہ قائم نہ کیا جائے کہ جمعہ شعائر اسلام سے ہے اور جامع جماعات ہے۔اور بہت سی مسجدوں میں ہونے سے وہ شوکت اسلامی باقی نہیں رہتی جو اجتماع میں ہوتی،نیز دفع حرج کیلئے تعداد جائز رکھا گیا ہے تو خواہ مخواہ جماعت پراگندہ کرنا اور محلہ محلہ جمعہ قائم نہ کرنا چاہئے۔"اور صحت وجوب جمعہ کی دسویں شرط بادشاہ یا ظالم کا خوف نہ ہونا بھی مفقود ہے۔اس کے باوجود قاضی یا اعلم علمائے بلد چند صالح امامت کو ماذون کردے اور لوگوں کو نماز عید پڑھنے کی عام اجازت دیدے تو نماز ہوجائے گی۔ردالمحتار، ج3،ص25 پر ہے(الاذن العام ای یاذن للناس اذنا عاما بان لا یمنع احدا ممن تصح منه الجمعه عن دخول الموضع الذی تصلی فیه)

نیز،بہار شریعت جدید،ج1،ح4،ص770 پر ہے:اذن عام یعنی مسجد کا دروازہ کھول دیا جائے کہ جس مسلمان کا جی چاہے آئے کسی کی روک ٹوک نہ ہو۔مگر ایسی صورت حال میں کہ ہر جگہ لاک ڈاؤن کی کیفیت ہے،اہل اسلام کو رخصت ہی پر عمل کرنے کی ضرورت ہے۔حالات حاضرہ میں غالب گمان ہے کہ مسلمانوں کو ذلت ورسوائی کا سامنا کرنا پڑے۔ہاں اگر حکومتی عملہ کی رضامندی ہو تو کوئی حرج نہیں۔واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

کتبہ

محمد امجد رضا امجدی سیتامڑھی (بہار)

29/رمضان المبارک 1441ھ بروز شنبہ

(نماز عید کا وقت کب سے کب تک ہے؟)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مسئلہ:۔کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ عید الفطر کی نماز پڑھنے کا وقت کیا ہے طلوع شمس سے پہلے یا پھر طلوع شمس کے بعد مدلل جواب دیکر شکریہ کا موقع فراہم کریں

المستفتی:۔واحد قمر گریڈیہ جھارکھنڈ

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوہاب

عید کی نماز کا وقت سورج طلوع ہوکر ایک نیزہ کے بقدر بلند ہونے کے بعد سے زوال تک ہے، زوال کے بعد عیدین کی نماز درست نہیں، البتہ عید الفطر کی نماز میں اول وقت سے قدرے تاخیر کرنا مستحب ہے تاکہ لوگ نماز عید سے قبل صدقۂ فطر ادا کرلیں، جب کہ عید الاضحیٰ کی نماز میں جلدی کرنا مستحب ہے تاکہ نماز سے فارغ ہوکر جلد قربانی کرسکیں۔
جیسا کہ "طحطاوی علی مراقی الفلاح" میں ھے:" یستحب تعجیل الإمام الصلاۃ فی أول وقتها فی الأضحی و تاخیرها قلیلاً عن أول وقتها فی الفطر، بذلك كتب رسول الله صلى الله عليه وسلم إلى عمرو بن حزم و هو بنجران: عجل الأضحى و أخر الفطر، قيل: ليؤدى الفطر، و يعجل إلى التضحية"
(کتاب الصلاۃ، صفحہ ۵۳۲ باب أحکام العیدین دار الکتب العلمیہ)

اور حضور صدر الشریعہ علیہ الرحمۃ والرضوان بہار شریعت میں تحریر فرماتے ہیں کہ عید کی نماز کا وقت بقدر ایک نیزہ آفتاب بلند ہونے سے ضحوہ کبری یعنی نصف النہار شرعی تک ہے مگر عید الفطر میں تاخیر کرنا اور عید الاضحیٰ میں جلدی کرنا مستحب ہے۔ (حصہ چہارم صفحہ ۲۹۴ مکتبہ پروگریسو بکس اردو بازار لاہور) واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

کتبہ

محمد مظہر علی رضوی دربھنگہ بہار

۹ رمضان المبارک ۱۴۴۱ھ بروز اتوار

(کیا کوئی شخص دو مرتبہ عید کی نماز پڑھ سکتا ہے؟)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مسئلہ:۔ کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ کیا کوئی شخص دو مرتبہ عید کی نماز پڑھ سکتا ہے۔ یعنی آج ایک جگہ کل دوسری جگہ؟ بینوا توجروا

المستفتی:۔ شمس الدین

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک العزیز الوہاب

اگر پہلے دن عید کی نماز صحیح ادا ہو گئی تو اب پھر دوسرے روز عید کی نماز شرعا جائز نہیں۔

(فتاوی فیض الرسول جلد اول صفحہ ۴۲۷) واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

کتبہ

جعفر علی

۴ر شوال المکرم ۱۴۴۰ھ

(نماز عیدین میں کچھ تکبیریں چھوٹ جائے تو کیا حکم ہے؟)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مسئلہ:۔کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ نماز عید الاضحیٰ میں ایک تکبیر زائد چھوٹ گئی بلا سجدہ سہو کئے نماز پوری کر لی تو کیا نماز ہوگئی مع حوالہ جواب سے سرفراز کریں المستفتی:۔محمد معروف رامپور یوپی

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوہاب

عیدین کی سب تکبیریں یا بعض بھول گیا یا زائد کہیں یا غیر محل کہیں ان سب صورتوں میں سجدہ سہو واجب ہے امام تکبیرات عیدین بھول گیا اور رکوع میں چلا گیا تو لوٹ آئے اور مسبوق رکوع میں شامل ہوا تو رکوع ہی میں تکبیریں کہہ لے؛ عیدین میں دوسری رکعت کی تکبیر رکوع بھول گیا تو سجدہ سہو واجب ہے اور پہلی رکعت کی تکبیر رکوع بھولا تو نہیں، جمعہ وعیدین میں سہو واقع ہوا اور جماعت کثیر ہو تو بہتر ہیکہ سجدہ سہو نہ کرے۔(بہار شریعت ح چہارم ص ۷۱۴) واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

کتبہ

محمد انور رضا بہرائچ شریف

۲۰ ذی الحجہ ۱۴۴۰ھ بروز سنیچر

(غیر امامِ ماذون کی اقتداء میں نماز عید گھر پر پڑھنا کیسا ہے؟)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مسئلہ:۔کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ زید کے گاؤں میں ہمیشہ عیدین کی نماز عیدگاہ میں ہوتی ہے لیکن زید عیدگاہ نہ جاکر اپنے مسجد میں ہی اپنے مسجد کے امام کے علاوہ کسی دوسرے امام کو بلاکر جماعت کرواتا ہے جس میں زید اور

اسکے گھر کے ہی کچھ افراد ہوتے ہیں کیا زید کی نماز عیدین کی ہوجائے گی مکمل جواب کا درکار

المستفتی: ۔محمد عرش عالم ازہری سیتامڑھی بہار

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوہاب

عیدین کی نماز واجب ہے مگر سب پر نہیں بلکہ انھیں پر جن پر جمعہ واجب ہے اور اس کی ادا کی وہی شرطیں ہیں جو جمعہ کے لیے ہیں صرف اتنا فرق ہے کہ جمعہ میں خطبہ شرط ہے اور عیدین میں سنت، اگر جمعہ میں خطبہ نہ پڑھا تو جمعہ نہ ہوا اور اس میں نہ پڑھا تو نماز ہوگئی مگر بُرا کیا۔ دوسرا فرق یہ ہے کہ جمعہ کا خطبہ قبل نماز ہے اور عیدین کا بعد نماز، اگر پہلے پڑھ لیا تو بُرا کیا، مگر نماز ہوگئی لوٹائی نہیں جائے گی اور خطبہ کا بھی اعادہ نہیں اور عیدین میں نہ اذان ہے نہ اقامت، صرف دوبارا اتنا کہنے کی اجازت ہے۔ اَلصَّلٰوۃُ جَامِعَۃٌ (بہار شریعت جلد اول، حصہ چہارم)

عید کی نماز عیدگاہ میں پڑھنا سنت ہے لیکن کسی وجہ سے عیدگاہ میں نہ ہوسکے جیسے کہ اس وقت لاؤک ڈان کی وجہ سے، تو پھر مسجد یا گھر پر نماز پڑھنے میں بھی کوئی قباحت نہیں ہے جبکہ اذن عام پایا جاتا ہو اور نہ ہی اس صورت میں ترک عیدگاہ کے سبب نماز پر کوئی فرق پڑیگا مسجد و گھر پر بھی بلا کراہت ہوجائے گی لیکن شرط یہ ہے کہ نماز پڑھانے والا امام وہی ہو جسکو لوگوں نے نماز جمعہ یا پنجگانہ کے لئے مقرر کر رکھا ہے جبکہ دیگر شرائط بھی پائے جاتے ہوں جیسے کہ اذن عام وغیرہ، کیونکہ نمازِ عید ہر شخص نہیں پڑھا سکتا بلکہ وہی پڑھا سکتا ہے جو بادشاہ اسلام ہے یا جس کو بادشاہ نے اجازت دی ہو یا پھر وہ شخص جس کو لوگوں نے جمعہ کے لیا مقرر کر رکھا ہو اب ظاہر سی بات ہے کہ ایک مسجد میں ایک ہی امام نماز جمعہ و پنجگانہ کے لئے مقرر ہوتا ہے جیسا کہ علامہ ابن ہمام صاحب فتح القدیر قدس سرہ القدیر فرماتے ہیں (من فاتته صلاة العيد مع الامام لم يقضيها اى ادى الامام صلاة العيد و لم يؤدها -- لا تجوز اقامتها الا بشرائط مخصوصة من الجماعة والسلطان الخ (فتح القدير ج۲ ص،، دار الكتب العلمية بيروت) هكذا فى مراق الفلاح مع الطحطاوى "ومن فاتته الصلاة) فلم يدركها (مع الامام لا يقضيها" لانها لم تعرف قرية الا بشرائط لا تتم بدون الامام اى السلطان او مأموره فى حاشية - قد صلاها الامام او مأموره فان كان مأموراً باقامتها له ان يقيمها) (حاشیۃ الطحطاوی علی مراقی الفلاح ص ۵۳۰ المکتبہ الفیصل)

اسی طرح حضور فقیہ اعظم ہند امام احمد رضا خان علیہ الرحمۃ نے فرمایا۔ (فتاوی رضویہ ج سوم باب العیدین رضا اکیڈمی ممبئی)

الحاصل تو صورت مسئلہ میں زید کا اپنے ہی گھر کے افراد کے ساتھ نماز عید ادا کرنا جائز نہیں کہ شرائط عید مفقود ہو رہی مثلا امام مقرر و متعین عید گاہ میں پڑھا رہا اور مسجد میں تنہا اپنے گھر کے افراد کو فقط شامل کرنا اذن عام بھی نہیں پایا جا رہا ساتھ ہی ساتھ جماعت عید شعار اسلام میں سے ہے تو یہ شعار بھی نہیں پایا جا تا تو اس طرح زید کی نماز عید نہیں ہو رہی۔

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

کتبہ

محمد مشاہد رضا حشمتی رام پور کیمری

۳۰ رمضان المبارک ۱۴۴۱ھ بروز اتوار

(کیا تکبیر تشریق عورتوں پر بھی واجب ہے؟)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مسئلہ:۔ کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ کیا تکبیر تشریق کہنا عورت پر بھی واجب ہے؟

المستفتی:۔ محمد علی کانپور

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوہاب

صورت مسئولہ میں عورتوں پر تکبیر تشریق واجب نہیں جیسا کہ حضور صدر الشریعہ علیہ الرحمہ تحریر فرماتے ہیں کہ عورتوں پر تکبیر تشریق واجب نہیں اگرچہ جماعت سے نماز پڑھے ہاں اگر مرد کے پیچھے عورت نے پڑھی اور امام نے اس کے امام ہونے کی نیت بھی کی تو عورت پر بھی تکبیر تشریق واجب ہے مگر آہستہ کہے۔ (بحوالہ الدر المختار کتاب الصلوٰۃ، باب العیدین، ج ۳ ص ۷۴ حوالہ بہار شریعت حصہ ٤ ص ۷۸۵ ناشر مکتبۃ المدینہ دہلی)

عورت پر تکبیر جب واجب ہوگی جب مذکورہ شرط پائی جائے گی مگر اس دور میں عورتیں اپنے گھروں پہ اکیلے نماز پڑھتی ہیں لہذا ان پر واجب نہیں البتہ پڑھ لی تو مستحب ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

کتبہ

عبید اللہ رضوی بریلوی

۱۲ ذی الحجہ ۱۴۴۱ھ بروز سوموار

(تکبیر تشریق کا پس منظر نیز اس کا حکم)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مسئلہ:۔کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ تکبیر تشریق کا پس منظر کیا یہ کس لیے پڑھی جاتی ہیں اور اس کا کیا حکم ہے کب سے کب تک پڑھی جاتی ہے تفصیل سے ارشاد فرمادیجئے

المستفتی:۔علی رضا کراچی

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب اللھم ہدایت الحق والصواب

ایام تشریق (۹) ذی الحجہ کی فجر سے (۱۳) کی عصر تک جماعت مستحبہ کے فورا بعد ایک بار بلند آواز سے پڑھنا واجب ہے اور تین بار افضل ہے تکبیر تشریق کی مختصر پس منظر درجہ ذیل مذکور ہوتے ہیں۔تکبیر تشریق حضرت جبریل، حضرت خلیل، حضرت اسماعیل کے کلاموں کا مجموعہ ہے کہ جب حضرت جبریل جنت سے دنبہ لے کر حاضر ہوئے، ادھر خلیل اپنے لخت جگر کو ذبح کر رہے تھے تو اوپر سے پکارا "اللہ اَکۡبَرُ اللہ اَکۡبَرُ" حضرت خلیل نے اوپر دیکھا تو جبریل کو آتے دیکھ کر فرمایا "لَا اِلٰہَ اِلَّا اللہ وَاللہ اَکۡبَرُ" پھر بحکم پروردگار حضرت اسماعیل کے ہاتھ پاؤں کھولے اور قبولیت قربانی کی بشارت دی تو آپ نے فرمایا لِلّٰہِ الۡحَمۡدُ مگر اب تکبیر تشریق کہنے والا وہاں کی نقل کی نیت نہ کرے بلکہ اپنی طرف سے ذکر الٰہی کی نیت کرے۔(مرآۃ المناجیح جلد (۲) ص (۱۳۲) واللہ سبحانہ و تعالیٰ اعلم و علمہ جل مجدہٗ أتم و أحکم

کتبہ

محمد راشد مکی کٹیہار بہار

۵ ذی الحجہ ۱۴۴۱ھ بروز سوموار

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمدہٗ ونصلی علی رسولہ الکریم

{فسئلوا اھل الذکر ان کنتم لا تعلمون}

تو اے لوگو! علم والوں سے پوچھو اگر تمہیں علم نہیں (کنزالایمان)

کتاب الجنائز

جنازہ کابیان

ناشر

اراکین فخر ازہر واٹس ایپ گروپ

(میت کی داڑھی یا سر کے بال میں کنگھا کرنا کیسا ہے؟)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مسئلہ:۔کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ کیا میت کی داڑھی اور بال میں کنگھا کر سکتے ہیں؟ جواب عنایت فرمائیں

المستفتی:۔محمد طفیل

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوہاب

صورت مذکورہ میں میت کے بال میں کنگھا وغیرہ کرنا ناجائز ہے جیسا کہ حضور صدر الشریعہ علیہ الرحمۃ والرضوان تحریر فرماتے ہیں کہ میت کی داڑھی یا سر کے بال میں کنگھا کرنا یا ناخن تراشنا یا کسی جگہ کے بال مونڈنا یا کترنا یا اکھاڑنا ناجائز و مکروہ تحریمی ہے بلکہ حکم یہ ہے کہ جس حالت پر ہے اسی حالت میں دفن کر دیں وہاں اگر ناخن ٹوٹا ہو تو لے سکتے ہیں اور اگر ناخن یا بال تراش لئے تو کفن میں رکھ دیں" اھ (ج:4/ص:816/میت کو نہلانے کا بیان)

اور فتاوی ھندیہ میں ہے کہ "ولا یسرح شعر المیت ولا یقص ظفره ولا شعره کذا فی الهدایة ولا یقص شاربه ولا ینتف ابطه ولا یحلق شعر عانته و یدفن بجمیع ما کان علیه کذا فی السرخسی و ان کان ظفره منکسرا فلا بأس بان یأخذ کذا فی المحیط" اھ (ج:1/ص:158) واللہ تعالی أعلم بالصواب

کتبہ

محمد اسرار احمد نوری بریلوی

۱۲۲ کتوبر بروز منگل ۲۰۱۹ عیسوی

(میت کے پاس اگربتی جلانا اور غم کا اظہار کرنا کیسا)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مسئلہ:۔کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ میت کے پاس اگربتی یا اس کے پاس عورتوں کا غم کا اظہار کرنا کیسا؟

المستفتی:۔حضرت قاری قمر الزماں صدیقی

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوہاب

عورت ہو یا مرد کسی کے انتقال پر غم کا اظہار کرنے میں کوئی حرج نہیں البتہ نوحہ یعنی میت کے اوصاف مبالغہ بیان کرکے رونا جسکو بین کہتے ہیں بالاجماع حرام ہے۔ (بہار شریعت حصہ چہارم)

آواز سے رونا منع ہے اور اگر آواز سے نہ ہو تو منع نہیں ہے جیسا کہ مشکوۃ شریف کی حدیث پاک ہے جو کہ حضرت عبداللہ بن عباس سے مروی ہے کہ حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ جو آنسوں آنکھ سے ہو یا غم سے ہو وہ اللہ تعالیٰ کی جانب سے ہے اور اسکی رحمت کا حصہ ہے اور غم کا جو اظہار ہاتھ اور زبان سے ہو وہ شیطان کی طرف سے ہے۔

(مشکوۃ المصابیح کتاب الجنائز)

اور حضور صدر الشریعہ علیہ الرحمۃ والرضوان تحریر فرماتے ہیں کہ آواز سے رونا منع ہے اور آواز نہ ہو تو منع نہیں بلکہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی حضرت ابراہیم کی وفات پر غم کا اظہار فرمایا۔ (بہار شریعت حصہ چہارم صفحہ ۴۴۵)

اور بطور خوشبو اگربتی جلانے میں کوئی حرج نہیں۔ واللہ تعالی أعلم بالصواب

کتبہ

محمد مظہر علی رضوی

۳۰ جنوری ۲۰۱۹ عیسوی بروز بدھ

(مردے کے آنکھوں میں شرعی نقطۂ نظر سے سرمہ لگانا کیسا ہے؟)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مسئلہ:۔ کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ مردہ کو سرمہ لگانا شرعی نقطۂ نظر سے کیسا ہے؟ حوالہ کے ساتھ جواب عنایت فرمائیں

المستفتی:۔ محمد فیروز عالم مرادابادی

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوہاب

صورت مذکورہ میں شرعی نقطہ نظر سے مردہ کی آنکھوں میں سرمہ لگانا کسی بھی طرح درست وصحیح نہیں اس لئے کہ سرمہ

آنکھوں کی طاقت وقوت اور بینائی کے لئے لگایا جاتا ہے اور مرنے کے بعد مردے کی آنکھوں میں سرمہ لگانا بے مقصد و بے فائدہ ہے لہٰذا یہ اسراف و اضاعت مال ہے جو کہ ناجائز ہے جیسا کہ ارشاد باری تعالیٰ ہے "ان المبذرین کانوا اخوان الشیاطین" بے شک اڑانے والے شیطانوں کے بھائی ہیں (کنز الایمان پ15 ر3 / سورۂ بنی اسرائیل) واللہ تعالی أعلم

کتبہ

محمد اسرار احمد نوری بریلوی

۱۳ ذی الحجہ ۱۴۴۰ھ بروز جمعرات

(اعلیٰ حضرت کی طرف منسوب ایک وصیت کی حقیقت)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مسئلہ:۔کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ حضور اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان فاضل بریلوی رحمۃ اللہ علیہ نے وصیت فرمائی تھی کی میری قبر میرے قد کے برابر کھودنا تو سوال یہ ہے کہ کیا حضور اعلیٰ حضرت نے یہ کام سنت کے خلاف کیا مخالف کو کیا جواب دیا جائے جواب عنایت فرمائیں مہربانی ہوگی۔ المستفتی:۔محمد صابر رضوی پرتاپ گڑھ راجستھان

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوہاب

صورت مذکورہ میں پہلی بات تو یہ کہ حضور اعلیٰ حضرت الشاہ امام احمد رضا خان محدث بریلوی رضی اللہ عنہ ربہ القوی کے وصایا شریف میں کہیں بھی ایسی کوئی وصیت کہ میری قبر میرے قد کے برابر کھودنا" ثابت نہیں اور اگر اس طرح کی وصیت مان بھی لی جائے تو خلاف سنت کونسا کام ہو گیا ارے یہ تو فقہی مسئلہ ہے کہ قبر کی گہرائی میت کے قد کے برابر بہتر ہے۔

(حیات اعلحضرت مکمل ج:3/ص:از742/تا750)

جیسا کہ حضور صدر الشریعہ بدر الطریقہ علیہ الرحمۃ والرضوان بہار شریعت میں تحریر فرماتے ہیں قبر کی لمبائی میت کے قد برابر ہو اور چوڑائی آدھے قد کی اور گہرائی کم سے کم نصف قد کی اور بہتر یہ کہ گہرائی بھی قد برابر ہو اور متوسط درجہ یہ کہ سینہ تک ہو۔اھ (ج:1/ ح:4/ص:843) واللہ تعالی أعلم بالصواب

کتبہ

محمد اسرار احمد نوری بریلوی

۳۱ جولائی بروز بدھ ۲۰۱۹ عیسوی

(کیا بعد دفن ہی مردے کو جزا و سزا دی جاتی ہے ؟)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مسئلہ:۔کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ مرنے کے بعد کیا ابھی سزا دی جاتی ہے یا قیامت کے بعد؟ اگر ابھی سزا نہیں دی جاتی ہے تو پھر ابھی میت کے ساتھ کیا معاملہ ہے؟ المستفتی:۔محمد محسن رضا بہادر گنج ضلع کشن گنج بہار

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوہاب

عذاب قبر حق ہے اور اسکی حقانیت پر آیات قرآنی دال ہے ارشاد باری تعالی ہوا''سَنُعَذِّبُهُمْ مَّرَّتَيْنِ ثُمَّ يُرَدُّوْنَ اِلٰى عَذَابٍ عَظِيْمٍ عنقریب ہم انہیں دو مرتبہ عذاب دیں گے پھر انہیں بڑے عذاب کی طرف پھیرا جائے گا۔
(القرآن الکریم سورہ توبہ آیت ۱۰۱)

اس آیت مقدسہ کے تحت مفسرین کرام فرماتے ہیں کہ دو مرتبہ عذاب دینے سے مراد یہ ہے ایک بار تو دنیا میں رسوائی اور قتل کے ساتھ اور دوسری مرتبہ قبر میں عذاب دیں گے۔پھر انہیں بڑے عذاب یعنی عذابِ دوزخ کی طرف پھیرا جائے گا جس میں ہمیشہ گرفتار رہیں گے۔

اس آیت سے ثابت ہوا کہ اللہ تعالیٰ منافقین کو تین بار عذاب دے گا ایک مرتبہ دنیا میں، دوسری مرتبہ قبر میں اور تیسری مرتبہ آخرت میں۔(خازن،التوبۃ،تحت الآیۃ:۱۰۱)

اس آیت میں عذابِ قبر کا ثبوت اور کتب احادیث سے بھی عذاب قبر کا ثبوت ملتا ہے جیسا کہ حضرت انس رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ سے روایت ہے، تاجدارِ رسالت صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ نے ارشاد فرمایا اگر مجھے یہ خدشہ نہ ہوتا کہ تم مُردوں کو دفن کرنا چھوڑ دو گے تو میں اللہ تعالیٰ سے دعا کرتا کہ وہ تمہیں عذابِ قبر سنائے۔(مسلم، کتاب الجنّۃ وصفۃ نعیمہا واہلہا، باب عرض مقعد المیّت من الجنّۃ او النار علیہ۔۔۔الخ، ص ۱۵۳۴، الحدیث ۶۸ (۲۸۶۸)

حضرت عبداللہ بن عباس رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُمَا سے روایت ہے کہ نبی کریم صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ دو قبروں کے پاس سے گزرے تو ارشاد فرمایا ان دونوں کو عذاب دیا جارہا ہے اور یہ کسی (ایسے) بڑے گناہ کی وجہ سے عذاب نہیں دیئے جارہے (جن سے بچنا مشکل ہو)۔پھر ارشاد فرمایا''کیوں نہیں! (بے شک وہ گناہ معصیت میں بڑا ہے) ان میں سے ایک چغلی کھایا کرتا تھا اور دوسرا پیشاب کے چھینٹوں سے نہیں بچتا تھا۔پھر آپ نے ایک سبز ٹہنی توڑی اور

اس کے دو حصے کئے، پھر ہر قبر پر ایک حصہ گاڑ دیا، پھر فرمایا کہ جب تک یہ خشک نہیں ہوں گی شاید ان کے عذاب میں تخفیف ہوتی رہے۔ (بخاری، کتاب الجنائز، باب عذاب القبر من الغیبۃ والبول، ۱/ ۴۶۴، الحدیث ۱۳۷۸)

حضرت امّ مبشر رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنۡہَا فرماتی ہیں کہ میں بنو نجار کے ایک باغ میں تھی اور اس میں بنو نجار کے زمانۂ جاہلیت میں مرنے والوں کی قبریں تھیں اس وقت میرے پاس رسولُ اللہ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیۡہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم تشریف لائے، پھر جاتے ہوئے ارشاد فرمایا اِسۡتَعِیۡذُوۡا بِاللہِ مِنۡ عَذَابِ الۡقَبۡرِ قبر کے عذاب سے اللہ تعالیٰ کی پناہ مانگو میں نے سنا تو عرض کی ''یارسول اللہ ! صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیۡہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کیا قبر میں عذاب ہوتا ہے؟ ارشاد فرمایا: ''ہاں! مردے اپنی قبروں میں ایسا عذاب دیئے جاتے ہیں جسے جانور سنتے ہیں (معجم الکبیر، امّ مبشر الانصاریۃ، ۲۵ / ۱۰۳، الحدیث: ۲۶۸)

ایسا ہی بہار شریعت جلد اول حصہ اول صفحہ 28 مطبوعہ فاروقیہ بکڈ پو دہلی میں ہے کہ عذاب قبر حق ہے عذاب قبر کے تین حصے حضور صلی اللہ علیہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں قبر کے تین اجزاء ہیں۔

* اول * (ایک تہائی) غیبت کرنے والے کو غیبت سے۔

* دوم * (ایک تہائی) چغل خور کو چغلی کھانے سے۔

*سوم * (ایک تہائی) پیشاب کی وجہ سے (یعنی پیشاب کی چھینٹوں سے نہ بچنے کی وجہ سے) (عقائد اہل سنت ایمان کی شرائط کا بیان صفحہ/ 280281)

اور مخزن معلومات میں شرح الصدور اور بہار شریعت کے حوالے سے ہے کہ عذاب قبر تمام کافرین اور بعض گنہگار مؤمنین کے لئے ہے۔ ہاں! بعض سے نہیں اٹھایا جاتا اور بعض سے ان کی معصیت کے مطابق عذاب ہونے کے بعد اٹھالیا جاتا ہے اور بعض سے مقررہ عذاب سے پہلے ہی کسی کی دعا یا ایصال ثواب یا صدقۂ جاریہ وغیرہ کی وجہ سے اٹھالیا جاتا ہے اور ایک روایت میں یہ بھی ہے کہ مؤمن عاصی پر عذاب قبر شب جمعہ آنے تک رہتا ہے اس کے آتے ہی اٹھالیا جاتا ہے۔

(شرح الصدور صفحہ 76 بہار شریعت حصہ اول صفحہ 27 مخزن معلومات صفحہ 142)

مذکورہ بالا حوالاجات سے واضح ہوتا ہیکہ مرنے کے بعد قبر ہی میں سزا و جزا شروع ہو جاتا ہے لیکن جو کافر ہے اس سے عذاب قبر نہ ہی اٹھایا جاتا ہے نہ ہی تخفیف ہوتی ہے لیکن بعض عاصی مؤمنین کو عذاب قبر ہوتا ہے تو ایصال ثواب وغیرہ کے سبب عذاب قبر سے چھٹکارا مل جاتا ہے۔ واللہ تعالی أعلم بالصواب

کتبہ

ابوالاحسان محمد مشتاق احمد قادری رضوی مہاراشٹر

۲۶ شعبان المعظم ۱۴۴۱ھ بروز منگل

(نماز جنازہ میں مقتدی دعا واذکار میں امام کے شریک ہیں)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مسئلہ:۔کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ کیا جنازہ کی نماز میں امام اور مقتدی دونوں کو دعائیں پڑھنا ضروری ہے؟ المستفتی:۔محمد ظفر علی قادری اسلام پور

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوہاب

جی دونوں کو پڑھنا ضروری ہے جیسا کہ سرکار اعلیٰ حضرت مجدد دین وملت امام احمد رضا خان بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ مندرجہ ذیل سوال مقتدی نماز جنازہ میں خاموش رہیں؟ یا کچھ پڑھیں؟ یا سبحان اللہ، درود شریف، دعا جو کچھ امام پڑھے مقتدی بھی پڑھیں؟ آپ جواب مرحمت فرماتے ہوئے تحریر فرماتے ہیں کہ مقتدی بھی سب کچھ پڑھیں کہ نماز جنازہ میں صرف ذکر ودعا ہے قرأت قرآن نہیں، اور مقتدیوں کو صرف قرأت قرآن عظیم منع ہے باقی دعا واذکار میں امام کے شریک ہیں۔(فتاویٰ رضویہ شریف جلد ۹ صفحہ ۱۹۳ مطبوعہ جدید) واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ

محمد جعفر علی صدیقی مہاراشٹر

۲۶ ربیع الآخر ۱۴۴۲ھ بروز سنیچر

(میت کو غسل دینے اور نماز جنازہ کے بعد نجاست نکلے تو اب کیا دوبارہ غسل دیں یا ایسے ہی دفن کردیں)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مسئلہ:۔کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ میت کو غسل دیا گیا اور نماز جنازہ بھی پڑھی گئی اور دفنانے کو باقی ہے اتنے میں اس کا پیٹ پھول کر نجاست نکل گئی تو اس کو ایسا ہی دفن کیا جائے یا پھر غسل دیا جائے اس کے بعد دفن کیا جائے صحیح جواب عنایت فرمائیں مہربانی ہوگی۔ المستفتی:۔نور الحسن

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوہاب

میت کو کفن پہنانے کے بعد بدن سے نجاست خارج ہوئی تو دھونے کی ضرورت نہیں جیسا کہ بہار شریعت جلد اول حصہ چہارم صفحہ ۱٤٥ ناشر قادری بکڈ پو اسلامیہ مارکیٹ بریلی شریف، بحوالہ درمختار، ردالمحتار میں ہے کہ میت کے بدن پاک ہونے سے مراد یہ ہے کہ اسے غسل دیا گیا ہو یا غسل ناممکن ہونے کی صورت میں تیمم کرایا گیا اور کفن پہنانے سے پیشتر اس کے بدن سے نجاست نکلی تو دھو ڈالی جائے اور بعد میں خارج ہوئی تو دھونے کی حاجت نہیں اور کفن پاک ہونے کا مطلب یہ ہے کہ پاک کفن پہنایا جائے اور بعد میں اگر نجاست خارج ہوئی اور کفن آلودہ ہوا تو حرج نہیں۔ واللہ اعلم بالصواب

کتبہ

محمد جعفر علی صدیقی سانگلی مہاراشٹر

۲۵ ربیع الاول ۱۴۴۰ھ مطابق ۴ دسمبر ۲۰۱۸ بروز منگل

(نماز جنازہ میں دعائے میت یاد نہ ہو تو سورۂ فاتحہ پڑھنا کیسا؟)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مسئلہ:۔ کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ اگر نماز جنازہ میں دعائے میت یاد نہ ہو تو سورۂ فاتحہ پڑھ سکتے ہیں اگر پڑھ سکتے ہیں تو کوئی معتبر کتاب سے حوالہ عنایت فرمائیں

المستفتی:۔ محمد رضوان احمد

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوہاب

نماز جنازہ کی دعا اگر اچھی طرح یاد نہ پڑھ سکیں تو سورۂ فاتحہ بہ نیت دعا پڑھ سکتے ہیں، مگر بہ نیت قرأت نہیں جیسا کہ مرأۃ شرح مشکوٰۃ جلد دوم صفحہ ٤٧٠ پر ہے کہ بہ نیت ثناء یا دعا الحمد پڑھنا جائز ہے، بہ نیت تلاوت منع۔

(بہار شریعت جلد اول حصہ چہارم صفحہ ۱٤٦ مطبوعہ قدیم بحوالہ صفحہ ۱٥۲)

درمختار میں ہے کہ نماز جنازہ میں قرآن، قرآن بہ نیت قرآن (قرأت، تلاوت) یا تشہد پڑھنا منع ہے اور بہ نیت دعا و ثناء الحمد وغیرہ آیات دعائیہ و ثنائیہ پڑھنا جائز ہے۔ واللہ اعلم بالصواب

کتبہ

جعفر علی صدیقی ۲۵ صفر المظفر ۱۴۴۰ھ بروز اتوار

(کیا شب جمعہ یا یوم جمعہ میں انتقال پر شہید کا ثواب ملتا ہے؟)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مسئلہ:۔کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ کیا یہ حدیث شریف میں ہے کہ جو شخص جمعہ کے دن یا جمعہ کی رات انتقال کرتا ہے تو اسے 1000 شہیدوں کا ثواب ملتا ہے؟ المستفتی:۔ساجد علی

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوہاب

شب جمعہ یا یوم جمعہ کو وفات پانے کے متعلق ایک ہزار شہید کا ثواب کے متعلق تو کوئی حدیث شریف نگاہ سے نہیں گذری البتہ ایک حدیث کی شرح میں حکیم الامت مفتی احمد یار خان نعیمی تحریر فرماتے ہیں کہ ان کی موت شہادت کی موت ہے جیسا کہ حدیث پاک ہے (وعن عبد اللہ بن عمر قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ما من مسلم یموت یوم الجمعۃ او لیلۃ الجمعۃ الا وقاہ اللہ فتنۃ القبر) یعنی جو جمعہ یا شب جمعہ کو انتقال کرے گا وہ سوال قبر سے محفوظ ہو جائے گا اس حدیث کی شرح میں حکیم الامت مفتی احمد یار خان نعیمی تحریر فرماتے ہیں کہ جمعہ یا شب جمعہ کے مرنے والا مومن سے نہ حساب قبر ہو نہ عذاب قبر کیونکہ اس دن کی موت شہادت کی موت ہے اور شہید عذاب وحساب سے محفوظ ہے امام جلال الدین سیوطی نے اپنی کتاب جمع الجوامع میں اس حدیث کو بہت اسنادوں سے نقل فرمایا اور فرمایا اسے احمد ترمذی ابن ابی الدنیا ابن وہب بیہقی نے قوی اسنادوں سے نقل کیا ابو نعیم نے حلیہ میں حضرت جابر سے کچھ تھوڑے اختلاف کے ساتھ روایت کیا اور حمید نے کتاب الترغیب میں ایاس بن بکیر سے مرفوعاً روایت کیا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ جو مسلمان جمعہ کے دن یا رات میں وفات پائے اسے شہید کا ثواب ہے اور عذاب قبر سے نجات ہے۔مختصر یہ کہ یہ حدیث نہایت قوی ہے۔(مراۃ المناجیح جلد دوم صفحہ ۳۲۰) واللہ اعلم بالصواب

کتبہ

محمد مظہر علی رضوی دربھنگہ بہار

مورخہ ۱۶ نومبر بروز سنیچر ۲۰۱۹ (۱۸ ربیع الاول ۱۴۴۱ ہجری

(قبرستان کے گھاس کاٹنا کیسا؟)

السلام علیکم ورحمۃاللہ وبرکاتہ

مسئلہ:۔کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ قبرستان میں بہت زیادہ گھاس ہے جس کی وجہ سے لوگ وہاں جانے سے ڈرتے ہیں سانپ بھی ہے اور بھی موذی جانور رہونے کا اندیشہ ہے تو کیا قبرستان میں دوا لگا سکتے ہیں جس سے گھاس ختم ہو جائے جواب عنایت فرمائیں کرم ہوگا۔ المستفتی:۔صدام حسین

وعلیکم السلام ورحمۃاللہ وبرکاتہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوہاب

قبرستان میں گھاس کاٹنے کے متعلق حضور اعلیٰ حضرت تحریر فرماتے ہیں کہ مقبرے کی سبز گھاس کاٹنا مکروہ ہے کیونکہ جب تک وہ سبز رہتی ہے اللہ تعالیٰ کی تسبیح کرتی ہے اور اس سے اموات کا دل بہلتا ہے اور رحمت الٰہی کا نزول ہوتا ہے ہاں خشک گھاس کاٹ لینا جائز ہے چنانچہ ردالمحتار میں ہے (فی جنائز رد المحتار یکرہ ایضا قطع النبات الرطب والحشیش من المقبرۃ دون الیابس کما فی البحر و الدرر و شرح المنیۃ و فی الامداد بانه ما دام رطبا یسبح اللہ تعالیٰ فیونس المیت وتنزل بذکرہ الرحمۃ و نحوہ فی الخانیۃ) یعنی ردالمحتار کے جنائز میں ہے کہ تر گھاس کو مقبرہ سے کاٹنا مکروہ ہے خشک گھاس کا نہیں جیسا کہ بحر، درر، وشرح منیۃ میں ہے اور امداد میں اسکی وجہ یہ بتائی گئی ہے کہ جب تک وہ تر رہتی ہے اللہ تعالیٰ کی تسبیح کرتی رہتی ہے جس سے میت کو انس حاصل ہوتا ہے اور اللہ تعالیٰ کی رحمت نازل ہوتی ہے۔ (فتاویٰ رضویہ جلد نہم صفحہ ۴۴۴)

الحاصل:۔ہری گھاس جب مضرت رساں یا حارج ہو جائے جیسا کہ سوال میں مذکور ہے تو ضرور دفعِ مضرت یا دفعِ حرج کے لئے اس کا کاٹنا یا دوا سے ختم کرنا نہ صرف جائز بلکہ انسب ہوگا۔ واللہ اعلم بالصواب

کتبہ

محمد مظہر علی رضوی دربھنگہ بہار

۲۴ ربیع الآخر ۱۴۴۰ھ مطابق ۱ نومبر بروز منگل ۲۰۱۹ء

(کیا اللہ کے نبی نے رئیس المنافقین عبد اللہ ابن ابی کی نماز جنازہ پڑھی تھی؟)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مسئلہ:۔کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ عبد اللہ جسے رئیس المنافقین کہا جاتا ہے جب وہ مرا تو سرکار علیہ السلام نے اس کی نماز جنازہ بھی پڑھائی اور کفن کیلئے اپنا جبہ مبارک بھی دیا اس میں حکمت کیا تھی؟ برائے کرم حوالے کے ساتھ جواب عطا فرمائیں۔ المستفتی:۔معراج رضا

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوہاب

یہ بات احادیث صحیحہ سے ثابت ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے عبد اللہ بن ابی رئیس المنافقین کا نمازِ جنازہ پڑھا اور اسے اپنا کرتہ مبارک پہنایا۔سرکار کے اس عمل میں چند حکمتیں تھیں ایک یہ کہ عبد اللہ بن ابی کا بیٹا مومن مخلص تھا اس کی خواہش پر سرکار نے ایسا کیا تاکہ اس کی دلجوئی ہوجائے دوسری حکمت یہ تھی کہ حضرت عباس رضی اللہ تعالی عنہ جب روزِ بدر برہنہ قید ہوکر آئے تھے تو طویل القامت ہونے کے سبب کسی کا کرتہ انہیں پورا نہیں آتا تھا چونکہ ابن ابی بھی طویل القامت تھا اس کا کرتہ انہیں پورا آیا جو اس نے انہیں پہنا دیا تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنا کرتہ پہنا کر وہ بدلہ اُتار دیا تاکہ عدو اللہ کا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر احسان نہ رہے تیسری یہ کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم جانتے تھے کہ ان کے عمل سے ابن ابی کا قوم کے ایک ہزار افراد مسلمان ہوجائیں گے اس لیے یہ عمل فرمایا چنانچہ ایسا ہی ہوا کہ اس کی قوم کے ایک ہزار آدمی داخل اسلام ہوگئے۔الحاصل آپ کا یہ عمل اسے نفع پہنچانے کے لیے نہیں تھا بلکہ مذکورہ بالا وجوہ کی بنا پر تھا چنانچہ سرکار نے صاف صاف فرمادیا تھا کہ میرا جنازہ پڑھنا اور کرتہ اسے نفع نہیں پہنچائے گا اور یہ عمل آیت کریمہ (و لا تصل علی احد منهم مات ابدا ولا تقم علی قبره۔ (سورۃ التوبۃ آیت۸۴) کے نزول سے قبل کا ہے اس کے بعد حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے کسی منافق کا جنازہ نہیں پڑھا۔(لہٰذا یہ خیال قطعاً درست نہیں کہ منافق کا جنازہ حضور نے کیوں پڑھا؟ جبکہ قرآن عظیم اس سے منع فرمارہا ہے تو جواب آگیا کہ یہ عمل اس آیت سے پہلے کا تھا اور تحریم سے قبل فعل کو حرام کہنا کم فہمی وجہالت ہے شراب حرام ہونے سے قبل صحابہ کرام رضوان اللہ تعالی اجمعین نے اسے پیا مگر گناہ نہیں تھا کہ اس وقت وہ حرام نہ تھا جب آیت تحریم آئی تو سب نے چھوڑ دیا مولانا علامہ علی قاری رحمہ اللہ مرقاۃ شرح مشکوۃ میں فرماتے ہیں (و روی ان النبی اللہ علیه

وسلم كلم فيما فعل بعبد الله بن ابى فقال رسول الله صلى الله عليه وسلم و ما يغنى عنه قميصى و صلاتى من الله والله انى كنت ارجو ان يسلم به الف من قومه روى انه اسلم الف من قومه لما رأوه يتبرك بقميص النبى صلى الله عليه وسلم اه۔ قال الخطابى هو منافق ظاهر النفاق و انزل فى كفره ونفاقه آيات من القرآن تتلى فاحتمل انه عليه الصلوٰة والسلام فعل ذالك قبل نزول قوله تعالىٰ و لا تصل على احد منهم مات ابدا ولا تقم على قبره و ان يكون تاليفا لابنه و اكراما له و كان مسلما برئيا من النفاق و ان يكون مجازاة له لانه كان كسا العباس عم النبى صلى الله عليه وسلم قميصا فاراد ان يكافئه لئلا يكون لمنافق عنده يد لم يجازه عليها ۔ الخ (مرقاۃ جلد دوم ص ۵۳)

مروی ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے عبداللہ بن ابی کیساتھ جو معاملہ کیا اس کے بارے میں کلام فرمایا کہ میری قمیص اور نماز ادا کرنا اسے نفع نہ دے گی۔ خدا کی قسم میں امید کرتا ہوں کہ اس کام سے اس کی قوم کے ہزار آدمی ایمان لے آئیں گے جب انہوں نے آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی قمیص سے اسے برکت حاصل کرتے دیکھا۔ امام خطابی نے کہا ہے کہ وہ منافق تھا جس کا نفاق ظاہر تھا اور اس کے نفاق وکفر میں قرآن مجید کی آیات نازل ہوئیں جو تلاوت کی جاتی ہیں اور اس بات کا احتمال ہے کہ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے یہ کام اللہ تعالیٰ کے فرمان (ولا تصل على احد منهم مات ابدا) کے نزول سے پہلے کا ہے اور اس کے بیٹے کی دلجوئی اور اسکے اکرام کیلئے کیا اس لئے کہ وہ مسلمان تھا نفاق سے پاک تھا۔ اور یہ بھی احتمال ہے کہ اسکا بدلہ ہو کہ اس نے نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے چچا حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو قمیض پہنائی تھی تو آپ نے اسکا بدلہ دینے کا ارادہ کیا تاکہ منافق کا آپ پر کوئی حق جسکا آپ نے اسے بدلہ نہ دیا ہو باقی رہے۔ هذا ما عندى وهو سبحانه وتعالى اعلم واحكم

کتبہ

امجد رضا سیتا مڑھی بہار

(تبلیغی جماعت کے امام کی جنازہ میں اقتداء کرنا کیسا؟)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مسئلہ:۔ کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ وہابی تبلیغی جماعت کے پیچھے اقتدا کی تو کیا نماز ہو جائے گی؟ اگر نہیں تو کیوں نہیں؟ نماز جنازہ کا بھی یہی حکم ہے یا کچھ اور اور اگر کسی شخص نے نماز جنازہ تبلیغی جماعت کے امام کے پڑھا ہے تو اسکے اوپر کیا حکم ہے؟

المستفتی:۔ راحت علی

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوھاب اللھم ہدایۃ الحق والصواب

صورت مستفسرہ میں عرض ہے کہ عبادات کے لئے پہلے ایمان کی اشد ضرورت ہے بلا ایمان کوئی بھی عبادات قابل مقبول نہیں قرآن مجید میں جہاں بھی اعمال کا حکم دیا گیا ہے وہاں پہلے ایمان کا مطالبہ کیا گیا ہے اور وہابی، دیوبندی، رافضی، خارجی، قادیانی، تبلیغی جماعت، غیر مقلد، جتنے بھی باطل عقائد والے ہیں اس کے پیچھے نماز باطل محض ہے کیونکہ یہ لوگ کفری عقائد رکھتے ہیں، جس کے سبب مرتد و کافر ہیں جیسا کہ فتاویٰ حسام الحرمین اور الصوارم الہندیہ میں ہے کہ دیوبندیوں نے حفظ الایمان صفحہ ۹، براہین قاطعہ صفحہ ۵۱ تحریر الناس صفحہ ۱۴، ۱۵ میں حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلّم کی شان میں جو گندے عقائد لکھے ہیں وہ شدید گستاخی اور کفری ہیں۔

لہذا دیوبندی اپنے عقائد کفریہ کی بنا پر بحکم قرآن کریم وحدیث شریف کافر و مرتد اور خارج از اسلام ہیں، ان کے پیچھے نماز پڑھنا حرام سخت حرام ہے، حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلّم نے فرمایا کہ (لا تصلوا معھم) یعنی بدعقیدہ لوگوں کے ساتھ نماز نہ پڑھو! تو بھلا بدعقیدہ کے پیچھے نماز کب جائز ہوگا؟ اور یہ بھی جان لینا ضروری ہے کہ جو شخص خود تو حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلّم کی شان میں گستاخی نہیں کرتا مگر گستاخ مولویوں اور دیوبندیوں کو مسلمان سمجھتا ہے اور اس کو یہ اطلاع ہے کہ دیوبندیوں نے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلّم کی شان میں گستاخی کی ہے تو ایسا شخص اسلامی قانون کی رو سے مسلمان نہیں بلکہ کافر ہے اور ایسے شخص کے پیچھے کوئی بھی نماز ہرگز نہیں۔ جو نماز انجانے میں اس کے پیچھے پڑھ چکا ہے اس کا دہرانا فرض ہے، اور اگر دیوبندیوں کے اقوال کفریہ پر مطلع ہونے کے بعد ان کے پیچھے نماز پڑھی تو کفر ہے، علمائے اہل سنت کا بالاتفاق ارشاد ہے کہ (من شك فی کفرہ و عذابہ فقد کفر) یعنی جو ان کے کافر ہونے اور عذاب میں شک کرے وہ کافر ہے۔

صورت مسئولہ میں عقائد باطلہ کی باطل عقائد پر مطلع ہوتے ہوئے اسے مسلمان سمجھتے ہوئے اس کی اقتدا میں چاہے پنج وقتہ نماز ہو یا جنازہ کی نماز ادا کی تو کافر ہو گیا اس پر لازم وضروری ہے کہ توبہ کرے تجدید ایمان، بیوی والا ہے تو تجدید نکاح مع تجدید مہر، اور کسی سے بیعت ہو تو تجدید بیعت کرے ورنہ مسلمان اس کا سماجی بائیکاٹ کرے۔

واللہ اعلم بالصواب

کتبہ

محمد جعفر علی صدیقی مہاراشٹر

۲۲ ربیع الاول ۱۴۴۰ھ مطابق ا دسمبر ۲۰۱۸ء بروز سنیچر

(حاملہ عورت انتقال ہوجائے تو بچہ کا کیا حکم ہے؟)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مسئلہ:۔کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ عورت کے پیٹ میں بچہ ہے عورت اور بچہ دونوں مر گئے تو ساتھ ہی میں دفنانا ہے یا بچہ نکال کر تنہا تنہا؟ رہنمائی فرمائیں عین نوازش ہوگی۔ المستفتی:۔فیض الرحمٰن

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوہاب

صورت مذکورہ میں عورت کے پیٹ میں بچہ زندہ ہے تو پیٹ پھاڑ کر نکالا جائے ورنہ نہیں جیسا کہ درمختار میں ہے در مختار میں ہے (الحاملة ماتت وولدها حیّ شق بطنها و یخرج ولدها) (ج/۳/۱٤٥ باب صلاۃ الجنائز مطبع زکریا دیوبند)

یعنی حاملہ عورت مرجائے اور اسکے پیٹ میں بچہ زندہ ہو تو اس بچہ کو پیٹ پھاڑ کر نکالا جائے یہاں درمختار کی عبارت میں لفظ حیّ گذرا جس سے معلوم ہوا کہ اگر بچہ بھی مردہ ہو تو شق بطن جائز نہیں ہوگا کیونکہ شق بطن کا حکم حیات ولد کی قید کے ساتھ مقید ہے اس لئے اب یہاں شق بطن کی علت باقی نہ رہی تو اب دونوں کو ایک ساتھ دفن کر دیا جائے۔

ھٰذا ما ظھر لی والعلم الحقیقی عند ربی

کتبہ

محمد مشاہد رضا حشمتی رام پور کیمری

۱۸ صفر المظفر ۱۴۴۲ھ بروز منگل

(حضرت سیدہ فاطمہ رضی اللہ تعالی عنہا کا جنازہ کس نے پڑھائی؟)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مسئلہ:۔کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ حضرت فاطمہ رضی اللہ عنھا کا جنازہ کس نے پڑھایا جلد جواب سے نوازیں مہربانی ہوگی المستفتی:۔ساجد رضا

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوہاب

جمہور علماء اہلسنت و جماعت کا موقف ہے اور مستند ترین کتابوں میں یہ موجود ہے کہ حضرت فاطمۃ الزہراء کا جنازہ

خلیفہ بلا فصل انبیاء کے بعد سرکار علیہ التحیۃ والثناء کے ظاہری و باطنی اور روحانی خلیفہ و جانشین حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے پڑھائی ہے اور اسی پر اکثر امت مسلمہ کا اتفاق ہے (عن حماد عن ابراهيم النخعي قال صلى ابوبكر الصديق على فاطمة بنت رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم فكبر اربعا) حضرت ابرھیم نخعی نے کہا کہ ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے فاطمہ بنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نماز جنازہ پڑھائی اور چار تکبیریں کہیں۔

(طبقات ابن سعد جلد ثامن صفحہ ۱۹)

(عن مجاهد عن الشعبي قال صلى عليها ابوبكر رضى الله عنه وعنها) حضرت شعبی فرماتے ہیں کہ فاطمہ پر ابوبکر الصدیق نے نماز جنازہ پڑھایا۔ (طبقات ابن سعد جلد ۸ صفحہ ۱۹)

امام بیہقی سے اپنی سند کیساتھ منقول ہے لکھتے ہیں کہ حدثنا محمد بن عثمان ابن ابی شیبۃ حدثنا عون بن سلام حدثنا سوار بن مصعب (عن مجالد عن الشعبي ان فاطمة اماماتت دفنها ليلا واخذ بضبعي ابي بكر الصديق فقدمه يعني في الصلوة عليها (رضوان الله عليهم اجمعين) یعنی جب حضرت فاطمہ فوت ہوئیں تو حضرت علی رضی اللہ عنہما نے انکورات میں ہی دفن کردیا اور جنازے کے موقع پر حضرت علی رضی اللہ عنہ نے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے دونوں بازو پکڑ کر جنازہ پڑھانے کیلئے مقدم کردیا (بحوالہ السنن الکبریٰ للبیہقی کتاب الجنائز جلد ۴ ص ۲۹) واللہ اعلم۔ بالصواب

کتبہ

محمد امجد رضا امجدی سیتا مڑھی

۲۲ صفر المظفر ۱۴۴۰ھ مطابق ۱ نومبر ۲۰۱۸ بروز جمعرات

(شوہر کا اپنی بیوی کے غسل وکفن وجنازہ اٹھانے کا مسئلہ)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مسئلہ:۔ کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ شوہر اپنے بیوی کو غسل دے سکتا ہے جنازہ پڑھ سکتا ہے قبر میں اتار سکتا ہے اور کاندھا دے سکتا ہے یا نہیں؟ پوسٹ ہو تو ارسال کریں مہربانی ہوگا۔ **المستفتی**:۔ مولانا محمد ریحان رضا

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوہاب

صورت مسؤلہ میں بیوی اگر مر جائے تو شوہر اسے نہ نہلا سکتا ہے نہ اسکے بدن کو بلا حائل چھو سکتا ہے البتہ دیکھنے کی

ممانعت نہیں عوام میں جو یہ مشہور ہے کہ شوہر عورت کے جنازے کو نہ کندھا دے سکتا ہے نہ نماز جنازہ پڑھ سکتا ہے نہ قبر میں اتار سکتا ہے نہ منھ دیکھ سکتا ہے یہ محض غلط ہے البتہ نہلانے اور اس کے بدن کو بلا حائل (ہاتھ پر کپڑا وغیرہ بندھا نہ ہو) ہاتھ لگانے کی ممانعت ہے (بہار شریعت حصہ چہارم صفحہ/اسلامی رھکذا فی فتاوی رضویہ جلد 4 صفحہ 96) واللہ اعلم بالصواب

کتبہ

عبید اللہ رضوی بریلوی

۱۲ شعبان المعظم ۱۴۴۱ھ بروز منگل

(مذہب اسلام میں نماز جنازہ کا حکم کب سے ہوا)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مسئلہ:۔کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ امت محمدیہ پر نماز جنازہ کب فرض ہوئی؟ المستفتی:۔محمد عمر قادری

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوہاب

اسلام میں وجوبِ نماز جنازہ کا حکم مدینہ منورہ میں نازل ہوا، امام واقدی نے حضرت ام المومنین سیدہ خدیجہ رضی اللہ تعالٰی عنہا کے بارے میں حکیم بن حزام رضی اللہ تعالٰی عنہ سے روایت کیا ہے کہ آپ کا وصال بعثت کے دسویں سال شعبِ ابی طالب سے خروج کے بعد ہُوا اور آپ کو حجون کے قبرستان میں دفن کیا گیا اور نبی اکرم صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم خود ان کی لحد میں اترے اور اس وقت میت پر جنازہ کا حکم نہیں تھا اھ اور امام ابن حجر عسقلانی نے اصابہ میں حضرت اسعد بن زرارہ رضی اللہ تعالٰی عنہ کے احوال میں واقدی کے حوالے سے لکھا ہے کہ ان کا وصال ہجرت کے بعد نویں مہینے کے آخر میں ہُوا، اسے حاکم نے مستدرک میں روایت کیا اور بقول واقدی یہ شوال کا مہینہ تھا، بغوی نے کہا کہ ہجرت کے بعد سب سے پہلے اسی صحابی کا وصال ہوا، اور یہ پہلے صحابی کی میت تھی جس پر نبی اکرم صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے نماز جنازہ پڑھی اور اس سے جواب واضح ہو گیا۔(فتاوی رضویہ ج5 ص 377 کتاب الصلاۃ) واللہ اعلم بالصواب

کتبہ

محمد انور رضا بہرائچ شریف

۱۶ صفر ۱۴۴۱ ہجری () ۱۶ اکتوبر بروز بدھ ۲۰۱۹ عیسوی

(کئی جنازے جمع ہوں تو ایک ساتھ سب کی نماز جنازہ پڑھ سکتا ہے؟)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مسئلہ:۔کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ اگر کئی جنازہ ہوں تو ایک ساتھ سب کی نماز جنازہ پڑھی جاے گی یا تنہا تنہا؟ المستفتی:۔اکبر نعیمی

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوہاب

کئی جنازے جمع ہوں تو ایک ساتھ سب کی نماز پڑھ سکتا ہے یعنی ایک ہی نماز میں سب کی نیّت کر لے اور افضل یہ ہے کہ سب کی علیحدہ علیحدہ پڑھے اور اس صورت میں یعنی جب علیحدہ علیحدہ پڑھیں تو اُن میں جو افضل ہے اس کی پہلے پڑھے پھر اس کی جو اُس کے بعد سب میں افضل ہے وعلیٰ ھذا القیاس۔(الدرالمختار"،کتاب الصلاۃ،باب صلاۃ الجنازۃ،ج ۳،ص ۱۳۸)

چند جنازے کی نماز ایک ساتھ پڑھائی تو اختیار ہے کہ سب کو آگے پیچھے رکھیں یعنی سب کا سینہ امام کے مقابل ہو یا برابر برابر رکھیں یعنی ایک کی پائنتی یا سرہانے دوسرے کو اور اس دوسرے کی پائنتی یا سرہانے تیسرے کو وعلیٰ ھذا القیاس۔اگر آگے پیچھے رکھے تو امام کے قریب اس کا جنازہ ہو جو سب میں افضل ہو پھر اُس کے بعد جو افضل ہو وعلیٰ ھذا القیاس۔اور اگر فضیلت میں برابر ہوں تو جس کی عمر زیادہ ہو اسے امام کے قریب رکھیں یہ اس وقت ہے کہ سب ایک جنس کے ہوں اور اگر مختلف جنس کے ہوں تو امام کے قریب مرد ہو اس کے بعد لڑکا پھر خنثیٰ پھر عورت پھر مراہقہ یعنی نماز میں جس طرح مقتدیوں کی صف میں ترتیب ہے، اس کا عکس یہاں ہے اور اگر آزاد و غلام کے جنازے ہوں تو آزاد کو امام سے قریب رکھیں گے اگرچہ نابالغ ہو، اُس کے بعد غلام کو اور کسی ضرورت سے ایک ہی قبر میں چند مُردے دفن کریں تو ترتیب عکس کریں یعنی قبلہ کو اُسے رکھیں جو افضل ہے جب کہ سب مرد یا سب عورتیں ہوں ورنہ قبلہ کی جانب مرد کو رکھیں پھر لڑکے پھر خنثیٰ پھر عورت پھر مراہقہ کو۔(الفتاوی الھندیۃ،کتاب الصلاۃ،الباب الحادی والعشرون في الجنائز،الفصل الخامس،ج ا،ص ۱۶۵)

ایک جنازہ کی نماز شروع کی تھی کہ دوسرا آ گیا تو پہلے کی پوری کر لے اور اگر دوسری تکبیر میں دونوں کی نیّت کر لی، جب بھی پہلے ہی کی ہوگی اور اگر صرف دوسرے کی نیّت کی تو دوسرے کی ہوگی اس سے فارغ ہو کر پہلے کی پھر پڑھے۔(الفتاوی الھندیۃ،کتاب الصلاۃ الباب الحادی والعشرون في الجنائز،الفصل الخامس،ج ا،ص ۱۶۵ و بہارشریعت حصہ چہارم کتاب الجنائز)

اور جب چند جنازے ایک ساتھ ادا کی جائیں اور اس میں بالغ و نابالغ بھی ہوں تو دعائیں پڑھنے کی متعلق سرکار اعلی

حضرت الشاہ امام احمد رضا رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ بالغوں کے ساتھ نابالغوں کی نماز بھی ہو سکتی ہے۔ دونوں دعائیں (یعنی بالغ اور نابالغ والی) پڑھی جائیں، پہلے بالغوں کی پھر نابالغوں کی۔ (فتاویٰ رضویہ، ج ۲۴، ص، ۲۰۰، رضا فاؤنڈیشن) واللہ اعلم ورسولہ

کتبہ

محمد اسماعیل خان امجدی گونڈہ

۲۸ نومبر بروز بدھ ۲۰۱۸ عیسوی ۱۹ ربیع الاول ۱۴۴۰ ہجری

(میت کے موئے زیر ناف صاف کرنا کیسا ہے؟)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مسئلہ:۔ کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ کیا کسی میت کا زیر ناف صاف کر سکتے ہیں یا نہیں۔ جواب دیکر شکریہ کا موقع فراہم کریں

المستفتی:۔ واحد قمر گریڈیہ

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوہاب

میت کی داڑھی یا سر کے بال میں کنگھا کرنا یا ناخن تراشنا یا کسی جگہ کے بال مونڈنا یا کترنا یا اکھاڑنا ناجائز ومکروہ تحریمی ہے بلکہ حکم یہ ہے کہ جس حالت پر ہے اسی حالت پر دفن کر دیں ہاں اگر ناخن ٹوٹا ہو تو لے سکتے ہیں اور اگر ناخن یا بال تراش لئے تو کفن میں رکھ دیں۔ (درمختار عالمگیری ج اول ص 158 ردالمحتار ج اول ص 803 / حوالہ بہار شریعت جلد اول حصہ چہارم صفحہ 122 مطبوعہ فاروقیہ بکڈپو دہلی) فلہٰذا میت کے موئے زیر ناف صاف کرنا ناجائز ومکروہ تحریمی ہے۔ واللہ اعلم ورسولہ

کتبہ

ابوالاحسان محمد مشتاق احمد قادری رضوی مہاراشٹر

۷ رذی القعدہ ۱۴۴۱ھ بروز سوموار

(کیا نماز جنازہ کے لئے جگہ کا پاک ہونا ضروری ہے؟)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مسئلہ:۔ کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ کیا نماز جنازہ کے لئے جگہ کا پاک ہونا ضروری ہے مع حوالہ جواب

عنایت فرمائیں المستفتی:۔صدام حسین رضوی بہرائچ شریف یوپی

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوہاب

جی ہاں نماز جنازہ کے مصلی (نماز پڑھنے والے کے لئے) بھی وہی شرطیں ہیں جو مطلق نماز کی ہیں یعنی مصلی کا نجاست حکمیہ وحقیقیہ سے پاک ہونا نیز اسکے کپڑے اور جگہ کا پاک ہونا۔ستر عورت قبلہ کو مونھ ہونا نیت اس میں وقت شرط نہیں اور تکبیر تحریمہ رکن ہے شرط نہیں (بہار شریعت ح:4/ص:825/نماز جنازہ کا بیان/مجلس المدینۃ العلمیۃ دعوت اسلامی)

اور فتاوی ہندیہ میں ہے(و کل ما یعتبر شرطا لصحۃ سائر الصلوٰت من الطھارۃ الحقیقیۃ والحکمیۃ و استقبال القبلۃ و ستر العورۃ والنیۃ یعتبر شرطا لصحۃ الجنازۃ ھکذا فی البدائع)اھ
(ج:1/ص:164/الفصل الخامس فی الصلاۃ علی المیت/بیروت)

اور ردالمحتار میں ہے(و اما الشروط التی ترجع الی المصلی فھی شروط بقیۃ الصلوات من الطھارۃ الحقیقیۃ بدنا و ثوبا و مکانا والحکمیۃ و ستر العورۃ والاستقبال والنیۃ سوی الوقت)اھ
(ج:3/ص:103/کتاب الصلاۃ/باب صلاۃ الجنازۃ/دار عالم الکتب)واللہ اعلم بالصواب

کتبہ

محمد اسرار احمد نوری بریلوی نینی تال اترا کھنڈ

۲۹ محرم الحرام ۱۴۴۲ھ بروز جمعہ

(اگر کوئی مردہ عورت خواب میں کسی انسان کو اپنے بچے کی ولادت کی خبر دے تو کیا حکم؟)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مسئلہ:۔کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ بعد تدفین خواب کی بنا پر قبر کھودنا کیسا ہے؟ حاملہ عورت مرگئ اور دفن کردی گئ کسی نے خواب میں دیکھا کہ اس کا بچہ پیدا ہوا تو محض اس خواب کے بناء پر قبر کھودنا جائز ہے یا نہیں مع حوالہ جواب عنایت فرمائیں

المستفتی:۔محمد صغیر

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوہاب

صورت مسئولہ میں بغیر دلیل قوی صحیح شرعی کے محض ایک خواب کی بنا پر قبر کو شاق نہیں کیا جا سکتا، جیسا کہ فقیہ اعظم ہند اعلیٰ حضرت قدس سرہ القدسی علیہ الرحمۃ فتاویٰ ھندیہ کے حوالہ سے تحریر فرماتے ہیں "لا الا دلیل جلی حاملۃ آتت علی حملھا سبعۃ اشھر وکان الولد یتحرك فی بطنھا ماتت فدفنت ثم رویت فی المنام انھا قالت ولدت لا ینبش القبر "یعنی قبر کو شاق نہیں کیا جائے گا مگر جبکہ دلیل قوی موجود ہو (آگے فرماتے ہیں) ایک عورت کو سات مہینہ کا حمل تھا اور بچہ اسکے پیٹ میں حرکت کر رہا تھا پھر وہ مرگئی پھر خواب میں دیکھا گیا کہ وہ کہتی ہے کہ میرے بچہ پیدا ہوا ہے تب بھی قبر کو شاق نہیں کیا جائے گا۔ اھ (العطایا النبویہ فی الفتاوی الرضویہ الجزء الرابع ص ۱۱۶ رضا اکیڈمی ممبئی) واللہ اعلم بالصواب

کتبہ

محمد مشاہد رضا حشمتی

۲۶ شعبان المعظم ۱۴۴۱ھ بروز منگل

(جو بچہ مرا ہوا پیدا ہو تو کیا اسکا نام رکھا جائے گا؟)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مسئلہ:۔ کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ جو بچہ پیٹ میں ہی مرگیا تو کیا اسکا نام رکھ سکتے ہیں مدلل و مفصل جواب عنایت فرمائیں برائے مہربانی۔ **المستفتی:۔** محمد صدام رضا بہار

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوہاب

صورت مذکورہ میں بچے کا نام نہ رکھا جائے جیسا کہ حضور صدر الشریعہ بدر الطریقہ علیہ الرحمۃ والرضوان بہار شریعت میں بحوالہ درمختار وردالمحتار تحریر فرماتے ہیں کہ بچہ زندہ پیدا ہو یا مردہ اسکی خلقت تمام ہو یا ناتمام بہر حال اسکا نام رکھا جائے اور قیامت کے دن اسکا حشر ہوگا۔ اھ (ح:4/ص:841/قبر و دفن کا بیان/مجلس المدینۃ العلمیۃ دعوت اسلامی) واللہ اعلم بالصواب

کتبہ

محمد اسرار احمد نوری بریلوی نینی تال اتراکھنڈ

۱۴ شعبان المعظم ۱۴۴۱ھ بروز جمعرات

(نماز جنازہ کے لیے وضو کرنا فرض ہے؟)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مسئلہ:۔کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ نماز جنازہ کے لئے وضو کرنا کیا ہے؟ فرض یا واجب؟

المستفتی:۔محمد شہباز حنفی

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوہاب

نماز جنازہ کے لیے وضو کرنا فرض ہے جیسا کہ علامہ ابو الاخلاص حسن بن عمار الشرنبلالی علیہ الرحمہ تحریر فرماتے ہیں

(الوضوء) لصلوٰۃ الجناز (فرض) (نور الایضاح صفحہ ۳۲/اقسام الوضوء) واللہ اعلم بالصواب

کتبہ

عبید اللہ بریلوی

۱۳/ربیع الاول ۱۴۴۰ھ

(حضور اعلیٰ حضرت نے اپنی نماز جنازہ کے متعلق کیا وصیت فرمائی تھی)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مسئلہ:۔کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ حضور اعلیٰ حضرت نے اپنی نماز جنازہ کے متعلق کیا وصیت فرمائی تھی؟

المستفتی:۔عبدالقیوم وادری

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوہاب

حضور اعلیٰ حضرت علیہ الرحمۃ والرضوان کی نماز جنازہ کی وصیت کے متعلق وصایا شریف صفحہ 24 پر ہے کہ) مجدّدِ اعظم ،اعلیٰ حضرت ،امام اہلسنت ،مجدد دین وملت مولانا شاہ امام احمد رضا خان علیہ الرحمۃ والرضوان نے اپنی نمازِ جنازہ کے بارے میں یہ وصیت فرمائی تھی" المنۃُ الممتازہ " میں نمازِ جنازہ کی جتنی دعائیں منقول ہیں اگر حامد رضا کو یاد ہوں تو وہ میری نمازِ جنازہ پڑھائیں ورنہ مولوی امجد علی صاحب پڑھائیں ۔حضرت حجۃ الاسلام (حضرت مولٰینا حامد رضا خان) چُونکہ

آپ کے ''ولی'' تھے اسلئے انکو مقدم فرمایا، وہ بھی مشروط طور پر اور انکے بعد میرے آقا اعلیٰ حضرت رضی اللہ عنہ کی نگاہِ انتخاب اپنی نمازِ جنازہ کے لئے جس پر پڑی وہ بھی بلاشرط، وہ ذات صدرُ الشَّریعہ، بدر الطریقہ مفتی محمد امجد علی اعظمی علیہ الرحمۃ والرضوان کی تھی۔ اسی سے اعلیٰ حضرت رضی اللہ عنہ کی صدر الشریعہ علیہ الرحمۃ والرضوان سے محبت کا اندازہ کیا جا سکتا ہے۔ اعلیٰ حضرت رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی وصیت کے مطابق انکی نماز جنازہ حضور حجۃ الاسلام حضرت حامد میاں صاحب قبلہ علیہ الرحمۃ والرضوان نے پڑھائی۔ یہ مبارک رسالہ فتاوٰی رضویہ جلد ۹ صفحہ ۲۰۹ پر موجود ہے۔ واللہ اعلم بالصواب

کتبہ

محمد مظہر علی رضوی

۲۱ شعبان المعظم ۱۴۴۱ھ بروز جمعرات

(حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی روح کس نے قبض کی؟)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مسئلہ:۔ کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ کیا یہ بات سچ ہے کہ بی بی فاطمہ رضی اللہ عنہا کی روح حضرت جبرائیل امین علیہ السلام نے نہیں بلکہ خود اللہ پاک نے قبض فرمائی اس کے بارے میں مفتی صاحب رہنمائی فرمادیں۔

المستفتی:۔ محمد وقاص عطاری فیصل آباد پاکستان

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوھاب

قرآن مقدس میں موت کے متعلق بہت سی آیتیں ہیں۔ مگر میں اس مسئلہ کی وضاحت کے لئے صرف تین آیتوں کا ذکر کررہا ہوں (اللَّهُ يَتَوَفَّى الْأَنفُسَ حِينَ مَوْتِهَا) (الزمر ۴۲/ ای یقبض الأرواح عند حضور اجالھا / صاوی الجلد الثالث/ ۳۵۱) اللہ تعالیٰ موت کے وقت سب کی روح قبض کرتا ہے! اس آیت شریفہ میں روح قبض کرنے کی نسبت اللہ کی جانب ہے (حَتَّىٰ إِذَا جَاءَ أَحَدَكُمُ الْمَوْتُ تَوَفَّتْهُ رُسُلُنَا وَهُمْ لَا يُفَرِّطُونَ (الأنعام/ ۶۱/ ای الملأئکۃ الموکلون بقبض الارواح/ سورہ انعام صاوی الجلد الثانی / ص ۱۹) جب تم میں سے کسی کو موت آتی ہے تو ہمارے فرشتے جو جان نکالنے پر مقرر ہیں روح قبض کر لیتے ہیں۔ اس آیت میں صراحت ہے کہ روح قبض کرنے والے بہت فرشتے ہیں (قُلْ يَتَوَفَّاكُم مَّلَكُ الْمَوْتِ الَّذِي وُكِّلَ بِكُمْ ثُمَّ إِلَىٰ رَبِّكُمْ تُرْجَعُونَ (السجدہ/ ۱۱ صاوی

الجلد الثالث/ص۲۴۶/) آپ فرمائیں کہ ملک الموت روحیں قبض کرتے ہیں جو اس پر مقرر ہیں، آپ حیرت میں ہونگے، کہ مسئلہ ایک اور قرآن شریف میں تین مختلف جوابات اللہ تعالی سب کی روح قبض فرماتا ہے؛ ملک الموت سب کی روحیں قبض کرتے ہیں بہت فرشتے مل کر روح قبض کرتے ہیں؛ اب اس مسئلہ میں علامہ احمد صاوی علیہ الرحمہ کا بیان ملاحظہ کریں (ولا منافات بینها فما هنا محمول على مباشرة اخذها - وما فى الا نعام محمول على معالجة أعوان عزرائيل عليه السلام لمن أمر بقبض روحه - وما فى الزمر محمول على الحقيقة فإن المتوفى حقيقة هو الله) یعنی ان تینوں آیتوں میں کوئی منافات نہیں ہے عزرائیل علیہ السلام کے اعوان فرشتے مرنے والوں کے پورے جسم سے روح سمٹ کر حلقہ تک پہنچا دیتے ہیں اس لئے ان کو قابض روح کہا گیا - حضرت عزرائیل علیہ السلام اس کو بلو کے پاس سے اپنے قبضہ میں لیتے ہیں تو ان کے لئے؛ کہا کہ روح قبض کرتے ہیں اور اللہ تبارک وتعالی کی جانب روح قبض کرنے کی نسبت حقیقی ہے، وہی حقیقت میں وفات دینے والا ہے، تو پھر جب سب کی روح قبض کرنے والا؛ وہ رب العالمین ہے، تو حضرت فاطمہ زہرہ، طیبہ، طاہرہ، کی روح بھی رب تبارک وتعالی نے قبض فرمائی کہنے میں کون سی خصوصیت ہے، قرآن مقدس کی آیات کریمہ آپ نے پڑھا، اب حدیث شریف بھی ملاحظہ کریں، کتب صحاح ستہ میں ایک کتاب ابو داود شریف کے حوالہ سے صاحب (مشکواۃ المصابیح)

یہ حدیث پاک نقل کرتے ہیں کہ رسول صلی اللہ تعالی علیہ وسلم نے ایک جنازہ پر یہ دعا پڑھی (اللهم انت ربها وانت خلقها وانت هديتها الى الاسلام وانت. قبضت روحها (مشکوۃ المصابیح شریف ص ۱۴۷)

یعنی یا اللہ تو اس مرنے والے کا رب ہے - تو نے ہی اسے پیدا کیا، اور تو نے ہی اسے اسلام کی ہدایت دی، اور تو نے ہی اس کی روح قبض کی، کچھ کتابوں میں خصوصیت کے ساتھ ذکر ہے کہ حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی روح کو رب العالمین نے خود قبض فرمایا خاک کربلا، شہید ابن شہید، اور تفسیر روح البیان، کا تذکرہ خصوصیت کے ساتھ آتا ہے، مشہور مورخ منیر الدین زرقانی نے اپنی کتاب الاعلام جلد اول ص ۳۱۲ پر ان تذکرہ نقل کرتے ہیں اسماعیل حقی ابن مصطفی، متصوف، مفسر، ترکی، مستعرب، من العربیہ، ۱۱۳۷ میں ہے۔ تفسیر روح البیان؛ جلد ۸ ص ۱۱۴ پر یہ روایت بلا سند نقل کی ہے کیونکہ باب الفضائل میں علماء وہ تنقید و تحقیق نہیں کرتے ہیں، جو احکام میں کرتے ہیں اس کے ساتھ حضرت ذوالنون مصری رحمۃ اللہ علیہ کی دعائیں نقل کیں ہیں خلاصہ کلام یہ ہے کہ اگر کوئی یہ کہے کہ حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالی عنہا کی روح رب تبارک وتعالی نے قبض کی ہے تو درست ہے اور اگر کوئی کہے کہ فرشتہ نے قبض کیا ہے تو یہ بھی صحیح ہے یہ ایسا مسئلہ نہیں ہے جس پر بحث ومباحثہ کی ضرورت ہے۔ (ماخوذ فتاوی بحر العلوم جلد دوم کتاب الجنائز ص ۵) واللہ اعلم بالصواب

کتبہ

محمد رضا امجدی ۲۸ محرم الحرام ۱۴۴۱ھ بروز سنیچر

(حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا جنازہ کتنے دنوں تک رکھا رہا؟)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مسئلہ:۔کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا جنازہ کتنے دن تک رکھا رہا؟

المستفتی:۔عبید اللہ بریلوی

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوہاب

نبی کریم صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی وفات روز دوشنبہ کو ہوئی روز سہ شنبہ پورا گزر گیا اور شب چہار شنبہ میں آپکی تدفین ہوئی۔(مدارج النبوۃ/ج:2/ص:511/ہکذا اسلامی حیرت انگیز معلومات) واللہ اعلم بالصواب

کتبہ

اسرار احمد نوری بریلوی

۲۹ ذی القعدہ ۱۴۴۰ھ بروز منگل

(مومن کی روح اسکے قرض کی وجہ سے معلق رہتا ہے حتی کہ ادا نہ کرے؟)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مسئلہ:۔کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ کسی مدرسہ کا روپیہ کسی شخص کو امانت کے طور پر دیا گیا اور وہ شخص چند روز کے بعد انتقال کر گیا اور مرحوم کے جنازے کی نماز میں اعلان کیا گیا کہ جس کا بقایا ہو وہ رابطہ کریں ان کو دیا جائے گا ان کے اولاد کو اس امانت کے بارے میں معلوم ہے اور کہتا بھی ہے لیکن آپس میں بنا برن خراب ہونے کی وجہ سے اب کہتا ہے کہ یہ رقم دوسری جگہ دے دیں گے کیا یہ امانت دوسری جگہ دینا صحیح ہے قرآن وحدیث کی روشنی میں جواب عنایت فرمائیں عین نوازش ہوگی؟

المستفتی:۔محمد آصف رضا رفیقی

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوہاب

اگر پسماندگان اپنے مرحوم کی بھلائی چاہتے ہیں تو من مانی کرنے سے باز رہیں خود اور اپنے مرحوم پر ظلم نہ کریں

مندرجہ ذیل میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشادات نقل کئے جاتے ہیں ملاحظہ ہوں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ نفس (روح) مؤمن اس کے قرض کی وجہ سے معلق رہتا ہے حتی کہ وہ اس قرض کوادا نہ کرے شرح الصدور بشرح حال الموتی والقبور صفحہ ۲۴۱ بحوالہ ترمذی، ابن ماجہ، بیہقی) حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور پرنور صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس ایک شخص کا جنازہ لایا گیا، تاکہ آپ اس پر نماز پڑھیں، توآپ نے دریافت فرمایا کہ کیا اس پر دین (قرض) ہے؟ تو لوگوں نے کہا کہ ہاں تو آپ نے فرمایا، ایسے شخص پر میں نماز پڑھ کر کیا کروں جس کی روح اس کے دین کے بدلے رہن ہے، اور آسمان پر نہیں جاتی تو اگر کوئی شخص اس کے دین کا ذمہ دار ہو جائے تب میرا اس پر نماز پڑھنا مفید ہوگا، (کتاب مذکور حوالہ طبرانی)

سعید اطول سے روایت ہے کہ ہمارے والد کا انتقال ہوا اور انھوں نے ترکہ میں تین سو دینار چھوڑے تو میں نے سوچا کہ یہ ان کے اہل وعیال پر خرچ کردوں تو حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تمھارے باپ اپنے دین کی وجہ سے مقید ہے اس کا دین ادا کرو۔ (کتاب مذکور صفحہ ۲۴۲ بحوالہ اماماحمد)

یعنی پہلے قرض ادا کرو اور اہل وعیال کو بانٹنے کے بارے میں بعد میں سوچو۔ اور بہار شریعت جلد اول حصہ چہارم صفحہ ۱۳۹ پر ہے کہ دین ووصیت ومیراث ان سب پر کفن مقدم ہے اور دین وصیت پر اور وصیت میراث پر (بحوالہ جوہرہ)

معلوم ہوا کہ اگر میت نے مال چھوڑے ہیں تو اس میں سے پہلے کفن ودفن کا انتظام کیا جائے گا۔ اور اگر وصیت کی ہے اور میراث بھی چھوڑا ہے تو وصیت پوری کرنے اور وراثت تقسیم کرنے سے پہلے اس میت پر جو دین ہے پہلے اسے ادا کیا جائے بغیر قرض (امانت) ادا کئے وہ لوگ نہ وصیت پوری کر سکتے ہیں اور نہ ہی وراثت تقسیم کر سکتے ہیں۔ جس کی امانت تھی اسی کو دیا جائے دوسرے کو دینے سے ادا نہ ہوگی لہٰذا پسماندگان کا یہ کہنا کسی دوسرے کو دے دوں گا یہ پاگل پن ہے۔ اللہ تعالی مرحوم کے پسماندگان کو عقل سلیم عطا فرمائے۔ امین

کتبہ

محمد جعفر علی صدیقی رضوی

۱۳؍صفر المظفر ۱۴۴۱ھ

(عیدگاہ میں نماز جنازہ پڑھنا کیسا؟)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مسئلہ:۔ کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ عیدگاہ میں نماز جنازہ پڑھانا کیسا ہے قرآن وحدیث کی روشنی میں

جواب عنایت فرمائیں مہربانی ہوگی المستفتی:۔محمد حشیم الدین جھارکھنڈ

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوہاب

نماز جنازہ عیدگاہ اور مدرسہ کے احاطے میں ادا کرنا جائز ہے شرعی اعتبار سے کوئی قباحت نہیں ہے جیسا کہ سید العلماء حضرت علامہ سید احمد طحطاوی رحمۃ اللہ علیہ تحریر فرماتے ہیں (لا تکرہ فی مسجد اعدلھا و کذا فی مدرسۃ ومصلی عید)(طحطاوی علی مراقی مطبوعۃ قسطنطنیہ ص ۳۲۶)

اس لئے عیدگاہ میں نماز جنازہ پڑھنا جائز ودرست ہے ہاں مسجد میں نماز جنازہ پڑھنا مطلقا مکروہ تحریمی ہے جو حرام کے مثل ہے۔واللہ اعلم بالصواب

کتبہ

محمد رضا امجدی

۲۲ ذی قعدہ ۱۴۴۰ ہجری)۲۶ جولائی بروز جمعہ

(کوئی مسلمان زہر پیکر مر جائے تو اس کے غسل وکفن ودفن اور نماز جنازہ کے بارے میں کیا حکم ہے؟)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مسئلہ:۔کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ اس مسئلہ کا کیا حل ہوگا کہ ایک مسلمان نے زہر پی کر موت پائی ہے کیا اسکی غسل کفن ودفن اسلامی طور وطریقہ سے کیا جائے گا یا نہیں جواب حوالہ سے ضرور دیں کرم ہوگا۔

المستفتی:۔مولانا مختار عالم ضلع بکسر بہار

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوہاب

صورت مذکورہ میں زہر کھا کر خودکشی کرنا گناہ ضرور ہے مگر ایسے شخص کی تجہیز وتکفین کی جائے گی جیسا کہ فتاوی فقیہ ملت

ج:1/ص:261/ میں ہے زہر کھا کر جان دینا گناہ ضرور ہے مگر ایسے شخص کی تجہیز و تکفین اور نماز جنازہ پڑھنے کا حکم ہے۔
درمختار مع شامی ج:2/ص:211/ میں ہے (من قتل نفسه ولو عمدا يغسل و يصلى عليه به يفتى)اھ۔اور
فتاوی خانیہ مع عالمگیری ج:1/ص:186/ پر ہے (المسلم اذا قتل نفسه يغسل و يصلى عليه)اھ ملخصا ۔

واللہ اعلم بالصواب

کتبہ

محمد اسرار احمد نوری بریلوی

۲۸ صفر المظفر ۱۴۴۰ھ بروز سوموار

(نماز جنازہ میں حق ولایت باپ کو حاصل ہے یا بیٹے کو؟)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مسئلہ:۔کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ ہندہ کا انتقال ہوگیا اور باپ بھائی شوہر بیٹا سب موجود ہیں تو ہندہ کا ولی کون بنے گا اور ان لوگوں میں سے کس کو ترجیح دی جائے گی جواب سے نوازیں کرم ہوگا۔فقط والسلام

المستفتی:۔محمد حشیم الدین شمسی

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوہاب

صورت مذکورہ میں نماز جنازہ میں ولی سے مراد میت کے عصبہ ہیں اور نماز پڑھانے میں اولیاء کی وہی ترتیب ہے جو نکاح میں ہے صرف فرق اتنا ہے کہ نماز جنازہ میں میت کے باپ کو بیٹے پر تقدم ہے اور نکاح میں بیٹے کو باپ پر البتہ اگر باپ عالم نہیں اور بیٹا عالم ہے تو نماز جنازہ میں بھی بیٹا مقدم۔اھ (ج:1/ح:4/ص:836)

اور درمختار میں ہے (و يقدم فى الصلاة عليه السلطان ثم القاضى ثم امام الحى ثم الولى بترتيب عصوبة الانكاح الا الاب فيقدم على الابن اتفاقا الا ان يكون عالما والاب جاهلا فالابن اولى)اھ

(ج:3/ص:119/120/121/باب صلاۃ الجنازۃ) واللہ اعلم بالصواب

کتبہ

محمد اسرار احمد نوری بریلوی

۱۵ محرم الحرام ۱۴۴۱ھ بروز اتوار

(نو سال کی لڑکی انتقال کر جائے تو نماز جنازہ میں کونسی دعا پڑھے؟)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مسئلہ:۔کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ ایک لڑکی کی عمر ۹ سال ہے اور وہ انتقال کر گئی ہے تو اس لڑکی کی نماز جنازہ میں دعا بالغ کی پڑھی جائے گی یا نابالغ کی جواب عنایت فرمائیں آپ کی نوازش ہوگی۔ المستفتی:۔اکبر نعیمی

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوھاب

اگر لڑکی عمر ۹ر سال کی تھی تو اس کا کفن اور نماز جنازہ بالغ کے حکم میں ہوگا کیونکہ ۹ سال کی لڑکی اور ۱۲ سال کا لڑکا شرعا بالغ کے حکم میں ہے جیسا کہ بہار شریعت حصہ چہارم صفحہ ۱۳۸ پر ہے کہ جو نابالغ حد شہوت کو پہونچ گیا وہ بالغ کے حکم میں ہے اسی صفحہ کے نیچے حاشیہ میں ہے کہ حد شہوت لڑکوں میں یہ ہے کہ اس کا دل عورتوں کی طرف رغبت کرے۔اور لڑکی میں یہ ہے کہ اسے دیکھ کر مرد کو اس کی طرف میلان پیدا ہو،اور اس کا اندازہ لڑکوں میں ۱۲ سال اور لڑکیوں میں ۹ برس ہے

.واللہ تعالیٰ ورسولہ اعلم بالصواب

کتبہ

محمد جعفر علی صدیقی رضوی

۲۳ ربیع الآخر ۱۴۴۰ھ بروز سوموار

(حضرت علی (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) کی نماز جنازہ کس نے پڑھایا؟)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مسئلہ:۔کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی نماز جنازہ کس نے پڑھایا؟

المستفتی:۔حشیم الدین رضا

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

اللھم ھدایۃ الحق والصوب

صحیح روایت کے مطابق حضرت علی رضی اللہ عنہ کا جنازہ حضرت حسن بن علی بن ابی طالب نے پڑھایا اور آپ رضی

اللہ عنہ کو گورنر ہاؤس کے پاس کوفہ میں ہی دفن کیا گیا لیکن آپ رضی اللہ عنہ کی قبر مبارک کو خفیہ رکھا گیا کیونکہ خارجیوں کے بے حرمتی کرنے کا ڈر تھا۔(البدایہ والنھایہ جلد ۷ ص ۳۳۱۔۳۳۲ مکتبۃ المعارف بیروت) ھذا ما ظھر لی وھو سبحانہ وتعالی اعلم وعلمہ اتم

کتبہ

امجد رضا امجدی سیتا مڑھی بہار

۲ جمادی الآخر ۱۴۴۰ھ مطابق ۶ جنوری ۲۰۱۸ بروز بدھ

(کیا عورت نماز جنازہ پڑھا سکتی ہے؟)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مسئلہ:۔کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ کیا عورت نماز جنازہ پڑھا سکتی ہے اور اگر پڑھا سکتی ہے تو کب اور کس وقت دلیل کے ساتھ بتائیں؟

المستفتی:۔محمد عمران رضوی

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوہاب

عورت بھی نماز جنازہ پڑھا سکتی ہے مگر جنازہ کی نماز کیلئے اگر مرد موجود ہوں اور وہ جماعت کیساتھ نماز پڑھ رہے ہوں تو عورتوں کو مردوں کے مجمع میں نماز جنازہ کی شرکت سے اجتناب کرنا چاہئے البتہ اگر کسی جگہ نماز جنازہ پڑھنے کیلئے مرد موجود نہ ہو تو عورتیں بھی با جماعت نماز پڑھ سکتی ہیں (ویکرہ حضورھن الجماعۃ الخ واعلم ان جماعتھن لا تکرہ فی صلاۃ الجناز) (ہدر مع الرد جلد اول ص ۵۶۶)

نیز صدر الشریعہ ابو العلی امجد علی علیہ الرحمہ ارشاد فرماتے ہیں نماز جنازہ صرف عورتوں نے پڑھی کہ عورت ہی امام اور عورتیں ہی مقتدی تو اس جماعت میں کراہت نہیں بلکہ اگر عورت نماز جنازہ میں مردوں کی امامت کرے گی جب بھی نماز جنازہ ہو جائیگی اگر چہ مردوں کی نماز نہ ہوگی۔(بہار شریعت جلد اول حصہ ۳ صفحہ ۸۲۳ ناشر فرید بکڈ پو ٹیا محل جامع مسجد دہلی)

ھذا ما ظھر لی وھو سبحانہ وتعالی اعلم وعلمہ احکم واتم

کتبہ

امجد رضا امجدی سیتا مڑھی

۸ جنوری بروز منگل ۲۰۱۹ عیسوی ۱ جمادی الاولی ۱۴۴۰ ہجری

(میت کو نماز جنازہ کے وقت امام کے آگے کیوں رکھا جاتا ہے؟)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مسئلہ:۔ کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ میت کو نماز جنازہ کے وقت امام کے آگے کیوں رکھا جاتا ہے؟

المستفتی:۔ محمد بلال رضا سنبھل

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوہاب

صورت مذکورہ میں نماز جنازہ میں میت کو آگے رکھنے کی وجہ کے متعلق درمختار کتاب الصلوٰۃ باب الجنائز کی ایک عبارت کہ وشرطها ايضا حضوره (ووضعه) وكونه هو او اكثره امام المصلى وكونه للقبلة فلا تصح على غائب ومحمول على نحو دابة موضوع خلفه لانه كالامام من وجه دون وجه لصحتها على الصبى وصلاة النبى النجاشى لغوية او خصوصية (درمختار جلد دوم صفحہ ۲۰۸)

یعنی جسکا خلاصہ یہ ہے کہ شرطوں میں سے ایک شرط یہ ہے کہ میت کا سامنے موجود ہونا ہے اور مردہ کا رکھا جانا زمین پرخواہ ہاتھوں پر زمین سے قریب (ھکذا فی الطحطاوی)

اور مردہ اکثر یا کل نمازی کے سامنے ہو قبلہ کی جانب ہو اور اسی میں ہے کہ صحیح نہیں ہے غائب کی نماز جنازہ پڑھنا بسبب نہ پائے جانے موجودگی کے شرط کی اور نہ اس پر جو سواری یا گاڑی پر رکھا ہو بسبب شرط نہ پائے جانے کے زمین پر رکھنے اور نہ اسکی جنازہ پڑھے جو پیچھے رکھا ہو کیونکہ مردہ مثل امام کے ہے ایک سبب سے نہ دوسری بسبب سے نماز صحیح ہونے کی وجہ سے لڑکے پر یعنی اس لحاظ سے کہ مردہ کا پاک ہونا مسلمان ہونا ستر عورت کا ہونا لہٰذا مردہ مثل امام کے ہے اور ہر وجہ سے نہیں کہ کیونکہ اگر وجہ سے امام کے مثل ہو جائے تو لڑکے پر نماز نہیں ہوتی کیونکہ لڑکا قابل امام ہونے کے نہیں انہیں وجوہات کی بنیاد پر امام کو آگے رکھا جاتا ہے۔ واللہ اعلم بالصواب

کتبہ

محمد انور رضا

۱۰ مارچ بروز اتوار ۲۰۱۹ عیسوی ۲ رجب المرجب ۱۴۴۰ ہجری

(پنج گانہ میں صف اول کو فضیلت ہے اور جنازہ میں صف آخر کو ایسا کیوں؟)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مسئلہ:۔کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ پنج وقتہ نمازوں میں پہلی صف میں رہنا زیادہ ثواب ہے لیکن نماز جنازہ میں پچھلی صف میں رہنا زیادہ ثواب ہے ایسا کیوں ہے جواب عنایت فرمائیں۔ المستفتی:۔عرش احمد

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوہاب

نماز پنجگانہ میں اول صف کو فضیلت حاصل ہے۔اس کی وجہ یہ ہے کہ حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ اللہ عزوجل اور اس کے فرشتے سب سے پہلے اول صف پر رحمت بھیجتے ہیں پھر دوسری صف پر، پھر تیسری صف پر اور نماز جنازہ میں اس کے برعکس آخری صف کو فضیلت حاصل ہے۔اس کی تین وجہیں ہیں پہلی وجہ یہ ہے کہ اس میں تعداد صفوف مطلوب ہے تو اگر اول صف کو فضیلت دی جاتی تو لوگوں کے کم ہونے کی صورت میں سب ایک ہی صف میں رہتے ، دوسری، تیسری صف نہ لگاتے۔لہذا صف اول کو فضیلت نہ دے کر آخری صف کو فضیلت دی گئ دوسری وجہ یہ ہے کہ آخری صف والے تواضع وانکساری کے ساتھ میت کے حق میں شفاعت ومغفرت کی دعا کرتے ہیں اور ان کی شفاعت ومغفرت قبولیت کے زیادہ مناسب ہوتی ہے تیسری وجہ یہ ہے کہ میت کی نماز پڑھنا بظاہر عبادت اصنام سے مشابہ ہے لیکن اس کو حق ادائیگی مسلم کے لئے حسن قرار دیا گیا۔اور وہ صرف نماز جنازہ سے حاصل ہوجاتا ہے۔

لہذا جس قدر میت سے دور رہے گا تشبہ بعبادۃ الاصنام سے دور رہے گا اس لئے بھی آخری صف کو فضیلت حاصل ہوتی ہے جیسا کہ نور الانوار صفحہ ۵۱ اور نامی حاشیہ حسامی صفحہ ۵۱ پر مرقوم ہے ردالمحتار میں ہے (قولہ خیر صفوف الرجال أولها) لانہ روی فی الاخبار ؛؛ ان اللہ تعالی اذا نزل الرحمۃ علی الجماعۃ ینزلها اولا علی الامام، ثم تجاوز عنہ الی من بحذائہ فی الصف الاول ،ثم الی المیامن، ثم الی المیاسر ،ثم الی الصف الثانی،؛(جلد اول، صفحہ ۲۹۵)نیز اسی میں ھے (قولہ فی غیر جنازۃ) اما فیها فاخرها اظهار اللتواضع لأنهم شفعاء فهو أحری بقبول شفاعتهم ولان المطلوب فیها تعدد الصفوف ،فلوفضل الاول امتنعو عن

التأخر عند قلتهم رحمتی ،،، (جلداول،صفحہ ۵۷۰ ،فتاوی مرکز تربیت افتاء،جلداول،باب الجماعۃ،صفحہ ۲۱۵) واللہ اعلم بالصواب

کتبہ

فداء المصطفی رضوی صمدی انفاسی

۲۲ رمضان المبارک ۱۴۴۰ھ مطابق ۲۸ مئی بروز منگل ۲۰۱۹ء

(مستورات کو اجنبی میت کو دیکھنا ناجائز ہے)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مسئلہ:۔ کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ غیر محرم عورت کا غیر محرم مرد میت کا چہرا دیکھنا کیسا ہے؟)

المستفتی:۔ محمد نوشاد رضا قادری

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب ھو الھادی والصواب

مستورات کو اجنبی میت کو دیکھنا ناجائز ہے، اپنے محرم کو دیکھ سکتی ہیں؛ کیوں کہ حدیث شریف میں اجنبی شخص کو دیکھنے سے منع فرمایا ہے (عن أم سلمة، قالت: كنت عند رسول الله صلى الله عليه وسلم وعنده ميمونة، فأقبل ابن أم مكتوم، وذلك بعد أن أمرنا بالحجاب، فقال النبی صلى الله عليه وسلم: احتجبا منه، فقلنا: يا رسول الله، أليس أعمى لا يبصرنا، ولا يعرفنا؟ فقال النبی صلى الله عليه وسلم: أفعمياوان أنتما، ألستما تبصرانه) (سنن أبي داود: ۲/۵۸۷، رقم الحدیث: ۴۱۱۲ کتاب اللباس باب فی قوله عز وجل: {وقل للمؤمنات يغضضن من أبصارهن هكذا فی الفتاوی الرضویه جلد نهم) واللہ اعلم بالصواب

کتبہ

محمد امجد رضا امجدی

۲۰ ربیع الآخر ۱۴۴۰ھ مطابق ۲۸ دسمبر ۲۰۱۸ء بروز جمعہ

(کیا روحیں ایک دوسرے سے ملاقات کرتی ہیں؟)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مسئلہ:۔ کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ کیا ایک میت دوسری میت سے ملاقات کرتی ہیں جواب عنایت

فرمائیں عین نوازش ہوگی۔ المستفتی:۔راج محمد واحدی

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوہاب

بے شک جب مردے کی روح نکلتی ہےتو اس سے ارواح ملتی ہیں اور پوچھ تاچھ کرتی ہیں جیسا کہ شرح الصدور بشرح حال الموتی والقبور میں ہے کہ ابن ابی الدنیا اور طبرانی نے اوسط میں حضرت ابوایوب انصاری رضی اللہ تعالی عنہ سے روایت ہے کہ مخبر صادق عالم ما کان وما یکون حضور اکرم صلی اللہ تعالی علیہ وسلم نے فرمایا کہ، جب انسان کی روح قبض کی جاتی ہےتو اللہ تعالی کے رحم کرنے والے اس طرح ملاقات کرتے ہیں جیسے خوش خبری لانے والے سے ملاقات کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ دیکھو! تمھارے ساتھی نے دنیا کے رنج وغم سے نجات پائی، پھر اس سے اہل دنیا کے حالات پوچھتے ہیں کی فلاں نے کیا کیا؟ کیا فلاں عورت نے دوسری شادی کرلی؟ یا نہیں؟ پھر وہ ایک شخص کے بارے میں دریافت کرتے ہیں جو اس شخص سے پہلے مر چکا ہے، جب یہ اس کے مرنے کی اطلاع دیتا ہے وہ کہتے ہیں کہ، انا للہ و انا الیہ راجعون وہ جہنم رسید ہوا حضور پرنور شافع محشر صلی اللہ تعالی علیہ وسلم نے فرمایا کہ تمہارے اعمال تمہارے مرنے والے خویش واقارب کے سامنے پیش کئے جاتے ہیں، اگر اچھا کام ہوتا ہےتو سن کر خوش ہوتے ہیں اور اگر برا کام ہوتا ہےتو سن کر غمگین ہوتے ہیں، اچھا کام دیکھ کر کہتے ہیں اے اللہ! یہ تیرا فضل وکرم ہےتو اپنی نعمت اس پر مکمل فرما اور اسی پر اس کو موت دے اور برا عمل دیکھ کر کہتے ہیں کہ اے اللہ اس کو ایسے ہدایت دے جن سے تو راضی ہو اور جو اس کو تیرا اقرب نصیب کریں اس کے علاوہ اور حدیثیں ہیں مگر بخوف طوالت صرف ایک ہی حدیث شریف پر اکتفا کرتا ہوں۔

واللہ اعلم بالصواب

کتبہ

محمد جعفر علی صدیقی رضوی

۲۸ جنوری بروز سوموار ۲۰۱۹ عیسوی ۲۱ جمادالاولی ۱۴۴۰ ہجری

(حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالی عنہ کی وصیت اور روضۂ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں تدفین؟)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مسئلہ:۔کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ کیا حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالی عنہ نے وصیت فرمائی تھی کہ میری میت کو روضۂ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے دروازے پر رکھ کر اجازت طلب کرنا اگر اجازت مل گئی تو مجھے روضۂ رسول صلی اللہ علیہ وسلم میں دفن کر دینا مع حوالہ جواب ارسال فرما کر عند اللہ ماجور ہوں المستفتی:۔غلام نبی جموں وکشمیر

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوہاب

جب حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالی عنہ بیمار ہوئے تو وصیت فرمائی کہ جب مجھے کفنا چکیں تو میری میت کو حضور صلی اللہ تعالی علیہ وسلم کے روضۂ مبارک کے دروازے کے پاس لے جا کر رکھ دینا اور اجازت طلب کرنا اور کہنا یارسول اللہ صلی اللہ تعالی علیہ وسلم یہ ابوبکر صدیق (رضی اللہ تعالی عنہ) ہیں انھیں آپ صلی اللہ تعالی علیہ وسلم کے پاس دفن کر دیں؟ اگر اجازت دیں تو مجھے وہاں دفن کر دینا اور اگر اجازت نہ دیں تو مجھے جنت البقیع لے جانا-: پس آپ رضی اللہ تعالی عنہ کے جنازے کو روضۂ مبارک کے دروازے پر لے جایا گیا اور کہا گیا کہ یہ ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالی عنہ ہیں اور رسول اللہ صلی اللہ تعالی علیہ وسلم کے پاس دفن کی خواہش رکھتے ہیں اور انھوں نے ہمیں وصیت کی کہ اگر آپ صلی اللہ تعالی علیہ وسلم اگر ہمیں اجازت دے دیں تو آپ صلی اللہ تعالی علیہ وسلم کے پہلو میں دفن کر دیں اگر اجازت نہ دیں تو واپس چلے جائیں۔حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ میں نے دروازہ دیکھا کہ وہ کھل گیا اور میں نے ایک کہنے والے کو کہتے سنا کہ حبیب کو حبیب سے ملا دو بیشک حبیب؛ حبیب کے ساتھ ملنے کا مشتاق ہے: آپ رضی اللہ تعالی عنہ حضور اقدس صلی اللہ تعالی علیہ وسلم کے پہلو میں محو خواب ہیں۔(خصائص الکبری بحوالہ خلفاء راشدین ص ۵۷) واللہ اعلم بالصواب

کتبہ

محمد معصوم رضا نوری

بروز جمعہ عیسوی ۱۱ جمادالاولی ۱۴۴۰

(کیا مرد میت کو عمامہ باندھا جائے؟)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مسئلہ:۔کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ کیا کسی کا انتقال ہو جائے تو اس کو عمامہ شریف پہنا کر دفن کر سکتے ہیں

المستفتی:۔محمد عطاء اللہ خان لاتور مہاراشٹر

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوہاب

صورت مستفسرہ میں علماء و مشائخ کا اختلاف ہے بعض اسے مستحسن کہتے ہیں اور بعض کراہت کے قائل ہیں اولا احناف کے یہاں کفن میں عمامہ نہیں ہے جیسا کہ علامہ کمال الدین ابن الھمام فرماتے ہیں کہ (ولیس فی الکفن عمامہ عندنا) (فتح القدیر جلد دوم ص ۱۱۴ دار الفکر بیروت)

علامہ نظام الدین حنفی فرماتے ہیں ولیس فی الکفن عمامہ فی ظاھر الروایہ: (ہندیہ جلد اول مطبوعہ بیروت لبنان)

ثانیاً کفن میں عمامہ ہونے کی صورت میں طاق عدد نہیں رہیگا جو کہ سنت ہے اسی وجہ سے فقہائے کرام نے کفن میں عمامہ کو سنت بتایا ہے جیسا کہ علامہ کاسانی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں (وقد کرہ بعض مشائخنا انه لو فعل ذالك لصار الکن شفعا والسنه ان یکون وترا) (بدائع صنائع جلد دوم ص ۳۰۷ مطبوعہ لبنان بیروت)

اور کیا مرد میت کو عمامہ باندھا جائے؟ مشائخ علیہم الرحمہ کا اس بارے میں اختلاف ہے، بعض یہ کہتے ہیں کہ عمامہ باندھا جائے ان کی دلیل یہ ہے کہ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما نے اس بات کی وصیت فرمائی تھی، اور فتاوی قاضی خان میں ہے: اور متأخرین نے عمامہ کو مستحسن جانا اور یہ ہی حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے اور اسی قول کو امام مالک نے لیا ہے لیکن فقہاء کرام نے اس باب میں اس بات کی تصریح کی ہے کہ کفن میں عمامہ صرف علماء کرام و مشائخ عظام و سادات کے لئے جائز اور ان کے ساتھ خاص ہے چنانچہ علامہ شمس الدین محمد بن عبد اللہ تمرتاشی (۱۰۰۴ھ) لکھتے ہیں (و استحسنھا المتاخرون للعلماء و الاشراف) اور متأخرین نے علماء اور سادات کے لیے کفن میں عمامہ کو مستحسن جانا ہے۔

(تنویر الابصار، مع الدر المختار، ۳/ ۱۱۲، مطبوعہ، بیروت، لبنان)

علامہ شیخ نظام الدین حنفی لکھتے ہیں (استحسنھا المتاخرون لمن کان عالما) اور فتاوی میں ہے متأخرین نے عالم کے لیے کفن میں عمامہ کو مستحسن جانا ہے۔ (الفتاوی الھندیۃ، ۱/ ۱۷۶، مطبوعہ بیروت لبنان)

علامہ حسن بن عمار شرنبلالی اور علامہ سید احمد طحطاوی شرحا لکھتے ہیں (قولہ (و استحسنھا بعضھم) وھم المتأخرون، و خصہ فی الظھیریۃ بالعلماء، و الاشراف دون الاوساط کما فی النھر و غیرہ) (نورالایضاح، مراقی الفلاح، مع الحاشیۃ، /۵۷۸، دارالکتب العلمیۃ، بیروت، لبنان، ومثلہ فی النھر الفائق، ۱/ ۳۸۶، دارالکتب العلمیۃ، بیروت لبنان)

اور متاخرین نے علماء اور سادات کے لیے عمامہ کو مستحسن جانا ہے یہ عوام کے لیے نہیں ایسا ہی نہر وغیرہ میں ہے علامہ عمر بن ابراھیم لکھتے ہیں (و فی السراج اذا کان من الاوساط فلا یعمم) اور سراج میں ہے کہ عوام کو کفن میں عمامہ نہ باندھا جائے (النھر الفائق، ۱/ ۳۸۶، دارالکتب العلمیۃ، بیروت لبنان)

صدر الشریعہ بدر الطریقہ مفتی محمد امجد علی اعظمی لکھتے ہیں۔ اور کفنی میں عمامہ علماء و مشائخ کے لیے جائز عوام کے لئے مکروہ (فتاوی امجدیہ، ۱/ ۳۶۷، مکتبہ رضویہ) ھذا ما ظھر لی والعلم الیقین عند اللہ ورسولہ

کتبہ

امجد رضا بروز منگل

۱۰ شعبان المعظم ۱۴۴۰ ہجری

(نماز جنازہ مسجد میں ادا کرنا کیسا؟)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مسئلہ:۔ کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ اگر جنازہ ادا کرنے کی جگہ بارش سے بھیگ جائے تو کیا مسجد میں نماز جنازہ ادا کی جاسکتی ہے؟ المستفتی:۔ غلام حسین ابوظہبی

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوہاب

مسجد میں نماز جنازہ ادا کرنا جائز نہیں ہے جیسا کہ حکیم الامت مفتی احمد یار خان نعیمی علیہ الرحمۃ والرضوان تحریر فرماتے ہیں کہ (عَنْ أَبِي سَلَمَةَ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ أَنَّ عَائِشَةَ لما توفّی سعد بن أبي وقاص قَالَت: ادخُلُوا بِهِ الْمَسْجِد حَتَّى أُصَلِّيَ عَلَيْهِ فَأُنْكِرَ ذَلِكَ عَلَيْهَا فَقَالَتْ: وَاللَّهِ لَقَدْ صَلَّى رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَى ابْنَيْ بَيْضَاءَ فِي الْمَسْجِدِ: سُهَيْلٍ وَأَخِيهِ. رَوَاهُ مُسلم) روایت ہے حضرت ابوسلمہ ابن عبدالرحمان سے کہ جب سعد ابن ابی وقاص کی وفات ہوئی تو حضرت عائشہ نے فرمایا انہیں مسجد میں لے آؤ تا کہ میں بھی ان پر نماز پڑھ سکوں اس کا

آپ پر اعتراض کیا گیا تو آپ نے فرمایا اللہ کی قسم بیضاء کے دو بیٹوں سہیل اور ان کے بھائی پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مسجد میں نماز پڑھی تھی (مسلم شریف)

تمام صحابہ نے کہا کہ نماز جنازہ مسجد میں جائز نہیں۔ معلوم ہوا کہ صحابہ کرام کے زمانہ میں کسی مسجد حتی کہ مسجد نبوی میں بھی نماز جنازہ نہ پڑھی جاتی تھی بلکہ وہ حضرات اس کو ناجائز جانتے تھے ورنہ انکار کیوں کرتے۔ خیال رہے کہ مسجد پنجگانہ میں نماز جنازہ احناف کے نزدیک مطلقاً مکروہ ہے میت مسجد میں ہو یا نہ ہو اس لیے کہ ابوداؤد، ابن ماجہ میں یہ روایت حضرت ابوہریرہ سے ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو میت پر مسجد میں نماز پڑھے اس کا کوئی ثواب نہیں اور ایک روایت میں ہے "فَلَا شَیْئٌ لَہٗ" یعنی وہ کچھ نہیں، امام شافعی کے یہاں بلا کراہت جائز ہے، اس حدیث کی وجہ سے ان کی دلیل صرف یہی حدیث ہے مگر ان کا یہ استدلال بہت کمزور ہے چند وجہ سے پہلا یہ کہ تمام صحابہ کا حضرت عائشہ صدیقہ کے اس فرمان پر انکار کرنا اس بات کی کھلی دلیل ہے کہ وہ حضرات مسجد میں نماز جنازہ ناجائز جانتے تھے اور ان کے زمانہ میں اس کا رواج بالکل نہ تھا۔ دوسرا یہ کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی صرف یہی جنازہ مسجد میں پڑھا اس کے سوا کوئی مسجد میں نہ پڑھا اگر مسجد میں جنازہ جائز ہوتا تو آپ سارے جنازے وہیں پڑھا کرتے۔ تیسرا یہ کہ یہ جنازہ بھی حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے بارش یا اپنے اعتکاف کی مجبوری کی وجہ سے پڑھا، بحالت مجبوری احناف بھی اسے جائز کہتے ہیں۔ چوتھا یہ کہ یہاں مسجد سے خارج مسجد مراد ہے، اتنے احتمالات کے ہوتے ہوئے اس حدیث سے استدلال کرنا یقیناً ضعیف ہے۔

(اشعۃ المعات/مراۃ المناجیح جلد دوم صفحہ ۴۹۱) واللہ اعلم بالصواب

کتبہ

محمد مظہر علی رضوی ۱۳/رمضان المبارک

(جنازہ گزرا تو کھڑا ہونا ضروری نہیں)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مسئلہ:۔ کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ ایک شخص بیٹھا ہے اور اس کے سامنے سے ایک سنی صحیح العقیدہ کا جنازہ گزرا تو کیا وہ آدمی جنازہ کو دیکھ کر کھڑا ہو جائے یا بیٹھا رہے بحوالہ جواب مرحمت فرمائیں۔ المستفتی:۔ فقیر تحسینی

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوہاب

جنازہ جب تک رکھا نہ جائے بیٹھنا مکروہ ہے اور رکھنے کے بعد بے ضرورت کھڑا نہ رہے اور اگر لوگ بیٹھے ہوں اور

نماز کے لئے وہاں جنازہ لایا گیا تو جب تک رکھا نہ جائے کھڑے نہ ہوں۔ یوہیں اگر کسی جگہ بیٹھے ہوں اور وہاں سے جنازہ گزرا تو کھڑا ہونا ضرور نہیں، ہاں جو شخص ساتھ جانا چاہتا ہے وہ اٹھے اور جائے، جب جنازہ رکھا جائے تو یوں نہ رکھیں کہ قبلہ کو پاؤں ہوں یا سر بلکہ آڑا رکھیں کہ داہنی کروٹ قبلہ کو ہو۔ (الفتاوی الھندیۃ کتاب الصلاۃ، الباب الحادی والعشرون في الجنائز، الفصل الرابع، ج۱ ص۱۶۲/ وبہار شریعت حصہ چہارم جنازہ لے چلنے کا بیان) واللہ اعلم بالصواب

کتبہ

محمد اسماعیل خان امجدی

۵/ دسمبر بروز بدھ ۲۰۱۸

(اوقات مکروہہ میں نماز جنازہ پڑھنا کیسا؟)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مسئلہ: ۔کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ زوال کے وقت جنازہ پڑھنا کیسا ہے بحوالہ جواب عنایت فرمائیں

المستفتی: ۔محمد ابوالقیس رضوی

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوہاب

صورت مسئولہ میں عرض یہ ہے کہ دن ورات میں تین اوقات ایسے ہیں جن میں فرض واجب نفل یا قضاء نماز، نمازِ جنازہ کی ادائیگی جائز نہیں۔ حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں ثلاث ساعات کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم "ثلاث ساعات كان رسول الله صلى الله عليه وسلم ينهانا أن نصلي فيهن، أو أن نقبر فيهن موتانا: حين تطلع الشمس بازغة حتى ترتفع، وحين يقوم قائم الظهيرة حتى تميل الشمس، وحين تضيف الشمس للغروب حتى تغرب"۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ہمیں تین اوقات کے دوران نماز ادا کرنے اور اپنے فوت شدہ گان کے جنازہ کی ادائیگی سے منع کیا، وہ تین اوقات ہیں طلوعِ آفتاب کا وقت جب تک سورج بلند نہ ہو جائے‘ زوال کا وقت جب تک سورج ڈھل نہ جائے اور غروبِ آفتاب کا وقت جب تک سورج غروب نہ ہو جائے (مسلم شریف جلد اول کتاب صلاۃ المسافرين وقصرها باب الأوقات التي نهي عن الصلاة فيها)

امام مرغینانی نے ہدایہ میں اس کی وضاحت ان الفاظ میں کی ہے (والمراد بقوله وأن نقبر صلاة الجنازة

لأن الدفن غیر مکروہ (مرغینانی، الهداية شرح البداية، ج1: 40، المكتبة الإسلامية)

قبر سے مراد نماز جنازہ ہے، کیونکہ ممنوعہ اوقات میں تدفین مکروہ نہیں ہے تاہم ان ممنوعہ اوقات میں نماز جنازہ ادا کرنے کی ایک جائز صورت بھی ہے۔ وہ یہ ہے کہ اگر نمازِ جنازہ کسی مکروہ وقت' جیسے: زوال کے وقت واجب ہوا اور بلا تاخیر زوال کے وقت ہی ادا کر دیا گیا تو یہ ادائیگی جائز ہوگی۔ کیونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے نمازِ جنازہ کی ادائیگی میں, تاخیر کرنے سے منع فرمایا ہے۔ لیکن اگر جنازہ مباح وقت میں واجب ہوا اور تاخیر کر کے ممنوع وقت میں ادا کی گئ تو ادائیگی درست نہیں ہوگی۔

فتاویٰ عالمگیری میں ہے (اذا وجبت صلاة الجنازة وسجدة التلاوة فی وقت مباح وأخرتا الی هذا الوقت فانه لا يجوز قطعا أما لو وجبتا فی هذا الوقت وأديتا فيه جاز) اگر نمازِ جنازہ یا سجدۂ تلاوت مباح وقت میں واجب ہوئے اور تاخیر کر کے زوال کے وقت ادا کئے گئے تو یہ ادائیگی ناجائز ہوگی۔ لیکن جب یہ زوال کے وقت ہی واجب ہوئے اور بغیر تاخیر کے اسی وقت ادا کر دئے گئے تو ادائیگی جائز ہے۔

(الفتاوی الهندية جلد اول ص ۵۲ دار الفکر نیز)

حضور صدر الشریعہ بدر الطریقہ ابوالعلی امجد علی قدس سرہ العزیز ارشاد فرماتے ہیں جنازہ اوقات مکروہہ میں لایا گیا تو اسی وقت پڑھیں کوئی کراہت نہیں کراہت اس صورت میں ہے کہ پیشتر سے تیار موجود ہے اور تاخیر کی یہاں تک کہ وقت کراہت آ گیا۔ (بہار شریعت جلد اول ح سوم ص ۱۷۲) واللہ اعلم بالصواب

کتبہ

امجد رضا امجدی سیتا مڑھی بہار

۲۶ دسمبر بروز بدھ ۲۰۱۸ عیسوی

(چھوٹے بچوں کا کفن کتنا ہونا چاہئے؟)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مسئلہ:۔ کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ ڈھائی سال کی بچی کے لئے کتنا کفن ہے۔ مختصر جواب عنایت فرمائیں۔

المستفتی:۔ محمد ایوب رضا قادری

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوہاب

صورت مذکورہ کے متعلق حضور صدر الشریعہ بدر الطریقہ علیہ الرحمۃ والرضوان بہار شریعت میں بحوالہ رد المحتار تحریر

فرماتے ہیں کہ جو نابالغ حد شہوت کو پہونچ گیا وہ بالغ کے حکم میں ہے یعنی بالغ کو کفن میں جتنے کپڑے دئے جاتے ہیں اسے بھی دئے جائیں اور اس سے چھوٹے لڑکے کو ایک کپڑا اور چھوٹی لڑکی کو دو کپڑے دے سکتے ہیں اور لڑکے کو بھی دو کپڑے دئے جائیں تو اچھا ہے اور بہتر یہ ہے کہ دونوں کو پورا کفن دیں اگر چہ ایک دن کا بچہ ہو۔اھ (ج:1/ح:4/ص:819)

واللہ اعلم بالصواب

کتبہ

محمد اسرار احمد نوری بریلوی

۴ / دسمبر ۲۰۲۰ء بروز بدھ

(کیا حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کو بعد وفات حضرت علی رضی اللہ عنہ نے غسل دیا تھا؟)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مسئلہ:۔کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالی عنہا کو بعد وفات شیر خدا حضرت علی رضی اللہ تعالی عنہ نے غسل دیا تھا کیا یہ روایت صحیح ہے اور صحیح ہے تو کیا مرد اپنی بیوی کو غسل دے سکتا ہے واضح فرمائیں

المستفتی:۔محمد تنویر احمد ہرپور واسیتا مڑھی بھار

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوہاب

یہ بات صحیح ہے کہ حضرت علی رضی اللہ تعالی عنہ نے حضرت فاطمہ کو غسل دیا تھا مگر حضرت علی کا غسل دینا اس پر محمول ہے کہ ان کا اور حضرت فاطمہ کا رشتہ زوجیت بعد از وفات بھی قائم تھا کیونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے رشتۂ نکاح اور رشتۂ نسب موت کے ساتھ منقطع ہو جاتا ہے سوائے میرے رشتۂ نکاح اور رشتۂ نسب کے بروایت حاکم شرح المجموع کے مصنف نے کہا ہے درحقیقت حضرت فاطمہ کو انکی دائی ام ایمن نے غسل دیا تھا حضرت علی کے غسل دینے کی روایت اس پر محمول ہے کہ انھوں نے تیاری کی تھی اور سارا سامان فراہم کیا تھا لیکن اگر حضرت علی رضی اللہ عنہ کے غسل دینے والی روایت درست ہو تو ان کی خصوصیت پر محمول ہے یہی وجہ ہے کہ جب حضرت عبد اللہ بن مسعود نے اعتراض کیا تو حضرت علی نے جواب دیا کہ کیا تمہیں نہیں معلوم ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا بے شک فاطمہ دنیا اور آخرت

دونوں میں تمہاری بیوی ہے دار قطنی امام بیہقی اور امام ابونعیم نے اس حدیث کو روایت کیا ہے اور اب حضرت عبداللہ بن مسعود کا اعتراض کرنا اس امر کی دلیل ہے کہ شوہر کیلئے اپنی بیوی کو غسل دینا جائز نہیں ہے رہا حضرت علی کا غسل دینا تو یہ خصوصیت حضرت علی رضی اللہ تعالی عنہ ہے الحاصل شوہر کیلئے اپنی بیوی کی میت کو غسل دینا اور چھونا منع ہے صحیح ترین قول کے مطابق دیکھنا منع نہیں ہے۔ (ماخوذ تفہیم المسائل جلد دوم ص ۶۷) واللہ اعلم بالصواب

کتبہ

محمد رضا امجدی

۲؍رجب المرجب ۱۴۴۰ ہجری

(شب جمعہ یا روز جمعہ اور ماہ رمضان میں انتقال کرنے پہ فضائل وارد ہیں نہ کہ تدفین پہ)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مسئلہ:۔ کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ جس شخص کا ۳۰ شعبان کو انتقال ہوا اور رمضان میں تدفین ہوئی یا پنجشنبہ کو انتقال ہوا اور جمعہ کو دفنایا گیا وہ رمضان و جمعہ کی فضیلت کا حقدار ہوگا یا کہ نہیں یا جمعہ کو انتقال ہوا شنبہ کو دفنایا گیا وہ جمعہ کی فضیلت کا حقدار ہوگا یا نہیں مدلل جواب سے فیضیاب فرمائیں۔ المستفتی:۔ احقر محمد اویس قادری ہریانہ

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوہاب

شب جمعہ یا روز جمعہ اور ماہ رمضان میں انتقال کرنے پہ فضائل وارد ہیں نہ کہ تدفین پہ جیسا کہ ترمذی شریف کی حدیث پاک ہے (عن عبداللہ ابن عمرو قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مامن مسلم یموت لیلۃ الجمعۃ اویوم الجمعۃ الا وقاہ اللہ فتنۃ القبر) (ترمذی شریف کتاب الجنائز باب ماجاء فی من یموت یوم الجمعہ)

(عن انس ابن مالك رضی اللہ عنهما ان عذاب القبر یرفع عن الموتی فی شهر رمضان.

(شرح الصدور ص ۲۵۴)

ویرفع العذاب یوم الجمعة وشهر رمضان بحرمة النبی صلی الله علیه وسلم لانه مادام فی الاحیاء لایعذبهم الله تعالی بحرمة کذالك فی القبر یرفع عنهم العذاب یوم الجمعة وکل رمضان

بحرمة) (شرح فقہ اکبر ص ۱۷۲ وھکذا شامی جلد دوم باب الجمعہ) واللہ اعلم بالصواب

کتبہ

محمد امجد رضا

۲۲ شعبان المعظم ۱۴۴۹ بروز سنیچر

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمدہٗ ونصلی علی رسولہ الکریم

{فسئلوا اھل الذکر ان کنتم لا تعلمون}

تو اے لوگو! علم والوں سے پوچھو اگر تمہیں علم نہیں (کنزالایمان)

باب المقبرہ

قبرستان کا بیان

ناشر

اراکین فخر ازہر واٹس ایپ گروپ

(کیا عورتیں یا نالغ لڑکی اپنے رشتے داروں کی قبر جا سکتی ہے؟)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مسئلہ:۔کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ کیا عورتیں یا نابالغ لڑکی اپنے رشتے داروں کی قبر پر جاسکتی ہیں؟

المستفتی:۔محمد امین رضا

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوہاب

عورتوں کو عزیزوں کی قبر پر جانا ممنوع ہے اس لئے کہ وہ جزع فزع کریں گی اولیائے کرام کے مزارات مقدسہ پر برکت کے لئے حاضر ہونے میں بوڑھی عورتوں کے لئے حرج نہیں اور جوانوں کے لئے ناجائز ہے جیسا کہ ردالمحتار جلد اول صفحہ 631 میں ہے والتبرك بزيارة قبور الصالحين فلاباس اذا كن عجائز ويكره اذا كن شواب كحضور الجماعة فی المساجد

اور علامہ طحطاوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اسی کے مثل لکھنے کے بعد فرماتے ہیں کہ *" حاصله ان محل الرخصة لهن اذا كانت الزيارة على وجه ليس فيه فتنة،، (طحطاوی صفحہ 376)

یعنی حاصل یہ ہے کہ عورتوں کے لئے اجازت صرف اس صورت میں ہے جبکہ زیارت ایسے طریقہ پر ہو کہ اس میں کوئی فتنہ نہ ہو اور حضرت صدر الشریعہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے تحریر فرمایا ہے کہ اسلم یہ ہے کہ عورتیں مطلقاً (یعنی جوان ہوں یا بوڑھی سب) منع کی جائیں۔(بہار شریعت جلد چہارم صفحہ 549/حوالہ انوار الحدیث صفحہ 248/249)

فلہٰذا صورت مسئولہ میں عورتوں کو زیارت قبور اعزاء و اقرباء" اور زیارت مزارات اولیاء پر جانے سے منع کیا جائے یہی احوط ہے یہی اسلم ہے یہی بہتر ہے نابالغ بچیوں کو بھی نہ جانے دیں گھر ہی سے فاتحہ و ایصال ثواب کریں۔

واللہ تعالی أعلم بالصواب

کتبہ

ابوالاحسان محمد مشتاق احمد قادری رضوی مہاراشٹر

۲۴ محرم الحرام ۱۴۴۱ھ بروز اتوار

(کسی قبرستان میں مؤمنین وکافرین دونوں مدفون ہونے کی صورت میں سلام کرنے کا طریقہ)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مسئلہ:۔کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ ایسا قبرستان جہاں شیعہ دیوبندی سب دفن ہیں تو لوگ جب وہاں جائیں تو سلام کیسے کریں؟ السلام علیکم یا اھل القبور یا کس طرح کریں سلام وہاں پر؟

المستفتی:۔قاری عاقب رضا بہرائچ شریف

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوہاب

صورت مذکورہ میں جس قبرستان میں شیعہ دیوبندی وغیرہ سب مدفون ہوں وہاں سلام کرنے کے متعلق پوچھے گئے سوال کے جواب جاننے سے پہلے یہ جان لیں کہ ہر عمل کا دارومدار نیت پر ہے جیسا حدیث پاک ہے حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا(انما الاعمال بالنیات وانما لامریء مانوی)یعنی ہر آدمی کے لئے وہی ہے جو اس نے نیت کی۔(مرآۃ شرح مشکوٰۃ جلد اول صفحہ ۲۲)

اول تو اس دور میں کوئی ایسی قبرستان مجھے نہ تو نظر آئی اور نہ ہی کسی سے سنا کہ فلاں جگہ کافرین ومؤمنین مشترکہ ایک ہی قبرستان ہے تاہم اگر کسی جگہ ہو بھی تو مذکورہ بالا نقل کردہ حدیث شریفہ کی عبارت کے اجالے میں سلام میں صرف مؤمنین ومؤمنات کی نیت کریں۔اگر کسی جگہ ایسی صورت حال پیدا ہوگئی ہے کہ مسلمان اور کافر مردے خلط ملط ہو گئے، یہاں تک کہ ان میں کافرین ومؤمنین میں شناخت کر پانے کی کوئی صورت نہیں کہ مسلمانوں اور کافروں کو جدا کیا جاسکے کہ مسلمانوں کو غسل وکفن دیں اور نماز پڑھیں تو اس کے متعلق مسئلہ یہ ہے کہ غسل وکفن دیں اور نماز میں خاص مسلمانوں کے لئے دعا کی نیت کریں۔(بہار شریعت جلد اول حصہ چہارم صفحہ ۱۳۴ مطبوعہ قدیم بحوالہ ردالمحتار)

توجس طرح مؤمنین وکافرین کے خلط ملط ہوجانے پر مسلمانوں پر نماز جنازہ ترک نہیں کیا جاسکتا بلکہ پڑھی جائے گی سامنے تو سبھی کے ہوں گے مگر نیت صرف مؤمنین کی ہوگی،اسی طرح اگرچہ کسی قبرستان میں مؤمنین وکافرین دونوں کی قبریں ہوں وہاں سلام میں نیت صرف اور صرف مسلمانوں کے لئے کی ہو تو اس میں کوئی شرعی گرفت اور قباحت نہیں، یہ اس وقت کی بات ہے جبکہ سلام اس طرح پیش کریں السلام علیکم یا اھل القبور یعنی اے قبر والو تم پر سلام ہو۔

حضرت بریدہ رضی اللہ تعالی عنہ سے روایت ہے کہ فرماتے ہیں کہ حضور نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم انھیں سکھاتے کہ جب وہ قبرستان جائیں تو کہیں السلام علیکم اهل الدیار من المؤمنین والمسلمین وانا ان شاءالله بکم لاحقون نسأالله لنا ولکم العافیة - رواہ مسلم) یعنی اے مؤمنوں اور مسلمانوں کے گھر والوتم پر سلام ہو ان شاءاللہ ہم بھی تم سے ملنے والے ہیں، ہم اللہ سے اپنے اور تمھارے لئے عافیت مانگتے ہیں۔

(مرآۃ شرح مشکوٰۃ جلداول صفحہ ٥٢٤)

اگر اس طرح سلام پیش کیا جائے جس میں مؤمنوں مسلمانوں کا تذکرہ ہے تو کافرین ومشرکین مستثنیٰ ہو جائیں گے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ

محمد جعفر علی صدیقی رضوی

۲۰ صفر المظفر ۱۴۴۲ھ بروز جمعرات

(سوالات قبر عربی زبان میں یا سریانی زبان میں ہونگے؟)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مسئلہ:۔ کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ سوال نکرین کس زبان میں ہوگا۔ المستفتی:۔ محمد ریحان ممبئ

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوہاب

سوال نکیرین کس زبان میں ہوگا تو اس کے متعلق عوام وخواص میں یہ بات مشہور ہے کہ سوال نکیرین عربی زبان میں ہوگا اور مفتی احمد یار خان صاحب علیہ الرحمۃ والرضوان نے بھی اپنی کتاب جاء الحق میں تحریر فرمایا کہ منکر نکیر کا سوال عربی میں ہوگا عبارت یہ ہے کہ حدیث پاک میں آتا ہے کہ اہل جنت کی زبان عربی ہے حالانکہ بہت سے جنتی دنیا میں عربی سے ناواقف ہیں اسی طرح ہر مردے سے عربی زبان میں ملائکہ سوال کرتے ہیں وہ عربی سمجھ لیتا ہے اور سرکار اعلی حضرت محدث بریلوی رضی اللہ عنہ سے کسی نے سوال کیا عربی زبان مرنے کے وقت سے ہوجاتی ہے تو آپ نے ارشاد فرمایا اس کی بابت تو کچھ حدیث میں ارشاد نہیں ہوا ہے حضرت سیدی عبدالعزیز دباغ رضی اللہ تعالیٰ عنہ صاحب کتاب ابریز کے شیخ فرماتے ہیں منکر نکیر کا سوال سریانی میں ہوگا اور کچھ لفظ بھی بتائے۔ (الملفوظ ج:4/ ص:12)

اب رہا یہ کہ نکیرین کا سوال عربی میں ہوگا یا سریانی میں تو اس کے متعلق کوئی صریح حدیث نہیں ہے البتہ بعض علماء کرام عربی زبان کا اور بعض نے سریانی زبان کا قول کیا ہے جیسے شیخ الاسلام صالح بلقینی اور حضرت سیدی عبدالعزیز دباغ رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے سریانی زبان کا قول کیا ہے اور ان علماء کرام جنہوں نے احادیث مبارکہ سے استدلال کیا ہے-حضرت شیخ شہاب الدین بن حجر ہیتمی مکی رحمۃ اللہ علیہ نے اسے تفصیل سے فتاوی حدیثیہ میں تحریر فرماتے ہیں " والحاصل الاخذ بظاهر الاحاديث هو ان السوال لسائر الناس بالعربية نظير ما مر انه لسان اهل الجنة الا ان ثبت خلاف ذالك ولا يستبعد تكلم غير العربى بالعربية لان ذالك الوقت تخرق فيه العادات و من ثم ذكر القرطبى والغزالى عن ابى مسعود رضى الله عنه انه قال يا رسول الله ما اول ما يلقى الميت اذا دخل قبره قال يا ابن مسعود ما سائلنى عنه الا انت فاول ما ياتيه ملك اسمه رومان يجوس خلال المقابر فيقول يا عبد الله اكتب عملك فيقول ما معى دواة ولا قرطاس فيقول هيهات كفنك قرطاسك و مدادك ريقك و قلمك اصبعك فيقطع له قطعة من كفنه ثم يجعل العبد يكتب و ان كان غير كاتب فى الدنيا فيذكر حسناته و سئياته كيوم واحد -الحديث بطولة -ثم رائت شيخ الاسلام صالحا البلقينى افتى بان السوال فى القبر بالسريانى لكل ميت و لعله اخذه من الحديث الذى ذكرته لكنك قد علمت مما قررته انه لا دلالة فى الحديث و من ثم قال تلميذه الجلال السيوطى لم ار ذالك لغيره " یعنی ظاہر حدیث سے جو اخذ کیا گیا اس کا حاصل یہ ہے کہ تمام لوگوں سے عربی زبان میں سوال ہوگا اس کی نظیر وہ حدیث ہے جو گزر چکی کہ اہل جنت کی زبان عربی ہے مگر یہ کہ اس کے خلاف ثابت ہو جائے اور غیر عربی کا عربی بولنا بعید نہیں ہے اس لئے کہ وہ وقت ایسا ہے جس میں عادت کے خلاف ہوتا ہے اسی وجہ سے قرطبی وغزالی نے ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ذکر کی کہ انہوں نے فرمایا یا رسول اللہ جب میت کو قبر میں رکھ دیا جاتا ہے تو سب سے پہلے میت کی ملاقات کس سے ہوتی ہے فرمایا اے ابن مسعود یہ سوال صرف تم نے ہی مجھ سے پوچھا ہے پس سب سے پہلے جو میت کے پاس آتا ہے وہ فرشتہ ہے جس کا نام رومان ہے جو قبروں کے درمیان گھس جاتا ہے اور کہتا ہے اے اللہ کے بندے اپنے اعمال لکھ تو مردہ کہتا ہے میرے پاس دوات وکاغذ نہیں ہے تو فرشتہ کہتا ہے اپنے کفن کو کاغذ بناؤ اور اپنے تھوک کو روشنائی اور اپنی انگلی کو قلم بناؤ تو مردہ اپنے کفن سے ایک ٹکڑا اس کے لئے پھاڑتا ہے پھر لکھنا شروع کرتا ہے اگر چہ دنیا میں لکھنا نہ جانتا ہو تو وہ اپنی بھلائیاں اور برائیاں ایک دن کی طرح ذکر کرتا ہے حدیث لمبی ہے پھر میں نے شیخ الاسلام صالح بلقینی کو دیکھا کہ انھوں نے تمام مردوں سے سریانی زبان میں سوال ہونے کا فتویٰ دیا اور شاید انہوں نے اسی حدیث سے اخذ کیا جو میں نے ذکر کی لیکن آپ جانتے

ہیں جو میں نے اس کے تعلق سے ثابت کیا کہ حدیث میں اس کی دلالت نہیں ہے اور اسی وجہ سے ان کے شاگرد جلال الدین سیوطی نے فرمایا میں نے ان کے علاوہ کسی اور کو اس کا قائل نہ دیکھا" اھ (ص:11) اب رہی بات یہ کہ منکر نکیر کا سوال عربی میں ہوگا یا سریانی میں ہوگا تو یہ بالیقین مرنے کے بعد معلوم ہوگا۔(فتاوی مرکز تربیت افتاء ج:1/ص:352/353)

واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ

محمد اسرار احمد نوری بریلوی

۱۶ ذی الحجہ ۱۴۴۰ھ مطابق ۱۸ اگست بروز اتوار ۲۰۱۹ء

(قبر پر مٹی کیسے ڈالنا چاہئے)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مسئلہ:۔کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ قبر پر مٹی کھڑے ہوکر ڈالنا چاہئے یا پھر بیٹھ کر, زید کہتا ہے کہ بیٹھ کر مٹی نہیں ڈالنا چاہئے جبکہ بکر کا کہنا ہے کہ مٹی بیٹھ کر یا جھک کر یا پھر کھڑے ہوکر جسطرح سہولت ہو ڈال سکتے ہیں کس کا قول صحیح ہے جواب عنایت فرمائیں۔ المستفتی:۔محمد عرفان رضا نوری جموا گریڈیہ

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوہاب

مٹی دینے کی کسی خاص صورت یا کسی متعین اصول کا تذکرہ فقہ کی کتاب میں ناچیز کے مطالعہ سے نہیں گزرا۔البتہ بہار شریعت جلد ۱ حصہ ٤ صفحہ ۱۰۸ مطبوعہ قدیم ناشر قادری بکڈپو اسلامیہ مارکیٹ بریلی شریف بحوالہ جوہرہ وعالمگیری ہے کہ تختے لگانے کے بعد مٹی دی جائے (یہاں پر کھڑے ہوکر، یا بیٹھ کر، یا جھک کر کوئی خاص طریقہ نہیں بتایا گیا ہے بلکہ ہاتھ سے مٹی دینے کے بعد جو مٹی بچے اس کے متعلق ہے کہ)باقی مٹی ہاتھ، یا کھرپی (کھرپا) یا پھاوڑے (کدال) وغیرہ جس چیز سے ممکن ہو ڈالیں اس سے یہ بھی ظاہر ہوا کہ کھرپی والا کھڑے ہوکر یا جھک کر اور پھاوڑے والا کھڑے ہوکر یا بیٹھ کر یہ کام نہیں کرسکتا بلکہ کھرپی والا بیٹھ کر اور پھاوڑے والا جھک کر ہی مٹی ڈالے گا اس سے یہ معلوم ہوا کہ اگر کوئی خاص صورت مقرر ہوتی تو پھاوڑے والے یا کھرپی والے کو بھی اسی صورت میں مٹی ڈالنی پڑتی اس سے یہ مسئلہ استنباط ہوتا ہے کہ مٹی ڈالنے کے لئے کھڑے، یا جھک کر، یا بیٹھ کر کوئی طریقہ فرض، واجب اور سنت نہیں بیان ہوا۔پھر بھی اگر کسی کے مطالعہ میں

مدلل خلاصہ ہوتو رہنمائی فرمائیں! ناچیز شکریہ اور دعاؤں کے ساتھ اپنی بات واپس لے لے گا۔واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ

محمد جعفر علی صدیقی رضوی فیضی

٤/١/١٤٤٠ محرم الحرام

(بیری کے پتے قبروں میں کیوں ڈالا جاتا ہے)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مسئلہ:۔کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ بیری کے پتے قبروں میں کیوں ڈالے جاتے ہیں, دنیا میں بے شمار اشجار کے پتے ہیں پر بیری کے پتے ہی کو کیوں مختص کئے گئے ہیں؟ المستفتی:۔عبدالجبار

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوہاب

بے شک دنیا میں بے شمار درخت ہیں مگر قبر میں تخت کے اوپر کیچڑ لگانے کے بعد بیر کی ٹہنیاں رکھنے میں جو حکمتیں ہیں وہ اوروں میں نہیں- ١- ہری ٹہنی اللہ تعالیٰ کی تسبیح پڑھتی ہے- جیسا کہ قرآن کریم میں ہے کہ مامن شیء الا یسبح بحمدہ یعنی نہیں ہے کوئی چیز مگر اللہ تعالیٰ کی تسبیح پڑھتی ہے-" ٢ -قبر کھودنے والے جانوروں سے لاش کی حفاظت ہوتی ہے کیونکہ وہ کانٹے دار ہوتی ہے- ٣ -ساتویں آسمان کے اوپر سدرۃ المنتہی کے پاس ایک درخت ہے اور وہ درخت بیر کا ہے- اس لئے اسے اس سے نسبت بھی حاصل ہے اور ادنیٰ چیز کو جب اعلیٰ سے نسبت ہو جائے تو وہ شئی بھی اعلی ہو جاتی ہے (مشہور مقولہ ہیکہ :نسبت سے شئی ممتاز ہوتی ہے") واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ

جعفر علی صدیقی رضوی

۳۰ صفر المظفر ۱۴۴۰ھ مطابق ۹ نومبر ۲۰۱۸ء بروز جمعہ

(کیا قبرستان میں سلام پڑھنا جائز ہے؟)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مسئلہ:۔کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ آج کل کچھ لوگ میت کو دفنانے کے بعد اس کی قبر پر سلام پڑھتے ہیں

تو کچھ سنی حضرات چلے جاتے ہیں کہ پہلے تو ایسا نہیں ہوتا تھا یا ہم نے ایسا کہی نہیں دیکھا ہے تو کیا قبر پر سلام پڑھ سکتے ہیں یا نہیں؟ **المستفتی:۔** ایس کے سلمان

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوہاب

صورت مسئولہ میں سب سے پہلے یہ جان لیں کہ سلام پڑھنے کے لئے نہ کوئی جگہ متعین کی گئی ہے اور نہ ہی کسی جگہ پڑھنے سے ممانعت ہی آئی ہے سوائے گندگی؛ اور نجاست کی جگہوں کے، پس سلام پڑھنا کارِ خیر وثواب ہے خواہ قبرستان میں ہو یا گھر اور مسجد میں، کوئی مضائقہ نہیں، جیسا کہ فتاویٰ فیض الرسول میں مذکور ہے قبرستان میں جہاں مردے دفن کئے جاتے ہیں وہاں بھی صلاۃ وسلام پڑھنا جائز ومستحسن ہے کہ پڑھنے والے کو ثواب ملے گا اور مردے کو فائدہ پہنچے گا۔

(فتاویٰ فیض الرسول جلد دوم صفحہ ۶۵۴) واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ

محمد مظہر علی رضوی دربھنگہ بہار

۲۴ صفر المظفر ۱۴۴۰ھ مطابق ۳ نومبر ۲۰۱۸ء بروز جمعہ

(قبر کو پکی کرنا اور ایک بالشت سے زیادہ کرنا کیسا ہے؟

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مسئلہ:۔ کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ قبور کو پکا ایک بالشت سے اونچی بنانا کیسا ہے؟ قرآن وحدیث کی روشنی میں مدلل جواب عنایت فرمائیں **المستفتی:۔** عبدالرحیم شیخ

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوہاب

قبر پکی کرنے کے تعلق سے فقیہ ملت مفتی جلال الدین امجدی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں" جب قبر اندر سے کچی ہو تو اوپر سے پختہ کرنا جائز ہے" (ردالمحتار جلد دوم ص ۲۳۶)

كرهوا الاجر و الواح الخشب و قال الامام التمرتاشی هذا اذا كان حول الميت، فلو فوقه لا

یکرہ لانہ یکون عصمۃ من السبع و قال مشایخ بخاری لا یکرہ الاجر فی بلدتنا للحاجۃ الیہ لضعف الاراضی اھ۔اورفتاوی قاضی خان مع عالمگیری جلداول ص ۱۹۴ پر ہے یکرہ الاجر فی اللحد اذا کان یلی المیت اما ما وراء ذلك لا باس بہ اھ۔اوراعلی حضرت امام احمد رضا محدث بریلوی رضی اللہ عنہ ربہ القوی تحریر فرماتے ہیں"قبر پختہ بنانے میں حاصل ارشاد علمائے امجاد رحمہم اللہ تعالی یہ ہے کہ اگر پکی اینٹ میت کے متصل یعنی اس کے آس پاس کسی جہت میں نہیں کہ حقیقۃ قبر اسی کا نام ہے بلکہ کڑا کچا اور بالائے قبر پختہ ہے تو مطلقا ممانعت نہیں (فتاوی رضویہ جلد چہارم ص ۱۹۵ / بہار شریعت حصہ چہارم ص ۱۶۲)

لہذا قبر اگر اندر کچی رہے تو اوپر سے پختہ کر سکتے ہیں لیکن وقفی قبرستان میں کسی کی قبر پختہ نہیں بنا سکتے، خواہ وہ بزرگ ہو یا عامۃ المسلمین میں سے ہو"(شامی جلد دوم ص ۲۳۷)

"فی الاحکام عن جامع الفتاوی و قیل لا یکرہ البناء اذا کان المیت من المشایخ و العلماء و السادات، قلت لکن ھذا فی غیر المقابر المسبلۃ کما لا یخفی اھ" (فتاوی فقیہ ملت جلد دوم ص ۱۸۳)

اب سوال یہ کہ قبر کو ایک بالشت سے اونچی کرنا کیسا ہے؟ تو اس تعلق سے صدر الشریعہ بدر الطریقہ ابو العلی امجد علی قدس سرہ العزیز فرماتے ہیں"قبر چوکھونٹی نہ بنائیں بلکہ اس میں ڈھال رکھیں جیسے اونٹ کا کوہان، اور اس پر پانی چھڑکنے میں حرج نہیں بلکہ بہتر ہے اور قبر ایک بالشت اونچی ہو یا کچھ خفیف زیادہ۔(بہار شریعت ص ۸۴۶ ح ۴ مسئلہ نمبر ۱۹ مکتبۃ المدینہ کراچی)

الحاصل قبر ایک بالشت اونچی ہو یا ایک بالشت سے تھوڑی زیادہ ہو- قبر کو زیادہ اونچی کرنا مکروہ ہے۔

الانتباہ:۔قبہ وگنبد یا پوری عمارت جو بطور مزار بنائی جاتی ہے اس کی اونچائی بالشت بھر اونچائی سے زیادہ والی کراہت میں داخل نہیں ۔واللہ اعلم وعلمہ احکم واتم

کتبہ

امجد رضا امجدی

۱۸ رمضان المبارک ۱۴۴۱ھ مطابق ۱۲ مئی ۲۰۲۰ء مطابق بروز منگل

(فرضی قبر بنانا، اور اسکے ساتھ اصل جیسا معاملہ کرنا ناجائز و بدعت ہے)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مسئلہ:۔کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ ایک گاؤں میں مزار شریف بنا ہے جس کو غوث پاک کا مزار کہتے ہیں معلوم کرنے پر کسی نے بتایا کہ یہاں پر غوث پاک کے وضو کی اینٹ بہت سال پہلے کوئی لایا تھا اس اینٹ کے اوپر مزار بنایا

ہے اور لوگ بتاتے ہیں کہ کرامت بھی یہاں یہ دیکھی گئی کہ جب جلسہ کرایا تو موسم اچھا رہا مگر دوسرے دن قوالی کرائی تو تیز طوفان آیا اور ایسا دو سال ہوا لوگ دور دور سے آتے ہیں منتیں مانگتے ہیں اور وہ پوری بھی ہوتی ہیں: تو کیا اس جگہ مزار بنا صحیح ہے یا نہیں رہنمائی فرمادیں

المستفتی:۔محمد بلال رضا سنبھل

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوہاب

مذکورہ جگہ مزار بنانا شرعاً جائز نہیں ہے جیسا کہ سرکار اعلیٰ حضرت مجدد دین وملت امام احمد رضا خان بریلوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اپنی کتاب: فتاویٰ رضویہ شریف جلد چہارم صفحہ ۱۱۵ پر تحریر فرماتے ہیں کہ قبر بلا مقبور (بغیر قبر کے قبر، بناوٹی قبر) کی زیارت کے لئے وہ افعال کرنا، گناہ ہے اور جب کہ وہ اس پر مصر (اڑے ہوئے ہوں) اور باعلان اسے کر رہے تو فاسق معلن۔اس جلسہ زیارت میں شرکت جائز نہیں اس معاملہ سے جو خوش ہیں خصوصاً وہ جو ممد ومعاون (خرافات میں مددگار و حمایتی) ہیں سب گنہگار بلکہ وہ بھی جو باوجود قدرت وطاقت خاموش ہیں۔مگر ان میں کوئی بات کفر نہیں کہ اس سے ایمان و نکاح باطل ہو۔بہر حال فرضی قبر بنانا اور اس کے ساتھ اصل جیسا معاملہ کرنا ناجائز و بدعت ہے۔واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ

محمد جعفر علی صدیقی رضوی مہاراشٹر

۷/ رجمادی الاولیٰ ۱۴۴۰ھ مطابق ۱۴ جنوری بروز سوموار ۲۰۱۹ء

(قبر پر اگربتی جلانا کیسا ہے؟)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مسئلہ:۔کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ قبرستان میں قبر کے آس پاس اگربتی لگانا, کیسا ہے مدلل, ومفصل جواب عنایت فرمائیں۔

المستفتی:۔نوید علی مرادآباد

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوہاب

خاص قبر پر اگربتی سلگانہ ممنوع ہے، ہاں اگر قبر سے ہٹ کر خالی جگہ پر سلگائیں تو کوئی حرج نہیں، مگر یہ اس صورت

میں ہے جب کہ وہاں کچھ لوگ موجود ہوں ورنہ اگر میت کو خوشبو پہنچانے کی نیت سے ہو تو فضول ہے کہ میت کو اس سے کچھ فائدہ نہیں پہنچتا۔ اعلیٰ حضرت رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں" اگر بتی قبر کے اوپر رکھ کر نہ جلائی جائے" کہ اس میں سوء ادب اور بدفالی ہے، فتاویٰ عالمگیری میں ہے" ان سقف القبر حق المیت" ہاں قریب قبر زمین خالی پر رکھ کر سلگائیں کہ خوشبو محبوب ہے (فتاویٰ رضویہ جلد 4 ص 185)

پھر اسی میں ہے اگر بتی جلانا اگر تلاوت قرآن کے وقت تعظیم قرآن عظیم کے لئے ہو یا وہاں کچھ لوگ بیٹھے ہوں ان کی تراویح کے لئے ہو تو مستحسن ہے ورنہ فضول، و تضیع مال، میت کو اس سے کچھ فائدہ نہیں۔ (فتاویٰ رضویہ جلد 4 ص 220۔)(حوالہ فتاویٰ مرکز تربیت افتاء جلد اول کتاب الجنائز صفحہ 336 تا 337) واللہ ورسولہ اعلم بالصواب

کتبہ

محمد گل رضا قادری رضوی نیپال

۲۴ محرم الحرام ۱۴۴۱ھ مطابق ۲۴ ستمبر بروز منگل ۲۰۱۹ء

(قبر کے اندر پکی اینٹ لگانا کیسا؟)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مسئلہ:۔ کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ کیا قبر کے اندر پکی اینٹ سیمینٹ مسالے کے ساتھ لگا سکتے ہیں مکمل دلائل کے ساتھ وضاحت کریں

المستفتی:۔ شاکر رضا رامپور

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوہاب

قبر کے اندر پکی اینٹ لگانا مکروہ ہے کہ اینٹ آگ سے پکتی ہے اور اللہ تعالیٰ مسلمانوں کو آگ کے اثر سے بچانا۔

(بہار شریعت حصہ چہارم صفحہ ۴۱۱)

اور اگر ضرورت ہو تو کچی اینٹ لگانا اور ایسا ہی فتاویٰ رضویہ جلد نہم صفحہ ۴۲۵ پر ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ

مظہر علی رضوی دربھنگہ بہار

۲۲ صفر المظفر ۱۴۴۰ھ مطابق ۱ نومبر بروز منگل ۲۰۱۸ء

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمدہٗ ونصلی علی رسولہ الکریم

{فسئلوا اھل الذکر ان کنتم لا تعلمون}

تو اے لوگو! علم والوں سے پوچھو اگر تمہیں علم نہیں (کنزالایمان)

باب طعام المیت وایصال ثواب

میت کے کھانے اور ایصال ثواب کا بیان

ناشر

اراکین فخر ازہر واٹس ایپ گروپ

(تیجے کے چنے کی مقدار عند الشرع کتنی ہے؟)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مسئلہ:۔کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ سوم کے چنے کی مقدار کیا ہے عند الشرع برائے کرم جواب عنایت فرمائیں۔ المستفتی:۔محمد شبیر احمد رضوی مالے گاؤں (ایم پی)

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوہاب

چنے کی مقدار شرعا متعین نہیں ہاں حدیث پاک میں آیا ہے کہ جس نے یا جس کے لئے ستر ہزار مرتبہ کلمہ شریف پڑھا گیا ہو اللہ تعالیٰ اپنے فضل وکرم سے اسے بخش دیتا ہے۔أنه بلغني عن النبی صلی اللہ تعالیٰ علیه وسلم أنه من قال لا اله الا اللہ سبعين الفا غفر اللہ تعالیٰ له و من قيل له غفر له۔اھ (المرقات)

لوگوں نے اپنی سہولت کے لئے چنے اختیار کر لئے کہ اس میں شمار کلمہ بھی ہے اور بعد میں صدقہ بھی اور مشہور ہے کہ ساڑھے بارہ سیر (تقریبا تیرہ کلو) چنے میں یہ تعداد پوری ہوجاتی ہے (بحوالہ فتاوی بریلی ص:301/302/اعلحضرت نیٹورک)

واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ

محمد اسرار احمد نوری بریلوی

۳۰ رمضان المبارک ۱۴۴۱ھ بروز اتوار

(چوک پر فاتحہ کرنا کیسا؟)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مسئلہ:۔کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ چوک پر فاتحہ کرنا کیسا ہے؟ جلد از جلد جواب سے نوازیں

المستفتی:۔محمد افضل حسین رفیقی مظفر پور بہار

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوہاب

چوک، امام باڑہ، درگاہ عرف عام میں اس جگہ کو کہتے ہیں جہاں تعزیہ رکھا جاتا ہے اور تعزیہ بنانا مطلقا جائز ہے البتہ

مروجہ تعزیہ داری جو کہ ہر شہر، قصبہ، گاؤں میں رائج ہے وہ ناجائز وحرام ہے اس بنا پر سرکار اعلی حضرت رحمۃ اللہ علیہ نے چوک تعزیہ، علم کو اسراف میں داخل فرمایا اور فرماتے ہیں کہ تعزیہ میں کسی قسم کی امداد جائز نہیں، اللہ رب العزت نے ارشاد فرمایا (ولاتعاونوا علی الإثم و العدوان) گناہ اور زیادتی کی معاملات میں ایک دوسرے کی مدد نہ کیا کرو۔ (پ6 سورہ مائدہ)

مزید حضور اعلیٰ حضرت فرماتے ہیں علم، تعزیہ میں جو کچھ صرف ہوتا ہے سب اسراف وحرام ہیں۔ (فتاویٰ رضویہ، ج،24، ص،505، رضا فاؤنڈیشن لاہور)

لہذا تعزیہ سے ہٹ کر اگر فاتحہ دی جائے تو جائز ہی نہیں بلکہ مستحسن وباعث ثواب ہے جیسا کہ سرکار اعلی حضرت رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں فاتحہ جائز ہے روٹی شیرینی شربت جس چیز پر ہو، مگر تعزیہ پر رکھ کر یا اس کے سامنے ہونا جہالت ہے اور اس پر چڑھانے کے سبب تبرک سمجھنا حماقت ہے ہاں تعزیہ سے جدا جو خالص سچی نیت سے حضرات شہدائے کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کی نیاز ہو وہ ضرور تبرک ہے۔ (فتاوی رضویہ، جلد 24، ص 498، رضا فاؤنڈیشن لاہور)

چوک ہی میں فاتحہ دلانے کو اچھا سمجھنا ضرور جہالت پر مبنی ہے اسلئے گھر ہی میں پاک وصاف جگہ انتخاب کریں اور فاتحہ دلائیں ہاں اگر چوک بغرض فاتحہ بنایا گیا ہے اور وہاں تعزیہ داری سے کوئی واسطہ نہیں تو بیشک چوک پر فاتحہ دلائیں۔

واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ

محمد جابر القادری رضوی

۹ محرم الحرام ۱۴۴۲ھ بروز سنیچر

(زندوں کے نام سے فاتحہ دلانا کیسا ہے؟)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مسئلہ:۔ کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ زندہ کے نام سے فاتحہ دلانا اگر جائز ہے تو ٹھیک اگر جائز نہیں تو پھر حضرت خضر علیہ السلام کے نام سے جو نیاز دلائی جاتی ہے وہ درست ہے کیونکہ حضرت خضر علیہ السلام زندہ ہیں جواب عنایت فرمائیں مہربانی ہوگی

المستفتی:۔ غلام احمد رضا

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بهداية الحق والصواب

اہل سنت وجماعت کے نزدیک کسی بھی عبادت چاہے وہ تلاوت ہو یا کوئی اور شی اس کا ثواب زندہ مردہ مسلمان کو

بخشا جاسکتا ہے اور یہ احادیث مبارکہ سے ثابت ہے اس میں شک میں مبتلا ہونے کی حاجت نہیں(وفی الدر ان کل من اتی بعبادت مالیه جعل ثوابها لغیره وان نواها عند الفعل لنفسه لظاهر الروایة اھ قال ابن عابدین شامی علیه الرحمه تحت قوله (لغیره) ای من الاحیاء والاموات بحر عن البدائع) (جلد دوم ص ۵۵۲)

(وفی الرد والافضل لمن یتصدق نفلا ان ینوی لجمیع المؤمنین والمؤمنات لانها تصل الیهم والاینقص من اجرهم بشئ) (جلد دوم ص ۳۴۳) هذا ما ظهر لی وهو سبحانه تعالی اعلم وعلمه احکم واتم

کتبہ

محمد امجد رضا امجدی

۲۳/ ۱۲/ ۱۴۳۹/ ذوالحجہ

(کیا میت کا کھانا دل کو مردہ کر دیتا ہے؟)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مسئلہ:۔ کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ کیا میت کا کھانا دل کو مردہ کر دیتا ہے چاہے دسواں بیسواں چہلم یا برسی کیا یہ سب کھانا دل کو مردیتا ہے جیسا کہ مشہور ہے رہنمائی فرمادیجئے المستفتی:۔ محمد سلمان

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوہاب

جو شخص میت کے کھانے کے انتظار میں رہتا ہے اسکے نہ ملنے پر ناخوش ہوتا ہے *تو بیشک ایسا کھانا اس کے دل کو مردہ کر دیتا ہے اعلیٰ حضرت محدث بریلوی رضی اللہ عنہ ربہ القوی تحریر فرماتے ہیں یہ تجربہ کی بات ہے اور اس کے معنی یہ ہیں کہ جو میت کے کھانے کے متمنی رہتے ہیں ان کا دل مرجاتا ہے ذکر و اطاعت الہٰی کے لئے حیات وچستی اسمیں نہیں رہتی کہ وہ اپنے پیٹ کے لقمہ کے لئے موت مسلمین کے منتظر رہتے ہیں اور کھانا کھاتے وقت موت سے غافل اور اس کی لذت میں شاغل۔

(فتاوی رضویہ جلد 4 ص 223 فتاوی فقیہ ملت جلد 1 ص 295) واللہ تعالی اعلم

کتبہ

محمد اسماعیل خان امجدی گونڈہ

۲ صفر المظفر ۱۴۴۰ھ مطابق ۱۱ نومبر ۲۰۱۸ء بروز جمعرات

(فاتحہ پڑھتے وقت کیا شیرینی کا سامنے ہونا ضروری ہے؟)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مسئلہ:۔ کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ کیا مٹھائی آجائے تو قل شریف پڑھی جائے آیا انتظار کرنا از روئے شرع کیسا ہے؟ مہربانی کر کے جواب عنایت کریں، المستفتی:۔ نصر الحق قادری مظفر پور

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوہاب

فاتحہ قل شریف پڑھتے وقت ضروری نہیں کہ شیرینی سامنے ہو قل شریف پڑھتے وقت شیرینی کا سامنے ہونے کو ضروری خیال کرنا یہ بے اصل ہے یہ اکثر دیکھا گیا ہے کہ میلاد شریف پڑھنے کے بعد یا کسی اور موقع پر فاتحہ کے لئے انتظار کرتے ہیں کہ مٹھائی آئے تب تلاوت شروع کریں یہاں تک کہ مٹھائی آنے میں اگر تاخیر ہو تو گلاس میں پانی لاکر رکھا جاتا ہے تاکہ ان کے لئے ان کے عامیانہ خیال میں فاتحہ پڑھنا جائز ہو جائے یہ سب تو حماقت ہے حقیقت یہ ہے کہ فاتحہ میں کھانا سامنے ہونا ضروری نہیں اگر آیتیں اور سورتیں پڑھ کر کھانا یا شیرینی بغیر سامنے لائے یونہی تقسیم کر دی جائے تب بھی ایصال ثواب ہو جائے گا فاتحہ میں کوئی کمی نہیں آئے گی جیسا کہ سیدی سرکار اعلی حضرت رضی اللہ تعالی عنہ ارشاد فرماتے ہیں فاتحہ کے لیے کھانے کا سامنے ہونا کچھ ضروری نہیں۔ (فتاوی رضویہ جلد 4 صفحہ 225)

دوسری جگہ اعلی حضرت لکھتے ہیں اگر کسی شخص کا یہ اعتقاد ہو کہ جب تک کھانا سامنے نہ کیا جائے ثواب نہ پہنچے گا یہ اس کا گمان غلط ہے۔ (ایضا جلد 4 ص 195) واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ

عبید اللہ رضوی بریلوی

۱۶ شعبان المعظم ۱۴۴۱ھ مطابق ۱۱ اپریل ۲۰۲۰ء بروز سنیچر

(کسی نیک عمل اور صدقہ وخیرات کے لئے دن متعین کرنا حضور کی سنت ہے)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مسئلہ:۔ کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ ایصال ثواب کے لئے تیجہ دسواں بیسواں چالیسواں کی متعین کردہ

تاریخوں کا کہاں سے ثبوت ہے؟ مع حوالہ بالتفصیل جواب عنایت فرمائیں المستفتی: محمد الیاس

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوہاب

کہ کسی نیک عمل اور صدقہ وخیرات کے لئے دن مقرر کر لینا یہ بھی حضور کی سنت ہے لیکن کچھ لوگ اعتراض کرتے ہیں کہ صدقہ وخیرات کسی بھی وقت کیا جا سکتا ہے تیجہ چالیسواں وغیرہ کی کیا تخصیص تو اسکے متعلق یہ بات ذہن نشین کر لیں کہ تعین دو قسم کا ہوتا ہے (۱) تعین شرعی (۲) تعین عرفی یعنی ذاتی اور انتظامی تعین شرعی یعنی جسکے لئے شریعت نے وقت مقرر کیا ہو جیسے نماز روزہ حج وغیرہ ان اوقات کے علاوہ اگر یہ عمل کریں تو درست نہیں ہوگا اور تعین عرفی ہم اپنی سہولت کے لئے مقرر کرتے ہیں تا کہ آسانی ہو یا عمل میں مداومت ہو جیسے شادی بیاہ وغیرہ کے لئے وقت مقرر کرنا اور عمل میں مداومت کی نیت سے ہو تو یہ سنت رسول ہے جیسا کہ حدیث پاک ہے (احب العمل الی اللہ ادومہ وان قل) یعنی اللہ کی بارگاہ میں سب سے زیادہ مقبول عمل وہ ہے جو ہمیشہ ہو اور حضور بھی ہر جمعرات کو قبرستان فاتحہ کے لئے جاتے تھے اور مختلف نوافل کے لئے مختلف شامیں اور دن مقرر کئے تھے اب دن مقرر کی چند حدیثیں ملاحظہ کریں درود شریف کے لئے جمعہ کی تخصیص حضرت اوس بن اوس سے ایک روایت ابوداؤد شریف کی ہے (ان افضل ایامکم یوم الجمعہ فیہ خلق آدم وفیہ قبض وفیہ النفخۃ وفیہ الصعقۃ فاکثروا علی من الصلوٰۃ فیہ فان صلاتکم معروضۃ علی) یعنی جمعہ کے دن کثرت سے درود بھیجا کرو کہ تمہارا یہ عمل مجھ پر پیش کیا جاتا ہے اور حضور نفلی روزہ کے لئے پیر اور جمعرات کو مقرر کئے تھے جیسا کہ حضرت عائشہ سے حدیث مروی ہے (کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یتحری صوم الاثنین ویوم الخمیس) یعنی حضور پیر اور جمعرات کو روزہ رکھتے تھے۔ (جامع الترمذی جلد اول صفحہ ۹۳)

اور سفر کے لئے بھی دن مقرر کئے تھے جیسا کہ حدیث پاک حضرت کعب بن مالک روایت کرتے ہیں (ان النبی خروج یوم الخمیس فی غزوۃ تبوک کان یحب ان یخرج یوم الخمیس) حضور جمعرات کے دن غزوۂ تبوک تشریف لے گئے اور آپ جمعرات کے دن سفر پر نکلنا پسند کرتے تھے۔ (صحیح البخاری جلد اول صفحہ ۴۱۴)

اور نفلی عبادت کے لئے ہفتے کا دن مقرر کئے تھے جیسا کہ بخاری شریف جلد اول صفحہ ۱۵۹ پر ہے (عن ابن عمر قال کان النبی صلی اللہ علیہ وسلم یاتی مسجد قباء کل سبت ماشیا وراکبا فیصلی فیہ رکعتین) یعنی حضور ہر ہفتہ کو مسجد قباء میں دو رکعت نفل پڑھتے تھے اور روایت میں ہے (وکان عبد اللہ بن عمر یفعلہ) یعنی حضرت

عبداللہ بن عمر بھی ایسا ہی کرتے تھے اب مقام غور ہے کہ وہاں کسی صحابی رسول نے اعتراض نہیں کیا کہ یہ بدعت ہے وغیرہ بلکہ اس کو قائم رکھا جیسا کہ حضرت عبداللہ بن عمر نے کر کے بتایا اور حضرت عبداللہ بن مسعود نے وعظ کے لئے جمعرات کا دن مقرر کیا تھا جیسا کہ بخاری شریف کی حدیث حضرت ابو وائل سے مروی ہے (عن ابی وائل قال کان عبد اللہ یذ کر الناس فی کل خمیس) اور تیجہ کرنا بھی حضور سے ثابت ہے جیسا کہ بخاری و مسلم کی حدیث حضرت عائشہ صدیقہ سے مروی ہے کہ (عن عائشة قالت لما جاء النبی صلی اللہ علیه وسلم قتل ابن حارثه وجعفر وابن رواحة جلس یعرف فیه الحزن وانا انظر فی سائر الباب) یعنی شق الباب: یعنی جب حضور کو حضرت زید بن حارثہ وغیرہ کی شہادت کی اطلاع پہونچی تو آپ مسجد میں ان کی تعزیت کے لئے جمع ہو گئے صحابہ کرام بھی تین دن تک تعزیت کرتے تھے ہمارے یہاں بھی یہی طریقہ ہے کہ تین دن پر جمع ہو کر ایصال ثواب کرتے ہیں اور ساتواں یا چالیسواں کرنا بھی ثابت ہے جیسا کہ حضرت طاؤس سے مروی ہے کہ (عن طاؤس قال ان الموتی یفتنون فی قبورھم سبعا فکانوا یستحبون ان یطعم عنھم تلك الایام) یعنی سات روز تک مردے اپنے قبر میں آزمائے جاتے ہیں تو تم ان کی طرف سے کھانا کھلاؤ۔ (شرح الصدور صفحہ ۵۷)

اور اسی طرح محقق علی الاطلاق شیخ عبدالحق محدث دہلوی نے اپنی کتاب اشعۃ اللمعات جلد اول صفحہ ۷۱۶ میں تحریر فرماتے ہیں اور چالیسواں اس لئے بہتر ہے کہ چالیسواں عدد بہتر ہے جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ کو حکم دیا کہ چالیس دن کوہ طور رہو پھر کلام کرونگا حضور نے چالیس دن غار حراء میں اعتکاف فرمایا محدثین نے حدیث متواتر کے لئے چالیس کا عدد مقرر کیا ہے وغیرہ وغیرہ۔ خلاصہ کلام یہ کہ یہ چیزیں مباح جائز ہیں واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ

محمد مظہر علی رضوی دربھنگہ بہار

۱۵ جنوری بروز منگل

(ایصال ثواب کے وقت جس چیز پر فاتحہ دی جاتی ہے اس کا سامنے رکھنا جائز)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مسئلہ: ۔ کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ آج کے دور میں جو فاتحہ کا طریقہ رائج ہے کی سامنے رکھ کر فاتحہ کرنا اور کھانا فل وغیرہ پے فاتحہ کرنا کیسا ہے اسکا جواب حدیث شریف کی روشنی میں جلد از جلد عنایت فرمادیں تو بہت مہربانی ہوگی

المستفتی: ۔ محمد عقیل خان ردولوی

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوہاب

جس چیز کا صدقہ کرنا منظور ہو اس چیز کا ایصال ثواب کے وقت سامنے ہونا بھی احادیث صحیحہ سے ثابت ہے ابوداؤد اورنسائی میں روایت ہے کہ حضرت سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضور سرکار مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور کہا(ان ام سعد ماتت فای الصدقۃ افضل ؟ قال الماء فحفر بئرا، وقال ھذہ لام سعد)یعنی تحقیق حضرت سعد کی والدہ کا انتقال ہو گیا، حضور کون سا صدقہ بہتر ہے؟ تو سرکار مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ پانی، پس سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کنواں کھدوایا اور فرمایا کہ یہ کنواں میری ماں کے لئے ہے۔اس حدیث شریف سے معلوم ہوا کہ ایصال ثواب کرتے وقت جس چیز کا ثواب پہنچانا منظور ہو اس کا سامنے ہونا بہتر ہے کیونکہ صحابی رسول حضرت سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ گھر بیٹھے بھی اس کوآں پر اپنی ماں کا نام بول سکتے تھے۔مگر انھوں نے ایسا نہیں کیا۔ بلکہ کنواں کے سامنے کھڑے ہو کر خدا کی بارگاہ میں عرض کیا کہ الٰہی یہ میری ماں کی طرف سے ہے۔

امام ترمذی، امام ابوداؤد اور امام احمد بن حنبل رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ایک حدیث شریف روایت کی ہے کہ حضور نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے دو مینڈھوں کی قربانی کی اور اسی وقت جب کہ گوشت (مذبوح) سامنے تھا، ایصال ثواب فرمایا، حدیث شریف کے الفاظ یہ ہیں(ذبح بیدہ و قال بسم اللہ واللہ اکبر اللھم ھذا عنی و عمن لم یضح من امتی) (مشکوٰۃ شریف) یعنی ”حضور سرکار مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے دست مبارک سے ذبح کیا، اور کہا بسم اللہ اللہ اکبر، پھر فرمایا اے اللہ یہ میری طرف سے ہے اور میری امت کے ان لوگوں کی طرف سے ہے جنھوں نے قربانی نہیں کی۔“اس حدیث شریف سے صاف ظاہر ہے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے جس وقت ایصال ثواب کے یہ کلمات فرمائے اس وقت گوشت سامنے موجود تھا۔لہذا ان دونوں حدیثوں سے ثابت ہو گیا کہ ایصال ثواب کے وقت اس چیز کا جس پر فاتحہ دی جاتی ہے سامنے ہونا اور سامنے رکھنا جائز ہے واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ

محمد جعفر علی صدیقی رضوی مہاراشٹر

۱۶ ذی القعدہ ۱۴۴۱ھ بروز بدھ

(ایصال ثواب سے گنہگاروں کی مغفرت اور بچوں کے درجات بلند ہوتے ہیں)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مسئلہ:۔کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ نابالغ بچے کے انتقال پر تیجہ دسواں وغیرہ کا کیا مسئلہ ھے زید نے کہا کہ اس کا کوئی جواز نہیں ھے اور مثال یہ دی کہ اس کی نماز جنازہ میں مغفرت والی دعا نہیں پڑھی جاتی ہے فاتحہ وغیرہ گنہگاروں کیلئے کی جاتی نا کہ چھوٹے بچوں کیلئے؟ المستفتی:۔محمد تحسین رضا

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوہاب

جو ناجائز کہتا ہے اس کے لئے لازم ہے کہ وہ اس بات کی دلیل پیش کرے کہ بچوں کے لئے ایصال ثواب ناجائز ہے جب کہ شرع شریف کا اصول یہ ہے کہ جب تک کسی چیز کا ممنوع ہونا شرع شریف سے ثابت نہ ہو وہ جائز ہی ہوتی ہے جیسا کہ بخاری مع فتح الباری جلد 19 صفحہ 655 پر ہے کہ (ان جمیع الاشیاء علی الاباحۃ حتی یثبت المنع قبل الشارع) یعنی تمام چیزیں جائز و مباح ہیں جب تک کسی چیز کے لئے شارع سے منع ثابت نہ ہو معلوم ہوا کہ جس بات سے اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے منع نہیں فرمایا وہ جائز و مباح ہے اسے بدعت و ناجائز کہنا بڑی زیادتی ہے۔ اور فتاوی قاضی خاں کتاب الحظر والاباحۃ جلد 4 صفحہ 774 پر ہے کہ (الاصل فی الاشیاء الاباحۃ) یعنی تمام چیزوں کی اصل یہ ہے کہ وہ مباح ہے یعنی ہر وہ چیز مباح اور حلال ہے ہاں اگر کسی چیز کو شریعت منع کر دے تو وہ ناجائز و حرام ہے یعنی ممانعت منع کرنے سے ثابت ہوگی نہ کہ کسی کے منع کرنے سے جو کوئی کسی چیز کو ناجائز و حرام کہہ رہا ہے حقیقتاً وہ اس بات کا دعویٰ کر رہا ہے کہ شریعت اسے منع کیا ہے اس لئے اس پر دلیل دینا ضروری ہے اور اللہ و رسول نے منع نہیں فرمایا تو اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم پر جھوٹ باندھنا ہے یہ لوگ اسی طرح کی بے پر کی اڑانے میں ماہر ہیں جیسا کہ دیوبندیوں کے بڑے حضرت مولوی اشرفعلی تھانوی نے اپنی کتاب اصلاح الرسوم میں لکھا ہے کہ پھول وغیرہ فاسقوں فاجروں کی قبر پر ڈالنا چاہئے نہ کہ قبور اولیاء پر ان کے مزارات میں عذاب ہے ہی نہیں جس کی پھول وغیرہ سے تخفیف کی جائے مگر ان کی سمجھ میں آئے کیسے؟ جب کہ انھوں نے سمجھ کر لکھنے کی کوشش ہی نہیں کی ہے یاد رہے جو اعمال گنہگار کے لئے دفع مصیبت و بلا اور عذاب کرتے ہیں وہ صالحین کے لئے بلندی درجات کا فائدہ دیتے ہیں دیکھو! مسجد کی طرف چلنا

ہمارے گناہ معاف کراتا ہے مگر صالحین کے درجات بڑھاتا ہے ایسے ہی بعض دعائیں مجرموں کے گناہوں کو مٹاتی ہیں اور صالحین کے مراتب بڑھاتی ہیں اس قاعدے سے یہ لازم نہیں آتا کہ صالحین نہ مسجد آئیں نہ استغفار پڑھیں کہ وہ گناہوں سے پاک ہیں اسی طرح ایصال ثواب سے گناہ گاروں کے گناہ معاف ہوتے ہیں اور نیک کاروں وصالحین اور چھوٹے بچوں کے درجات بلند ہوتے ہیں ورنہ نماز جنازہ بھی صرف گناہ گاروں کی ہی پڑھنی ہوگی نہ کہ شہداء اور اولیاء اللہ صالحین کی کہ وہ بخشے بخشائے ہیں بچوں کے لئے ایصال ثواب کرنے سے ان کے درجات بلند ہوتے ہیں نہ کہ اس سے ان کی مغفرت ہوتی ہے تاکہ زیادہ سے زیادہ ان کے درجات بلند ہوں اور وہ محشر میں ہماری شفاعت کے لئے مکمل طور پر قابل ہوں اسی لئے ان کی نماز جنازہ میں ان کے شفیع ہونے کی دعا مانگی جاتی ہے واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ

محمد جعفر علی صدیقی رضوی مہاراشٹر

۱۵ صفر المظفر ۱۴۴۱ ہجری بروز منگل

(اہل میت کے لئے کھانا بھیجنا کب تک درست ہے؟ نیز جس نے جمعہ کے دن فجر کی نماز نہیں ادا کی تو جمعہ کی نماز ہوگی کہ نہیں؟)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مسئلہ:۔ کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ اکثر میں نے دیکھا ہے کہ اگر کسی گھر میں کسی شخص کا انتقال ہوجاتا ہے تو اس کے گھر والے گھر میں چولھا جلاتے نہیں ہیں اور کھاتے بھی نہیں ہیں پوچھنے پر بولتے ہیں کہ آج ہمارے گھر میں فلاں کا انتقال ہوگیا ہے تو اس لیے چولھا جلانا منع ہے اور کھانا بھی۔ اور گھر میں جھاڑو وغیرہ بھی لگانا منع ہے ایسی اور بھی بہت باتیں ہوتی ہیں تو یہ سب کہاں تک درست ہے۔ اور اس کے متعلق جو بھی باتیں ہیں سب تفصیل سے بتائی جائیں۔

(۲) میں نے سنا ہے کہ جمعہ کے دن اگر کوئی شخص صبح کی نماز نہیں پڑھتا ہے تو کیا اس کی جمعہ کی نماز نہیں ہوتی ہے۔ اس کے بارے میں بتادیا جائے۔ المستفتی:۔ حبیب رضا

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوہاب

جس گھر میں میت ہوجائے تو محلہ والوں کے لئے سنت طریقہ یہ ہے پہلے دن کا کھانا پکا کر میت والوں کو دیں اور اگر

نہ کھائیں تو باصرار کھلائیں یہ کھانا اتنا ہو کہ میت کے گھر والوں کو پورا ہو جائے اور باقی لوگ جو محلہ والے میت کے گھر جمع ہیں انہیں اور جو میت کو دفن کرنے کے بعد واپس آئیں انہیں میت کے گھر کھانا کھانا منع ہے۔امام اہلسنت امام احمد رضا خان رضی اللہ تعالی عنہ فرماتے ہیں کہ اگرچہ صرف ایک دن یعنی پہلے ہی روز عزیزوں کو ہمسایوں کو مسنون ہے کہ اہل میت کے لیے اتنا کھانا پکوا کر بھیجیں جسے وہ دو وقت کھا سکیں اور باصرار انہیں کھلائیں ،مگر یہ کھانا صرف اہل میت ہی کے قابل ہونا سنت ہے اس میلے کے لیے بھیجنے کا ہرگز نہیں اور ان لیے بھی فقط روز اول کا حکم ہے، آگے نہیں۔

(فتاوی رضویہ، ج:۹،ص:۶۶۷،مکتبہ رضا فاؤنڈیشن لاہور)

اہل میت کے علاوہ جو وہاں موجود ہوں جیسے عام رواج ہے کہ میت کے گھر خاص طور پر عورتیں بہت جمع ہوتی ہیں اور منہ بنا بنا کر روتی ہیں اور چیخ چیخ کر ایک دوسرے کے گلے لگتی ہیں اور کہتی ہیں ہائے اوفلاں ہائے او میرا فلاں وغیرہ یہ سب حرام ہے لہذا ایسے مجمع کو یا جو میت کو دفن کرنے کے بعد واپس میت کے گھر آئیں ان کو کھانا کھلانا ضیافت ہے اور میت کی طرف سے ضیافت ناجائز ہے بلکہ دفن کرنے والوں کے لئے حکم یہ ہے کہ وہ کھانا کھائے بغیر میت کے وارث سے اجازت لے کر چلے جائیں اور اپنے اپنے گھر جا کر کھانا کھائیں۔امام اہلسنت امام احمد رضا خان رضی اللہ تعالی عنہ مزید فرماتے ہیں کہ یہ عورتیں کہ جمع ہوتی ہیں افعالِ منکرہ کرتی ہیں ،مثلاً چلّا کر رونا پیٹنا ، بناوٹ سے منہ ڈھانکنا ،الی غیر ذالک۔یہ سب نیاحت (نوحہ) ہے اور نیاحت حرام ہے۔ایسے مجمع کے لئے میت کے عزیزوں اور دوستوں کو بھی جائز نہیں کہ کھانا بھیجیں کہ گناہ کی امداد ہوگی قال اللہ تعالی ولا تعاونوا علی الاثم والعدوان یعنی ،گناہ اور زیادتی پر ایک دوسرے کی مدد نہ کرو۔(فتاوی رضویہ،جلد ۹،ص:۶۶۸،مکتبہ رضا فاؤنڈیشن لاہور)

بقیہ باتیں جہالت پر مبنی ہے اگر کسی وجہ سے نمازِ فجر ادا نہ کی گئی ہو تو نمازِ جمعہ اداء کی جاسکتی ہے۔ہر نماز اپنے مقررہ وقت پر فرض ہے (کما قال اللہ تعالی فی القرآن الکریم ان الصلوٰۃ کانت علی المؤمنین کتبا موقوتا) اور کسی بھی نماز کی ادائیگی کسی دوسری نماز سے مشروط نہیں۔

اگر نمازِ فجر ادا نہیں کی تو بہتر یہ ہے کہ نمازِ جمعہ سے پہلے اس کی قضاء پڑھ لی جائے۔اگر پہلے قضاء نہ کر سکے تو بھی نمازِ جمعہ کی ادائیگی میں خلل نہیں آئے گا۔بعد میں قضاء پڑھ لی جائے۔نمازِ جمعہ کسی بھی طرح نمازِ فجر کی ادائیگی سے مشروط نہیں۔واللہ تعالی اعلم

کتبہ

محمد مظہر علی رضوی دربھنگہ بہار

۱۵ مارچ بروز جمعہ ۲۰۱۹ عیسوی

(اہل میت کے گھر کھانا بھیجنا کیسا؟)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مسئلہ:۔کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ میت والے دن آگ جلانا کیسا ہے؟ **المستفتی**:۔محمد شاہد

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوہاب

کسی مؤمن کے انتقال کے دن گھر میں آگ نہیں جلانے کا مطلب یہ ہے کہ وہ غم کا دن ہوتا ہے،اس لئے اس دن چولھا نہیں جلاتے ہیں، بلکہ شریعت کا حکم ہے کہ،میت کے پڑوسی یا دور کے رشتہ دار اگر میت کے گھر والوں کے لئے اس دن اور رات کے لئے کھانا لائیں تو بہتر ہے،اور انھیں اصرار کر کے کھلائیں ،میت کے گھر والوں کو جو کھانا بھیجا جاتا ہے، یہ کھانا صرف گھر والے کھائیں ،اور انھیں کے لائق بھیجا جائے زیادہ نہیں ،اوروں کو وہ کھانا کھانا منع ہے،اور صرف پہلے دن کھانا بھیجنا سنت ہے اس کے بعد مکروہ ہے۔(بہار شریعت حصہ چہارم ص ۱۳۵/ ۱۴۶) واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ

محمد رضا امجدی سیتا مڑھی بہار

۲۱ ربیع الآخر ۱۴۴۱ ہجری بروز منگل

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمدہٗ ونصلی علی رسولہ الکریم

{فسئلوا اھل الذکر ان کنتم لا تعلمون}

تو اے لوگو! علم والوں سے پوچھو اگر تمہیں علم نہیں (کنزالایمان)

کتاب الزکوٰۃ

زکوٰۃ کابیان

ناشر

اراکین فخر ازہر واٹس ایپ گروپ

(عید کے دن صبح صادق کے بعد بچہ پیدا ہوا تو صدقۂ فطر واجب ہے کہ نہیں؟)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مسئلہ:۔کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ حضرت مفتی صاحبان قبلہ ایک سوال ہے آپ تمام کی بارگاہ میں کہ جو بچہ صبح صادق سے پہلے پیدا ہوا اس پہ صدقۂ فطر واجب ہے یا نہیں کیونکہ ابھی تک یہی سن رہے تھے اور کر رہے تھے کہ جو بچہ صبح صادق سے پہلے پیدا ہوتا تھا اس کا صدقۂ فطر نکالا کرتے تھے لیکن آج ہمارے امام صاحب مقتدی سے مخاطب ہو کر فرما رہے تھے کہ جو بچہ عید کی چاند سے پہلے پیدا ہوگا اسی پہ صدقۂ فطر واجب ہے کیونکہ صدقہ فطر اسی پہ واجب ہے جو رمضان پایا اور جو رمضان پایا ہی نہیں اس پہ صدقہ فطر واجب نہیں ہے حضور اس پہ مدلل جواب پیش فرمائیں

المستفتی:۔افروز عالم رضوی امجدی

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوہاب

عید کے دن صبح صادق طلوع ہوتے ہی صدقۂ فطر واجب ہو جاتا ہے لہذا جو شخص صبح ہونے سے پہلے مر گیا یا غنی تھا فقیر ہو گیا یا صبح طلوع ہونے کے بعد کافر مسلمان ہوا یا بچہ پیدا ہوا یا فقیر تھا غنی ہو گیا تو واجب نہ ہوا اور اگر صبح طلوع ہونے کے بعد مرا یا صبح طلوع ہونے سے پہلے کافر مسلمان ہوا یا بچہ پیدا ہوا یا فقیر تھا غنی ہو گیا تو واجب ہے۔

(فتاوی ہندیہ، بحوالہ بہار شریعت حصہ پنجم صفحہ ١٤٦) واللہ تعالی أعلم بالصواب

کتبہ

مظہر علی رضوی دربھنگہ بہار

۲۳؍جمادی الآخر ۱۴۴۰ھ

(سونا اور چاندی کی زیورات میں دھات وغیرہ مخلوط ہو تو کس طرح زکوۃ نکالیں گے)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مسئلہ:۔کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ جس زیورات کی زکوۃ نکلتی ہے اس میں اصلی سونا یا چاندی کی زکوۃ

نکلے گی یا پھر جتنا وزن میں آیگا اتنے کی یعنی جو سونے یا چاندی میں ملاوٹ ہوتی ہے اس کو چھوڑ کر زکوٰۃ نکالنے حکم ہے یا ملاوٹ والی دھاتو کا بھی زکوٰۃ دینی ہوگی

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوہاب

صورت مسؤلہ میں حکم یہ ہے کہ اگر سونا یا چاندی مخلوط ہو یا کسی اور چیز کی ملاوٹ اس میں ہو تو جزء غالب کا اعتبار ہوگا یعنی اگر شئے مخلوط میں غالب مقدار سونا ہے تو اسے سونا قرار دے کر ان کی زکوٰۃ ادا کرنی ہوگی ورنہ نہیں۔

(تفہیم المسائل جلد دوم ص ۱۷۲)

الحاصل سونا اور چاندی میں ملاوٹ معمولی ہوتی ہے اصل اس میں سونا یا چاندی غالب مقدار میں ہوتا ہے اس لئے اس ملاوٹ کا کوئی اعتبار نہیں ہے جتنا وزن میں ہوگا اس تمام پر زکوٰۃ کا حکم دیا جائے گا اور تمام پر زکوٰۃ ادا کرنا ضروری ہوگا۔

وھو سبحانہ تعالی

کتبہ

محمد رضا امجدی سیتا مڑھی بہار

۲۵ مئی بروز سنیچر ۲۰۱۹ عیسوی

(حیلئہ شرعی کے ناجائز استعمال کا دور دورہ)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مسئلہ:۔کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ بعض لوگوں کا کہنا ہے کہ ہماری زکوٰۃ پانچ لاکھ بنی ہم کسی فقیر کو مالک بنا دیں اس سے پھر ہم واپس لے لیں تو زکوٰۃ بھی ادا ہو جائے گی اور ہماری رقم بھی بچ جائے گی یہ کہاں سے جائز ہے؟

المستفتی:۔حسیب رضا لکھیم پور کھیری

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوہاب

کچھ ناعاقبت اندیشوں نے شریعت اسلامیہ کو معاذ اللہ تعالی ایک مذاق بنالیا ہے اور ان بدبختوں کی بدبختی کی سوچ

کی پیداوار میں ہم بھی ذمہ دار ہیں سائل کا سوال آیا کہ جھٹ سے جواب لکھ دیا گیا کہ زکوۃ کی رقم "حیلۂ شرعی" کے ذریعہ استعمال کر سکتے ہیں حالانکہ ہمیں سائل کے سوال پر غور وفکر کرنا چاہئے کہ کہیں یہ اس مسئلہ کے ذریعہ اپنا کوئی مذموم مقصد تو پورا نہیں کرنا چاہتا ہے۔اس لئے پہلے اسے "حیلۂ شرعی" کے جواز کا مقصد اور حالت و وقت سمجھانا ضروری ہوتا ہے اور بغیر سخت ضرورت اور مجبوری کے "حیلۂ شرعی" کے استعمال کے شرعی نقصانات کا ذکر کرنا ازبس ضروری ہوتا ہے۔

مذکورہ بالا شیطانی آئیڈیا کے علاوہ کسی گروپ میں ایک سوال نظر سے گزرا تھا کہ ایک شخص زکوۃ کی رقم حیلۂ شرعی کر کے خود اپنے پاس رکھ لیتا ہے اور سال بھر اپنی مرضی کے مطابق جس جس کو چاہتا دیتا ہے۔معاذاللہ

حیلۂ شرعی حیلۂ شرعی حیلۂ شرعی پڑھ پڑھ کر دماغ ٹھکانے نہ رہا آج ہر کام میں حیلۂ شرعی کے ذریعہ کام چلانے کی کوشش کی جارہی ہے۔

یادرہے کہ شرعی حیلے صرف سخت ضرورت ومجبوری شرعی کی اجازت حرام کام سے بچنے اور شرعی نقصانات کی حفاظت کے لئے اجازت ہے- نہ کہ حیلۂ شرعی سے حرام کام میں پڑنے کے لئے-قرآن وحدیث اجماع امت اور قیاس سے حیلۂ شرعی کا جواز شرائط کے ساتھ ہیں۔فتاوی عالمگیری،الاشباہ والنظائر میں شرائط کے ساتھ جواز کا فتوی دیا گیا ہے۔

فتاوی عالمگیری میں ہے کہ کسی کو فریب دینے کے لئے حیلہ کرنا گناہ ہے لیکن شرعی ضرورت کو پورا کرنے یا حرام سے بچنے کی تدبیریں کرنا عین ثواب ہے۔کچھ بنی اسرائیلیوں نے حیلہ کر کے مچھلی کا شکار کیا تھا جس سے ان پر عذاب الہی نازل ہوا اور وہ بندر بنادئے اور چند دن کے بعد سب کے سب مر گئے انھوں نے حرام کو حلال کرنے کے لئے حیلہ کیا تھا۔

روایت ہے کہ حضرت داؤد علیہ السلام کی قوم کے ستر ہزار آدمی "عقبہ" کے پاس سمندر کے کنارے "ایلہ" نامی گاؤں میں رہتے تھے اور یہ لوگ بڑی فراخی اور خوش حالی کی زندگی بسر کرتے تھے-اللہ تعالی نے ان لوگوں کا اس طرح امتحان لیا کہ سنیچر کے دن مچھلی کا شکار کرنا ان لوگوں پر حرام فرمادیا اور ہفتہ کے باقی دنوں میں شکار حلال فرمادیا-مگر اس طرح ان لوگوں کو آزمائش میں ڈال کر فرمادیا کہ سنیچر کے دن بے شمار مچھلیاں آتی تھیں اور دوسرے دنوں میں نہیں آتی تھیں-تو شیطان نے ان لوگوں کو یہ آئیڈیا (حیلہ کرنا) بتادیا کہ سمندر سے کچھ نالیاں نکال کر خشکی میں چند حوض بنالو اور جب سنیچر کے دن مچھلیاں ان نالیوں کے ذریعہ حوض میں آجائیں تو نالیوں کا منھ بند کردو اور اس دن شکار نہ کرو بلکہ دوسرے دن آسانی کے ساتھ ان مچھلیوں کو پکڑلو ان لوگوں کو یہ شیطانی حیلہ بازی پسند آگئی اور ان لوگوں نے یہ نہیں سوچا کہ جب مچھلیاں نالیوں اور حوضوں میں مقید ہوگئیں تو یہی ان کا شکار ہوگیا،تو سنیچر ہی کے دن شکار کرنا پایا گیا جو ان کے لئے حرام تھا ان لوگوں میں تین گروہ بن گئے تھے ایک اس شیطانی مشورہ سے منع کرنے اور ناراض و بیزار ہو کر شکار سے باز رہنے والا۔دوسرا خاموش

رہنے اور دوسرے کو نہ منع کرنے والا۔

تیسرے وہ سرکش و نافرمان جنھوں نے حکم خداوندی کی علانیہ مخالفت کی اور شیطان کی حیلہ بازی کو مان کر سنیچر کے دن شکار کر لیا اور ان مچھلیوں کو کھایا اور بیچا بھی جب ان لوگوں نے منع کرنے کے باوجود شکار کر لیا تو ان لوگوں پر اللہ تعالی کا عذاب نازل ہوا اور بندر بنا دیئے گئے۔جن کی تعداد بارہ ہزار تھی۔یہ سب تین دن زندہ رہے اور اس درمیان میں کچھ کھا پی نہ سکے بلکہ یوں ہی بھوکے پیاسے سب کے سب ہلاک ہو گئے۔شکار سے منع کرنے والا گروہ ہلاکت سے سلامت رہا۔اور صحیح قول کے مطابق دل سے برا جان کر خاموش رہنے والوں کو بھی اللہ تعالی نے ہلاکت سے بچا لیا۔

(صاوی شریف جلد اول صفحہ ۳۵)

اس واقعہ کا اجمالی بیان سورۂ بقر رکوع ۸، مفصل بیان سورہ اعراف رکوع ۲۱ میں ہے اس سے معلوم ہوا کہ جب صاحب نصاب نے زکوۃ دینے سے پہلے ہی یہ ناپاک ارادہ بنا لیا کہ یہ زکوۃ کی رقم کسی مستحق زکوۃ کو دے کر پھر واپس لے لوں گا تو یہ زکوۃ دینا ہی نہیں ہوا صحیح حدیث شریف میں ہے کہ تمام اعمال کا بدلہ نیتوں پر ہے اس لئے خدارا کسی شرعی مسئلہ کو اپنی نفسانی خواہشات کا ہتھیار نہ بناؤ واللہ علیم بذات الصدور ہے* وہ تمھارے دل کا راز جانتا ہے۔

لہذا شیطانی حیلہ بازیوں میں اللہ تعالی کے احکام کی نافرمانی کر کے اللہ تعالی کے غضب کو دعوت مت دو کہیں ایسا نہ ہو جائے کہ احکم الحاکمین تمھاری اس شیطانی چالاکی پر زکوۃ کی رقم کھانے والوں میں نہ بنا دے اور دوسرے کے سامنے ہاتھ پھیلاتے پھرو یہ بھی یاد رہے کہ آج ہم جو اللہ تعالی کی نافرمانی کر رہے ہیں اور اس پر پہلے کی نافرمان امتیوں جیسا ہم پر عذاب نازل نہیں ہوتا تو صدقہ ہے رحمت عالم صلی اللہ تعالی علیہ وسلم کا۔مگر یاد رہے آخرت کے عذاب سے بچ پانا مشکل ہے۔اس لئے یوم آخرت کا خوف کھاؤ اور شریعت اسلامیہ جو ہمارے لئے ایک رحمت کی صورت میں ہے اسے اپنے لئے زحمت نہ بناؤ ہمارا بھی فرض ہے کہ موقع ومحل اور نفس سؤال کے مطابق سائل کو جواب دیں۔صرف کتاب سامنے رکھ نقل کر کے جواب دینے ہی اکتفا نہ کریں۔اللہ تعالی ہمیں شریعت اسلامیہ پر صحیح طور پر اللہ ورسول کی رضا پیش نظر رکھتے ہوئے عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔واللہ تعالی أعلم بالصواب

کتبہ

محمد جعفر علی صدیقی رضوی مہاراشٹر

۳ جون بروز سوموار ۲۰۱۹ عیسوی

(کھیت کے مالک جو پریشان ہو اسے زکوٰۃ دے سکتے ہیں؟)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مسئلہ:۔کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ میری عرض یہ ہے کہ اس وقت کے حالات بہت خراب ہے کیا ہم اس شخص کو زکوٰۃ دے سکتے ہے جس کے پاس صرف کھیتی والی زمین ہے مگر اس وقت اسکے ہاتھ کوئی پیسہ نہی ہے جس سے وہ اپنا گھر چلا سکے تو کیا ہم اسکو زکوٰۃ دے سکتے ہے

المستفتی:۔شمس عالم سیتامڑھی بہار

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوہاب

اگر شخص مذکور ساڑھے سات تولہ سونا یا ساڑھے باون تولہ چاندی یا اتنے روپئے یا اتنے کا مال تجارت وغیرہ کا نصاب نہیں رکھتا ہے اور کھیت کے غلہ یا باہری آمدنی سے ضروری مصارف اور اہل وعیال کے نفقہ کے بعد اتنا نہیں بچتا کہ وہ اپنی حاجت اصلیہ سے فارغ ساڑھے باون تولہ چاندی یا ساڑھے سات تولہ سونا خرید سکے تو اس صورت میں اسکو زکوۃ دے سکتے ہیں مگر وہ ان میں سے نہ ہو جنہیں زکوۃ دینا جائز نہیں؛ یعنی وہ بھی ہاشم یا حضرت عباس وحارث بن عبد المطلب کی اولاد سے نہ ہو؛ اور نہ اپنی اصل وفرع سے ہو فتاوی عالمگیری جلد اول صفحہ ۱۸۹ میں ہے لو کان له حوانیت اودار غلة تساوی ثلثة الاف درهم وغلتها لا تكفى لقوته وقت عياله يجوز صرف الزكاة اليه فى قول محمد رحمه الله تعالى ولو كان له ضيعة تساوی ثلثة الاف ولا تخرج مايكفى له ولعياله اختلفوا فيه قال محمد بن مقاتل يجوز له اخذ الزكاة؛ اھ

اور فتاوی قاضی خاں جلد اول صفحہ ٢٦٧ میں ہے ؛لا يجوز الدفع الى بنى هاشم۔اور درمختار مع شامی جلد سوم صفحہ ٢٩٤ میں ہے لا یصرف من بینهما ولاد، اھ ملخصا (ماخذ فتاوی فقیہ ملت جلد اول کتاب الزکاۃ صفحہ ۳۱۸،۳۱۹؛ فقیہ ملت اکیڈمی)

اور فتاوی رضویہ دہم صفحہ ١٦٤؛ رضا فاؤنڈیشن جامعہ نظامیہ رضویہ پاکستان میں ہے ہاں اس کو زکوۃ دے سکتے ہیں اگر چہ اس کی حاجت سکونت کا مکان ہزار روپیہ کا ہو یا کرائے پر چلالے کہ مکان سے ہزار روپئے سالانہ آتا ہو اور اس کا ضروری مصارف ونفقہ اہل وعیال سے اتنا نہ بچتا ہو کہ وہ اپنی حاجت اصلیہ سے فارغ ٥٦ روپئے کا مالک ہو۔

واللہ تعالی أعلم بالصواب

کتبہ

محمد اختر رضا قادری رضوی نیپال ۱۱ رمضان المبارک ۱۴۴۱ھ بروز منگل

(حیلۂ شرعی کا ثبوت)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مسئلہ:۔کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ حیلۂ شرعی کرنے کا ثبوت کہاں سے ہے برائے کرم اس کو حل فرمائیں بہت کرم ہوگا مع حوالہ بہت کرم ہوگا

المستفتی:۔محمد غلام حسین جیلانی حبیبی

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوہاب

آپ نے زکوۃ میں حیلۂ شرعی کا ثبوت مانگا ہے لغت میں حیلہ کا معنی یہ ہیں کہ مطلب کو تدبیر سے حاصل کرنا (لسان العرب جلد ۳/۱۰۰)

تدبیر اور مطلوب کبھی دونوں اچھے ہوتے ہیں اور ان کے برتنے میں شرعا کوئی ممانعت نہیں ہوتی اور کبھی دونوں یا مقصد برا ہو تو اس کے لئے ضرور ممانعت ہے اچھا مقصد اور اس کے لئے اچھی تدبیر قرآن سے ثابت ہے قرآن مقدس میں ہے کہ حضرت ایوب علیہ السلام نے کسی بات پر اپنی بیوی کو سو کوڑے مارنے کی قسم کھائی تو اللہ تبارک وتعالی نے ان دونوں کی آسانی کے لئے انہیں حکم دیا "وخذ بيدك ضغثا فاضرب به ولا تحنث" یعنی تم اپنے ہاتھ میں تیلیوں کا ایک گچھا لو جس میں سو تیلیاں ہوں اسی سے اپنی بیوی کو مارو اس حیلہ سے تمہاری قسم بھی پوری ہو جائے گی اور تمہاری بیوی کو بھی تکلیف نہ ہوگی حدیث شریف میں ہے "دخل رسول الله صلى الله عليه وسلم بيته والبرمة تفور بلحم فقرب اليه خبزو آدم من ادام البيت فقال الم ار برمة فيه لحم قالوا بلى ولكن ذالك لحم تصدق به وانت لا تاكل الصدقة فقال هو عليها صدقة ولنا هدية" (مشکوۃ المصابیح شریف کتاب الزکوۃ ج۱/ص ۳۳۸)

حضور صلی اللہ تعالی علیہ وسلم ایک بار گھر میں داخل ہوئے تو دیکھا کہ چولہا پر گوشت کی ہنڈیا جوش مار رہی ہے گھر کے لوگوں نے روٹی اور کوئی دوسرا سالن حضور کی خدمت میں پیش کیا آپ نے فرمایا کیا میں گوشت کی ہنڈیا کھولتی نہیں دیکھ رہا ہوں گھر والوں نے کہا حضور وہ ہماری کنیز بریرہ کو کسی نے صدقہ کا گوشت دیا تھا اور آپ صدقہ نہیں کھاتے آپ نے فرمایا ہاں وہ صدقہ وہ صدقہ کا گوشت ضرور تھا لیکن بریرہ جو صدقہ لینے کی اہل ہے جب اس نے قبول کر لیا اور وہ اپنی طرف سے ہم کو دے گی وہ ہمارے لئے ہدیہ ہوگا اس حدیث شریف سے ائمہ اعلام علمائے کرام نے یہ قاعدہ ثابت کیا کہ قبضہ بدل جانے سے مال کا حکم بدل جاتا ہے صدقہ کا گوشت جب تک بریرہ کے کے قبضے میں نہیں آیا تھا اس کا حکم یہی تھا کہ وہ صدقہ کا مال

ہے اور جب بریرہ نے وصول کرلیا تو اب وہ اس کی مالک بن گئیں اور جب مالک ہوگئیں تو وہ اپنی طرف سے جس کو بطور تحفہ دیں لینا بھی جائز اور کھانا بھی جائز اگر چہ مالدار ہی کیوں نہ ہو یہی وہ حیلہ ہے جسے مدرسے کے ذمہ دار مجبوری کرتے ہیں مجبوری یہ ہے کہ پہلے وقتوں میں اسلامی حکومتیں تھیں جو اپنی طرف سے مدرسوں کا انتظام کرتیں اور ان کے اخراجات کے لئے اوقاف قائم کرتیں جن کی آمدنی سے طلبہ اور مدرسین اور ادارے کا پورا عملہ فائدہ اٹھاتا اور عوام بھی دینی ہمدردی کی بنا پر طلبہ و مدرسین کی کفالت کرتے تھے۔

اب نہ حکومتیں رہیں اور نہ روسا رہے نہ گذشتہ دنوں کی کے مخلص علمائے کرام رہے اور اسلام اور مسلمانوں کو باقی رکھنے کیلئے دینی تعلیم کا سلسلہ قائم رکھنا ضروری تھا اس مجبوری کے تحت علمائے اسلام نے زکوۃ کے بیان میں نہایت ہی دیانتداری سے یہ مسئلہ واضح کردیا کہ زکوۃ کے حقدار کو زکوۃ دیا جائے اور وہ خود اپنی مرضی سے جس جائز مصرف میں خرچ کرنا چاہئے تو خرچ کرنا جائز ہے اسی کا نام حیلہ شرعی ہے جس کی اصل قرآن وحدیث دونوں میں موجود ہے۔

(بحوالہ فتاوی بحر العلوم جلد دوم ص ۱۸۴/۴۵) واللہ تعالی أعلم بالصواب

کتبہ

محمد رضا امجدی سیتا مڑھی بہار

۲۷ اگست بروز منگل ۲۰۱۹ عیسوی

(کیا عُشر کا پیسہ مسجد میں لگا سکتے ہیں؟)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مسئلہ:۔ کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ کیا عشر کا پیسہ مسجد میں لگ سکتا ہے؟ بینوا توجروا

المستفتی:۔ محمد بلال رضا سنبھل

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوہاب

عشر کا پیسہ مسجد میں لگانا جائز نہیں اگر لگا دیا تو زکوۃ ادا نہ ہوگی اس لئے کہ مسجد میں تملیک کی صلاحیت نہیں جبکہ زکوۃ و عشر میں تملیک کا پایا جانا شرط ہے در مختار میں ہے (ویشترط ان یکون الصرف تملیکا لا اباحۃ کما مر لا یصرف الی بناء نحو مسجد --لعدم التملیک وھو الرکن) اھ (ج ۳/ ۲۹۱ باب المصرف زکریا بکڈپو)

اسی طرح بحر الرائق میں ہے (وبناء مسجد لعدم الجواز لانعدام التمليك الذی وهو الركن) اھ
(ج ۲/ ٤٢٤ باب المصرف دار الکتب العلمیہ بیروت)

ہاں اگر مسجد وغیرہ میں دینا ہی ہے تو اس کا طریقہ یہ ہے کہ کسی فقیر کو اس عشر کے پیسہ کا مالک بنا دیں پھر وہ اس پیسہ کو مسجد کے متولی وغیرہ کو دے دیں جیسا کہ اسی درمختار میں ہے (ان الحيلة ان يتصدق على الفقير ثم يأمره بفعل هٰذه الاشياء) اھ (المرجع السابق ص ۲۹۲)

اسی طرح بحر الرائق میں ہے (ان يتصدق بمقدار زكاته على فقير ثم يأمره بعد ذالك بالصرف الى هٰذه الوجوه) اھ (ج ۲/ ٤٢٤ دار الکتب العلمیہ) واللہ تعالیٰ اعلم والصواب

کتبہ

مشاہد رضا حشمتی رام پور کیمری

۲۰ صفر المظفر ۱۴۴۲ھ بروز جمعرات

(صدقات واجبہ سادات کو دینا کیسا ہے؟)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مسئلہ:۔ کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ روزے کا کفارہ سادات کرام کھا سکتے ہیں یا نہیں؟ مع حوالہ جواب عنایت فرمائیں مہربانی ہوگی المستفتی :۔ محمد مستقیم رضا انجم, گڑھوا جھارکھنڈ

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

اللھم ھو الھادی الی الصواب

صدقات واجبہ جیسے زکوٰۃ، صدقۂ فطر، وہ مال جس کی منت مانی جائے، روزے کے کفارے میں جو کھانا کھلایا جائے، قسم کے کفارے میں جو کھانا کھلایا جائے وغیرہ سادات کرام کو نہیں دے سکتے۔ اور دینے سے گنہگار بھی ہوں گے اور یہ چیزیں ادا بھی نہ ہوں گی۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے ارشاد فرمایا (ان الصدقة لا تنبغي لال محمد انما هي اوساخ الناس صدقه) آل محمد صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے لئے جائز نہیں کیونکہ یہ لوگوں (کے مال) کا میل ہے۔
(صحیح مسلم، ص ٥٣٩ حدیث نمبر ۲۰۷۲ دار ابن حزم بیروت)

اعلیٰ حضرت امام اہلسنت امام احمد رضا خان علیہ الرحمہ فرماتے ہیں زکوۃ سادات کرام وسائر بنی ہاشم پر حرام قطعی ہے جس کی حرمت ہمارے ائمہ ثلاثہ بلکہ ائمہ مذاہب اربعہ رضی اللہ عنہم اجمعین کا اجماع قائم۔

(فتاوی رضویہ جلد ۱۰ ص ۹۹ رضا فاؤنڈیشن لاہور)

ایک اور جگہ ارشاد فرمایا:" بنی ہاشم کو زکوۃ وصدقات واجبات دینا زنہار جائز نہیں، نہ انھیں لینا حلال۔ سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے متواتر حدیثیں اس کی تحریم میں آئیں، اور علتِ تحریم ان کی عزّت وکرامت ہے کہ زکوۃ مال کا مَیل ہے اور مثل سائر صدقاتِ واجبہ غاسل ذنوب، تو ان کا حال مثل ماءِ مستعمل کے ہے جو گناہوں کی نجاسات اور حدث کے قاذورات دھو کر لایا اُن پاک لطیف سُتھرے لطیف اہلبیت طیب وطہارت کی شان اس سے بس ارفع و اعلیٰ ہے کہ ایسی چیزوں سے آلودگی کریں، خود احادیثِ صحیحہ میں اس علّت کی تصریح فرمائی۔ (فتاویٰ رضویہ جلد ۱۰ جلد صفحہ ص ۲۷۲ رضا فاؤنڈیشن لاہور)

واللہ اعلم وعلمہ احکم واتم

کتبہ

امجد رضا امجدی سیتا مڑھی بہار

۵ رمضان المبارک ۱۴۴۱ھ بروز بدھ

(کیا عاقل و بالغ اولاد کا فطرہ ادا کرنا والد پر واجب ہے؟)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مسئلہ:۔ کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ اگر باپ صاحب نصاب ہو تو کیا اسے اپنے عاقل بالغ بیٹے زید کا فطرہ ادا کرنا ضروری ہے جبکہ زید شرعی فقیر ہے؟

المستفتی:۔ غلام حسین ابوظہبی

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوہاب

باپ اگر چہ صاحب نصاب ہو اسے اپنے بالغ بیٹے کا صدقہ ادا کرنا ضروری نہیں بہار شریعت میں درمختار وغیرہ؛ کے حوالے سے ہے کہ اپنی عورت اور اولاد عاقل وبالغ کا فطرہ اس کے ذمہ نہیں اگر چہ اپاہج ہو اگر چہ اس کے نفقات اس کے ذمہ ہوں۔ (جلد اول حصہ پنجم صفحہ ۳۶؛؛ ناشر فرید بکڈ پو مٹیا محل جامع مسجد دھلی) واللہ تعالیٰ اعلم والصواب

کتبہ

محمد اختر رضا قادری رضوی نیپال

۲۳ شعبان المعظم ۱۴۴۱ھ بروز سنیچر

(سال مکمل ہونے سے پہلے زکوٰۃ ادا کرنا کیسا؟)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مسئلہ:۔کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ کیا حولان حول سے پہلے زکوٰۃ ادا کرنے سے ادا ہو جاتی ہے؟؟ اگر ہاں تو کہاں لکھا ہے جواب سے نوازیں۔ المستفتی:۔محمد تسلیم صاحب دہلی

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوہاب

زکوٰۃ سال پورا ہونے سے پہلے دی جا سکتی ہے،لیکن اس میں یہ ضروری ہے کہ زکوٰۃ دینے والا زکوٰۃ کی پیشگی ادائیگی کرتے وقت نصاب کا مالک ہو اور سال پورا ہونے پر بھی نصاب کا مالک رہے۔اگر سال پورا ہونے پر اس کے پاس نصاب کی قدر مال نہ رہا یا سال پورا ہونے سے پہلے نصاب مکمل طور پر ہلاک ہو گیا،تو پہلے دی ہوئی زکوٰۃ نفل ہو جائے گی۔چونکہ زکوٰۃ سال مکمل ہونے سے پہلے بھی دی جا سکتی ہے،لہٰذا صاحبِ نصاب یوں بھی کر سکتا ہے کہ دورانِ سال تھوڑی تھوڑی کر کے زکوٰۃ ادا کرتا رہے اور سال مکمل ہونے پر اپنے اوپر واجب ہونے والی مقدار کا حساب لگائے،جو مقدار حاصل ہو،اگر اس کے برابر زکوٰۃ ادا کر چکا ہو،تو وہ اپنا واجب ادا کر چکا اور اگر کم ادا کیا ہو،تو باقی فوراً ادا کرے کہ سال مکمل ہو جانے کے بعد زکوٰۃ کی ادائیگی میں تاخیر جائز نہیں،ہاں اگر زیادہ ادا کر چکا ہو،تو اسے اس بات کا اختیار ہے کہ جو زیادہ دیا،اسے آئندہ سال کی زکوٰۃ میں شمار کر لے تنویر الابصار و درمختار میں ہے(و لو عجل ذو نصاب) زكاته (لسنين او لنصب صح) لوجود السبب)اور اگر صاحب نصاب نے کئی سالوں کی یا کئی نصابوں کی زکوۃ پہلے ادا کر دی،تو درست ہے سبب کے پائے جانے کی وجہ سے۔(تنویر الابصار والدر المختار،ج۳،ص،۲۶۳)

ردالمحتار میں ہے"قوله(و لو عجل ذو نصاب)قيد بكونه ذا نصاب و فيه شرطان آخران : ان لا ينقطع النصاب فى اثناء الحول و ان يكون النصاب كاملا فى آخر الحول ۔ ملخصا" مصنف علیہ الرحمہ کا قول (اور اگر صاحبِ نصاب نے پہلے دے دی) مصنف علیہ الرحمہ نے قید لگائی کہ وہ صاحبِ نصاب ہو،اس میں دو شرطیں اور بھی ہیں:یہ کہ دورانِ سال نصاب ہلاک نہ ہو اور یہ کہ سال کے آخر میں نصاب مکمل ہو۔

(ردالمحتار علی الدر المختار،ج۳،ص۲۶۲)

ردالمحتار ہی میں ہے:"قوله(لوجود السبب) اى:سبب الوجوب و هو ملك النصاب النامى فيجوز

التعجیل لسنة او اکثر" مصنف علیہ الرحمہ کا قول (سبب کے پائے جانے کی وجہ سے) یعنی: وجوب کا سبب اور وہ نصابِ نامی کا مالک ہونا ہے، لہٰذا ایک سال یا زیادہ کی (زکوۃ) پہلے ہی ادا کر دینا جائز ہے۔ (ردالمحتار علی الدرالمختار، ج ۳، ص ۲۶۳)

اسی میں ہے: "فی الولوالجیة: لو کان عندہ اربعمائة درھم فادی زکاة خمسمائة ظانا انھا کانت کان لہ ان یحسب الزیادة للسنة الثانیة، لانہ امکن ان یجعل الزیادة تعجیلا" ولوالجیہ میں ہے کہ اگر اس (یعنی زکوۃ ادا کرنے والے کے پاس) چار سو درہم ہوں تو اس نے یہ خیال کر کے کہ اس کے پاس پانچ سو درہم ہیں، پانچ سو کی زکوۃ ادا کر دی تو اسے اختیار ہے کہ اس زیادتی کو دوسرے سال میں شمار کر لے، کیونکہ وہ اس پر قادر ہے کہ اس زیادتی کو جلدی ادا کرنا قرار دے۔ (ردالمحتار علی الدرالمختار، ج ۳، ص ۲۶۳)

سیدی اعلیٰ حضرت الشاہ امام احمد رضا خان علیہ رحمہ فرماتے ہیں: "حولانِ حول (یعنی زکوۃ کا سال پورا ہو جانے) کے بعد ادائے زکوۃ میں اصلاً تاخیر جائز نہیں، جتنی دیر لگائے گا، گنہگا ہوگا۔ ہاں پیشگی دینے میں اختیار ہے کہ بتدریج دیتا رہے، سال تمام پر حساب کرے۔ اس وقت جو واجب نکلے، اگر پورا دے چکا بہتر اور کم گیا ہے، تو باقی فوراً اب دے اور زیادہ پہنچ گیا، تو اسے آئندہ سال میں مُجرا کرلے۔ (فتاوی رضویہ، جلد ۱۰، صفحہ ۲۰۲، مطبوعہ رضا فاؤنڈیشن، لاھور)

اور اسی طرح حضور صدر الشریعہ علیہ الرحمۃ والرضوان کی کتاب بہار شریعت میں مذکور ہے۔ (جلد اول، صفحہ ۸۹۱، مطبوعہ مکتبۃ المدینہ، کراچی) واللہ تعالیٰ اعلم والصواب

کتبہ

محمد مظہر علی رضوی دربھنگہ بہار

۱۷ شعبان المعظم ۱۴۴۱ھ بروز اتوار

(ٹی وی پر زکوۃ کا حکم)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مسئلہ: کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ کیا ٹیوی پہ بھی زکوۃ واجب ہے؟ المستفتی: محمد مستقیم رضا

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوہاب

آلات لہو ولعب خریدنا ہی ناجائز ہے اور اس کی قیمت بھی نہیں لہٰذا اگر کوئی شخص اسے توڑ پھوڑ دے تو اس پر تاوان

بھی واجب نہیں (بہار شریعت حصہ ۱۱ ص ۱۵۱ بحوالہ در مختار)

ٹی وی آلات لہو ولعب میں سے ہے؛ اس کا اپنے پاس رکھنا حرام ہے اور شریعت کے نزدیک ٹی وی مال ہی نہیں لہذا اس پر زکوۃ نہیں۔ (ماخذ فتاوی بحر العلوم ج ۲ ص ٤٤۱؛ ناشر امام احمد رضا اکیڈمی بریلی شریف) واللہ تعالیٰ اعلم والصواب

کتبہ

محمد اختر رضا قادری رضوی نیپال

۱۸ رمضان المبارک ۱۴۴۱ھ بروز منگل

(سونے کی قیمت رائج الوقت قیمت کے اعتبار سے ادا کی جائے گی یا بیچنے کے بعد 20 / فیصد جو کم ہو جاتی ہے اس اعتبار سے ادا کی جائے گی)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مسئلہ:۔ کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ سونے کی زکاۃ رائج الوقت قیمت کے اعتبار سے ادا کی جائے گی یا بیچنے کے بعد ۲۰ رفی صد جو کم ہو جاتی ہے اس اعتبار سے ادا کی جاے گی برائے کرم مع حوالہ جواب عنایت فرما کر شکریہ کا موقع دیں

المستفتی:۔ محمد ساجد شاہجہانپوری

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوہاب

اولا قیمت اور ثمن کا فرق سمجھیں بازار بھاؤ کے اعتبار سے کسی چیز کی جو مالیت بنتی ہو اسے قیمت کہا جاتا ہے اور بیچنے خریدنے والے باہمی رضامندی سے کسی چیز کا دام اور بھاؤ آپس میں طے کرلیں اسے ثمن کہا جاتا ہے باہمی رضامندی سے کسی چیز کا دام قیمت سے کم بھی ہوسکتا ہے اور زیادہ بھی۔

ثانیا: تمام کتب فقہ میں یہ صراحت ہے کہ زکوۃ میں جس چیز مثلاً سونے کا دینا واجب ہو اور سونے کی جگہ چاندی یا کرنسی دی جائے تو لحاظ ثمن کا نہیں بلکہ قیمت کا ہوگا، یہ مسئلہ ایسا ہے کہ تبیین الحقائق میں اس پر اجماع تحریر فرمایا چنانچہ رقمطراز ہیں (ولو ادی من خلاف جنسه تعتبر القيمة بالاجماع) اھ۔ یعنی اگر زکوۃ خلاف جنس سے ادا کرے تو بالاجماع قیمت کا اعتبار ہوگا۔ (تبیین الحقائق ج:2/ص:74)

اس سے معلوم ہوا کہ خلاف جنس سے زکوٰۃ کی ادائیگی میں ثمن کا اعتبار نہیں بلکہ قیمت کا اعتبار ہے لہذا جس شخص کا سونا سونار مثلاً بیس ہزار 20000/تولہ کے حساب سے خرید رہا ہے جبکہ اتنے سونے کی قیمت پچیس ہزار 25000 / ہے تو زکوٰۃ قیمت یعنی پچیس ہزار 25000 / کے اعتبار سے دے (بحوالہ فتاوی علیمیہ ج:1 /ص:402/ زکوٰۃ کا بیان/شبیر برادرز اردو بازار لاہور)

معلوم ہوگیا کہ سونے کی زکوٰۃ رائج الوقت قیمت کے اعتبار سے ادا کی جائے گی۔ واللہ تعالیٰ اعلم والصواب

کتبہ

محمد اسرار احمد نوری بریلوی

۲۷ رمضان المبارک ۱۴۴۱ھ بروز جمعرات

(زکوٰۃ اور صدقہ فطر میں کیا فرق ہے)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مسئلہ:۔ کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ زکوۃ اور صدقہ میں کیا فرق ہے زکوٰۃ اور صدقہ کن لوگوں پر فرض ہے اور کتنے مال کا ہونا شرط ہے زکوٰۃ کتنے روپیہ میں کتنا ہے اور کب نکلنا کیا ایک بار دینے سے ہمیشہ چھٹکارا مل جائے گا یا جب تک زندگی ہے تب تک قرآن وحدیث کی روشنی میں جواب عنایت فرما کر شکریہ کا موقع عنایت کریں

المستفتی:۔ منور رضا حشمتی

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوہاب

صدقات کی دو قسمیں ہیں صدقات واجبہ جیسے زکوٰۃ فطرہ وغیرہم صدقات نافلہ جیسے خیرات، بندے کی مدد کرنا وغیرھم زکوۃ کی فرضیت شریف سے ثابت ہے (خذ من اموالھم صدقۃ تطھرھم و تزکیھم بھا وصل علیھم) اے حبیب آپ مومنوں کے مال سے صدقہ (زکوٰۃ) لیجئے تا کہ اس کے ذریعے آپ ان کے ظاہر و باطن کو پاک و صاف کریں۔ (التوبہ)

اس کے علاوہ اور بہت ساری آیتیں واحادیث ہیں جس میں اللہ تبارک وتعالیٰ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے زکوٰۃ کا حکم فرمایا ہے لغت میں زکوٰۃ کا معنی پاکیزگی، نمو، اضافہ، اور برکت ہے مال و دولت سے انسان میں حرص، بخل، تکبر، اور فسق و فجور کی صفات رذیلہ پیدا ہوتی ہیں مالی عبادات کے طور پر اللہ تعالی نے زکوۃ فرض کی ہے تا کہ انفاق فی سبیل اللہ

سے ان اخلاقی امراض کا ازالہ ہو اور انسان میں قناعت، جود و سخا، انکسار، اور تقوی و حسن عمل کی اعلی صفات پیدا ہوں اسی اعلی مقصد کے تحت زکوٰۃ کو فرض قرار دیا گیا ہے مالدار پر زکوۃ فرض ہونے کے شرائط یہ ہیں مسلمان، عاقل، بالغ، نصاب شرعی کا مالک ہونا اور نصاب پر پورا قمری سال گزر جانا نصاب شرعی سے مراد کم از کم مالیت ہے جس کا مالک ہونے سے مسلمان پر زکوٰۃ فرض ہو جاتی ہے نصاب شرعی کی مقدار یہ ہے ساڑھے باون تولہ چاندی یعنی (موجودہ وزن کے حساب 612:36 گرام،) چھ سو بارہ گرام چھتیس ملی گرام اور سونا ساڑھے سات تولہ یعنی (87:48 گرام) ستاسی گرام اڑتالس ملی گرام سونا یا دونوں کی رائج الوقت قیمت کے مساوی نقد رقم یا مال تجارت جو اسکی حاجت اصلیہ سے زائد ہو کچھ سونا کچھ چاندی اور دیگر اموال ہوں تو اس صورت میں تمام کو چاندی فرض کریں گے اور چاندی کے نصاب تک پہنچ گیا تو زکوۃ کی ادائیگی ضروی ایک سو روپیہ میں اڈھائی روپیہ ہے یعنی ڈھائی فیصد مال کے مختلف اقسام ہیں اسی طرح زکوٰۃ کی بھی مختلف نوعیت ہیں جس طرح سونے، چاندی، کے زیورات، مال تجارت، اور اونٹ، گائے، بکری، جبکہ سائمہ ہوں تو اس اقسام کے تمام اموال پر ہر سال اگر نصاب شرعی پائی جائیگی تو ہر سال زکوٰۃ کی ادائیگی ضروری ہوگی ایسا نہیں ہے کہ ایک بار زکوٰۃ ادا کرکے رقوم کو بینک یا زیورات کو لاکپ میں ڈال دیا فرصت ہوگی نہیں بلکہ ہر سال اس رقوم و زیورات کے زکوٰۃ کی ادائیگی لازم ہوگی آپ نے سوال میں لکھا ہے کہ ہر سال ادا کرنا پڑے گا یا ایک سال میں ہی چھٹکارا مل جائے گا لفظ چھٹکارا نہایت ہی نا مناسب لفظ ہے ایسے مواقع پر چھٹکارا کا لفظ نہیں استعمال کیا جاتا ہے اس لئے اس سے بچیں۔ (تفہیم المسائل حصہ دوم ص 189 اور بہار شریعت وغیرہ) واللہ تعالیٰ اعلم والصواب

کتبہ

محمد رضا امجدی سیتا مڑھی بہار

۴ مارچ بروز سوموار ۲۰۱۹ عیسوی ۲۶ جمادالاخر ۱۴۴۰ ہجری

(ساس سسر کو زکوٰۃ دینا کیسا؟)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مسئلہ:۔ کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ ساس اور سسر کو زکوٰۃ دے سکتے ہیں یا نہیں؟ جواب سے نوازیں نوازش ہوگی

المستفتی:۔ غلام احمد لطیفی

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

اللھم بھدایۃ الحق والصواب

اصول وفروع (والدین واولاد) کے علاوہ ہر کسی کو زکوٰۃ دی جاسکتی ہے اور ساس سسر نہ اصول میں داخل ہیں نہ فروع میں لہذا اگر یہ مستحق زکوٰۃ ہوں تو انہیں زکوٰۃ دینا بلاشبہ جائز ہے امام علاء الدین کاسانی فرماتے ہیں (**ویجوز دفع الزكاة إلى من سوى الوالدين والمولودين من الاقارب ومن الإخوة والاخوات وغيرهم**) رشتہ داروں میں سے والدین اور اولاد کے علاوہ سب کو زکوٰۃ دینا جائز ہے، بھائی بہن وغیرہ کو زکوٰۃ دینا جائز ہے۔ (بدائع صنائع جلد دوم ص ۵۰ وھکذا فی عامہ کتب الفقہ والفتاوی) ھذا ما ظھر لی وھو سبحانہ وتعالی اعلم واتم

کتبہ

امجد رضا امجدی سیتا مڑھی بہار

۲۲ صفر المظفر ۱۴۴۰ھ مطابق ۲ نومبر ۲۰۱۸ء بروز جمعرات

(سوتیلا باپ اپنی سوتیلی اولاد کو اور سوتیلی اولاد اپنے سوتیلے ماں باپ کو زکوٰۃ دے سکتے ہیں یا نہیں؟)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مسئلہ:۔ کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ زید نے ہندہ سے شادی کیا زید ہندہ کا شوہر ثانی ہے ہندہ کی ایک جوان لڑکی ہے جو شوہر اول کی بیٹی ہے جس وقت ہندہ زید کے نکاح میں آئی وہ لڑکی جوان تھی۔ کیا زید ہندہ کی بیٹی کو زکوٰۃ دے سکتا ہے؟ قرآن وحدیث کی روشنی میں مفصل جواب عطا فرمائیں۔ **المستفتی**:۔ شہنواز

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوہاب

صورت مذکورہ میں اگر ہندہ کی بیٹی مستحق زکوٰۃ ہو تو زید ہندہ کی بیٹی کو زکوٰۃ دے سکتا ہے اس لئے کہ ہندہ کی بیٹی زید کی سوتیلی بیٹی ہوئی اور سوتیلا باپ اپنی سوتیلی اولاد کو زکوٰۃ دے سکتا اسی طرح سوتیلی اولاد سوتیلے ماں باپ کو زکوٰۃ دے سکتی ہے شرعا کچھ حرج نہیں۔ جیسا کہ حضور صدر الشریعہ بدر الطریقہ علیہ الرحمۃ والرضوان بہار شریعت میں تحریر فرماتے ہیں کہ بہو اور

داماداورسوتیلی ماں یا سوتیلے باپ یا زوجہ کی اولاد یا شوہر کی اولاد کو(زکوۃ) دے سکتا ہے۔اھ (ج:5/ص:928/مال زکوٰۃ کے مصارف/مجلس المدینۃ العلمیۃ دعوت اسلامی)

اور درمختار کے قول(ولا الی من بینهما ولاد)کے تحت ردالمحتار میں ہے کہ (أی اصله و ان علا کابویه و اجداده و جداته من قبلهما و فرعه و ان سفل)یعنی اپنی اصل جیسے والدین,دادا،دادی اگرچہ کئی پشت اوپر کے ہوں اور جنکی یہ اصل ہے جیسے بیٹا بیٹی اگرچہ کئی پشت نیچے کے ہوں ان لوگوں کوزکوٰۃ نہیں دے سکتے۔اھ

(ج:3/ص:293/294/کتاب الزکوۃ/باب المصرف/دارعالم الکتب)واللہ تعالیٰ اعلم والصواب

کتبہ

محمد اسرار احمد نوری بریلوی

۸ شوال المکرم ۱۴۴۱ھ بروز سوموار

(کیا دنیاوی تعلیم حاصل کرنے والے کوزکوٰۃ دے سکتے ہیں؟)

السلام علیکم ورحمۃاللہ وبرکاتہ

مسئلہ:۔کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ زکوٰۃ کی رقم دنیاوی پڑھائی حاصل کرنے والے کو دے سکتے ہیں کہ نہیں؟ المستفتی:۔راشد حسین رضوی ممبئی

وعلیکم السلام ورحمۃاللہ وبرکاتہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوہاب

زکوٰۃ کی رقم دنیاوی تعلیم حاصل کرنے والے کونہیں دے سکتے اس لئے کہ شریعت مطہرہ نے جس طالب علم کوزکوٰۃ کا مستحق قرار دیا ہے وہ دینی طالب علم ہے جوخدا کی طاعت وقربت کے لئےعلم دین کی تحصیل میں کوشاں ہو،جیسا کہ خاتم المحققین علامہ ابن عابدین شامی قدس سرہ السامی ردالمحتار میں تحریر فرماتے ہیں کہ (فالتفسیر بطالب العلم وجیه خصوصا و قد قال فی البدائع فی سبیل الله جمیع القرب فیدخل فیه کل من سعیٰ فی طاعة الله و سبیل الخیرات اذا کان محتاجا)اھ (ج:3/ص:289/کتاب الزکوۃ/باب المصرف/دارعالم الکتب)واللہ تعالیٰ اعلم والصواب

کتبہ

محمد اسرار احمد نوری بریلوی ۲۷ رمضان المبارک ۱۴۴۱ھ بروز جمعرات

(سال گزشتہ کی زکوٰۃ ادا کرنی ہوگی؟)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مسئلہ:۔ کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ گزشتہ سالوں کی زکوٰۃ کے ادا کرنے کا طریقہ کیا ہے حوالہ سے بتائیں

المستفتی:۔ سلیم اسحٰق سنبھل یوپی

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

اللھم ھوالھادی الی الصواب

گزشتہ سالوں کی زکوٰۃ ادا کرنے کا طریقہ یہ ہے کہ سونے اور چاندی کی جو مقدار پہلے سال تھی اس کا چالیسواں حصہ زکوٰۃ میں دیا جائے، پھر دوسرے سال چالیسویں حصے کی مقدار منہا کرکے بقیہ کا چالیسواں حصہ زکوٰۃ میں دیا جائے۔ اسی طرح ہر سال کا حساب لگا کر باقی ماندہ کا چالیسواں حصہ زکوٰۃ میں دیا جائے جیسا کہ علامہ علاء الدین کاسانی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں (إذا كان لرجل مائتا درهم أو عشرين مثقال ذهب فلم يؤد زكاته سنتين يزكى السنة الأولى، وليس عليه للسنة الثانية شيء عند أصحابنا الثلاثة، وعند زفر يؤدي زكاة سنتين) (بدائع صنائع جلد دوم کتاب الزکات ص ۳۸۷ مطبع دارالکتب العلمیۃ بیروت) واللہ اعلم وعلمہ احکم واتم

کتبہ

امجد رضا امجدی سیتامڑھی بہار

۱۹ شعبان المعظم ۱۴۴۱ھ بروز منگل

(قرض بطور زکوٰۃ معاف ہوسکتا ہے؟)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مسئلہ:۔ کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ زید بکر کا پچاس ہزار روپے قرضدار ہے زید کے پاس گھر ہے گاڑی ہے لیکن ابھی ماحول کے حساب سے زید کے پاس کھانے کے لئے بھی پیسہ نہیں ہے تو کیا بکر وہ پچاس ہزار روپے بطور زکوٰۃ معاف کرسکتا ہے

المستفتی:۔ محمد شمس الدین خان مہاراشٹر

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

اللھم ھو الھادی الی الصواب

بکر کا پچاس ہزار روپیہ جو زید کے پاس قرض ہے اگر بکر وہ قرض بطور زکاۃ معاف کر دے تو معاف نہیں ہوگا بلکہ اس کا طریقہ یہ ہے کہ مقروض کو زکوٰۃ کی رقم دے کر اس روپئے کا مالک وقابض بنادے اور جب وہ اس کا مالک ہوجائے تو اس سے اپنا قرض مانگ لے اگر نہ دے تو جبرا چھین لینا بھی جائز ہے جیسا کہ خاتم المحققین علامہ ابن عابدین شامی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں(واداء الدین عن العین و عن دین سیقبض لا یجوز و حیلۃ الجواز ان یعطی مدیونہ الفقیر زکوتہ ثم یاخذھا عن دینہ(قولہ وحیلۃ الجواز) ای فیما اذا کان لہ دین علی معسر و اراد ان یجعلہ زکوٰۃ عن عین عندہ او عن دین لہ علی اٰخر سیقبض)(درمختار مع شامی جلد ۳ ص ۱۹۰ مطبع دار عالم الکتب للطباعۃ والنشر والتوزیع)

واللہ تعالیٰ اعلم والصواب

کتبہ

امجد رضا امجدی سیتامڑھی بہار

۲۵ رمضان المبارک ۱۴۴۱ھ

(فدیہ انہیں کو دیا جا سکتا ہے جو زکوٰۃ کے مستحق ہیں)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مسئلہ:۔کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ فدیہ کس کس رشتہ دار کو دیا جاسکتا ہے؟ نیز مسجد و مدرسہ میں فدیہ دینا کیسا؟

المستفتی:۔محمد ہاشم

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوہاب

فدیہ انہی لوگوں کو دیا جاسکتا ہے جو زکوٰۃ کے مستحق ہوں،اصول وفروع کو جس طرح زکوٰۃ نہیں دی جاسکتی اسی طرح فدیہ بھی نہیں دیا جاسکتا یہاں وارث کی طرف سے ادائیگی اگرچہ نفلی حیثیت سے ہے لیکن مصارف کے اعتبار سے مستحق کی شرط برقرار رہے گی۔اور اگر وہ میت کے دوسرے رشتہ داروں (اصول وفروع کے علاوہ) کو فدیہ دینا چاہے اور وہ غریب بھی

ہوتو یہ بدرجہ اولی جائز ہے اوراس میں دو اجر ہیں ایک صدقہ کا دوسرا صلہ رحمی کا، (والافضل فی الزکاۃ والفطر والنذور المصرف اولا الی الاخوۃ والاخوات ثم الی اولادھم ثم الی الاعمام والعمات ثم الی اولادھم ثم الی الاخوال والخالات ثم الی اولادھم ثم الی ذوی الارحام ثم الی الجیران ثم الی اھل حرفۃ ثم الی اھل مصرہ اوقریتہ) (فتاوی ھندیۃ جلداول ص ۱۲۲ ایضا)

ومصرف ھذہ الصدقۃ ما ھو مصرف الزکاۃ (فتاویٰ ھندیہ جلداول ص ۱۹۴ الباب الثامن فی صدقۃ الفطر)

نیز فدیہ مدرسہ اور مسجد میں بھی نہیں دیا جاسکتا واللہ تعالی اعلم والصواب

امجد رضا امجدی سیتامڑھی بہار

۲۵ صفر المظفر ۱۴۴۰ھ بروز اتوار

(کیا رضاعی اولاد کو زکوۃ دے سکتے ہیں؟)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مسئلہ:۔ کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ کیا رضاعی بیٹی کو زکوۃ دے سکتے ہیں؟ بینوا توجروا

المستفتی:۔ محمد تنویر مشاہدی

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوہاب

جی ہاں رضاعی بیٹی اور دیگر رضاعی اولاد کو زکوۃ دے سکتے ہیں اس میں شرعا کوئی حرج نہیں، جیسا کہ فتح القدیر میں علامہ کمال الدین محمد بن عبدالواحد رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اس عبارت (ولا یدفع المزکی زکاتہ الخ) کے تحت ارشاد فرماتے ہیں کہ (الاصل ان کل من انتسب الی المزکی بالولاد او انتسب ھو لہ بہ لا یجوز صرفھا لھا) یعنی قاعدہ کلیہ یہ ہے کہ ہر وہ شخص جو ولادت کی وجہ سے زکوۃ دینے والے کی طرف منسوب ہو یا زکوۃ لینے والا ولادت کی وجہ سے اسکی طرف منسوب ہوتو اس کو زکوۃ دینا جائز نہیں۔اھ (فتح القدیر ج:2 /ص:209 /مطبوعہ کوئٹہ)

اور بحر الرائق شرح کنز الدقائق میں علامہ شیخ محمد بن حسین بن علی حنفی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ (و اصلہ و ان علا و فرعہ و ان سفل) کے تحت تحریر فرماتے ہیں کہ (و قید باصلہ و فرعہ لان من سواھم من القرابۃ یجوز الدفع لھم و ھو اولی لما فیہ من الصلۃ مع الصدقۃ کالاخوۃ والاخوات۔ الخ) یعنی اصل اور فرع کی قید اس لئے لگائی

ہے کہ انکے علاوہ قریبی رشتہ داروں کوزکوٰۃ دینا جائز ہے اور انکوزکوٰۃ دینا افضل ہے کہ اس میں صدقہ دینے کے ساتھ صلہ رحمی بھی شامل ہے جیسا کہ بھائی اور بہن کوزکوٰۃ دینا۔اھ (بحر الرائق ج:2/ص:425/مطبوعہ کوئٹہ،بحوالہ فتاوی اہلسنت ص:401/402/ مکتبۃ المدینہ دعوت اسلامی) واللہ تعالیٰ اعلم والصواب

کتبہ

محمد اسرار احمد نوری بریلوی

۸ رمضان المبارک ۱۴۴۱ھ بروز سنیچر

(قبضے سے نکلے ہوئے مال پر زکوٰۃ کا شرعی حکم)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مسئلہ:۔کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ اگر مال گم ہوجائے تو قرض لینے والا کہتا ہے واپس نہیں دوں گا مال چوری ہوگیا، مال رکھ کر کہیں بھول گئے۔ان سب صورتوں میں زکوٰۃ کا کیا حکم ہے؟ قران واحادیث کی روشنی میں مدلل و مفصل جواب دیکر عنداللہ ماجور ہوں۔ المستفتی:۔محمد ایوب رضا قادری (کولکاتہ)

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوہاب

جو مال گم ہوگیا، یا دریا میں گر گیا، یا کسی نے غصب کرلیا اور اس کے پاس غصب کے گواہ نہ ہوں، یا جنگل میں دفن کردیا تھا اور یہ یاد نہ رہا کہ کہاں دفن کیا تھا، یا انجان کے پاس امانت رکھی تھی اور یہ یاد نہ رہا کہ کون ہے، یا مدیون (قرض لینے والے) نے دین (قرض) سے انکار کردیا اور اس کے پاس گواہ نہیں، پھر یہ مال مل گئے تو جب تک نہ ملے تھے اس زمانے کی زکوۃ واجب نہیں۔ (بہار شریعت جلد اول، حصہ پنجم، صفحہ ۱۲ مطبوعہ قدیم بحوالہ درمختار، ردالمحتار)

اگر دین (قرض) ایسے پر ہے جو اس کا اقرار کرتا ہے مگر ادا میں دیر کرتا ہے، یا نادار ہے، یا قاضی کے یہاں اس کے مفلس ہونے کا حکم ہو چکا، یا وہ منکر ہے مگر اس کے پاس گواہ موجود ہیں تو جب مال ملے گا سال گزشتہ کی بھی زکوٰۃ واجب ہوگی۔ (کتاب مذکور بحوالہ تنویر الابصار) واللہ تعالی اعلم والصواب

کتبہ

محمد جعفر علی صدیقی رضوی مہاراشٹر

۱۳ شعبان المعظم ۱۴۴۰ھ مطابق ۱۹ مئی بروز اتوار ۲۰۱۹ عیسوی

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمدہٗ ونصلی علی رسولہ الکریم

{فسئلوا اھل الذکر ان کنتم لا تعلمون}

تو اے لوگو! علم والوں سے پوچھو اگر تمہیں علم نہیں (کنز الایمان)

کتاب الصوم

روزہ کا بیان

ناشر

اراکین فخر ازہر واٹس ایپ گروپ

(گلوکوز چڑھانے سے روزہ نہیں جاتا)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مسئلہ:۔کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ ڈرپ {بوتل} لگوانے سے روزے میں کچھ کراہت یا فساد لازم ئے گا یانہیں؟

المستفتی:۔علی حیدر شرقپور شریف پاکستان

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوہاب

گلوکوز کا ڈراپ یا طاقت کا انجکشن لگوانے سے روزہ فاسد نہ ہوگا اگرچہ بھوک یا پیاس ختم ہو جائے کیونکہ اصل قاعدہ کلیہ اس باب میں یہ ہے کہ کھانے پینے اور جماع کے علاوہ روزہ کو توڑنے والی صرف وہ غذا ہے جو مسامات اور رگوں کے علاوہ کسی اور منفذ سے پیٹ میں پہنچے۔لہذا مسام یا رگ کے ذریعہ کوئی چیز داخل بدن ہو تو اس سے روزہ نہ ٹوٹے گا۔

(فتاوی مرکز تربیت افتاء جلد اول صفحہ ۴۶۶ بحوالہ فتاوی عالمگیری) واللہ تعالی أعلم بالصواب

کتبہ

محمد جعفر علی صدیقی رضوی مہاراشٹر

۳ جون بروز سوموار ۲۰۱۹ عیسوی

(ایسی ضعیفہ جسکو روزہ رکھنے کی طاقت نہ ہو تو اسکے بارے میں کیا حکم)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مسئلہ:۔کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ کوئی ضعیفہ ہو اور اس کو روزہ رکھنے کی طاقت نہ ہو اور پچھلے سال رمضان المبارک میں روزہ نہ رکھے امسال پھر رمضان المبارک قریب ہے اور اس کے پاس اتنی طاقت نہیں کہ وہ روزہ رکھ سکے لہذا اس کے بارے شریعت کا کیا حکم ہوگا برائے کرم قرآن وحدیث کی روشنی میں جواب دیں عین و کرم ہوگا

المستفتی:۔خادم القوم محمد افضل رضا نظامی خطیب و امام،امام احمد رضا مسجد ہتھوڑا اسیوان (بہار)

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

اللھم ھدایۃ الحق والصواب

اگر کسی کو ایسا مرض لاحق ہے کہ روزہ رکھنے میں پریشانی ہوتی ہو تو حکم یہ ہیکہ صحت یابی کے بعد اس روزے کی

قضا کرے (قولہ تعالی فَمَن كَانَ مِنكُم مَّرِيضًا أَوْ عَلَىٰ سَفَرٍ فَعِدَّةٌ مِّنْ أَيَّامٍ أُخَرَ) یعنی جو شخص حالت مرض میں ہو یا سفر میں ہو اور روزہ نہ رکھ سکے تو ان روزوں کی قضا دوسرے دنوں میں کر لے۔ (البقرہ ۱۸۴)

اور اگر مرض شدید ہو کہ آئندہ افاقے کی امید بھی نہ ہو تو ایسی صورت میں روزے کا فدیہ ادا کر دے (وَعَلَى الَّذِينَ يُطِيقُونَهُ فِدْيَةٌ طَعَامُ مِسْكِينٍ) (البقرہ ۱۸۴)

اور اگر نہ مرض سے افاقے کی امید ہے نہ فدیہ کی استطاعت ہے تو عندالشرع کوئی مؤاخذہ نہیں بلکہ معاف ہے (لا یکلف اللہ نفسا الا وسعھا) واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ

امجد رضا امجدی

۲۷ شوال المکرم ۱۴۴۱ھ بروز اتوار

(سحری کا وقت ختم ہونے کے بعد یہ سمجھ کر کہ وقت باقی ہے پانی پی لیا تو حکم کیا ہے)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مسئلہ:۔ کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ اگر کوئی شخص عشاء کی نماز پڑھ کے سویا اور رات میں آنکھ کھلی تو اس نے پانی پی لیا بعد میں اسے شک ہوا کہ سحری کا وقت ختم ہو چکا ہے پھر اس نے وقت دیکھا تو واقعی وقت ختم ہو چکا تھا کہ ایسی حالت میں شریعت کا کیا حکم ہے اس کا روزہ ہوا یا نہیں۔ برائے مہربانی جواب عنایت فرما کر شکریہ کا موقع عنایت فرمائیں۔

المستفتی:۔ محمد ریاض اناؤ یوپی

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوہاب

ایسی صورت میں روزہ جاتا رہا اور ایک روزہ قضا رکھنا پڑے گا جیسا کہ بہار شریعت جلد اول حصہ 5 صفحہ 119 مطبوعہ قدیم" میں ہے کہ:" یہ گمان تھا کہ صبح نہیں ہوئی (سحری کا وقت ابھی ختم نہیں ہوا) اور کھایا پیا یا جماع کیا بعد کو معلوم ہوا کہ صبح ہو چکی تھی (سحری کا وقت ختم ہو چکا تھا) تو صرف قضا لازم ہے یعنی اس روزہ کے بدلے میں ایک روزہ رکھنا پڑے گا۔

(بحوالہ درمختار وغیرہ) واللہ تعالیٰ اعلم والصواب

کتبہ

محمد جعفر علی صدیقی رضوی مہاراشٹر

۲۰ رمضان المبارک ۱۴۴۱ھ بروز جمعرات

(حالت روزہ میں دانت سے خون نکل آئے تو کیا حکم ہے)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مسئلہ:۔ کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ زید روزہ کی حالت میں مسواک کیا اور دانتوں سے خون آگیا اور مقدار یہ کہ پورا لعاب سرخ ہوگیا اور حالت یہ کہ خون کے نمکین پن حلق تک محسوس ہوا۔ اور یہ دانتوں سے خون آنا، زید کے ساتھ ایک عرصہ سے ہے۔ تو زید کے روزہ پر کچھ اثر پڑے۔گا یا نہیں؟ زید روزہ کی حالت میں اگر عمداً افطار کی صرف دعا پڑھا تو روزہ پر کچھ اثر ہوگا۔ یا نہیں؟ امید ہے کہ تشفی بخش جواب عنایت فرمائیں گے۔

المستفتی:۔ محمد فیروز احمد قادری نہرنیاں ہرلاکھی مدھوبنی بہار

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

اللھم ھو الھادی الی الصواب

اگر خون حلق تک ہی رہا، پیٹ تک نہیں پہنچا تو روزہ بہر حال نہ ٹوٹے گا خواہ خون کم ہو یا زیادہ البتہ اگر پیٹ میں پہنچ جائے اور اس کا مزہ بھی محسوس ہو تو بہر حال روزہ ٹوٹ جائے گا، اگر مزہ محسوس نہ ہو تو خون مغلوب ہونے کی صورت میں روزہ نہ ٹوٹے گا ورنہ یعنی اگر خون غالب یا برابر ہو تو روزہ ٹوٹ جائے گا جیسا کہ علامہ حصکفی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں (أو خرج الدم من بين أسنانه ودخل حلقه يعني ولم يصل إلى جوفه، أما إذا وصل فإن غلب الدم أو تساويا فسد وإلا لا، إلا إذا وجد طعمه (درمختار کتاب الصوم ص ۱۳۵ دار الكتب العلمية بيروت) واللہ اعلم وعلمہ احکم واتم

کتبہ

امجد رضا امجدی سیتا مڑھی بہار

۱ر رمضان المبارک ۱۴۴۱ھ بروز سنیچر

(حالت روزہ میں بھاپ لینے سے روزہ کا کیا حکم ہے؟)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مسئلہ:۔ کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ روزے کی حالت میں بھاپ لینا (steam) کیسا ہے؟

المستفتی:۔ رضوی کولکاتا

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

اللھم ھو الھادی الی الصواب

بھاپ لینے کی وجہ سے پانی بخارات میں تبدیل ہو کر ناک کے راستے چوں کہ پیٹ کے اندر چلا جاتا ہے اس وجہ سے روزہ کی حالت میں بھاپ لینے کی اجازت نہیں ہے، اس سے روزہ فاسد ہو جاتا ہے۔فتاوی شامی میں ہے(ومفاده أنه لو أدخل حلقه الدخان أفطر أي دخان كان ولو عوداً أو عنبراً لو ذاكراً؛ لامكان التحرز عنه، فليتنبه له كما بسطه الشرنبلالى) (ردالمحتار کتاب الصوم باب مایفسد الصوم ومالایفسد جلد ۳ ص ۳۶٦ دارعالم الکتب للطباعۃ والنشر والتوزیع الریاض)

اور مراقی الفلاح علی حاشیہ الطحطاوی میں ہے (ومن ادخل بصنعه دخانا حلقه باى صورة كان الادخال فسد صومه، سواء كان دخان عنبر او عود او غيرهما حتى من تبخر ببخور فآواه إلى نفسه واشتم دخانه ذاكرا لصومه أفطر لإمكان التحرز عن إدخال المفطر جوفه أو دماغه) (مراقي الفلاح مع حاشیۃ الطحطاوي ٦٦٠)

الحاصل بھاپ لینے یا مشین کے ذریعہ سے دوا آمیز بھاپ منہ یا ناک کے راستے سے اندر داخل کرنے سے روزہ ٹوٹ جائے گا؛ اس لئے کہ اگر اس بھاپ کو ہوا کے درجہ میں رکھا جائے، تو دوا آمیز ہونے کی وجہ سے اس کا حکم دھوئیں کے مانند ہوگا، جس کا قصداً داخل کرنا مفسدِ صوم ہے، علاوہ ازیں بھاپ کے اندر خود پانی کے ذرات شامل ہوتے ہیں اور اندر جا کر ان کا پانی کے قطرات میں تبدیل ہونا متیقن ہے، اس بناء پر بھی قصداً بھاپ لینے سے روزہ روزہ فاسد ہو جائے گا۔

واللہ اعلم وعلمہ احکم واتواتم

کتبہ

امجد رضا امجدی سیتا مڑھی بہار

۳ رمضان المبارک ۱۴۴۱ھ بروز سوموار

(رمضان شریف میں بیوی سے ہمبستری کی تو اسی ناپاکی میں سحری کرنا کیسا)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مسئلہ:۔ کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ رمضان شریف کی رات میں میاں بیوی نے ہمبستری کی اور اسی ناپاکی کے عالم میں سحری کا وقت ہو گیا اب کیسے غسل کرے اور روزہ رکھے جواب دیں

المستفتی:۔ سونیا انجم

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوہاب

رمضان شریف کی شب میں اگر زوجین نے ہمبستری کی اگر سحری کا وقت آگیا تو اگر غسل کرسکتا ہے تو کرلے اور اگر غسل نہیں کیا اور اسی حالت میں سحری کھالی تو بھی روزہ ہوجائے گا البتہ اگر وقت نماز آجائے اور غسل کرکے نماز ادا نہیں کی تو نماز چھوڑنے کا گناہ ہوگا۔(فتاوی فیض الرسول جلد اول)

اور بحر الرائق جلد دوم میں ہے کہ (لو اصبح جنبا لا یضرہ کذا فی المحیط) واللہ تعالیٰ ورسولہ اعلم بالصواب

کتبہ

محمد مظہر علی رضوی دربھنگہ بہار

۳۰ صفر المظفر ۱۴۴۰ھ مطابق ۹ نومبر ۲۰۱۸ء بروز جمعہ

(کیا روزے کی نیت رات سے کرنا ضروری ہے؟)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مسئلہ:۔کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ نفلی روزہ کی رات ہی میں نیت کرنا شرط ہے؟ جواب عنایت فرمائیں۔

المستفتی:۔محمد شہباز حنفی

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوہاب

جی ہاں نفلی روزے کی نیت کرنا ضروری ہے لیکن رات ہی میں ضروری نہیں بلکہ ضحوۂ کبریٰ تک نیت کرسکتے ہیں جیسا کہ سرکار صدر الشریعہ مفتی امجد علی اعظمی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ ادائے روزۂ رمضان اور نذر معین اور نفل کے روزوں کے لیے نیّت کا وقت غروب آفتاب سے ضحوۂ کبریٰ تک ہے، اس وقت میں جب نیّت کرلے، یہ روزے ہوجائیں گے۔لہٰذا آفتاب ڈوبنے سے پہلے نیّت کی کہ کل روزہ رکھوں گا پھر بے ہوش ہوگیا اور ضحوۂ کبریٰ کے بعد ہوش آیا تو یہ روزہ نہ ہوا اور آفتاب ڈوبنے کے بعد نیّت کی تھی تو ہوگیا۔(بہار شریعت، حصہ، پنجم، روزے کا بیان)

اور فقیہ ملت مفتی جلال الدین امجدی علیہ الرحمہ بحوالہ عالمگیری تحریر فرماتے ہیں ادائے رمضان کے روزے اور نذر معین اور نفل کے روزوں کے لیے نیت کا رات سے کرنا ضروری نہیں اگر ضحوۂ کبریٰ (آدھے دن تک) کرلی تب بھی روزہ ہوجائے گا فتاویٰ عالمگیری میں ہے (جاز صوم رمضان ولنذر المعین والنفل بنیۃ ذالك الیوم اوبنیۃ مطلق الصوم اوبنیۃ النفل من اللیل الیٰ ماقبل نصف النھار.وھو المذکور فی الجامع الصغیر . وشرط القضاء

والکفارات ان یبیت ویعین. کذافی النقایة. و کذاالنذر المطلق ھکذافی السراج الوھاج)

اور درمختار میں ہے (یصح اداءصوم رمضان والنذر المعین والنفل بنیةمن اللیل الی الضحوة الکبریٰ. والشرط للباقی من الصیام قران النیةللفجرولوحکماوھو تبییت النیة)

(فتاوی فیض الرسول جلداول صفحہ ۵۱۲ اے ون آفسیٹ پریس دہلی) واللہ تعالیٰ اعلم والصواب

کتبہ

عبیداللہ رضوی بریلوی

۱۱ محرم الحرام ۱۴۴۲ھ بروز سوموار

(نفلی روزہ رکھ کر توڑنا کیسا؟)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مسئلہ:۔ کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ اگر کوئی شخص نفلی روزہ رکھے اور اگر توڑ دے عذر ہو یا نہ تو اسکے لئے کیا حکم ہے؟ دونوں کا مدلل جواب عنایت فرمائیں المستفتی:۔ محمد مقصود عالم پرولیا مغربی بنگال

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوہاب

نفلی روزہ رکھ کر جان بوجھ کر نہیں توڑنا چاہئے عذر ہو یا بلا عذر فقط قضا لازم آتا ہے کفارہ نہیں ہے جیسا کہ ہدایہ شریف میں ہے (ولیس فی افساد غیر صوم رمضان کفارة) اور غیر رمضان کے روزے میں فساد کی وجہ سے کفارہ نہیں۔

اور علامہ ابن قدامہ حنبلی رحمۃ اللہ علیہ تحریر فرماتے ہیں کہ کفارہ رمضان کے روزے کے ساتھ خاص ہے (ولا تجب الکفارة بالفطر فی غیر رمضان فی قول اھل العلم و جمھور الفقھاء) اہل علم اور جمہور فقہاء کے نزدیک رمضان کے علاوہ افطار کی صورت میں کفارہ واجب نہیں (المغنی، ج،٤،ص،٣٧٨/ ماخوذ از شرح ھدایہ مترجم، جلد، پنجم، صفحہ،٣٠٥، مکتبہ شبیر برادز، لاہور)

واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ

محمد جابر القادری رضوی

۱۶ محرم الحرام ۱۴۴۲ھ بروز سنیچر

(ایک ساتھ فرض اور نفل روزہ کی نیت کرنا کیسا؟)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مسئلہ:۔ کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ اگر کسی کے رمضان کے روزے کسی عذر کی وجہ سے چھوٹ گئے تو ان کی قضا کے لئے جو شوال میں ۶ روزے نفل رکھے جاتے ہیں تو کیا ان نفلی روزے کے دنوں میں نیت قضا کی کریں تو کیا قضا روزے ادا ہو جائیں گے اور نفل کا بھی ثواب ملے گا. جواب عنایت فرمائیں مہربانی ہوگی۔ المستفتی:۔ محمد اقدس

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

اللھم ھو الھادی الی الصواب

فرض روزے اور نفلی روزے دونوں کی حیثیت ایک دوسرے سے جداگانہ ہے ایک ہی روزے میں دونوں روزوں کی نیت کرنا درست نہیں لہٰذا اگر شوال کے مہینے میں قضا روزے اور نفلی روزے کی نیت ایک ساتھ کرتے ہیں تو وہ صرف قضا ہی شمار ہوگا شوال کا روزہ شمار نہیں ہوگا جیسا کہ ہندیہ میں ہے (وإذا نوى قضاء بعض رمضان والتطوع يقع عن رمضان في قول أبي يوسف رحمه الله تعالى وهو رواية عن أبي حنيفة رحمه الله تعالى كذا في الذخيرة)

(ہندیہ جلد اول ص ۲۱۷ کتاب الصوم مطبع دار الکتب العلمیہ)

لہٰذا رمضان کے قضا روزے الگ رکھے اور نفل الگ رکھے اور جہاں تک نفل کے ثواب کی بات ہے تو فرض روزے کے اہتمام کی وجہ سے یہ اللہ کے ذمہ کرم پر ہے کہ ثواب بھی عطا فرما دے۔ واللہ اعلم وعلمہ احکم واتم

کتبہ

امجد رضا امجدی سیتا مڑھی بہار

۷ شوال المکرم ۱۴۴۱ھ بروز اتوار

(کیا ختم وقت سحری کے بعد روزہ کی نیت میں اصوم غدا کہنا درست ہے؟)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مسئلہ:۔ کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ روزہ کی نیت (نويت ان اصوم غدًا لله تعالىٰ من فرض رمضان) میں غدًا کا لفظ صحیح ہے یا نہیں؟ جبکہ غدا کا معنیٰ کل ہوتا ہے اور روزہ آج کا رکھ رہے ہیں۔ تو یہ نیت کہاں تک درست ہے؟ مدلل جواب عنایت فرمائیں نوازش ہوگی۔ المستفتی:۔ محمد توصیف رضا مدھوبنی بہار

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوہاب

ختم وقت سحری (صبح صادق) سے پہلے اگر روزہ کی نیت کی تو اس طرح نیت کرے (نویت ان اصوم غدا للہ تعالیٰ من فرض رمضان ھذا یعنی میں نے نیت کی کہ اللہ تعالیٰ کے لئے اس رمضان کا فرض روزہ کل رکھوں گا، اور اگر ختم وقت سحری (صبح صادق) کے بعد نیت کی تو چونکہ اب کل نہ رہا آج ہوگیا اس لئے اس طور پر نیت کی جائے گی (نویت ان اصوم ھذا الیوم للہ تعالیٰ من فرض رمضان) یعنی میں نے نیت کی کہ اللہ تعالیٰ کے لئے آج رمضان کا فرض روزہ رکھوں گا۔

(ماخذ: بہار شریعت جلد اول حصہ 5 صفحہ 100 مطبوعہ قدیم سطر 11 / 12) واللہ تعالیٰ اعلم والصواب

کتبہ

محمد جعفر علی صدیقی رضوی مہاراشٹر

۱۸ رمضان المبارک ۱۴۴۱ھ بروز بدھ

(عید میلاد النبی صلی اللہ علیہ وسلم کے روز روزہ رکھنا کیسا ہے)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مسئلہ:۔ کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ جب 12 ربیع الاول کے دن حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم عید مناتے تھے تو پھر روزہ کیوں رکھتے تھے 12 ربیع الاول کو کیونکہ عید کے دن تو روزہ رکھنا ناجائز ہے جواب جلد عنایت فرمائیں جزاک اللہ تعالیٰ آمین ثم آمین

المستفتی:۔ ساجد علی

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوہاب

سنن ابن ماجہ: كِتَابُ إِقَامَةِ الصَّلَاةِ وَالسُّنَّةُ فِيهَا (بَابُ مَا جَاءَ فِي الزِّينَةِ يَوْمَ الْجُمُعَةِ) (1098)

حَدَّثَنَا عَمَّارُ بْنُ خَالِدٍ الْوَاسِطِيُّ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ غُرَابٍ عَنْ صَالِحِ بْنِ أَبِي الْأَخْضَرِ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ عُبَيْدِ بْنِ السَّبَّاقِ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّ هَذَا يَوْمُ عِيدٍ جَعَلَهُ اللَّهُ لِلْمُسْلِمِينَ فَمَنْ جَاءَ إِلَى الْجُمُعَةِ فَلْيَغْتَسِلْ وَإِنْ كَانَ طِيبٌ فَلْيَمَسَّ مِنْهُ وَعَلَيْكُمْ بِالسِّوَاكِ الحکم : حسن)

(سنن ابن ماجہ: کتاب: نماز کی اقامت اور اس کا طریقہ باب: جمعے کے دن 1098)

سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا یہ عید کا دن ہے جو اللہ نے * مسلمانوں کے لئے مقرر کیا ہے۔ لہٰذا جو شخص جمعہ پڑھنے آئے اسے چاہیے کہ غسل کر کے آئے۔ اگر خوشبو موجود ہو تو لگا لے اور مسواک ضرور کیا کرو۔ اس حدیث کا معنی و مفہوم بالکل واضح ہے۔ شاید آپ کو اشکال یہ ہے کہ ہم تو کہتے ہیں کہ اسلام میں کوئی تیسری عید نہیں تو پھر فطر اور اضحی کے علاوہ جمعہ کو کیوں عید کہا جاتا ہے؟ وہ بڑی عیدیں ہیں، جو سال بعد آتی ہیں، اسی لیے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی انہیں دو ہی کہا ہے۔ جمعہ کا دن چھوٹی عید ہے، جو ہر ہفتے آتی ہے۔ دونوں عیدوں اور جمعہ کے دن کو عید قرار دینا احادیث سے ثابت ہے۔ اگر کسی اور عید کا بھی ثبوت ہے تو ان دو بڑی عیدوں یعنی فطر اور اضحی اور چھوٹی عید جمعہ کی طرح اس کے لئے ثبوت دکھانا چاہیے۔ عید میلاد اور عید جمعہ انہیں دو عید کہا ہے جمعہ کے دن چھوٹی عید ہے۔ اس حدیث سے پتہ چلا کہ جمعہ بھی عید کا دن ہے تو جو رمضان میں جمعہ پڑتا ہے اس دن کا روزہ تو فرض ہے تو کیا رمضان میں جمعہ کا روزہ رکھنا ناجائز ہے نہیں بلکہ اور بہتر ہے یہ سب نجدی اور وہابی اہلسنت کو دھوکا دے رہا ہے ان سب باتوں سے ذہن کو صاف رکھئے اور عید میلاد النبی روزہ رکھکر منائے یا بغیر روزہ سے دونوں درست ہے اور روزہ رکھکر منانا افضل و اعلی ہے کیونکہ میرے سرکار اس دن روزہ رکھا کرتے تھے۔ واللہ اعلم و رسولہ اعلم

کتبہ

محمد امتیاز القادری

۱۵ نومبر بروز جمعرات ۲۰۱۸ عیسوی ۶ ربیع الاول ۱۴۴۰ ہجری

(شوال المکرم کے چھ روزوں کی فضیلت)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مسئلہ:۔ کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ شوال المکرم کے مہینے میں 6 روزے رکھے جاتے ہیں کیا یہ ایک ساتھ رکھیں جائیں گے یا ایک دن آگے پیچھے اور اسکی فضیلت اور اس روزہ کو رکھنے والے کو سال بھر روزہ رکھنے کا ثواب ملے گا کس حدیث سے ثابت ہے رہنمائی فرمائیں فقط والسلام

المستفتی:۔ حافظ نسیم احمد اشرفی

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوہاب

مفتی امجد علی علیہ الرحمہ اپنی کتاب بہار شریعت میں تحریر فرماتے ہیں کہ مسلم و ابو داود و ترمذی و نسائی و ابن ماجہ و

طبرانی ابو ایوب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی، رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں جس نے رمضان کے روزے رکھے پھر ان کے بعد چھ دن شوال میں رکھے تو ایسا ہے جیسے دہر کا روزہ رکھا اور اسی کے مثل ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی نسائی و ابن ماجہ و ابن خزیمہ و ابن حبان ثوبان رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے اور امام احمد و طبرانی و بزار جابر بن عبد اللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے راوی، رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا جس نے عید الفطر کے بعد چھ روزے رکھ لیے تو اُس نے پورے سال کا روزہ رکھا کہ جو ایک نیکی لائے گا اُسے دس ملیں گی تو ماہِ رمضان کا روزہ دس مہینے کے برابر ہے اور ان چھ دنوں کے بدلے میں دو مہینے تو پورے سال کے روزے ہو گئے عبد اللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے راوی کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں جس نے رمضان کے روزے رکھے پھر اُس کے بعد چھ دن شوال میں رکھے تو گناہوں سے ایسے نکل گیا، جیسے آج ماں کے پیٹ سے پیدا ہوا ہے بہتر یہ ہے کہ یہ روزے متفرق رکھے جائیں اور عید کے بعد لگاتار چھ دن میں ایک ساتھ رکھ لیے تب بھی حرج نہیں ۔(حوالہ بہار شریعت حصہ پنجم صفحہ 1013 دعوت اسلامی) واللہ تعالیٰ اعلم والصواب

کتبہ

غیاث الدین گونڈہ

۳ شوال المکرم ۱۴۴۱ھ بروز بدھ

(حالت روزہ میں ناک میں پانی ڈالتے وقت دماغ تک پہنچ گیا تو شرعاً کیا حکم ہے)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مسئلہ:۔ کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ وضو کیا اور ناک میں پانی ڈالا اور دماغ پر چڑھ گیا تو کیا روزہ ٹوٹ گیا؟ برائے کرم جواب عنایت فرمائیں بہت بہت نوازش ہوگی المستفتی:۔ فیضان رضا

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوہاب

اگر روزہ یاد ہوتے ہوئے ایسا ہوا تو روزہ جاتا رہا ورنہ نہیں جیسا کہ: بہار شریعت جلد اول حصہ 5 صفحہ 117 مطبوعہ قدیم میں ہے کہ ناک میں پانی چڑھایا اور دماغ کو چڑھ گیا روزہ جاتا رہا مگر جب کہ روزہ ہونا بھول گیا ہو تو روزہ نہ ٹوٹے گا اگرچہ قصداً (جان بوجھ کر) ہو (بحوالہ فتاوی عالمگیری) واللہ تعالیٰ اعلم والصواب

کتبہ

محمد جعفر علی صدیقی رضوی مہاراشٹر ۲۰ رمضان المبارک ۱۴۴۱ھ بروز جمعرات

(خصوصیت کے ساتھ صرف جمعہ کو روزہ رکھنا کیسا؟)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مسئلہ:۔کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ رمضان المبارک کے علاوہ جمعہ کے دن روزہ رکھنا کیسا ہے؟

المستفتی:۔محمد مستقیم رضا انجم

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوہاب

خصوصیت کے ساتھ صرف جمعہ کو روزہ رکھنا یہ مکروہ (تنزیہی) ہے جیسا کہ حدیث پاک میں ہے(عن أبي هريرة رضي الله عنه قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم "لا يصوم أحدكم يوم الجمعة إلا أن يصوم قبله أو بعده) یعنی حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم میں سے کوئی صرف جمعہ کے دن روزہ نہ رکھے مگر یہ کہ اسکے آگے پیچھے بھی روزہ رکھے اس حدیث کی شرح میں حکیم الامت تحریر فرماتے ہیں کہ صرف جمعہ کو روزہ نہ رکھے بلکہ آگے پیچھے یعنی جمعرات جمعہ یا جمعہ ہفتہ کو رکھے امام اعظم ابوحنیفہ وامام محمد کے نزدیک صرف جمعہ کا روزہ جائز ہے یہ صرف مکروہ تنزیہی ہے نفلی روزے صرف جمعہ کو نہ رکھنا بہتر ہے اسکی کئی وجہ ہے ہوسکتا ہے کہ یہ دن چونکہ غسل کرنے، کپڑا بدلنے، خطبہ سننے، وغیرہ عبادت کا ہے ممکن ہے کہ روزے کی وجہ سے اس میں کوتاہی ہوجائے جیسا کہ حاجی کے لئے عرفہ کے دن روزہ رکھنا بہتر نہیں تاکہ خوب اچھی طرح عبادت کریں بعض نے مشابہت کی وجہ سے منع فرمایا کہ یہود ونصاری ہفتہ اتوار کو افضل جاننے کی وجہ سے روزے رکھتے ہیں اب اگر مسلمان جمعہ کو افضل سمجھ کر رکھے تو مشابہت ہوگی بعض نے فرمایا کہ جمعہ ہفتہ کی عید ہے اسی لئے منع فرمایا اشعۃ اللمعات میں ہے کہ کوئی فقیہ جمعہ کے روزہ کو منع نہیں کرتا البتہ خلاف اولی ہے۔

(مراۃ المناجیح جلد ۳ صفحہ ۲۰۰ مطبوعہ اسلامک پبلیکیشنز)

کیونکہ ایک دوسری حدیث میں ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم جمعہ کے روز بہت کم افطار کرتے تھے یعنی جمعہ کو روزہ رکھتے تھے اس حدیث کی شرح میں حکیم الامت تحریر فرماتے ہیں کہ چونکہ جمعہ کی نیکی کا ثواب ستر گنا ہے ظاہر ہے کہ آپ صرف جمعہ کا روزہ رکھتے لہذا یہ حدیث مذہب حنفی وفقہاء کی مؤید ہے کہ جمعہ کا روزہ ممنوع نہیں جہاں ممانعت آئی ہے وہاں صرف خلاف اولی مراد ہے۔(مراۃ المناجیح جلد ۳ صفحہ ۲۰۳ مطبوعہ اسلامک پبلیکیشنز) واللہ تعالیٰ اعلم والصواب

کتبہ

محمد مظہر علی رضوی بھنگہ بہار ۲۸ رمضان المبارک ۱۴۴۱ھ

(روزے کی حالت میں دن میں چار پانچ دفعہ کان میں دوا ڈالے تو کیا روزہ ٹوٹ جاتا ہے؟)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مسئلہ:۔ کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ حالت روزہ میں دن میں چار پانچ دفعہ کان میں دوا ڈالے تو کیا اس کا روزہ ہوگا اسکا جواب عنایت فرمائیں مہربانی ہوگی۔ المستفتی:۔ فیضان رضا قادری

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

اللھم بھدایت الحق والصواب

روزے کی حالت میں کان میں تیل یا دوا ڈالنے سے روزہ ٹوٹ جاتا ہے اس صورت میں صرف قضا لازم ہے کفارہ نہیں (واذا استعط اواقطر فی اذنہ ان کان شیئاً یتعلق بہ صلاح البدن نحو الدھن والدواء یفسد صومہ من غیر کفارۃ) (تاتارخانیہ جلد سوم ص ۳۷۷)

اورعلامہ ابوالحسن مرغینانی ارشاد فرماتے ہیں (ومن احتقن اواستعط اواقطر فی اذنہ افطر لقولہ علیہ السلام الفطر مما دخل ولوجود معنی الفطر وھو وصول مافیہ صلاح البدن الی الجوف ولا کفارۃ علیہ) (ہدایہ جلد اول ص ۲۰۲) ھذا ماظھر لی وھو سبحانہ وتعالی اعلم واحکم واتم

کتبہ

امجد رضا امجدی سیتامڑھی بہار

۳۰ صفر المظفر ۱۴۴۹ھ مطابق ۹ نومبر ۲۰۱۸ء بروز جمعہ

(حالت روزہ میں میاں بیوی جماع کرلیں تو کیا حکم)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مسئلہ:۔ کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ روزے کی حالت میں زید نے اپنی بیوی سے صحبت کرلی تو کیا کفارہ دونوں کے اوپر ہے یا صرف شوہر پر کرم فرمائیں المستفتی:۔ محمد علی رضا مظفر پور

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوہاب

اگر میاں بیوی فرض روزے کی حالت میں رضامندی سے جماع کرلیں تو ان پر قضاء اور کفارہ دونوں لازم آئیں

گے۔ اگر خاوند زبردستی دخول کر دے تو خاوند پر قضاء اور کفارہ دونوں لازم ہوں گے اور بیوی پر صرف قضاء ہوگی۔ اسی طرح اگر بیوی جماع کے لیے مجبور کرے تو قضاء اور کفارہ بیوی پر ہوگا جبکہ خاوند پر صرف قضاء ہوگی (کما لا یخفی من یطالع الکتب الفقہ والفتاوی) ھذا ما ظھر لی وھو سبحانہ تعالی اعلم واحکم واتم

کتبہ

امجد رضا امجدی سیتا مڑھی بہار

۱۳ مئی بروز سوموار ۲۰۱۹ عیسوی ۷ رمضان المبارک ۱۴۴۰ ہجری

(رمضان کا معنی وتوضیح وتشریح)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مسئلہ:۔ کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ رمضان کا معنی کیا ہے؟ المستفتی:۔ حیدر علی

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوہاب

عربی زبان میں رمضان کا مادہ رمض ہے جس کا معنی سخت گرمی اور تپش ہے. رمضان میں چونکہ روزہ دار بھوک و پیاس کی حدت اور شدت محسوس کرتا ہے اس لئے اسے رمضان کہا جاتا ہے چنانچہ ملا علی قاری فرماتے ہیں کہ رمضان رمضاء سے مشتق ہے اس کا معنی سخت گرم زمین ہے لہٰذا رمضان کا معنی سخت گرم ہوا۔ رمضان کا یہ نام اس لیے رکھا گیا ہے کہ جب عربوں نے پرانی لغت سے مہینوں کے نام منتقل کئے تو انہیں اوقات اور زمانوں کے ساتھ موسوم کر دیا۔ جن میں وہ اس وقت واقع تھے۔ اتفاقاً رمضان ان دنوں سخت گرمی کے موسم میں آیا تھا۔ اس لئے اس کا نام رمضان رکھ دیا گیا مرقاۃ المفاتیح جلد رابع ۲۲۹ نیز حضور غوث پاک رضی اللہ عنہ ارشاد فرماتے ہیں انما سمی رمضان لانہ یرمض الذنوب ای یحرقھا یعنی رمضان کی وجہ تسمیہ یہ ہیکہ یہ مہینہ اللہ تعالی کی رحمت بخشش اور مغفرت کی کثرت کی وجہ سے مسلمانوں کے گناہ کو جلا کر ختم کر دیتا ہے۔ (غنیۃ الطالبین مترجم ص ۳۷۱) واللہ اعلم

کتبہ

امجد رضا امجدی سیتا مڑھی بہار

۱۷ مئی بروز جمعہ ۲۰۱۹ عیسوی ۱۱ رمضان ۱۴۴۰ ہجری

(حالت روزہ میں حقہ پینے کا شرعی حکم)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مسئلہ:۔ کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ روزہ کی حالت میں حقہ پینا کیسا؟ تسلی بخش جواب عنایت فرما کر شکریہ کا موقع عنایت فرمائیں

المستفتی:۔ محمد اصف رضا ساکن الہ اباد یو پی

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوہاب

روزہ رکھ کر بیڑی سیگریٹ حقہ سگار وغیرہ پینے سے روزہ ٹوٹ جاتا ہے، یونہی پان یا صرف تمباکو کھانے سے بھی روزہ ٹوٹ جاتا ہے اگرچہ پیک تھوک دی ہو۔ (بہار شریعت ج 5 ص 96 روزہ کا بیان)

گل کے استعمال سے بھی روزہ ٹوٹ جائے گا (فتاوی بحر العلوم ج 2 ص 276)

حقہ پینے سے روزہ ٹوٹ جاتا ہے اور حقہ پینے والا کو روزہ یاد ہو اور جان بوجھ کر پیئے گا تو کفارہ بھی لازم آیئگا۔

(رد المحتار ج 3 ص 366 کتاب الصوم: روزہ کے ضروری مسائل ص 44) واللہ تعالیٰ اعلم والصواب

کتبہ

محمد انور رضا بہرائچ شریف

۹/مارچ بروز سنیچر ۲۰۱۹ عیسوی ۱/رجب المرجب ۱۴۴۰

(شوگر والے مریض کیلئے روزے کا حکم)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مسئلہ:۔ کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ شوگر میں روزے کا کیا حکم ہے؟ اور اس کی قضاء اور کفارہ کیا ہے برائے کرم جواب عنایت فرمائیں بہت بہت نوازش ہوگی۔

المستفتی:۔ فیضان رضا

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

اللھم ھوالھادی الی الصواب

روزے کی حالت میں شوگر کے مریض کی طبیعت اگر زیادہ خراب ہونے لگے تو اس کے لیے روزہ توڑنے کی گنجائش ہو

گی اور اس کی قضا اس پر لازم ہوگی (کما قال اللہ تعالی فی کتابہ القدیم "فَمَن كَانَ مِنكُم مَّرِيضًا أَوْ عَلَىٰ سَفَرٍ فَعِدَّةٌ مِّنْ أَيَّامٍ أُخَرَ") اور جو تم میں سے مریض ہو یا مسافر تو وہ دوسرے دنوں میں روزہ رکھ لے یعنی قضا کرلے یعنی مریض اور مسافر اگر روزہ نہیں رکھ سکتے تو وہ رمضان کے بعد کسی بھی وقت روزے کی قضا کریں گے، جتنے روزے نہیں رکھیں گے اتنے روزوں کی قضا کریں گے اور اگر مریض ایسا ہے کہ مریض کو پتا ہے کہ وہ بعد میں قضا نہیں کرسکے گا۔ مرض کے ٹھیک ہونے کی امید نہ ہو تو ایسا شخص صرف فدیہ دے گا قرآن مجید میں ارشاد باری تعالی ہے (وَعَلَى الَّذِينَ يُطِيقُونَهُ فِدْيَةٌ طَعَامُ مِسْكِينٍ) (پارہ ۲ سورہ البقرہ)

اور جنہیں روزہ رکھنے کی طاقت نہ ہو تو ان کے ذمے ایک مسکین کے کھانے کا فدیہ ہے اور اگر مریض ایسا ہے کہ نہ روزہ رکھنے کی طاقت ہے نہ فدیہ ادا کرنے کی تو وہ معذور ہے (قال اللہ تعالی فی کتابہ القدیم لَا يُكَلِّفُ اللَّهُ نَفْسًا إِلَّا وُسْعَهَا) (پارہ ۳ سورہ البقرہ) واللہ اعلم وعلمہ احکم واتم

کتبہ

امجد رضا امجدی سیتا مڑھی بہار

۶ رمضان المبارک ۱۴۴۱ھ بروز جمعرات

(آنکھ میں دوا ڈالنے سے روزہ کا کیا حکم ہے)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مسئلہ:۔ کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ روزے کی حالت میں آنکھ میں دوا ڈالنے سے دوا کی تاثیر حلق میں پائی جائے تو کیا اس سے روزہ ٹوٹ جاتا ہے جواب عنایت فرمائیں۔ المستفتی:۔ محمد مدثر رضا

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوہاب

روزے کی حالت میں کہ آنکھ میں دوا ڈالنے سے روزہ نہیں ٹوٹتا ہے اگرچہ دوا کا مزا حلق میں محسوس ہو جیسا کہ فتاوی عالمگیری میں ہے (ولو اقطر شیئاً من الدواء فی عینہ لا یفطر صومہ عندنا وإن وجد طعمہ فی حلقہ)

(جلد اول ص ۲۰۳ الباب الرابع فیما یفسد و مالا یفسد)

ایساہی فتاویٰ نوریہ ج2 ص212،ایساہی شرح صحیح مسلم ج3 ص107 ؍پر ہے۔واللہ تعالیٰ اعلم والصواب

کتبہ

محمد انور رضا بہرائچ شریف

۵ شعبان المعظم ۱۴۴۰ھ بروز سنیچر

(سحری کا وقت کب سے کب تک ہے)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مسئلہ:۔کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ سحری کا وقت کب سے کب تک ہے؟اذان فجر تک کیوں نہیں کھا پی سکتے ہیں

المستفتی:۔توفیق سیفی چندوسی یوپی

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوہاب

پہلے یہ ملاحظہ فرمائیں کہ صبح سے پہلے کے وقت کو سحر اور اس وقت کے کھانے یا پینے کو سحری یعنی آخری رات کی غذا سحری کا وقت آدھی رات سے شروع ہوجاتا ہے،مگر سنت یہ ہے کہ رات کے آخری چھٹے حصے میں کھائی جائے۔

(مرآت شرح مشکوۃ جلد 3 صفحہ 151)

اللہ تبارک وتعالیٰ قرآن مجید میں ارشاد فرماتا ہے کہ(وکلوا واشربوا حتی یتبین لکم الخیط الابیض من الاسود من الفجر)اورکھاؤ پیو یہاں تک کہ تمھارے لئے ظاہر ہوجائے سفیدی کا ڈورا سیاہی کے ڈورے سے پوپھٹکر۔

(پارہ2 سورہ2 آیت 82)

اس آیت کے تحت حضور صدر الافاضل سید محمد نعیم الدین مرادآبادی علیہ الرحمہ تحریر فرماتے ہیں کہ رات کو سیاہ ڈورے سے اور صبح صادق کو سفید ڈورے سے تشبیہ دی گئی معنی یہ ہیں کہ تمھارے لئے کھانا رمضان کی راتوں میں مغرب سے صبح صادق تک مباح فرمایا گیا۔(بحوالہ تفسیر احمدی)

اور حضرت حکیم الامت مفسر قرآن مفتی محمد احمد یار خاں نعیمی علیہ الرحمہ اپنی کتاب تفسیر نعیمی جلد 2 صفحہ 236 پر تحریر فرماتے ہیں کہ صبح کی سفیدی مشرق ڈورے کی طرح باریک سی نمودار ہوتی ہے جس کے ساتھ رات کی سیاہی بھی باریک ڈورے کی طرح بن جاتی ہے اور ایسا معلوم ہوتا ہے کہ کالے اور سفید دو ڈورے ملے ہوئے ہیں۔

لہٰذا اس حالت کو سفید اور کالے ڈوروں سے بیان کیا تا کہ معلوم ہو کہ روزہ پو پھٹتے ہی شروع ہو جاتا ہے مذکورہ بالا نقل کردہ حوالہ جات سے معلوم ہوا کہ کھانے پینے کی اجازت غروب آفتاب سے لے کر صبح صادق ہو جانے سے پہلے تک ہے ۔بعد صبح صادق روزہ شروع ہو جاتا ہے اب اگر کوئی پو پھٹنے (صبح صادق) ہو جانے کے بعد کھانا پینا شروع رکھا تو اس کا روزہ نہ ہوا۔ کیونکہ روزہ تو پو پھٹتے ہی شروع ہو جاتا ہے اور یہ بھی یاد رہے کہ پو پھٹنے سے پہلے تو اذان کا وقت ہوتا ہی نہیں یہاں تک کہ اگر کسی نے پو پھٹنے سے پہلے اذان دے دی تو اذان دہرائی جائے گی۔ اس لئے سحری میں اذان کا انتظار نہ کریں ورنہ روزہ ہوگا ہی نہیں ۔واللہ تعالیٰ اعلم والصواب

کتبہ

محمد جعفر علی صدیقی رضوی مہاراشٹر

۳؍رمضان المبارک ۱۴۴۱ھ بروز سوموار

(کیا حالت روزہ میں مسواک کرنا لازم ہے؟)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مسئلہ:۔کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ کیا روزہ دار کو دن میں مسواک کرنا لازم ہے؟ جواب عنایت فرمائیں

المستفتی:۔محمد فیروز احمد قادری نہرنیاں ہر لاکھی مدھوبنی

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوہاب

مسواک کرنا ہمارے پیارے آقا جان رحمت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی سنت مبارکہ اور بڑے فوائد کا حامل ہے لیکن لازم وضروری نہیں ہے کہ اگر کوئی شخص مسواک نہ کرے تو گنہگار ہو۔

تفہیم المسائل میں ہے روزے کی حالت میں مسواک کرنا جائز ہے بلکہ ہر وضو کے ساتھ مسواک کرنا سنت اور باعث جزا ہے۔(ماخوذ تفہیم المسائل جلد اول صفحہ 191)

ہر وضو کے ساتھ مسواک کرنا اگرچہ لازم وضروری نہیں ہے مگر اسکے ترک پر جسم میں کثیر مہلک مرض کے اسباب پیدا ہو جاتے ہیں اسلئے رمضان ہو یا غیر رمضان اسے ترک کرنے کی کوشش نہ کرے اور بہترین سنت سمجھ کر عمل کرے۔

واللہ تعالیٰ اعلم والصواب

کتبہ

محمد ریحان رضا رضوی کشن گنج بہار ۳؍رمضان المبارک ۱۴۴۱ھ بروز سوموار

(روزے کی حالت میں نیم کی لکڑی کی مسواک کرنا کیسا ہے)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مسئلہ:۔ کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ روزہ کی حالت میں نیم کی لکڑی کی مسواک کر سکتے ہیں یا نہیں؟

المستفتی:۔ محمد نعیم الدین سلامی

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوہاب

جس طرح اور دنوں میں مسواک کرنا سنت ہے اسی طرح روزے کی حالت میں بھی سنت ہے اب مسواک چاہے نیم کی ہو یا پیلو وغیرہ کی خشک ہو یا تر زوال سے پہلے کی جائے یا زوال کے بعد بہر صورت مسنون ہے جیسا کہ مجدد اعظم سیدی سرکار اعلیٰ حضرت الشاہ امام احمد رضا خان محدث بریلوی رضی عنہ ربہ القوی فتاوی رضویہ میں تحریر فرماتے ہیں کہ مسواک مطلق جائز ہے اگرچہ بعد زوال۔ اھ (ج:10/ص:558/مکروہات صوم/دعوت اسلامی)

اور حضور صدر الشریعہ بدر الطریقہ علیہ الرحمۃ والرضوان بہار شریعت میں تحریر فرماتے ہیں کہ روزے میں مسواک کرنا مکروہ نہیں بلکہ جیسے اور دنوں میں سنت ہے روزہ میں بھی مسنون ہے مسواک خشک ہو یا تر اگرچہ پانی سے تر کی ہو زوال سے پہلے کرے یا بعد کسی وقت مکروہ نہیں اکثر لوگوں میں مشہور ہے کہ دوپہر بعد روزہ دار کے لئے مسواک کرنا مکروہ ہے یہ ہمارے مذہب کے خلاف ہے۔ اھ (ج:5/ص:997/روزے کے مکروہات کا بیان/مجلس المدینۃ العلمیۃ دعوت اسلامی)

اور البحر الرائق میں ہے کہ (و اما السواك فلا بأس به للصائم اطلقه فشمل الرطب واليابس والمبلول وغيرة وقبل الزوال و بعده) اھ (ج:2/ص:491/کتاب الصوم/فصل فی العوارض/دار الکتب العلمیۃ)

اور فتاوی ھندیہ میں ہے کہ (ولا بأس بالسواك الرطب واليابس فى الغداة والعشى عندنا قال ابو يوسف رحمه الله تعالىٰ يكره المبلول بالماء و فى ظاهر الرواية لا بأس بذالك و اما الرطب الاخضر فلا بأس به عند الكل كذا فى فتاوى قاضيخان) اھ (ج:1/ص:199/الباب الثالث فیما یکرہ للصائم ومالا یکرہ/بیروت)

واللہ تعالیٰ اعلم والصواب

کتبہ

محمد اسرار احمد نوری بریلوی

۱؍ رمضان المبارک ۱۴۴۱ھ بروز سنیچر

(حالت روزہ میں حیض ونفاس آگیا تو کیا حکم ہے؟)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مسئلہ:۔کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ حالت روزہ میں حیض شروع ہو جانا اس متعلق کوئی پوسٹ ہو ارسال فرمادیں بڑی مہربانی ہوگی۔ المستفتی:۔شکیل احمد راجستھان

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوہاب

اگر کسی عورت کو حالت روزہ میں حیض ونفاس آگیا تو اس کا روزہ ٹوٹ گیا بعد میں اس کی قضا کرے, اگر روزہ فرض تھا تو قضا فرض ہے, اگر روزہ نفل تھا تو قضا واجب ہے (روزہ کے ضروری مسائل ص 82 بحوالہ عالمگیری ج 1 ص 207 کتاب الصوم)
اگر وہ دن بھر روزہ کی طرح گزارے تو اس کو اس روزہ کا ثواب بھی ملے گا۔ واللہ تعالیٰ اعلم والصواب

کتبہ

محمد انور رضا پور بہرائچ

۲۱ رمضان المبارک ۱۴۴۰ھ بروز سوموار

(حالت روزہ میں وِکس اور بام لگانا کیسا ہے)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مسئلہ:۔کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ کیا وکس یا بام لگانے سے روزہ ٹوٹ جائے گا اگر ٹوٹ جائے گا تو وجہ بیان فرمائیں آپ علمائے کرام کی عین نوازش ہوگی المستفتی:۔ارشد رضا قادری اعظم نگر

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوہاب

وِکس اور بام کو ناک اور پیشانی وغیرہ کے اوپری حصے پر لگانے سے روزہ نہیں ٹوٹے گا اس لئے کہ فقہ حنفی کا قانون ہے کہ جسم میں مسامات کے ذریعے داخل ہونے والی کسی بھی دوا یا غذا سے روزہ نہیں ٹوتا ہے- جیسا کہ فقہ حنفی کی معتبر کتاب حاشیۃ طحاوی میں ہے کہ (والداخل من المسام لا ینافیه) اھ (ج:1 /ص:659)

اور فتاوی ہندیہ میں ہے کہ (وما يدخل من مسام البدن من الدهن لا يفطر هكذا في شرح المجمع) (ج:1 /ص:203 / الباب الرابع فیما یفسد ومالا یفسد/ بیروت)

اور وکس یا بام کو ناک کے اندر لگانے سے روزہ ٹوٹ جائے گا اس لئے کہ اسکے اجزاء حلق کے راستے سے اندر چلے جاتے ہیں- جیسا کہ پروفیسر حضرت مفتی منیب الرحمن پاکستانی مدظلہ النورانی فرماتے ہیں کہ: وکس vicks ایک قسم کا کیمیکل ہوتا ہے اسے جب ناک کے نتھنوں کے اندر لگاتے ہیں تو کیمیکل کے اجزاء حلق کے راستے اندر جاتے ہیں لہذا اس سے روزہ ٹوٹ جائے گا- البتہ ایسی وکس vicks جو سر درد کی صورت میں پیشانی پر لگائے جاتے ہیں یا کسی اور عضو میں درد ہو تو اس پر لگائے جاتے ہیں اس سے روزہ فاسد نہیں ہوتا کیونکہ بدن کے مسامون کے ذریعے پانی، تیل یا کوئی اور چیز اندر جائے تو اس سے روزہ نہیں ٹوٹتا۔اھ (تفہیم المسائل ج:1 /ص:188 / ضیاء القرآن پبلیکیشنز لاہور کراچی پاکستان)

اور جیسا کہ ردالمحتار میں ہے کہ (والمفطر انما هو الداخل من المنافذ) اھ (ج:3 /ص:367 / کتاب الصوم/ باب ما یفسد الصوم ومالا یفسدہ/ دارعالم الکتب) واللہ تعالیٰ اعلم والصواب

کتبــــہ

محمــــد اســــرار احمــــد نوری بریلوی

۸ رمضــــان المبــــارکــــ ۱۴۴۱ھ بروز سنیچــــر

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمدہٗ ونصلی علی رسولہ الکریم

{فسئلوا اھل الذ کر ان کنتم لا تعلمون}

تو اے لوگو! علم والوں سے پوچھو اگر تمہیں علم نہیں (کنزالایمان)

باب الاعتکاف

اعتکاف کا بیان

ناشر

اراکین فخر ازہر واٹس ایپ گروپ

(جس مسجد میں نماز تراویح نہیں ہوتی ہے اس میں اعتکاف کے لئے بیٹھنا کیسا ہے؟)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مسئلہ:۔کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ جس مسجد میں تراویح نہیں ہورہی ہے تو کیا اس مسجد میں بھی اعتکاف میں بیٹھیں گے یا نہیں؟ اور کیا اعتکاف کا تعلق تراویح سے یا نہیں برائے مہربانی حوالے کے ساتھ تشفی بخش جواب عنایت فرمائیں

المستفتی:۔محمد افروز

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوہاب

اعتکاف سنت, مؤکدہ ہے اسکے , لیے تراویح شرط نہیں جیسا کہ صاحب بہار شریعت تحریر فرماتے ہیں جس مسجد میں تراویح کی نماز نہیں ہوتی ہے اس مسجد میں بھی اعتکاف کے لئے بیٹھنا درست ہے اس لئے کہ تراویح اعتکاف کے لئے شرط نہیں ہے (ماخوذ بہار شریعت حصہ ۵ صفحہ ۳۵۳) واللہ تعالیٰ اعلم والصواب

کتبہ

محمد مظہر علی رضوی دربھنگہ بہار

۱۹ رمضان المبارک ۱۴۴۱ھ بروز بدھ

(معتکفہ کا مسجد بیت میں ضروری لوازمات پورا کرنا کیسا؟)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مسئلہ:۔کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ ہندہ ایک پارسا ونیک سیرت عورت ہے صوم وصلوۃ کی پابند ہے، گھر میں اکیلی رہتی ہے، اس کے علاوہ اس کے ساتھ اور کوئی نہیں گھر کا سارا کام خود ہی کرتی ہے اب وہ رمضان المبارک کے مقدس مہینے میں اعتکاف میں بیٹھنا چاہتی ہے۔کیا ایسی صورت میں ہندہ اعتکاف میں بیٹھ سکتی ہے یا نہیں؟ اگر اعتکاف میں بیٹھتی ہے تو اس کیلئے گھر کا کام کھانا پکانا کرسکتی ہے یا نہیں؟ بالا مذکورہ سوالات کے جوابات دیکر مشکور فرمائیں

المستفتی:۔محمد منور علی ٹیٹاگڑھ

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

اللھم ھو الھادی الی الصواب

عورت نماز کیلئے جس گھر کو خاص کر رکھی ہے اسی گھر میں اعتکاف کرے اعتکاف کے لیے مختص کی گئی جگہ عورتوں کے حق میں ایسی ہے جیسے مردوں کے لیے مسجد ہے، عورت کے لیے اعتکاف کی حالت میں طبعی اور شرعی ضرورت کے بغیر وہاں سے باہر نکلنا درست نہیں ہے، لہذا عورت اعتکاف کی جگہ سے باہر کھانے پکانے یا گھر کے کام کاج کے لیے نہیں نکل سکتی، اس سے اعتکاف ٹوٹ جائے گا البتہ عورت اپنی اعتکاف گاہ کے اندر رہ کر گھر کے کام کاج (مثلاً آٹا گوندھنا، کھانا پکانا، کپڑے دھونا وغیرہ) سرانجام دے سکتی ہے، لیکن بہتر یہ ہے کہ اعتکاف میں بیٹھنے سے پہلے ان کاموں کے لیے کوئی متبادل انتظام کرلے تاکہ پوری یکسوئی کے ساتھ یہ عبادت اپنی روح اور مقصد کے ساتھ ادا ہوجائے (والمرأة تعتكف فی مسجد بيتها، إذا اعتكفت فی مسجد بيتها فتلك البقعة فی حقها كمسجد الجماعة فی حق الرجل، لاتخرج منه إلا لحاجة الإنسان، كذا فی شرح المبسوط للإمام السرخسی "اور اسی میں ھے ان تعتكف فی غير موضع صلاتها اذا اعتكفت فيه كذا فی التبيين ولو لم يكن فی بيتها مسجد تجعل موضعا منه مسجدا فتعتكف فيه كذا فی الزاهدی) (فتاوی ہندیہ جلد اول کتاب الصوم باب الاعتکاف ص ۲۳۲ دار الکتب العلمیہ بیروت)

واللہ اعلم وعلمہ احکم واتم

کتبہ

محمد رضا امجدی سیتا مڑھی بہار

۲۷ شعبان المعظم ۱۴۴۱ھ بروز بدھ

(مرد کو گھر میں اعتکاف کرنا کیسا ہے؟)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مسئلہ:۔ کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ کیا لاک ڈاون کے زمانہ میں جبکہ مسجدوں میں زیادہ تعداد میں جمع ہونے سے منع کیا گیا ہے مرد حضرات گھروں میں سنت اعتکاف کرسکتے ہیں؟ قرآن وحدیث کی روشنی میں جواب عنایت فرمائیں۔ المستفتی:۔ محمد فیض عالم قادری مصباحی لال مسجد خضر پور کولکاتا بنگال

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

اللھم ھوالھادی الی الصواب

مردوں کے لئے گھر میں اعتکاف کرنا صحیح نہیں ہے بلکہ اعتکاف کیلئے چند شرطیں ہیں ایک یہ نیت کرنا بغیر نیت اگر کسی نے اعتکاف کیا تو بالا جماع درست نہیں اعتکاف کی شرطوں میں سے ایک شرط یہ بھی ہیکہ مسجد جماعت ہو پس ہر وہ مسجد جس میں اذان واقامت ہوتی ہو اعتکاف درست ہے لہذا اگر کوئی شخص اپنے گھر میں یا برامدے میں یا مدرسے میں یا کسی اور جگہ اعتکاف کرے تو درست نہیں جیسا کہ ہندیہ میں ہے (واما شروطه فمنها النيه حتى اعتكف بلانية لايجوز بالاجماع كذافى معراج الدرايه ومنها مسجد الجماعة فيصح فى كل مسجد له أذان وإقامة هو الصحيح كذا فى الخلاصة) (جلداول ص ۲۳۲ مطبع دارالکتب العلمیہ بیروت) واللہ اعلم وعلمہ احکم واتم

کتبہ

امجد رضا امجدی سیتا مڑھی بہار

۱۲ رمضان المبارک ۱۴۴۱ھ بروز بدھ

(کیا مریض بغیر روزہ رکھے اعتکاف کرسکتا ہے؟)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مسئلہ:۔ کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ ایک شخص اعتکاف میں بیٹھا ہے اور اس کی طبیعت زیادہ خراب ہوگئی وہ روزہ نہیں رکھ سکتا تو کیا وہ اعتکاف میں بیٹھ سکتا ہے؟ مع حوالہ جواب عنایت فرمائیں مہربانی ہوگی

المستفتی:۔ محمد مستقیم رضا انجم

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

اللھم ھوالھادی الی الصواب

اعتکاف سنت یعنی رمضان المبارک کی پچھلی دس تاریخوں میں جو کیا جاتا ہے اس میں روزہ شرط ہے لہذا اگر کسی مریض یا مسافر نے اعتکاف تو کیا مگر روزہ نہ رکھا تو سنت ادا نہ ہوگی بلکہ نفل ادا ہوگا جیسا کہ خاتم المحققین علامہ ابن عابدین

شامی قدس سرہ السامی ردالمحتار میں تحریر فرماتے ہیں کہ (و مقتضى ذالك ان الصوم شرط ايضا فى الاعتكاف المسنون لأنه مقدر بالعشر الاخير حتى لو اعتكفه بلا صوم لمرض او سفر ينبغى ان لا يصح عنه بل يكون نفلا فلا تحصل به اقامة سنة الكفاية)اھ (ج:3/ص:431/کتاب الصوم/باب الاعتکاف/دار عالم الکتب)

واللہ تعالیٰ اعلم والصواب

کتبہ

محمد اسرار احمد نوری بریلوی ۲۳ رمضان المبارک ۱۴۴۱ھ بروز اتوار

(کیا معتکف اہل خاندان کے جنازے میں شریک ہوسکتا ہے؟)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مسئلہ:۔کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ اگر معتکف کے گھر کوئی انتقال کر گیا تو کیا وہ جنازے میں شرکت کر سکتا ہے یا نہیں جواب عنایت فرمائیں مہربانی ہوگی

المستفتی:۔غلام غوث الوری

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوہاب

اگر معتکف کے ماں باپ بھائی بہن یا کوئی عزیز اچانک فوت ہو جائے تو ان کے تجہیز و تکفین کے لئے اعتکاف توڑ لینا جائز ہے,اگر کسی کا مرشد فوت ہو جائے تو اس صورت میں بھی اعتکاف توڑ سکتا ہے۔(مسائل اعتکاف ص28)

واللہ اعلم وعلمہ احکم واتم

کتبہ

محمد انور رضا بہرائچ شریف

۲۱ رمضان المبارک ۱۴۴۰ھ مطابق ۲۷ مئی بروز سوموار ۲۰۱۹ء

(نابالغ کی اَذان واعتکاف کا کیا حکم ہے)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مسئلہ:۔کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ کیا نابالغ بچہ اذان و اعتکاف دے سکتا بیٹھ سکتا ہے جواب عنایت فرمائیں

المستفتی:۔محمد رضوان

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوہاب

نابالغ سمجھ دار بچہ اگر صحیح طور پر اذان دینے پر قادر ہے تو اس کا اذان دینا جائز ہے، البتہ بالغ مرد کا اذان دینا افضل ہے(أذان الصبی العاقل صحیح من غیر کراھۃ فی ظاھر الروایۃ ولکن أذان البالغ أفضل) (ھندیہ ھکذا درمع الرد)

مسجد میں اللہ عزوجل کے لیے نیت کے ساتھ ٹھہرنا اعتکاف ہے اور اس کے لیے مسلمان عاقل وصائم ہونا شرط ہے بلوغ شرط نہیں بلکہ نابالغ جو تمیز رکھتا ہے اگر بہ نیت اعتکاف مسجد میں ٹھہرے تو یہ اعتکاف صحیح ہے آزاد ہونا بھی شرط نہیں لہٰذا غلام بھی اعتکاف کرسکتا ہے مگر اسے مولیٰ سے اجازت لینی ہوگی اور مولیٰ کو بہرحال منع کرنے کا حق حاصل ہے(قولہ ولو ممیزا فالبلوغ لیس بشرط کمافی البحر عن البدائع الخ) (درمختار مع ردالمحتار جلد سوم کتاب الصوم، باب الاعتکاف ص ۴۲۹)ھذاماظھرلی وھو اعلم واتم

کتبہ

امجد رضا امجدی

۳۰/۹/۱۴۳۹ رمضان المبارک

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمدہٗ ونصلی علی رسولہ الکریم

{فسئلوا اھل الذکر ان کنتم لا تعلمون}

تو اے لوگو! علم والوں سے پوچھو اگر تمہیں علم نہیں (کنز الایمان)

باب الحج

حج کا بیان

ناشر

اراکین فخر ازہر واٹس ایپ گروپ

(حج اور عمرہ میں کیا فرق ہے؟)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مسئلہ:۔ کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ حج اور عمرہ میں کیا فرق ہے ذرا وضاحت کریں مہربانی ہوگی

المستفتی:۔ عین العابدین

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

اللھم بھدایت الحق والصواب

حج اور عمرہ میں فرق یہ ہے کہ منی مزدلفہ میں قیام اور وقوف عرفات رمی حج میں ہوتے ہیں عمرہ میں نہیں حج سال کے مخصوص ایام میں ہوتا ہے اور عمرہ تمام سال میں مشروع ہے حج فرض اور نفل ہوتا ہے عمرہ فرض نہیں ہوتا حج کی قسمیں تمع قران افراد ہیں عمرہ میں یہ نہیں ہیں (کما لا یخفی من یطالع الکتب الفقہ والفتاوی)

واللہ تعالی اعلم والصواب

کتبہ

امجد رضا سیتا مڑھی بہار

۲۲ دسمبر بروز سنیچر ۲۰۱۸ عیسوی

(غریب محتاج کو حج کرنے کی تلقین اور مذاق اڑانے والے کے لئے شرعی حکم کیا ہے؟)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مسئلہ:۔ کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ بکر ایک غریب مومن بندہ ہے جس کو اللہ تعالی نے چھ بیٹی اور تین بیٹا عطا فرمایا ہے جن میں پانچ بیٹیاں بالغ ہیں اور ابھی تک بکر کسی بھی ایک لڑکی کے نکاح کے فرض سے ادا نہیں ہوسکا ہے بکر ہر وقت اسی غم و پریشانی میں مبتلا رہتا ہے کہ اللہ تعالی اپنے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم کے صدقہ طفیل میں میری بچیوں کا بیڑا پار لگا دے لیکن زید بار بار بکر سے کہتا ہے کہ اب کی بار حج کے لیے فارم بھر دو اور حج کر کے آؤ جب کی بکر زید کا بیس ہزار روپیہ کا قرض دار ہے یہ سارے حالات جانتے ہوئے بھی زید بکر کا مذاق اڑا رہا ہے اور ہنسی کر رہا ہے لہذا ایسی حالت میں زید کے لئے

شریعت میں کیا حکم ہے برائے مہربانی قرآن وحدیث کی روشنی میں جواب دے کر شکریہ کا موقع عنایت فرمائیں بہت مہربانی ہوگی

المستفتی:۔تنویر الحق مشائخی رام پور کٹرہ ضلع بارہ بنکی یوپی

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

اللھم ہدایۃ الحق والصواب

حج اسلام کا پانچواں رکن ہے جو کہ صاحب استطاعت پر فرض ہے رب قدیر وکریم جل شانہ ارشاد فرماتا ہے (وللہ علی الناس حج البیت من استطاع الیہ سبیلا) (پارہ4رکوع1)

یعنی خدائے تعالیٰ کے لئے بیت اللہ کا حج کرنا لوگوں پر فرض ہے جبکہ حج کے تمام ضروری مصارف کا مالک ہو ترمذی شریف میں ہے (عن علی قال قال رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم من ملك زادا وراحلة تبلغه الی بیت اللہ ولم یحج فلا علیه ان یموت یهودیا اونصرانیا وذالك ان اللہ تعالیٰ یقول وللہ علی الناس حج البیت من استطاع الیہ سبیلا) (پارہ4رکوع1)

حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا کہ رسول کریم علیہ الصلاۃ والتسلیم نے فرمایا کہ جو شخص زاد راہ اور بیت اللہ شریف تک پہنچا دینے والی سواری کے مصارف کا مالک ہو اور پھر اس نے حج نہیں کیا تو اس کے یہودی یا نصرانی ہو کر مرنے میں کوئی فرق نہیں اور یہ اس لئے کہا اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے (وللہ علی الناس حج البیت من استطاع الیہ سبیلا) یعنی خدائے تعالیٰ کے لئے بیت اللہ کا حج کرنا لوگوں پر فرض ہے جبکہ حج کے تمام ضروری مصارف کا مالک ہو۔(انوار الحدیث صفحہ 306)

اس سے صاف ظاہر ہوگیا کہ حج کرنا صاحب استطاعت پر فرض ہے نہ کہ غریب محتاج پر صورت مستفسرہ میں برتقدیر صدق سوال بکر پر حج کرنا فرض نہیں ہے لہذا زید بے تمیز کا یہ کہنا کہ تم حج کا فارم بھر لو حج کرکے آؤ سراسر غلط ہے اور ایک مؤمن مسلمان کا مذاق اڑانا اس کی دل آزاری کرنا سخت گناہ ہے اور یہ فعل اللہ عزوجل ورسول صلی اللہ علیہ وسلم کی ناراضگی کا سبب ہے حضور سرور کائنات صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں (من اذی مسلما فقد آذانی ومن آذانی فقد اذی اللہ) یعنی جس نے کسی مسلمان کو اذیت پہنچائی اس نے مجھے ایذیت پہنچائی اور جس نے مجھے اذیت پہنچائی اس نے اللہ کو اذیت پہنچائی اس لئے زید کو تاکید کی جاتی ہے کہ چلبلا پن چھوڑ دے اور بکر سے معافی مانگے اور اس قسم کی حرکتوں سے باز رہنے کا پکا عہد کرے اللہ پاک بکر کی بیٹوں کے لئے دیندار رشتہ عطا فرمائے۔ واللہ تعالیٰ اعلم والصواب

کتبہ

محمد مشتاق احمد قادری رضوی مہاراشٹر ۲۶ ذی القعدہ ۱۴۴۱ھ بروز سنیچر

(حج بدل کرنے والے شخص کا حج نفل ہوا یا فرض؟)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مسئلہ:۔کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ حج بدل کرنے والا شخص کا حج نفل ہوا یا فرض جواب عنایت فرما کر سعادت ابدی حاصل کریں

المستفتی:۔محمد شاداب عالم سیتامڑھی بہار الہند

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوہاب

جس نے حج بدل کیا وہ ثواب پائے گا جس کی طرف سے کیا اس پر سے فرض ادا ہوجائے گا، نہ کہ حج بدل کرنے والے پر سے فرض ساقط ہوگا صدر الشریعہ علیہ الرحمہ فرماتے ہیں: حجِ بدل کی سب شرطیں جب پائی جائیں تو جس کی طرف سے کیا گیا اس کا فرض ادا ہوا اور یہ حج کرنے والا بھی ثواب پائے گا مگر اس حج سے اُس کا حجۃ الاسلام (فرض حج) ادا نہ ہوگا (بحوالہ الدر المختار ورد المحتار، کتاب الحج، باب الحج عن الغیر، مطلب في الاستئجار علی الحج، ج ۴،ص ۲۴/حوالہ بہار شریعت، جلد اول، حصہ ششم، باب حج بدل کے شرائط، مطبوعہ المکتبۃ المدینۃ)

بہتر یہ ہے کہ حج بدل کے لیے ایسا شخص بھیجا جائے جو خود حجۃ الاسلام (حجِ فرض) ادا کر چکا ہو اور اگر ایسے کو بھیجا جس نے خود نہیں کیا ہے، جب بھی حجِ بدل ہوجائے گا (بحوالہ: الفتاوی الھندیۃ، کتاب المناسک، الباب الخامس عشر في الوصیۃ بالحج، ج ۱، ص ۲۵۷/ حوالہ؛ المرجع السابق)

اور اگر خود اس پر حج فرض ہو اور ادا نہ کیا ہو تو اسے بھیجنا مکروہِ تحریمی ہے۔(بحوالہ: المسلک المتقسط للقاری، باب الحج عن الغیر ص ۴۵۳/ حوالہ؛ المرجع السابق) واللہ تعالیٰ اعلم والصواب

کتبہ

ابو حنیفہ محمد اکبر اشرفی رضوی مانخورد ممبئی

۱۵ ذی القعدہ ۱۴۴۰ھ بروز منگل

(کیا نواسی اپنے نانا کے ساتھ عمرہ کرنے جا سکتی ہے؟)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مسئلہ:۔کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ کیا نانی اور نانا کے ساتھ نواسی عمرہ کرنے جاسکتی ہے مکمل جواب

عنایت فرمائیں نوازش ہوگی۔ المستفتی:۔محب الدین قادری مقام چرکٹیا بلرام پور

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوہاب

صورت مذکورہ میں نواسی اپنے نانا کے ساتھ عمرہ کرنے جاسکتی ہے اس لئے کہ حج وعمرہ کے سفر میں عورت کے ساتھ اسکا کوئی محرم یا شوہر ہونا ضروری ہے بغیر شوہر ومحرم کے اگر حج وعمرہ کریگی تو قدم قدم پر گنہگار ہوگی۔الجوھرۃ النیرۃ میں ہے کہ

(و یعتبر فی المرأۃ ان یکون لھا محرم یحج بھا او زوج سواء کانت عجوزا او شابۃ)اھ

(ج:1/ص:362/کتاب الحج/دارالکتب العلمیۃ)

اور مجدد اعظم سیدی سرکار اعلی حضرت الشاہ امام احمد رضا خان محدث بریلوی رضی عنہ اللہ عنہ ارشاد فرماتے ہیں کہ عورت کے ساتھ جب تک شوہر یا محرم بالغ قابل اطمینان نہ ہو جس سے نکاح ہمیشہ حرام ہے سفر حرام ہے اگر کریگی حج ہوجائے گا مگر ہر قدم پر گناہ لکھا جائے گا۔اھ(انوار البشارۃ فی مسائل الحج والزیارۃ ص:3) واللہ تعالی اعلم والصواب

کتبہ

محمد اسرار احمد نوری بریلوی

۲۵ فروری ۲۰۲۰ء مطابق ۳۰ جمادی الآخر ۱۴۴۱ھ بروز منگل

ان شاء اللہ بہت جلد دوم منظر عام پر آنے والی ہے